اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء

الحمد للہ کہ یہ رسالہ جسمیں اوثق العری کے مضامین کی توضیح اور مسئلہ جمعہ فی القری کی تحقیق ایسے طور سے کی گئی ہے کہ باید و شاید

مسمّٰی بہ

احسن القری

فی توضیح

اوثق العری

مع ضمیمہ

التلمیع الی مفاسد التجمیع

مصنفہ

حضرت زبدۃ المحققین عمدۃ المدققین افضل العلماء نخبۃ الفضلاء مولانا الحاج مولوی محمود حسن صاحب مدرس اوّل مدرسہ عربیہ دیوبند

باہتمام بندہ محمد یحییٰ تاجر کتب دیسی مقیم گنگوہ ضلع سہارنپور

در مطبع بلالی سٹیم پریس ساڈہورہ حلیہ طبع پوشید

قیمت فی مجلد ۱۲؍

اتبعوا ما انزل الیکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء

الحمد للہ کہ یہ رسالہ جس میں اوثق العریٰ کے مضامین کی توضیح اور رسالہ کسر العریٰ اور ہدایۃ الوریٰ مؤلفہ غیر مقلدین کی تردید ایسے طور سے کی گئی ہے کہ کسی منصف فہیم کو مسئلہ جمعہ فی القریٰ میں ذرا بھی تامل نہیں ہو سکتا ہے ۔

احسن القریٰ

توضیح

اوثق العریٰ

مصنفہ زبدۃ المحققین ... مولوی محمود حسن صاحب ... مقیم گنگوہ ضلع سہارنپور

مدرس ...

اعلان

بہت سے منصف مزاج سلیم الطبع دیندارانِ اہل اسلام اون مسائل مین جو اہل سنت والجماعۃ اور اہل اہوار وبدع مین مختلف فیہ ہین بوجہ نمعلوم ہونے قطعی اور یقینی دلائل طرفین کے اپنی طبعی رغبت اعمال صالحہ کے باعث ایسے ایسے امور مین مبتلا ہوجاتے ہین جنکو وہ دین سمجھہ رہے ہین اور فی الحقیقت اوسکے بہت سے جزئیات درجہ شرک تک پہونچ گئے ہین جسکے واسطے اللہ تعالیٰ صاف طور سے فرمارہا ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء پس ایسے خطرناک حکم کے سامنے اون بیچارون کی ساری عمر کی کرائی حبطت اعمالہم کا شکار ہنجاتی ہے اور ہر رسوم دنیویہ کو امور دینیہ خیال کرکے اون مین اسقدر اہتمام و سرگرمی کی جاتی ہے کہ فرایض و واجبات بکثرت ترک ہوجاتے ہین جسکی وجہ سے امر مباح بھی حرام ہوجاتا ہے بعضے بعضے علما کو کم علمی و قلت تتبع کی وجہ سے غلطیان واقع ہوئین اسپر عجب اور ہوار نفسانی نے اونکو انصاف و تحقیق حق سے باز رکھا پس انہون نے اونہین مسائل کو اپنے زعم باطل سے دلائل نامعقول و غیر مقبول سے مزین کیا اور عوام مین مشتہر کرکے کھانے کمانے کا اچھا ذریعہ بنایا۔ کتاب براہین قاطعہ علی ظلام انوار ساطعہ جس مین سو بحثین مسایل مختلفہ کی مذکور ہین چنانچہ خلف وعید اور نفس ذکر مولود و ایصال ثواب کا مستحسن ہونا اور دیگر لوازم و قیود کی وجہ سے ممنوع و نامشروع ہونا بدعۃ حسنہ و سیئہ کی حقیقت اور شرک و علم غیب کی بحث صوفیہ کے قول تارک الورد ملعون و صاحب الورد ملعون کی تحقیق فاتحہ مروجہ کا بیان شب جمعہ مین ارواح کا اپنے گھر آنیکا حال ندیم اور تشبہ کی عجیب بحث امر مستحسن و مستحب کا بیان قیام کے احکام سب بہت تحقیق و تنقیح سے لکھے گئے ہین جس کسیکو ذرا بھی سمجھہ ہوگی اوسکو پوری طرح سے ہر مسئلہ مین اطمینان ہوجاویگا و نیز کتاب اصلاح الرسوم مصنفہ مولوی اشرف علیصاحب تہانوی بھی ان امور کے بیان مین بہت ہی عجیب ہے ہر مسلمان کو ان دونو کتابون کا بغور و انصاف ملاحظہ کرنا ضروری اور بہت مفید ہے۔ نیز چند رسائل مثل طریقہ میلاد۔ فتوی میلاد۔ اربعہ لدفع النتیجہ تعلیم الدین جدید ترغیب العبارات وغیرہ انہین مسائل مختلفہ مین الفریقین کے بیان مین پوری وضاحت اور عجیب وغریب تحقیقات علمیہ سے اپنے مدعا مین کامل اطمینان بخش ہین طالبین طریقہ اہل سنت والجماعۃ کو ضرور اسطرف متوجہ ہونا چاہیے تاکہ اونکے شکوک رفع ہوکر اطمینان کلی حاصل ہو۔ اور انکا مفصل حال اور قیمت ملاحظہ فہرست سے معلوم ہوسکتی ہے

بندہ محمد یحییٰ تاجر کتب گنگوہ ضلع سہارنپور

فہرست مضامین رسالہ احسن القری

اعلان

فی زمانناعلوم مروجہ کی تحصیل معیشت کی ضروریات مین داخل ہوگئی ہے۔ اور پھر اس قدر فرصت نہین ملتی کہ دینیات کی طرف توجہ کیجائے۔ اگر کسی اہل ہمت نے اپنی فارغ اوقات کو علوم دینیہ کی تحصیل مین صرف کرنا چاہا بھی تو ہر جگہ اوستاد نہین اُردو زبان مین ایسی جامع کتاب جس مین دینیات کی جملہ اقسام کچھ کچھ بیان ہون نظر سے نہ گذری [illegible] وقت سائنس اور طبعیات کا اسقدر زور ہوتا گیا کہ اگر کوئی معاملہ دینی کہین پیش کیا جائے تو بدون دلیل عقلی [illegible] کوئی بات نہین سنتا پھر عام اہل اسلام کو احکام اسلام سے واقفیت ہو تو کسطرح ؟ کبھی خیال آتا کہ [illegible] رسالے مین اگر کسی نے سیدہے سادے طور پر احکام اسلام کو جمع بھی کردیا تو بدون دلائل عقلی کے [illegible] ہو [illegible] مگر بحمد اللہ کہ اسی سوچ بچار مین دو کتابین ایسی ہاتھ لگین کہ اگر پہلی مطلب اول کی پوری کفیل [illegible] دوسری [illegible] غرض کی سندی وکیل۔ مین نے ان دونو کو ایک جگہ کرکے اپنے انگریزی۔ اُردو۔ فارسی خوان احباب [illegible] اپنے عالی نشین ہدیہ غنیمت جانکر چھپوالیا۔ جملہ اُردو۔ فارسی سے مناسبت رکھنے والے اہل علم خصوصاً حضرات مدرسین مدارس سرکاریہ وطلبا، ومحکمۂ پولس۔ رجسٹری۔ وکلا۔ ودیگر عہدہ داران۔ وذی استعداد اشخاص جنکو بغرض کسب معیشت کی ضرورت سے خواہ ابتک اپنے مذاق کے مطابق کوئی کافی ذخیرہ نہ ملنے سے دین کی طرف متوجہ ہونیکا موقع نہین ملا کتاب تکمیل الیقین سے ضرور فائدہ اوٹھاوین جسمین منصوص مسائل اسلام کو فطرت انسانی کے مطابق ثابت کیا گیا ہے اور ہر ایک دعوی کے ثبوت مین اسی علم کے دلائل سے کام لیا ہے جسکے پڑہنے سے شبہات اور شکوک پیدا ہوتے ہین۔ [illegible] دیکھنے سے یہ امر بخوبی ظاہر ہوجاتا ہے کہ ٹھیٹھ اسلام کا کوئی مسئلہ ایسا نہین [illegible] اور شبہ کی عجیب بحث آمر مستحق کتاب کی تالیف سے یہ بھی محقق ہوگیا کہ اسلام کے سوا دنیا مین کوئی مذہب لکھے گئے ہین جس کسیکو ذرا بھی سمجھ پڑے فلاسفی سے مقابلہ کیا جائے اور وہ ہر طرح سے ٹھیک اوترے [illegible] اصلاح الرسوم مصنفہ مولوی اشرف علی بلکہ فلسفہ کا طرز بدلجاتا ہے تو مباحثہ کے اصول بھی بدلجاتے ہین۔ اور نئی قسم کی ولید کو ان دونو کتابون کا بغور دیکھے کہ اگلے زمانہ مین جو دلائل حقانیت اسلام کے ہمارے متقدمین نے قائم کئے تھے وہ آجکل کارآمد نہین رہے سچ ہے لدفع الشر ضرورت ہی کہ نیا طریقہ بحث کا اختیار کیا جائے۔ چنانچہ یہ کتاب اسی طرز پر لکھی گئی ہے جسکی مختصر فہرست مضامین [illegible] ظاہرہ دریافت ہوسکتی ہے اور کچھ اوسکے ٹائیٹل پیج سے اور اصل مدعا بغیر کتاب دیکھے معلوم نہین ہوسکتا خلاصہ [illegible] ضروری احکام اسلام اور اونکے فوائد ونکات من اولہ الی آخرہ اس مین درج ہین قیمت فی جلد کاغذ ولائتی عمر کا غذ دیسی [illegible]

المشتہر

بندہ محمد یحییٰ تاجر کتب گنگوہ ضلع سہارنپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مد للہ الذی ہدانا لہذا وماکنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ البر الرحیم + الذی جعل العلماء ورثۃ الانبیاء
ل کلمۃ الحکمۃ ضالۃ للحکیم + والصلوۃ والسلام علی من ارسل مبشرا ونذیرا واوتی الکلم الجوامع + وقال
ب حامل فقہ غیر فقیہ ورب مبلغ اوعی من سامع + وعلی آلہ واصحابہ کاشفی الغمۃ + وافضل ہذہ الامۃ +
ہا قلوبا واعمقہا علوما + ففصلوا ما اجملہ + وقیدوا ما اہملہ + **اما بعد** بندہ اضعف العباد اہل فہم
انصاف کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ ان دنون ایک فتوی دربارہ ادائے صلوۃ جمعہ فی القری کسی صاحب
نے علماء کی خدمت مین پیش کیا اور اوسکا جواب اہل حدیث دہلی نے تحریر فرمایا جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ جمعہ مین کسی
کان کی تخصیص نہین۔ جب دو شخص کسی مکان مین ملکر کیف ما اتفق جمعہ پڑھ لینگے تو جمعہ ادا ہو جاویگا حتی کہ خطبہ
ھی ضروری نہین مانتے اور بعض صاحبون نے فقط اتنی ہی بات پر اکتفا نہین کیا بلکہ مذہب احناف کو
وس من ہوسات الشیطان بھی بتلایا فالی اللہ المشتکی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ حالانکہ جس امر کی بنا پر یہہ پہاڑ کی
ابر کلمہ کھکر قائل نے اپنی گردن پر بوجھ رکھا ہے بعینہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بھی وہی ارشاد ہے کہ جسکو
سی فتوی مین خود تسلیم کرچکے ہین اور حدیث مرفوع بھی بعینہ مذہب احناف اور حضرت علی کے قول کے
طابق ہے جس کے حدیث ہونیکے یہہ حضرات بھی قائل ہین غایۃ ما فی الباب اوسکو ضعیف بتلاتے ہین
گر اتنی بات سے حدیث رسول ہونے سے کون انکار کرسکتا ہے اگرچہ وہ ضعف بھی بروئے انصاف بوجوہ
تعددہ حسب قاعدۂ علماء قابل لحاظ نہین کمایاتی۔ اس بے باکی اور مطلق العنانی کا کیا ٹھکانا ہے کہ ایک جزئی
خلاف کیوجہ سے اکابر دین اور سلف صالحین کی نسبت ایسے شنیع الفاظ استعمال کئے جاوین۔ اور اسکی بھی
پروا نہ ہو کہ اسکی نوبت کہان تک پہونچتی ہے حنفیہ کے عناد مین صحابہ کرام اور خود حضرت فخر انام صلوات
اللہ علیہ وسلامہ کی شان وعظمت بھی ہبا منثور کردی جائے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرات
صحابہ کرام وسید المرسلین کی عقیدت بھی اپنی توافق رائے کی بدولت ہے اور درصورت خلاف کسیکی
کوئی حقیقت نہین سمجھی جاتی **شعر** ہی گر تری چشم سحر آفرین ہے + تو پھر دل نہ جان اور ایمان نہ دین ہے
برائی بدشگونی کے لئے اپنی ناک کاٹ ڈالنے کا منظر غالبا اس سے بہتر نظر نہ آئیگا اور پیشین گوئی حضرت
فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم یعنی لعن آخر ہذہ الامۃ اولہا او کما قال کا مصداق اتنا قوی وظاہر بمشکل ہاتھ
آئیگا۔ پھر اسیطرح یہہ ہے کہ جس امر کو یہہ حضرات حق فرمار ہے ہین جمہور صحابہ اور تابعین اور ائمہ دین سب

ن قاصر النظر نے چند کتب مثل زاد المعاد نیل الاوطار فتح الباری وغیرہ دیکھین اور موافقین کی چند
ب بھی دیکھین مگر یون معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات موافقین ومخالفین کی نظر کو آخر تلک پھونچنے کی نوبت غالبًا
آئی ورنہ یہہ ظاہر ہے کہ یہہ ایسا امر نہ تھا کہ اس سے بحث نہ کیجاتی نہ شوافع اور اہل ظاہر نے اوسکی کچھہ
تحقیق اور جواب کیطرف توجہ فرمائی نہ علمائے احناف نے موقع استدلال مین ان روایات کی پوری تفصیل
تحقیق کی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال - الغرض رسالہ معلومہ مین بذریعہ روایات صحیحہ یہہ امر صاف طور پر ثابت کردیا
حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام زمانہ نبوت مین کہین جمعہ کا قری مین ہونا ثابت نہین ہوتا بلکہ
ہونا ثابت ہوتا ہے اور حدیث قولی سے بھی قری مین جمعہ کی ممانعت معلوم ہوتی ہے اور امر ثانی کو سب
علمائے احناف نے بھی اپنی مصنفات مین ذکر کیا ہے اور مخالفین نے بھی اسپر بحث کی ہے مگر امر اول کیطرف
ان حضرات کا توجہ فرمانا اور اوسکی تحقیق یا تردید کرنا کتب متداولہ مین کہین نظر سے نگذرا تھا اب ان دونون
امرون کی اجتماع سے استدلال حنفیہ کی تقویت کا حال چشم بددور کچھہ اور ہی ہوگیا جسکی وجہ سے ہمکو بھی
اہل انصاف سے تحسین وتسلیم کی امید تھی مگر تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آجکل شاید عالم مین مابین فہم اور
انصاف انفصال بطریق مانعۃ الجمع ہو رہا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون - علمائے حدیث واہل ظاہرین
سے رسالہ مذکور کا جواب دو صاحبون نے تحریر فرمایا ایک مولوی محمد سعید صاحب پنجابی ثم البنارسی
دوسرے جناب مولوی محمد علی صاحب ابو المکارم ساکن مؤ ضلع اعظم گڈہ جنکے حال سے بندہ بالکل ناواقف ہے
یہہ ہردو مجیب اپنے رسائل مین تحریر فرماتے ہین کہ حسب ارشاد جناب مولانا ابو الطیب محمد شمس الحق ہمنے جواب
لکھنا شروع کیا اور ان مولانا ابو الطیب کو ایک صاحب رئیس المحدثین اور دوسرے مجتہد مطلق کے لقب
سے یاد فرماتے ہین جس سے صاف سمجھہ مین آتا ہے کہ رسائل مذکورہ مین اگر اونکی اصلاح وترمیم کی نوبت
نہ آئی ہو تو یہہ ضرور ہے کہ انھون نے منجملہ اہل حدیث زمانہ حال ان ہردو صاحبون کو منتخب فرماکر اس
خدمت پر مامور کیا وکفی بہ فخرا - اسلئے ہمکو بھی یہہ خیال ہوا کہ یہہ ہردو رسالہ ضرور قابل دید ہونگے اور ان
سے بہتر شاید اور کوئی نہ لکھ سکے چنانچہ اسی شوق مین ہردو رسالہ کا مطالعہ کیا مگر کیا عرض کرون اونکے
مطالعہ سے اوثق العری کا اسم بامسمی ہونا اور بھی دلنشین ہوگیا اور بلا ارادہ لا انفصام لہا زبان پر آیا اور
یہ بھی معلوم ہوگیا کہ حبک الشئ یعمی ویصم تو حضرت سید المرسلین کا ارشاد ہے ہی مگر بغضک الشئ یعمی ویصم
بھی غلط نہین مگر تعجب یہہ ہے کہ ان ہردو رسائل کو دیکھکر اس ہیچمدان کو بھی خود بخود شوق تحریر جواب دامنگیر
ہوا اور ہردو حضرات منتخب فرمودۂ رئیس المحدثین ومجتہد مطلق کے جواب مین بسم اللہ کہکر بلا تامل قلم ہاتھہ مین
لے بیٹھا حالانکہ اپنی ہیچمدانی کے علاوہ جب یہہ خیال کرتا ہون کہ اہل علم وفہم کے نزدیک ان جوابون سے

اوسکے مخالف فقط ایک طائفہ قلیل غیر معتدبہا کا یہہ قول ہے کہ جمعہ اور دیگر صلوات قیود اور شرائط مین مساوی
ہین اکابر امت مین سے تحقیقی طور پر ایک دو کا بھی پورا موافق نکلنا دشوار ہے پھر ایسے قول پر سبکے مذہب
کو باطل لکھنا اور بے بنیاد خیال کرنا خیالی پلاؤ سے کبھی زیادہ وقعت نہین رکھ سکتا اسلئے بروئے فہم و انصاف
درباره مذہب حنفیہ جو کچھ طعن و تشنیع کیا جاتا ہے تمام جمہور امت تلک اوسکی نوبت پھونچتی ہے افسوس شعر
وہ لوگ تمنے ایک ہی شوخی مین کھودئے * پیدا کئے فلک نے جو تھے خاک چھان کے - فرق ہے تو یہی ہے کہ
حضرت امام ابو حنیفہؒ نے محل اقامت جمعہ بڑی بڑی بستیون کو قرار دیا ہے اور دیگر اکثر ائمہ اور علماء نے اپنے
اپنے استنباط کے موافق بڑی جماعت کے ساتھ ادائے جمعہ کو ضروری فرمایا ہے اونکے نزدیک چھوٹی
بستی مین جمعہ درست نہین اور انکے نزدیک جماعت قلیلہ کے ساتھ جمعہ صحیح نہ ہوگا باقی یہہ امر جدا رہا کہ کتنی آبادی
اور کسقدر جماعت کو کبیر اور عظیم کہنا چاہئے مگر یہہ کہنا کہ صلوۃ جمعہ اور دیگر صلوات مین بالکل مساوات ہے اور
صحت جمعہ کے لئے کسی قسم کی تخصیصات نہین ایسی جماعت قلیلہ کا قول ہے کہ جمہور امت کے مقابلہ مین اون کے
قول کو معمول بہا بنانا خود رائی اور عجائب پرستی سے خالی نہین معلوم ہوتا پھر اوسکی وجہ سے اورونکے مذہب
کو امر شیطانی قرار دینا تو اہل انصاف خود سمجھ سکتے ہین کہ کسکا کام ہے - بالجملہ جب یہہ فتوی بعض صاحبون
نے حضرت مطلع الانوار منبع الاسرار ذریعۂ مغفرت تھی دستان وسیلۂ نجات درماندگان رونق شریعت
زینت طریقت سیدنا و مرشدنا مولانا الحافظ الحاج **رشید احمد** بارک اللہ فی رشدہ و ارشادہ کی خدمت
مین بھیجا تو حضرت مولانا نے باوجود ضعف و معذوری و کثرت مشاغل مطابق مذہب حنفیہ فتوی مذکور کا جواب
لکھوا دیا اور فضول اور بے باکانہ کلمات کے جواب کی طرف اصلا توجہ نہین فرمائی چنانچہ اوثق العری اوسکا
نام تجویز ہو کر کسی نے طبع بھی کرا دیا - یہہ بدنام کنندۂ نکو نامی چند بھی اوس کے مطالعہ سے اپنی لیاقت کے
موافق بہرہ اندوز ہوا غالبا بہت سے حضرات اس ناکارہ کو حبک الشئی یعمی و یصم کا مصداق بناکر میرے
قول کو غیر معتبر فرماوین تو تعجب نہین - سو چونکہ یہہ کور و کر ہونا میرے خیال کے مطابق ہزار بینائی اور صد
ہزار شنوائی سے افضل و انفع ہے اسلئے اگر کوئی اس بے بضاعت کیطرف بے وجہ بھی ایسا خیال کرے
تو مین خواہ مخواہ بھی فخر و مسرت کے ساتھ اوسکو سننا چاہتا ہون ولنعم ما قیل ع فنحن بواد والعذول بواد
مگر جب یہہ دیکھتا ہون کہ رسالۂ مذکور مجھ جیسے کی توصیف کا کسیطرح محتاج نہین بلکہ بموجب ارشاد عارف ع
مادح خورشید مداح خود است - اپنی خودستائی سے خالی نہین تو اسلئے اوسکی توصیف و تحسین سے خود محجوب
ہوتا ہون ہان محض بنظر حق گوئی اسقدر عرض کرتا ہون کہ بحث معلوم مین رسالہ موصوف نہایت قابل قدر اور احق بالقبول
ہے مصنف علامہ سلمہ نے بروایات صحیحہ اپنے مدعی کو ایسا محقق فرمادیا ہے کہ اہل فہم و انصاف کو گنجایش انکار نہین

بدنامی وخلاف شان علمائے اعلام نہ کھیگا۔ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے نہایت درست فرمایا ہے۔ شعر
نورگیتی فروز چشمۂ ہور + زشت باشد بہ چشم موشک کور۔ خدا کی قدرت ہے کہ مجیب اور اوسکے ہم
مشرب الا ماشاء اللہ محض بہ نیت مراء وجدال و سب و شتم اکابر مدۃ العمر انہین اختلافات جزئیہ
کی تحریر و تقریر مین منہمک رہین اور اسی امر کو باعث فخر اور مبلغ کمال تصور فرماوین اور اگر کوئی عالم مقبول
محض بنظر احقاق حق وحمایت اکابر نصوص صحیحہ سے کسی مسئلہ کی تحقیق کرے تو اوسنے سخت غلطی کی اور
بدنام ہوگیا نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔ اسکے بعد مجیب بنارسی یہہ شکایت فرماتے
ہین کہ ہمنے کبھی نہ سُنا کہ مولانا نے مبتدعین کے اوپر کبھی قلم اوٹھایا ہو جب دیکھا سُنا تو یہی کہ اہل حدیث
کے پیچھے پڑے رہتے ہین حالانکہ مبتدعین مشرکین دہوم دہام سے انکا جواب لکھہ رہے ہین اور کسی طرح کی
بیباکی اور سخت کلامی سے دریغ نہین کرتے حتی کہ حضرت مولانا کے خدام تلک اس بوچھاڑ کی نوبت
پھنچاتے ہین جسکو اس امر مین شک ہو وہ رسالہ ازالۃ الخفا رفی علم المجتبی کو ملاحظہ کرکے ہماری بات
کی تصدیق کرلی انتہی بمضمونہ۔ مولوی صاحب۔ جن کو آپ مبتدعین مشرکین تحریر فرماتے ہین اگرچہ اونکے
فساد عقاید مین کسیطرح کا خفا نہین اور احداث فی الدین مین یقیناً وہ بڑہے ہوئے ہین لیکن بنظر انصاف لعن
آخر ہذہ الامۃ اولہا مین اونکا نمبر دویم ہے جسکی وجہ سے جو کوئی کسیکو ترجیح دے گنجایش معلوم ہوتی ہے مگر
واقعی امر یہہ ہے کہ آپکی یہہ شکایت بیجا ہے اور عجب نہین جو آپ بھی اسکے بیجا اور غلط ہونیکو سمجھے ہوئے ہون
مگر اسکا کیا علاج کہ جو تکلیف اپنے اوپر گذرتی ہے اوسکا احساس ہمیشہ اور دوسرونکی تکالیف سے بڑہا رہتا ہے۔
حق یہہ ہے کہ حضرت مولانا کی تحریرین اور اقوال اگر آپ دیکھین اور سنین گے تو آپ خود اقرار کرلینگے کہ حضرت
مولانا کا رد و انکار کماً اور کیفاً ہر طرح اوسیطرف بڑہا ہوا ہے آپ تو ماشاء اللہ عاقل ہین اگر آپ صرف مبتدعین
کے اوس ہی غیظ و غضب کو بنظر فہم ملاحظہ فرماینگے جسکو بحوالہ ازالۃ الخفا نقل کرتے ہو تو آپ سمجھہ سکتے ہین
کہ حسب قاعدہ بے ستائے کوئی روتا ہے کہین ضرور اون کو کوئی اذیت وکلفت ایسی پہنچی ہے کہ جسکی
وجہ سے ان پاجیانہ اور جاہلانہ کلمات تلک کی نوبت آئی میرے خیال مین تو اہل بدع کو بعد حضرت مولانا محمد
اسمعیل صاحب شہید علیہ الرحمۃ کسی سے ایسی کوفت نہ ہوئی ہوگی جیسی حضرت مولانا سے اگر ہمارا یقین
نہ ہو تو اہل بدع سے تحقیق فرمالیوین اور اگر کسی صاحب کو مزید تحقیق کا شوق ہو تو کچھہ عرصہ کے لئے مبتدعین
کے ہم مشربی اختیار فرماکر مولانا اور خدام مولانا کے حسن سلوک کا موازنہ کرلین مگر چونکہ ارشاد ترکہ الحق وماله
صدیق حمیم حضرت مولانا کے مطابق حال ہے ادہر حضرت مولانا کے خلاف کا مبنی بغض فی اللہ ہے جسکی وجہ سے
عتاب اہل حق نمونہ قہر الہی سمجھنا چاہئے اسلئے غالباً ہر فریق مخالف یہی خیال کررہا ہے کہ میری برابر کسی سے

انشاء اللہ اوثق العری مین کوئی ضعف پیدا نہین ہوا اور نہ مجھ جیسے کی تائید کی کوئی حاجت نہ کسی بڑے چھوٹے نے مجکو اس کام کے قابل خیال فرما کر مجبور یا مامور کیا تو کوئی وجہ دجیہ شوق تحریر جواب کی سمجھہ مین نہین آتی ہان حق تعالی کی رحمت جس سے کوئی برا بھلا مایوس نہین ہوسکتا اوسکا متوقع اگرچہ ناکارہ بھی ہو تو بیجا نہین الحاصل بندہ کے اس شوق کا مبنی اگر کوئی امر مذموم ہے جیساکہ میرے حال کے مناسب ہے تو اوسکو منی ومن الشیطان سمجھنا چاہئے اور اگر کوئی امر محمود ہے جیساکہ وسعت رحمت حق تعالی کی لایق ہے تو ذلک فضل اللہ کہنا چاہئے مگر حسن ظن چونکہ اہل علم وفضل کے مناسب حال ہے اسلئے ضرور ہے کہ میری معروضات کو فہم وانصاف کے ساتھ مطالعہ فرماوین اللہم انی اعوذ بک من ان اضل او اضل او ازل او ازل او اظلم او اظلم او اجہل او یجہل علی اسکے بعد یہ امر قابل عرض ہے کہ مولوی محمد سعید صاحب اور مولوی ابو المکارم صاحب کے جواب مین صرف اتنا تفاوت ہے کہ مجیب اول نے اوثق العری کا جواب بالاستقلال تحریر فرمایا اور مجیب ثانی نے مولانا ظہیر احسن صاحب شوق کے رسالہ کا جو اونہون نے اسی بحث مین تحریر فرمایا تھا اور اصل مضمون مین اوثق العری کے موافق تھا جواب تحریر فرمایا اور اخیر مین بالاجمال اوثق العری کے دلائل پر نکتہ چینی کی ہے اسلئے ہم بھی مناسب سمجھتے ہین کہ مولوی محمد سعید صاحب کے رسالہ کا جواب مستقل طور پر لکھا جائے اور اوسکے ذیل مین حسب موقع مولانا ابو المکارم کے استدلالات واعتراضات کی کیفیت بھی بیان کردی جائے واللہ الموفق والمعین۔

تمہید رسالہ اوثق العری

مولوی محمد سعید صاحب حمد وصلوۃ کے بعد تحریر فرماتے ہین کہ ہمنے رسالہ اوثق العری کو جو بغور تام دیکھا تو معلوم ہوا کہ حضرت مولانا سے سخت غلطی ہوئی اور مولانا کی شان سے بالکل خلاف ہے کہ ایسی جزئیات مسائل کے پیچھے پڑکر بدنام ہون انتہی بخلاصتہ۔ مولوی صاحب۔ قصور معاف نہ آپنے اوثق العری کو بغور تام ملاحظہ فرمایا اور نہ حضرت مولانا سے بحمد اللہ غلطی ہوئی چہ جائیکہ سخت اور نہ تحقیق مسائل حضرت مولانا کے خلاف شان اور نہ ہمین خدام مولانا کی بدنامی ان امور سے آپ بالکل مطمئن رہین اصلا کسی قسم کا اندیشہ نفرماوین البتہ ہمکو یہ خلجان ہے کہ مولوی محمد سعید صاحب عالم عامل بالحدیث ہوکر ایسے کذب صریح کے مرتکب ہون یہ قیامت نہین تو پھر کیا ہے ہان شاید انھون نے اوثق العری کو غور سے ندیکھا ہو فقط اعتبار پڑھا نیکو یہ لکھدیا ہو بموجب ارشاد عارف شعر چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد ✤ صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد۔ تعصب وعناد اس برعکسی اور غلط کاری کا سبب ہوا ہو۔ یا مصلحۃً بوجہ تعلق انضاد بجائے صواب غلطی اور بجائے مناسب شان خلاف شان اور بجائے مقبولیت ونیکنامی بدنامی بطریق مجاز تحریر فرمایا ہو بوجہ حسن ظن ہمکو یہ خیالات گذرتے ہین واللہ اعلم بحال عبادہ ورنہ جاہل سے جاہل بھی تحقیق مسائل کو موجب

نکرین گے تو طعن بیجا سے تو ضرور باز رہین گے اور جو کچھ الفاظ لعن و طعن محدثین کی تحریر مین تھی اون سے
ایسا بالکلیہ اعراض فرمایا کہ اونپر لاحول پڑھ لی ہو تو پڑھ لی ہو ورنہ اس سے زیادہ کچھ بھی نہین کیا رسالہ موجود
ہے ملاحظہ فرمالیجئے مگر تماشا ہے کہ آپ اسکی داد تو کیا دیتے اولٹا لڑنیکو موجود ہین کہ شیخ الکل پر کیون ہاتھ
صاف کیا تو اب جناب کا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ کوئی حنفی شافعی وغیرہ شیخ الکل کے فتوی کے خلاف
ہرگز کسی سائل و مستفتی کو مسئلہ نہ بتلائے بلکہ جواب سے پہلے یہ تحقیق کر لیا کرے کہ شیخ الکل کا اسبارہ
مین کیا ارشاد ہے نعوذ باللہ من الجہل والغباوۃ - اس ناز بیجا کی کوئی وجہ سمجھ مین نہین آتی اگر ہمارے
علامہ مجیب پنجابی الاصل نہ ہوتے تو ہمکو بہت ہی تحیر و تعجب ہوتا افسوس صد افسوس کہ مجیب کے ہم مشرب
مذہب امام کو خبط شیطانی بتائین اور مجیب کے کان پر جون نہ چلے - اور اگر کوئی اونکی بذربانیون پر
صبر جمیل کرکے نصوص صحیحہ سے فقط اپنے مذہب کی تحقیق و توثیق بیان کرے تو اوسپر آنکھین نکالنے کو
موجود کیا ایمانداری اور انصاف پرستی اسیکا نام ہے عاملین بالحدیث کے رسائل و اشتہارات ہمیشہ کثرت
سے شائع ہوتے رہتے ہین مگر مولانا کو اصلا فکر اور توجہ بھی نہین ہوتی یہی وجہ ہے کہ کوئی صاحب ایک نظیر
بھی ایسی نہین دکھلا سکتے کہ حضرت مولانا نے عامل بالحدیث کے کسی رسالہ کی تردید مین قلم اوٹھایا ہو - البتہ جو سوالات
واستفتا بغرض تحقیق مسایل مولانا کی خدمت مین آتے رہتے ہین اونکے جوابات محض بنظر ہدایت واحقاق حق
بلا رعایت دئے جاتے ہین کسی کے موافق ہون یا مخالف اور اونمین سے بعض جوابات حسب مصلحت بعض حضرات
طبع بھی کرا دیتے ہین چنانچہ اوثق العری جسپر حضرت مجیب کو جوش آرہا ہے اوسکے تحریر کی بھی یہی وجہ ہوئی مگر ہم
خوب سمجھتے ہین کہ مجیب کو حضرت مولانا کی دو تحریرین جو یکے بعد دیگرے کچھ عرصہ گذرا کہ مطبوع و مشتہر ہو چکی
ہین اور ہمنے سُنا ہے کہ بعض اہل حدیث منصف مزاج بھی اونکو پسند کرتے ہین بوجہ تعصب وغیرہ وغیرہ
کھٹک رہی ہین اول سبیل الرشاد جس مین چند مسائل مختلف فیہ مثل رفع یدین و قراءۃ فاتحہ وغیرہ کی تفصیل
ہے اور بلا بیان وجوہ ترجیح ہر ایک مذہب کا ماخذ نصوص مین سے بتلا دیا گیا ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ مذاہب
ائمہ مین ہر مذہب حدیث سے ماخوذ ہے کسی پر طعن و ملامت نہ کرنا چاہیئے یہ امر جدا ہے کہ ہر صاحب مذہب نے
اپنی اپنی فہم اور استنباط کے موافق توفیق روایات اور عمل بالاحادیث مین جو امر راجح سمجھا اسکو معمول
بہا بنایا اور اوسکے موافق جملہ روایات کو منطبق کرنے مین سعی فرمائی دوسرا رسالہ الرائے النجیح فی عدد رکعات
التراویح ہے جس مین نہایت انصاف و تحقیق کے موافق روایات احادیث کو جمع فرماکر یہ بات ثابت کردی ہے
کہ گو بعض وجوہ سے مذہب جمہور ائمہ بیشک اولی بالاتباع اور احق بالقبول اور ارجح ہے - مگر جس مذہب کو
دربارہ عدد رکعات تراویح علمائے اہل سنت مین سے کسی نے معمول بہا بنایا - وہ مخالف مذہب ہرگز

خلاف اور کسی پر نظر عتاب نہین اگر یہ وجہ ہے تو ہمین ہمکو بھی کچھ عرض کرنیکی حاجت نہین - آخرمین ہم مجیب
منصف سے یہ پوچھنا چاہتے ہین کہ آپ کی اور آپکے جملہ ہم مشرب کی اس زمانہ مین جسقدر تصنیفات
اور اشتہارات ہین اون سبکو جمع کرکے آپ ہی ایمان سے فرمادیوین کہ کتنا حصہ مقلدین کے مقابلہ
مین ہے اور کسقدر مبتدعین کے رد مین اور باہم موازنہ کرکے کچھ تو شرمایئے اور اس شکایت بیجا سے باز آیئے
ایک ازالۃ الخفا کا جواب لکھکر آپ پہولے نہین سماتے جسکا جواب بعض خدام مولانا کیطرف سے بھی مطبوع
ہوچکا ہے اسی خوبی پر شکایت اونکی کیجاتی ہے کہ جنکی بدولت اہل بدع کی فریاد وزاری عجم سے عرب تلک
پہنچ چکی ہے افسوس **شعر** تا کے ملامت مژۂ اشکبار من * یکبار ہم نصیحت چشم کبود خویش - اس فضول اور
بیجا شکایت کے بعد مجیب موصوف کچھ احسان ہین دبانا اور دہمکانا چاہتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ہمکو چونکہ
حضرت مولانا سے حسن ظن ہے اسلئے مولانا کی تحریرون کے جواب مین ہم پہلوتھی کرتے رہے مگر جب یہ دیکھا کہ ہمارے
شیخ الکل حجۃ السلف والخلف مولانا سید محمد نذیر حسین کی تحریر مصدقہ پر آپ نے ہاتھ صاف کیا ہے اور اوسکی
وجہ سے ایک فتنہ برپا ہو رہا ہے لہذا حسب تحریک بعض حضرات ہمکو جواب لکہنا مناسب معلوم ہوا - مولانا -
اگرچہ آپکے حسن ظن کی کیفیت تو ہر ایک عاقل آپ ہی کے اس ارشاد سے خوب سمجھ سکتا ہے کہ آپ کھلم کھلا
مذہب امام ابوحنیفہ رح کو فتنہ فرمارہے ہین مگر ہم اسپر بھی یہی عرض کرتے ہین ع عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت
است - آپکو یہ معلوم نہین کہ حضرت مولانا جو کچھ تحریر فرماتے ہین اوسکا مبنی محض احقاق حق اور حمایت احکام شرعیہ
ہوتا ہے کسی کی عداوت یا رعایت اوسکا منشا نہین ہوتا اور آپکے یہان معاملہ بالعکس معلوم ہوتا ہے
چنانچہ آپکی عبارت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ الکل کے خلاف پر آپکو یہ جوش پیدا ہوا ہے ع
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا - آپ نے حضرت مولانا کی تحقیق کو اپنی تحریرونپر قیاس فرمایا اسلئے یہ
یقین کربیٹھے کہ حضرت مولانا کو شیخ الکل پر ہاتھ صاف کرنا مقصود ہے - پس پھر کیا تھا آپے سے باہر ہوئے
کہ اپنی مقدار اور حقیقت کو بھی بھول گئے لاحول ولاقوۃ الا باللہ - مولانا ہم اول تو آپکو بنظر نصیحت مخلصانہ
عارف کا قول سنائے دیتے ہین ے کار پاکان را قیاس از خود مگیر - بعدہ یہ گذارش ہے کہ اگر حضرت مولانا
کے اقوال سے آپ غافل یا متغافل ہین تو یہ تو دیکھ لینا تھا کہ حضرت مولانا کی تحریر مین کسی پر خاص طور سے
رد ہے یا نہین - نہ آپکے شیخ الکل کا مذکور - محض اپنے مذہب کی تحقیق ہے جسکی وجہ غالبًا یہ پیش آئی کہ مستفتی
جیسا اہل حدیث کے روبرو پیش کرکے جواب فتوی کا طالب ہوا اسی طرح حضرت مولانا کی خدمت مین استفتا
پیش کیا گیا مولانا سلمہ نے جو امر حق تھا لکھوا دیا اور چونکہ یہ امر معلوم تھا کہ اہل حدیث حضرت امام پر زیادہ طعن
وتشنیع کررہے ہین اسلئے چند روایات صحیحہ سے اوسکی توثیق مناسب معلوم ہوئی کہ اہل فہم اگر تسلیم بھی

ہو الفتاح العلیم

تحریر مطلب اوثق العریٰ

حضرت مولانا نے شروع رسالہ مین جو دو صفحہ پر مضمون تحریر فرمایا ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ روایات معتبرہ صحیحہ اور اقوال اور مسلمات علماء اعلام سے یہ امر ثابت ہے کہ فرضیت نماز جمعہ مکہ معظمہ مین قبل ہجرت ہو چکی تھی مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ معظمہ مین بسبب غلبہ کفار اقامت جمعہ کی قدرت نہ تھی لہذا اقامتہ جمعہ سے معذور رہے لیکن اہل مدینہ کو آپ نے اقامت جمعہ کا امر فرمایا تہا اور حسب الحکم آپکے مدینہ طیبہ مین تا مقدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر جمعہ جاری رہا اور آیۃ جمعہ جس سے فرضیت جمعہ ثابت ہوتی ہی اوسکا نزول فرضیت جمعہ سے ایک عرصہ کے بعد ہوا ہے اوسکے بعد جب آپ نے مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی تو اول آپ کا نزول قبا مین پیر کے روز ہوا اور وہان چودہ روز قیام فرمایا اگرچہ عدد ایام اقامت مین اختلاف ہی مگر اصح الکتب یعنی بخاری مین چودہ یوم کی روایت جو مذکور ہے وہ سب سے راجح ہے سو ان چودہ روز مین آپکو قبا مین دو جمعہ پیش آئے اور بعض روایات بخاری مین چوبیس روز ہین تو اب تین جمعہ ماننے پڑینگے مگر آپنے قبا مین اقامت جمعہ نفرمائی اور نہ اہل قبا کو امر اقامت جمعہ فرمایا نہ اسپر سرزنش کی کہ مدینہ مین برابر جمعہ ہوتا ہے تمنے ابتک جمعہ کیون نہین قایم کیا حالانکہ قبا اور دیگر عوالی مین مسلمان بکثرت موجود تھے مگر کسی وقت مین وہان جمعہ نہین پڑہا گیا چنانچہ بخاری وغیرہ کتب حدیث مین روایت ہے عن ابن عباس ان اول جمعۃ جمعت فی الاسلام بعد جمعۃ جمعت فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینۃ لجمعۃ جمعت بجواثا قریۃ من قری البحرین - اس روایت صحیحہ سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ عوالی ومنازل مین جمعہ نہین ہوتا تہا ورنہ جواثا مین اولیت جمعہ جو روایت مذکور مین ہے غلط ہو جائیگی سو اگر ہر قریہ صغیرہ وکبیرہ مین اقامت جمعہ فرض تھی تو پھر کیا وجہ کہ عوالی ومنازل مین کبھی جمعہ نہوا جو صاحب مدعی وجوب جمعہ علی العموم ہین مصر وقریہ کی کوئی تخصیص نہین کرتے اونپر اسکا جواب واجب ہی (انتھے - اور اس تقریر کے ذیل مین حضرت مولانا نے ہر ایک امر کے ثبوت کے لئے چند روایات حدیث وعبارات کتب نقل فرمائی ہین جسکو منظور ہو اوثق العری کو دیکھ لے - ہمنے محض بغرض سہولت فہم مولانا کے استدلال کا خلاصہ عرض کر دیا ہے اب ہم اون امور کو کہ جن پر معترضین نے مواخذات کئے ہین مع مواخذات معترضین اور اونکے جوابات کے بالتفصیل عرض کرتے ہین - اوثق العری مین اس امر کے ثبوت کے لئے کہ فرضیت جمعہ مکہ مکرمہ مین قبل ہجرت ہو چکی تھی اور بسبب غلبہ کفار وہان اقامت جمعہ کی آپکو نوبت نہ آئی تھی لیکن اہل مدینہ کو آپ نے بذریعہ تحریر ادائے جمعہ کا امر فرما دیا تہا اور اہل مدینہ نے آپکی ہجرت فرمانے سے پہلے ہی آپکے ارشاد کے موجب جمعہ ادا کیا یہ عبارت منقول ہے (چنانچہ شوکانی نیل الاوطار مین فرماتے ہین وذلک ان الجمعۃ فرضت علی النبی صلی اللہ

نہین بلکہ سب تابع حکم حدیث اور عامل بالسنۃ ہین ان تحریرون کی بنا پر ہمارے مجیب یہ فرمارہے ہین کہ سب دیکہا سنا تو یہی کہ حضرت مولانا اہل حدیث کے پیچہے پڑے رہتے ہین - اجی صاحب نہ فرمایئے کہ اہل حدیث کے پیچہے پڑے رہتے ہین بلکہ یہ فرمایئے کہ آپ جیسے اہل حدیث خواہ مخواہ آگے آکر کہڑے ہوجاتے ہین جناب من حضرت مولانا کی یہ تحقیقات جیسی متعصبین اہل حدیث کو مخالف نظر آتے ہین ایسے ہی متعصبین مقلدین کو بھی بالکل مخالف معلوم ہوتے ہین - آپ کیون خواہ مخواہ سبکی بلا اپنے سر لیئے لیتے ہین حضرت مجیب اور اونکے امثال اگر تعصب سے یکسو ہوکر بنظر فہم و انصاف ان تحریرون کو ملاحظہ فرماتے تو اس قسم کی شکایات بیجا ہرگز نہ فرماتے بلکہ تسلیم یا تحسین فرمانے کو موجود ہوتے مگر ع ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبے است - کا کوئی علاج نہین آپکی باتین سنکر یہ خوب محقق ہوگیا کہ آپ کے یہان مبلغ کمال و فہم تحقیق و اجتہاد وغیرہ صرف یہی امر ہے کہ دیگر مذاہب پر جہان تلک ہوسکے وجہ بیوجہ طعن و تشنیع مین کمی نہ کیجائے اور آپکے خیال کے خلاف کوئی صاحب درایۃ کیسی ہی عمدہ اور لطیف بات نکالی اوسکا رد و انکار کرنا ضرور ہے سو ایسلئے آپ سے تو امید انصاف رکہنا خیال باطل ہے ہان عالم آباد ہے فقط اس امید پر ہم بھی خامہ فرسائی کرنا چاہتے ہین کہ آپ نہ سہی مگر جو حضرات جوہر فہم و انصاف رکھتے ہین شاید متنبہ ہوجائین اور اپنے کسی خیال سے باز آئین ویفعل اللہ مایشاء -

جاننا چاہیے کہ مجیب بنارسی نے اپنے رسالہ کا نام کسر العری باقامۃ الجمعہ فی القری تجویز کیا ہے - جس سے علاوہ اور امور کی تہذیب بھی کمال درجہ کی معلوم ہوتی ہے سو اون کے جواب مین ہمارا بھی دل چاہتا تھا کہ اپنے رسالہ کا نام الخطم البہری لمن بلکسر اوثق العری[1] تجویز کرین مگر ہمنے اس فضول امر سے قطع نظر کرکے اس خیال سے کہ مقصود اس رسالہ سے صرف مطالب اوثق العری کی توضیح و تشریح کرنی منظور ہے تاکہ ادنی فہیم بھی ہمارے مجیب کی مواخذات کی حقیقت سمجھ جائے اس رسالہ کا نام احسن القری فی توضیح اوثق العری رکہا ہو حسبی و نعم الوکیل -

---

[1] اسلئے شریر بیل یا اونٹ جو بہت سی رسیان توڑتا ہو نکیل سے قابو مین آجاتا ہے -

تمت الدیباچہ

نازل ہو چکا تھا حتی کہ تکیہ گاہ بے حجۃ خاتم المحدثین قاضی شوکانی اور امیر المومنین نواب صدیق الحسن خانصاحب
بھی اسکو تسلیم فرما چکے ہین تو اب ہمارے محدثین کو سخت خلجان پیش آیا کاش اگر قاضی صاحب اور نواب صاحبا
حنفیہ کے اس استدلال پر مطلع ہوکر کوئی صورت دستگیری کی ضعیف قوی ارشاد فرما جاتے تو اس حالت
بیکسی مین شاید کچھ تخفیف پیدا ہو جاتی - مگر خوبی قسمت سے اب اسکا سب بوجھ ہمارے محدثین کے ذمہ پر آپڑا
سو اسکی تدبیر مولوی محمد سعید صاحب نے تو بحالت مجبوری بمقتضاے ملان آن باشد کہ چپ نشود یہہ نکالی کہ
تھوڑی دیر کے لئے صداقت وغیرہ وغیرہ سے قطع نظر فرماکر دروغ مصلحت آمیز کو اختیار کیا اور یہ کہدیا (کہ روایت
ایک بھی نہ لکھی محض قاضی شوکانی کی عبارت پر اکتفا کیا) جسکی کیفیت مفصلاً عرض کر چکا ہون - اور مجیب ثانی
مولانا ابو المکارم نے یہ خیال فرمایا کہ یہ کہدینا کہ اوثق العری مین کوئی روایت مذکور نہین امر بدیہی اور مشاہد کا
انکار کرنا ہے اسلئے یہ چال اختیار کی کہ اول تو یہ کہا (کہ نماز جمعہ کی فرضیت قبل الہجرت صحیح نہین ہے اسواسطے
کہ سورہ جمعہ مدنی ہے اور اسکا آپکو بھی اقرار ہے انتھے) مگر اس دلیل یادر ہوا کا جواب بھی ہے کہ مولانا یہ بھی درست
کہ سورہ جمعہ مدنی ہے اور یہہ بھی بجا کہ ہم اوسکے مدنی ہونیکے مقر ہین مگر یہ سمجھہ مین نہ آیا کہ سورہ جمعہ کے مدنی ہونے
سے فرضیت جمعہ قبل الہجرت کیونکر غلط ہوگئی - کیا آپ کے نزدیک حکم اور نزول مین تقدم و تاخر غلط و باطل ہے
یاللعجب ولضیعۃ الادب - دیکھئے خدا خیر کرے اس مجبوری کی حالت مین کون کون سے امور مسلمہ محدثین اور
مفسرین کی تغلیط کرنی پڑتی ہے - پہر اسکے بعد مجیب ثانی تحریر فرماتے ہین (رہی یہ بات کہ نماز جمعہ بذریعہ وحی
مکہ مین فرض ہو چکی تھی صحیح نہین اور جن روایات سے آپ کا استدلال ہے اون روایات کا پتہ نہین تا کہ
دیکھا جاوے کہ وہ روایات قابل استدلال ہین یا نہین صاحب نیل الاوطار اور شراح بخاری نے جو روایت
بحوالہ دارقطنی نقل کی ہے نہ اسکے رجال مذکور نہ کسی محدث سے اسکی تصحیح منقول ہے نہ شارحین نے اوسکی صحت
ظاہر فرمائی لہذا استدلال ناتمام ہے انتھے ملخصاً) اقول بحول اللہ وقوتہ الحمد للہ مجیب ثانی نے صاف طور سے
یہ تو فرما دیا کہ روایت مذکورہ مین سے ہم کسی کی صحۃ کو تسلیم نہین کرتے مثل مجیب اول یہ تو نکیا کہ امر بدیہی سے
آنکھین بند کرکے اول تو یہ کہدیا (کہ روایت ایک بھی نہ لکھی محض قاضی شوکانی کی عبارت پر اکتفا کیا) حالانکہ روایات
متعددہ آنکھون کے سامنے موجود ہین اوسکے بعد نیل الاوطار کے حوالہ مین ایک خیالی بحث کرکے جسکا ذکر عنقریب
آنیوالا ہے آخر مین یہ جا کہا (حاصل کلام کا یہ ہے کہ حضرت نے روایات معتبرہ صحیحہ کا جو ادعا کیا تھا وہ غلط ہی کوئی
روایت صحیحہ اس بارہ مین نہین ہے) خیر یہ بات تو اہل فہم کو ظاہر ہو گئی کہ مولوی محمد سعید صاحب کو بھی قاضی
صاحب اور نواب صاحب وغیرہ کی بیان فرمودہ روایات کو غیر معتبر اور غیر مسلم فرمانا منظور ہے مگر کسی وجہ سے صاف
لکھتے ہوئے شرماتے ہین ع عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت است - اور مولانا ابو المکارم نے کسیقدر صاف لفظون

علیہ وسلم وہو بمکۃ قبل الہجرۃ کما اخرجہ الطبرانی عن ابن عباس فلم تمکن من اقامتہا ھنالک من اجل الکفار فلما ہاجر من ہاجر
من اصحابہ الی المدینۃ کتب الیہم یامرہم ان یجمعوا فجمعوا) انتہے - واقعی یہ عبارت جملہ امور مذکورہ سابقہ پر کمال وضاحت
کے ساتھ دال ہے لیکن ہر دو مجیب نے بزور قوت اجتہادیہ اس موقعہ پر چند مواخذات تحریر فرمائے ہین - محدث
بنارسی تو چھوٹتے ہی فرماتے ہین - **قولہ** کیون مٔلانا آپنے تو یہ دعوی کیا تہا کہ روایات معتبرہ صحیحہ سے فرضیت نماز جمعہ مکہ معظمہ مین
قبل ہجرت ہو چکی تھی اور روایت ایک بھی نہ لکھی محض قاضی شوکانی کی عبارت پر اکتفا کیا وہ روایات صحیحہ کہان ہین فرمایئے تو)
انتہے - مولوی سعید صاحب گھبرائی کی تو کوئی بات نہین ذرا صبر فرمایئے یہ بات تو مسلم ہے کہ جن سے تائید اور فریاد رسی کی توقع ہوتی
ہے اگر انہین کی طرف سے خلاف توقع ایسا سلوک ہونے لگے تو بیشک نہایت کوفت اور دلشکنی پیش آتی ہے مگر مقتضائے انصاف
یہ ہرگز نہین کہ آپ اس حالت ملال مین ہمکو بیوجہ دہمکائین اور جوبات آپکی آنکھونکے سامنے ظاہر و باہر موجود ہو اسکو بھی ملاحظہ
نفرمائین ہمکو تو آپ کے انصاف اور حسن عقیدت سے یہ امید تھی کہ قاضی شوکانی کے ارشاد کو بھی علی
راس والعین رکھین گے چہ جائیکہ روایات متعددہ بھی اوسکے ساتھ صراحۃً مذکور ہون - اول تو آنکھین
کھول کر روایت ابن عباس کو ملاحظہ فرمایئے جسکا حوالہ قاضی صاحب نے دیا ہے اور آپ نے بھی اسکو نقل
کیا ہے دوسرے اوثق العری کو ملاحظہ فرمایئے کہ اسکے بعد نواب صدیق الحسن خان اور علامہ قسطلانی اور علامہ
ابن حجر نے دارقطنی اور امام المغازی محمد ابن اسحاق وغیرہ کے حوالہ سے اس امر کو بیان کیا ہے اور تسلیم کیا
ہے کہ مکہ مکرمہ مین حکم جمعہ نازل ہوا مگر بوجہ عذر غلبہ کفار اقامت جمعہ پر آپ قادر نہوئے مدینہ منورہ مین آپ
نے پہنچتے ہی اقامت جمعہ فرمائی اسکے بعد روایت ابوداؤد جسکو ابن ماجہ اور حاکم اور امام احمد اور ابن حبان
اور بیہقی نے بھی عبدالرحمن ابن کعب سے نقل کیا ہے حضرت مولانا نے نقل فرمائی ہے جو اس امر مین نص صریح
ہے کہ قبل تشریف آوری حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ مین اقامت جمعہ ہوئی - اوسکے بعد مین
اتقان کی عبارت منقول ہے جسمین یہ جملہ صراحۃً موجود ہے فانہا مدنیۃ والجمعۃ فرضت بمکۃ - پھر اسکے بعد ابوداؤد
وغیرہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے جمع اہل المدینۃ قبل ان یقدمہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقبل ان تنزل
الجمعۃ الخ پھر اسپر بھی مولوی محمد سعید صاحب تحریر فرماتے ہین کہ (روایت ایک بھی نہ لکھی محض قاضی شوکانی
کی عبارت پر اکتفا کیا) ہمکو کمال تعجب ہے کہ بالمدیہات تو فقط آنکھون کے متعلق ہے عقل و تدبیر کی بھی حاجت
نہین پھر ایسے صریح بدیہی امر کے انکار پر کیونکر جرأت ہوئی اور اگر مجیب صاحب نے کسی مجبوری مین مبتلا ہو کر اپنی
آنکھین بند بھی کرلین تو کیا تمام عالم کو وہ ایسا ہی سمجھ گئے واقعی تعصب بھی نہایت پر زور چیز ہے جسکا اثر
قلب سے اعضاء ظاہر تک اسقدر نمایان ہوتا ہے - اب ہمسے حقیقۃ الامر سنئے کہ جب عبارت اوثق العری سے
بحوالہ کتب معتبرہ یہ امر واضح طور پر معلوم ہوگیا کہ حکم اقامت جمعہ مکہ مکرمہ مین قبل ہجرت و قبل نزول سورۂ جمعہ

سعید کی روایۃ لیتے ہو تو اوسکی نسبت حافظ ابن حجر تحریر فرماتے ہین ویشہد للثانی ما رواہ عبد الرزاق باسناد
صحیح عن محمد بن سیرین قال جمع اہل المدینۃ قبل ان یقدمہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ الحدیث۔
قاضی صاحب نیل الاوطار مین فرماتے ہین وروی عبد بن حمید وعبد الرزاق عن محمد بن سیرین قال جمع اہل
المدینۃ قبل ان یقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقبل ان تنزل الجمعۃ الخ الحدیث ثم قال قال الحافظ ورجالہ ثقات
الا انہ مرسل۔ ان حضرات کی تصریح سے اس روایۃ کی صحۃ صاف معلوم ہوگئی اور اگر کوئی صاحب یہ فرماوین کہ سرے
سے ہم مرسل ہی کو ضعیف وغیر معتبر سمجھتے ہین رجال سند معتبر ہون یا غیر معتبر تو اسکا جواب اول تو یہ ہے کہ مرسل
ہمارے اور اکثر علماء متقدمین بلکہ متاخرین کے نزدیک مقبول ہے مذہب ابو حنیفۃ ومالک ومن تبعہما وجمع من
المحدثین الی قبول المرسل والاحتجاج بہ وہو روایۃ عن احمد وحکاہ النووی فی شرح المہذب عن کثیر من الفقہاء
بل اکثرہم ونسبہ الغزالی الی الجمہور بل ادعی ابن جریر الطبری وابن الحاجب اجماع التابعین علی قبولہ والاحتجاج بہ۔
اور اسپر بھی اگر کوئی صاحب یہ فرماوین کہ ہمارے نزدیک مذہب راجح یہی ہے کہ مرسل مطلقاً ضعیف ہے تو گو بردے
انصاف ہمارے صحۃ استدلال مین اس سے کوئی سقم نہین آسکتا مگر تبرعاً اوسکے دفعیہ مین ہم عبارت ابن حجر
پیش کرتے ہین وہذا وان کان مرسلاً فلہ شاہد باسناد حسن اخرجہ احمد وابو داؤد وابن ماجۃ وصححہ ابن خزیمۃ وغیر واحد
من حدیث کعب ابن مالک قال کان اول من صلی بنا الجمعۃ قبل مقدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ اسعد
بن زرارۃ الحدیث۔ الحمد للہ کہ اس روایۃ منقولہ اوثق العری کی صحۃ بھی علامہ ابن حجر اور قاضی صاحب کی تصریحات
کی بموجب خوب ثابت ہوگئی اب لیجئے عبارت اتقان وہ یہ ہے۔ النوع الثانی عشر ما تاخر حکمہ عن نزولہ وما تاخر
نزولہ عن حکمہ الی ان قال ومن امثلتہ ایضاً آیۃ الجمعۃ فانہا مدنیۃ والجمعۃ فرضت بمکۃ الی آخر ما قال۔ سو یہ امر تو ظاہر
ہے کہ علامہ سیوطی نے کوئی روایۃ بیان نہین کی جو اوسکی صحۃ بیان کرنیکی حاجۃ ہو البتہ یہ بات بدیہی ہے
کہ علامہ موصوف کے نزدیک یہ امر محقق ومسلم ہے کہ فرضیت جمعہ قبل ہجرت مکہ معظمہ مین نازل ہو چکی تھی اور سورۃ
جمعہ اوسکے بعد مدینہ منورہ مین نازل ہوئی جس سے یہ واضح ہوگیا کہ علامہ سیوطی کے نزدیک نزول فرضیت
جمعہ مکہ مکرمہ مین صحیح اور ثابت ہے۔ اور یہ امر بھی مسلم ہے کہ علامہ سیوطی کا کسی امر کو صحیح فرمانا ایسا نہین کہ بلا وجہ
اور بے دلیل اوسکا انکار مسموع ہونیکے قابل سمجھا جاوے۔ اور جب یہ دیکھا جاوے کہ جمہور علماء مفسرین معتبرین
اونکی موافقت فرمارہے ہین یعنی حکم اقامت جمعہ کو ہجرت اور نزول سورۃ جمعہ سے مقدم بتلاتے ہین تو پھر تو اوسکے
تسلیم مین کوئی وہمی بھی متامل نہوگا۔ تفسیر بیضاوی۔ تفسیر خازن۔ معالم التنزیل۔ قنوی اور خفاجی اور شیخ زادہ
حواشی بیضاوی وغیرہ وغیرہ کتب کو ملاحظہ فرمایئے کہ کسی نے بھی امر مذکور کا خلاف نہین کیا بلکہ سب حضرات ایکزبان
ہو رہے ہین بلکہ ابن شہاب نے تو اس قصہ کو نقل فرماکر یہ بھی بیان کیا ہے۔ وبہ یلغز ای صلوۃ مفروضۃ صلاہا

مین اس مضمون کو ادا فرمایا - سوا دو امور تو بالکل لغو اور فضول ہین مطلب کی بات صرف یہی ہے کہ ہر دو مجیب
روایات منقولہ اوثق العری کو غیر معتبر فرماتے ہین جو مبلغ سعی ان حضرات کا ہوا کرتا ہے اسلئے اسکے متعلق ہمکو بھی
کچھہ عرض کرنا ضروری ہے بگوش انصاف سنئے - اول قابل گذارش یہ امر ہے کہ اوثق العری مین پانچ چار حوالہ
کتب معتبرہ سے اس بارہ مین نقل کئے ہین کہ حکم اقامت جمعہ مکہ مکرمہ مین قبل ہجرت ہو چکا تہا جنکو بالترتیب احقر بھی
نقل کر چکا ہے اونکو ہر دو مجیب غیر معتبر اور غیر صحیح فرماکر عقب گذاری کرنا چاہتے ہین مگر مجیب ثانی مولانا ابو المکارم نے
تو اتنی بات کہہ بھی دی کہ ہمکو اونکی سندین اور اونکے رجال کا حال معلوم نہین اسلئے اونکی صحت قابل تسلیم
نہین اور قاضی صاحب اور نواب صاحب اور علامہ ابن حجر اور علامہ قسطلانی کا نقل فرمانا اس بارہ مین کافی
نہین ہو سکتا - اور مجیب اول کو تو اتنی بات کہنے مین بھی تامل ہوا اس مہارت اور تبحر پر تعجب ہے کہ ایک سند مین
بھی صاف طور سے کسی قسم کا سقم اور ضعف بیان نکر سکے مگر چونکہ ان حضرات کو ایک مجبوری کی وجہ سے فقط دفع الوقتی
کرنی منظور ہے اسلئے اونہوں اور مہمل باتین کرنا کوئی تعجب نہین - لیکن ہمکو چونکہ ناظرین اہل انصاف پر حقیقۃ الامر
واضح کرنا مقصود ہے اسلئے عرض ہے کہ اوثق العری مین جسقدر روایات موجود ہین بحمد اللہ کوئی غیر معتبر نہین سب قابل
احتجاج اور بنظر تسلیم اور معتبر ہین - تعصب یکسو ہوکر بنظر انصاف ملاحظہ فرمالیجے - روایۃ عبد الرحمن بن کعب
بن مالک جو بحوالہ ابوداؤد و ابن ماجہ منقول ہے اوسکی نسبت حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہین - اخرجہ احمد
وابوداؤد وابن ماجہ وصححہ ابن خزیمہ وغیر واحد من حدیث کعب بن مالک - علامہ ابن قیم زاد المعاد مین بیہقی سے
اس روایۃ کی نسبت نقل کرتے ہین وہذا حدیث حسن صحیح الاسناد - قاضی صاحب نیل الاوطار مین فرماتے
ہین الحدیث اخرجہ ایضا ابن حبان والبیہقی وصححہ قال الحافظ واسنادہ حسن - ان اعلام محدثین کی اسقدر
تصریحات کے بعد ہماری سمجھہ مین نہین آتا کہ ادنی منصف فہیم بھی اس روایۃ کے معتبر اور صحیح ہونے مین متامل
ہو - الیتہ الضرورات تبیح المحظورات کا قصہ ہی جدا ہے اور تماشا یہ ہے کہ خود مجیب بھی صفحہ آٹھہ پر تحریر فرماتے ہین
کہ عبد الرحمن بن کعب کی روایت قوی ہے اور صفحہ پانچ پر اوسکی تصحیح نقل کرتے ہین مگر ہماری بات کا جواب ندارد
کما سیجی مفصلاً دوسری روایت جو بحوالہ ابوداؤد وغیرہ منقول ہے جس حوالہ کی آگے چلکر اپنے زعم مین مجیب
اول تغلیط بھی کر رہے ہین کما سیاتی - اور وہ روایت یہ ہے جمع اہل المدینۃ قبل ان یقدمہا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم وقبل ان تنزل الجمعۃ الخ الحدیث یہ روایت امام ابوداؤد اور عبد الرزاق اور عبد بن حمید کی ہے
مگر یہ الفاظ جو یہان منقول ہین یہ الفاظ بعینہ عبد الرزاق اور عبد بن حمید کے ہین اور ابوداؤد کی روایت مین معنے
موجود ہین اور الفاظ یہ نہین اور اوس سے وہی روایۃ کعب ابن مالک کی جو اوپر گذری مراد ہے کما سیاتی - سو
اگر اس سے مراد ابوداؤد کی روایت لیجاوے تو اوسکی صحت ابھی منقول ہو چکی ہے اور عبد الرزاق اور عبد بن

کے موقعہ مین ایسی روایت بیان فرمائی ہو کہ جو روایتہ خود انہین کے نزدیک لایق اعتبار اور احتجاج نہو
نہایت غلطی و گستاخی ہے ہمسے پوچھئے تو ان صاحبون کا حدیث مذکور کو موقع احتجاج مین پیش فرمانا باعلی ندا
یہ کہہ رہا ہے کہ حدیث موصوف اونکے نزدیک مقبول و معتبر ہے مگر اسکا کیا علاج کہ آپ اسپر بھی یہی فرما رہے ہین
کہ ان شارحین مین سے کسی سے اسکی تصحیح منقول نہین اسلئے یہ روایتہ مجہول ہے۔ معہذا علامہ ابن حجر اور قاضی
شوکانی تو دربارہ نقل روایات نہایت محتاط بلکہ متشدد ہین دیکھئے علامہ ابن حجر نے اس موقعہ پر عبد الرزاق
کے حوالہ سے روایتہ ابن سیرین کو نقل فرماکر وہذا وان کان مرسلاً فلہ شاہد باسناد حسن الخ تحریر فرمایا ہے
اور قاضی صاحب نے اس بحث مین بحوالہ طبرانی حدیث ابی مسعود نقل کرکر وفی اسنادہ صالح ابن ابی الاخضر
وہو ضعیف فرمادیا ہے حالانکہ یہ تضعیف بھی متکلم فیہ ہے پہر ایسے حضرات کی نقل کی نسبت ایسے بے سر و پا
خیالات پیش کرکے اونکے منقولات کو ساقط الاعتبار قرار دینا کیونکر قابل قبول ہو سکتا ہے علاوہ ازین حافظ ابن
حجر تلخیص مین فرماتے ہین - وروی الدارقطنی من طریق مغیرۃ بن عبد الرحمن عن مالک عن الزہری عن عبید اللہ
عن ابن عباس قال اذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الجمعۃ قبل ان یہاجر ولم یستطع ان یجمع بمکۃ فکتب الی مصعب
بن عمیر امابعد الخ - اور کسی قسم کی تضعیف نہین فرماتے الحاصل جملہ روایات منقولہ اوثق العری کا مقبول و
معتبر ہونا محقق ہوگیا تو اب اپنے اغراض کیوجہ سے بلاوجہ وجیہہ اونکو مجہول فرمانا سخت ناانصافی و بے باکی
ہے کتب معتبرہ کو ملاحظہ فرمالیجے سب اکابر کا یہی ارشاد ہے کہ روایات غیر معتبرہ کا معتبر بنانا جیسا قبیح ہے ایساہی
روایتہ معتبرہ کو غیر معتبر قرار دینا مذموم ہے۔ من کذب علی متعمداً جسقدر خوفناک امر ہے من کذب متعمداً بھی اوس
سے کسیطرح کم نہین جب ان روایات معتبرہ اور اقوال صادقہ مسلمہ سے اہل انصاف پر خوب واضح ہوگیا
کہ قبل الہجرۃ اہل مدینہ کو اقامت جمعہ کی نوبت آچکی تھی تو ہمکو اس بارہ مین زیادہ خامہ فرسائی کی اصلا
حاجت نہین مگر محدثین زمانہ حال کی فہم و انصاف ظاہر کرنیکی غرض سے تبرعاً اتنا اور عرض کئے دیتے ہین
کہ قاضی شوکانی بحوالہ طبرانی تحریر فرماتے ہین عن ابی مسعود الانصاری قال اول من قدم المدینۃ من
المہاجرین مصعب بن عمیر وہو اول من جمع بہا یوم الجمعۃ قبل ان یقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہم اثنا
عشر رجلا وفی اسنادہ صالح بن ابی الاخضر وہو ضعیف - مگر انکی تضعیف مین اختلاف ہے بعض اکابر
انکی توثیق فرماتے ہین صاحب تقریب نے انکے بارہ مین قول فیصل ضعیف یعتبر بہ فرمایا ہے - یہی وجہ معلوم
ہوتی ہے کہ قاضی صاحب باوجود بیان تضعیف دربارہ عدم اشتراط عدد اربعین شوافع کے مقابلہ مین
اس روایت سے استدلال لائے ہین علاوہ ازین مراسیل ابی داؤد مین اسکا شاہد موجود ہے - عن
الزہری ان مصعب بن عمیر حین بعثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی المدینۃ جمع بہم وہم اثنا عشر رجلا -

الناس قبل النبی صلی اللہ علیہ وسلم - اب نہایت تعجب خیز امر ہے کہ امام محی السنۃ اور سیوطی وغیرہ جیسے اکابر کی تصحیح وتسلیم بھی قابل قبول ہنو اور بلا دلیل اوسکے انکار پر جرأت کیجاوے اور اسکے ساتھ جب اون روایات معتبرہ احادیث کو دیکھا جاوے جو اس بارہ مین منقول ہین تو پھر تو اسکے مقابلہ مین کچھ بھی لب کشائی کرنا سچ عرض کرتا ہون بالکل منہ چڑانا ہے جو اہل علم سے کسیطرح متوقع نہین - اب باقی رہی روایت ابن عباس جسکو بحوالہ دارقطنی وغیرہ علامہ ابن حجر اور قسطلانی اور قاضی شوکانی اور نواب صدیق الحسن خان نے اپنی اپنی تالیفات مین نقل فرمایا ہے اور جسکی نسبت مولانا ابو المکارم صاف لفظون مین تحریر فرماتے ہین کہ نہ اوس روایتہ کے الفاظ مذکور ہین نہ اوسکی رجال نہ کسی محدث سے اوسکی تصحیح منقول ہے نہ اون شارحین نے اوسکی صحت کو ظاہر فرمایا ہے - سو اوسکی نسبت اول تو یہ عرض ہے کہ کتب معتبرہ مین مصرح موجود ہے کہ نقل روایتہ کے بعد سکوت کرنا یعنی روایتہ پر کسی قسم کا طعن وجرح نکرنا اس امر کی دلیل ہے کہ ناقل کے نزدیک وہ روایتہ مقبول ہے - وان سکتوا عن الرد بعد ما بلغہم روایۃ الحدیث فہو مقبول ایضاً لان السکوت فی موضع الحاجۃ لایحل الاعلی وجہ الرضا بالمسموع والمرئی فکان سکوتہم عن الرد دلیل التقریر اذ لو لم یکن کذلک لتطرقت نسبۃ التقصیر الیہم وانہم لم یتہموا بذلک انتہے اس سے معلوم ہوگیا کہ ایسے موقع پر سکوت بھی دلیل قبول اور قرینہ تسلیم ہے ورنہ ساکت متہم بہ تقصیر ہوگا جو اکابر کی نسبت خیال باطل ہے - صاحب مشکوۃ دیباچہ مشکوۃ مین امام محی السنۃ کی نسبت تحریر فرماتے ہین وان کان نقلہ وانہ من الثقات کالاسناد - اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ثقہ کا بدون اسناد نقل کرنا مقبول ومعتبر ہے - چنانچہ صاحب مرقات اسکی شرح مین بیان فرماتے ہین - لان ہذا شان من اشتہرت امانتہ وعلمت عدالتہ وصیانتہ فیعول علی نقلہ وان تجرد عن اسناد الشی لمحلہ انتہے علاوہ ازین فتح الباری قسطلانی نیل الاوطار عون الباری مین روایتہ مذکورہ کو اپنے استدلال اور احتجاج کے موقع مین پیش کیا ہے نیل الاوطار کو ملاحظہ فرمالیجے کہ دربارہ اشتراط عدد اربعین قاضی صاحب شوافع کے جواب کے ذیل مین تحریر فرماتے ہین وذلک ان الجمعہ فرضت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو بمکۃ قبل الہجرۃ کما اخرجہ الطبرانی عن ابن عباس الخ اور علامہ ابن حجر نے یہ فرمایا ہے کہ روایت ابن سیرین سے گویہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام نے اپنے اجتہاد سے جمعہ کو اختیار فرمایا مگر اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی قبل الہجرت مکہ مین حکم جمعہ معلوم نہین ہوا تھا اب اسکے ثبوت کے لئے علامہ موصوف فرماتے ہین فقد ورد فیہ حدیث عن ابن عباس الخ - علی ہذا القیاس قسطلانی اور عون الباری کو ملاحظہ فرمالیجے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نقل محض سے بڑھکر ان صاحبون نے موقع احتجاج واستدلال مین روایتہ مذکورہ کو بیان کیا ہے - سو ان صاحبونکی طرف یہ خیال کرنا کہ اپنے استدلال

ابن عباس وہی ہے جسمین آپ نے مدینہ مین مصعب بن عمیر کو امر اقامۃ جمعہ تحریر فرمایا کما مر حضرت شاہ ولی اللہ
صاحب رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ مین تحریر فرماتے ہین ۔ وخص اللہ تعالی ہذہ الامۃ بعلم عظیم نفسہ اولا فی صدور اصحابہ
صلی اللہ علیہ وسلم حتی اقاموا الجمعۃ فی المدینۃ قبل مقدمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکشفہ علیہ ثانیا بان اتاہ
جبرئیل بمرآۃ فیہا نقطۃ سوداء فعرفہ ما ارید بہذا المثال فعرف انتہی ۔ فہم سلیم اور یہ عبارات بالتصریح اس امر پر دال
ہین کہ قصہ اسعد بن زرارہ اور قصہ مصعب بن عمیر مین تعارض نہین جو ایک کو تسلیم کرکے بوجہ تعارض دوسرے کی
تغلیط کرنیکی کسیکو گنجایش ملے آپ بہت کرینگے تو یہ کرینگے کہ یہ فرمائین کہ اول حضرات صحابہ نے باجتہاد خود اقامۃ جمعہ
کری ہو اور بعد اقامۃ جمعہ مکہ مکرمہ سے حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امر اقامۃ تحریر فرما کر اونکو بھیجا ہو سو قطع نظر
اس امر سے کہ یہ بات آپکے اون مسلمات کے خلاف ہے جسکو آپ اقامۃ جمعہ فی جواثا مین ہمارے مقابلہ مین پیش
فرماتے ہین کما مر قریبا ، ہمکو انشاء اللہ کچھ بھی مضر نہین کیونکہ ہمارا مدعی تو فقط یہ ہے کہ آپ جب مکہ مکرمہ سے
ہجرت فرما کر قبا مین رونق افروز ہوئے اوس سے پہلے بارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ فرض ہو چکا تھا
خواہ حضرات صحابہ کرام نے اول اقامۃ جمعہ بعد استصواب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائی ہو خواہ
اقامۃ جمعہ کرنے کے بعد آپ سے اجازۃ حاصل کرنیکی نوبت آئی ہو جونسی صورۃ آپکے نزدیک اوفق شان
الصحابہ ہو اوسکو آپ بخوشی اختیار فرمالیوین ہماری طرف سے اجازت ہے ہمارا مطلب ہر طرح ثابت ہے اسلئے
کہ جب تشریف آوری قبا سے پہلی جمعہ بامر و اجازت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقرر ہو چکا تھا پھر اوسکے بعد
آپنے قبا مین پیر کو تشریف لاکر چودہ روز قیام فرمایا اور دو جمعہ آپکو قبا مین پیش آئے پھر کیا وجہ کہ آپنے وہان جمعہ ادا
نفرمایا تو اب بشرط فہم و انصاف یہی کہنا پڑیگا کہ قبا محل اقامۃ جمعہ نہ تھا جس سے جمعہ کی صحت کے لئے مصر کا ہونا ضروری
معلوم ہوا وہو المراد البتہ جو کوئی فہم و انصاف سے کچھ بھی کام لیگا وہ اس امر کو کسی طرح گوارا نکریگا کہ حضرات صحابہ نے
محض باجتہاد خود جمعہ قائم فرما کر فرض ظہر کو بلا ارشاد رسول علیہ الصلوۃ والتسلیم اپنی رائے سے ترک کردیا تھا
جیسا کہ اوثق العری مین مذکور ہے مگر ہمارے مجیب لبیب اور تو کیا کہوں عقل و انصاف کو بغل مین مار کر فرماتے ہین
اور یہ جو آپنے ظہر کے پڑھنے نہ پڑھنے کا ذکر لکھا ہے نفس حدیث مین اسکا اتہ پتہ نہین محض آپکا خیالی پلاؤ ہے صاحبو
ہمارے محدثین کے اقوال شنیدہ فی الدرر کی حالت دیدنی ہے، کہ اقامۃ جمعہ فی جواثا کے ذیل مین تو ہمکو دھمکا کر
یہ ارشاد ہوتا تھا ، اور امور معلومہ ظاہرہ سے ہے کہ عبد القیس نے بغیر امر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
اقامۃ جمعہ نہین کیا از انکہ عادت صحابہ کرام سے یہ ہے کہ کوئی فعل بغیر امر شارع کے نہین کیا کرتے ، جسکا ماحصل سلب
کلی تھے اور اب اپنے متخیلات بے اصل کی وجہ سے حضرات صحابہ کو فقط ایک صلوۃ جدید و مستقل ہی کے قایم کرنے
کا اختیار نہین دیا جاتا بلکہ اگر کوئی یہ بھی کہتا ہے کہ حضرات اصحاب سے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اپنی رائے سے ایک امر ایجاد

مین نقل کرتے ہین۔ واخرج الدارقطنی عن ابن عباس قال اذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الجمعۃ قبل ان یہاجر ولم یستطع
ان یجمع بمکۃ فکتب الی مصعب بن عمیر اما بعد فانظر الیوم الذی تجہر فیہ الیہود بالزبور فاجمعوا نساءکم وابناءکم فاذا مال النہار
عن شطرہ عند الزوال من یوم الجمعۃ فتقربوا الی اللہ برکعتین قال فہو اول من جمع حتی قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
المدینۃ فجمع بعد الزوال من الظہر واظہر ذلک انتہی۔ اور طبرانی نے ابو مسعود انصاری سے اس قصہ کو نقل فرمایا ہی
اور مراسیل ابوداؤد وغیرہ مین بھی یہ روایات موجود ہین اور قاضی شوکانی وغیرہ بھی ان روایات کو تسلیم فرماتے ہین اور
ہمارے مجیب سلمہ بھی ان روایات کو تسلیم فرماتے ہین تو اب حضرت اسعد بن زرارہ اور حضرت مصعب بن عمیر کے قصہ مین
بظاہر دو اختلاف معلوم ہوتے ہین اول یہ کہ قصہ اسعد بن زرارہ سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اقامت جمعہ اول انہون نے
کی اور قصہ مصعب بن عمیر سے حضرت مصعب کا اول اقامت جمعہ فرمانا معلوم ہوتا ہی۔ دوسرے اول قصہ سے یہ معلوم ہوا تھا کہ اول اقامت بمشورہ و
اجتہاد حضرات صحابہ ہوئی اور دوسرے قصہ سے معلوم ہوتا ہی کہ بامر فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم اقامت کی نوبت آئی سو عند العلماء اختلاف
اول کی مطابقت کی تو یہ صورت ہے کہ اسعد بن زرارہ امیر تھے اور مصعب بن عمیر امام چنانچہ ہمارے مجیب بھی صفحہ آٹھ پر علامہ ابن حجر سے
نقل فرماتے ہین۔ وتجمع بینہ وبین الاول بان اسعد کان آمرا وکان مصعب اماما۔ اور دیگر محشی حدیث واہل مغازی
وسیر بھی برابر یہی تطبیق تفصیل ووضاحت کے ساتھ تحریر فرما رہے ہین۔ باقی رہا اختلاف ثانی دو اسکے تطبیق کی
صورت ہے کہ اول حضرات صحابہ کے قلوب مین یہ مضمون القا ہوا اور اقامت جمعہ بعد مشورہ قرار پائی اوسکے بعد
آپ سے اسکی تصویب کے خواستگار ہوئے آپ نے اجازت فرما دی اور وحی انہین حضرات کی مطابق نازل
ہوگئی اور یہ تطبیق حضرات صحابہ کے شان کی اوفق ہے اور نہ کسی روایت کے مخالف نہ کسی تکلف کی ضرورت۔ اور
اہل انصاف کو اسکے تسلیم کے لئے نہ نقل اقوال کی حاجت۔ ہان اسقدر عرض کئے دیتا ہون۔ کہ خود ہمارے مجیب
بھی قصہ اسعد بن زرارہ اور روایت مصعب بن عمیر کی نسبت صاف تحریر فرماتے ہین۔ چنانچہ یہ واقعات دونون
ایک ہین۔ دو چار سطر کے بعد ملاتے ہین اسمین کی مطابقت بہت اچھی طرح ہے پہلے اسعد نے اپنے اجتہاد سے جمعہ
قایم کیا تھا اور وہ آپکے امر کی مطابق ہوگیا اور اہل سیر بھی اسی تعارض کی نسبت یہ تحریر فرماتے ہین۔ لامخالفۃ
بینہما لانہ یجوز ان یکون ہذا العزم علی ذلک حصل منہم اولا ثم ارسلوا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یستاذنوہ فی ذلک فاذن لہم فیہ
فقد جاء الوحی موافقا لما اختاروہ۔ علامہ ابن حجر شرح بخاری مین تحریر فرماتے ہین۔ فمرسل ابن سیرین یدل علی
ان اولئک الصحابۃ اختاروا یوم الجمعۃ بالاجتہاد ولا یمنع ذلک ان یکون النبی صلعم علمہ بالوحی وہو بمکۃ فلم یتمکن
من اقامتہا ثم فقد ورد فیہ حدیث عن ابن عباس عند الدارقطنی ولذلک جمع بہم اول ما قدم المدینۃ کما حکاہ ابن اسحق
وغیرہ وعلی ہذا فقد حصلت الہدایۃ للجمعۃ بجہتی البیان والتوفیق۔ علی ہذا القیاس اور شراح بھی اجتہاد اصحاب کرام
اور ارشاد رسول علیہ الصلوۃ والسلام دونون کو تسلیم کر رہے ہین اور انمین کسی قسم کا تعارض نہین مانتے اور حدیث

کے تسلیم کی صورت مین ہے کوئی پوچھے کہ جناب یہ تو فرمایئے ضعف کی کیا وجہ ہے بلا دلیل روایۃ مسلمۂ اکابر کو ضعیف فرما
دینا سخت بے باکی اور جسارت بیجا ہے یا نہین قاضی شوکانی اور علامہ ابن حجر وغیرہ وغیرہ حضرات تو اوس روایۃ کو
اپنے اپنے ثبوت مدعی کے لئے دلیل لائین اور مخالف کو اوس سے الزام اور جواب دین کما مر اور آپ بلا تحقیق محض
اپنے عدم علم پر بھروسہ فرماکر اوسپر ضعف کا حکم لگا دین پھر اسپر بھی آپ نشر مائین تو اسکا کوئی علاج ہی نہین علاوہ
ازین دیگر روایات مذکورہ بالا بھی اوسکی موید قاضی شوکانی علامہ سیوطی وغیرہ بلا تردد وصراحۃً اس فرضیت کی
قائل کما مر اور اوسکے خلاف ایک روایۃ بھی آپ بیان نہین کرسکے باوجود ان سب باتون کے وہی مرغی کی
ایک ٹانگ چلی جاتی ہے جناب من امور بدیہیہ حقہ کو خیالی پلاؤ کہنا یہ تو آپکا محض خیالی پلاؤ تھا واقع مین اگر
خیالی پلاؤ ہی ہے تو یہ ہے کہ خلاف روایات واقوال اکابر محض اپنی خواہش وخیال سے امور مثبتہ مسلمہ کی
تضعیف فرمائی جاتی ہے اور دلیل ندارد **شعر** اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا + لڑتے ہین اور ہاتھ مین تلوار
بھی نہین — دوسری بات قابل گذارش یہ ہے کہ حدیث کعب بن مالک کا خلاصہ تو فقط یہ ہے کہ اسعد بن زرارہ
نے اول جمعہ ہزم نبیت مین قایم کیا اوسمین نہ اسکی تصریح ہے کہ انصار نے اپنے اجتہاد سے قایم کیا نہ یہ
منقول ہے کہ حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے امر وارشاد سے قایم ہوا اسلئے روایۃ کعب درحقیقۃ نہ حدیث
ابن سیرین کی مخالف جس سے بعد اجتہاد اصحاب کا جمعہ پڑہنا ثابت ہوتا ہے نہ حدیث مصعب بن عمیر کی مضاد
جس سے اقامۃ جمعہ بعد اذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہوتی ہے چنانچہ یہ سب روایات بالتفصیل
قریب گذر چکی ہین سو اب آپکا روایۃ دارقطنی کی نسبت یہ فرمانا دینہ وہ روایۃ ضعیف ہے اور عبد الرحمن بن
کعب کی روایۃ قوی ہے بالکل بے محل ہے یہ ہر دو روایات اسبارہ مین معارض ہی کب ہین جو ایک کو متروک
اور دوسرے کو معمول بہا بتانیکا حکم فرماتے ہین ہان اگر آپ یہ تحریر فرماتے کہ روایۃ دارقطنی ضعیف ہے اور
روایۃ ابن سیرین جسکو عبد الرزاق نے نقل فرمایا ہے قوی ہے تو گو یہ فرمانا غلط ہوتا مگر اتنا بے محل نہوتا
کیونکہ ان دونوں مین بنظر ظاہر تو تعارض ہے گو ہم اس تعارض کا جواب بحوالہ علماء بیان کرکے تطبیق عرض کرچکے ہین
کہ اہل فہم کو مری طول تقریر سے کسی قسم کا ملال ہو مگر الحمد للہ کہ یہ امر خوب واضح ہوگیا کہ فرضیت جمعہ قبل ہجرت
کسی روایۃ کی مخالف نہین بلکہ تمام روایات اس صورت مین بے تکلف منطبق اور متفق ہوجاتے ہین اور
اقوال علما بھی صریح اسکی موید اب جسنے اوسکا خلاف کیا ہو یا اب کرے اوسکے ذمہ لازم ہے کہ ایسے ہی
دلائل سے اپنا مدعا ثابت کرکے دکہلائے اور جملہ امور مذکورہ سابقہ کا جواب شافی دے اور ہمارے مجیب
تو ایسے ادہورے مجمل مہمل بے اصل باتین بیان فرماتے ہین کہ اونکے ساتھ اور وںکی فہم وانصاف سے
بھی اعتماد اوٹھا جاتا ہے ایک روایۃ دارقطنی کی تضعیف اور وہ بھی محض خیالی اس سے ہرگز کام نچلیگا اگر حضرت

کرکے فریضہ حق سبحانہ تعالیٰ کو چھوڑ بیٹھتے تو اس بدیہی قول کو محض خیالی پلاؤ بتلایا جاتا ہے جسکا ماحصل ایجاب جزی ہی
اور امر اول کے صریح مناقض ہے قربان الحمد اے یکبام دو ہوائے ۔ اسمین کچھ شک نہین کہ حدیث جواثا مین آپکی
اجازت یا اطلاع کا ہرگز ذکر نہین تو اب ہم بھی یہی کہین کہ یہ جو آپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع اور امر کا
ذکر لکھا ہے نفس حدیث مین اسکا اتہ پتہ نہین محض آپکا خیالی پلاؤ ہے تو معلوم نہین اسکا کیا جواب ہے۔ بینوا توجروا
یہ امر ظاہر ہے کہ عقل و فہم مین افراد بنی آدم از حد مختلف ہین اسلئے اگر کسی سے ان امور کے خلاف کوئی قول و
فعل صادر ہو جاوے تو زیادہ ذخلجان نہین ہوتا البتہ لایق استعجاب یہ امر ہے کہ بروئے حدیث جو امر حق مان لیا جاوے
بلکہ اپنا مستدل بنالیا جاوے پھر ایک دو صفحہ کے بعد اوس سے کوئی دوسرا منتفع ہونے لگے تو اوس حق کو چھوڑکر
اوسکی صریح خلاف پہ کمربستہ ہو جاوے اور اوسکے خلاف سے خوف خدا و شرم خلایق کوئی امر مانع نہو امور ایمانیہ مین
آپنے ارشاد فرمایا ہے وان تحب للناس ماتحب لنفسک وتکرہ لہم ماتکرہ لنفسک اس نص صریح کی جگہ ہم اپنے آنبازرنا کو
دیکھتے ہین کہ ان تکرہ للناس ماتحب لنفسک وتحب لہم ماتکرہ لنفسک زبان حال سے کہہ رہے ہین اور باوجود اسکے اتباع
رسول اور حب حدیث کی وہ دعوی کہ العظمۃ للہ مگر یون معلوم ہوتا ہے کہ مونہوجملہ حدیث فاصنع ماشئت مین ان
حضرات نے امر کو وجوب کے لئے نہین تو استحباب کیلئے ضرور تسلیم کر رکہا ہے ورنہ کیونکر ہوسکتا کہ حدیث صریح کو
محض اپنے خیال سے متروک کرکے اوسکی مخالفت کی اصلا پروا نکرین نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا
الحاصل جب اسعد بن زرارہ اور مصعب بن عمیر کے قصہ مین عقلاً و نقلاً اور نیز خود مجیب کے تسلیم سے تطبیق ظاہر
ہوگئی تو یہ امر بخوبی ظاہر ہوگیا کہ جناب سرور کائنات کی تشریف آوری سے پہلے اسعد بن زرارہ کا جمعہ قایم فرمانا
اور حضرت فخر عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مصعب بن عمیر کو اذن اقامۃ جمعہ تحریر فرمانا ہر دو امر خواہ ساتھ کے
ساتھ خواہ یکے بعد دیگرے محقق ہوچکے تھے پھر اسکے بعد جب آپکو سفر ہجرت پیش آیا اور اہل قبا مین رونق افروز ہوکر
وہان چند روز قیام فرمایا اور صلوۃ جمعہ قبا مین قایم نفرمائی نہ خود پڑھی نہ اہل قبا کو امر فرمایا تو اس سے قری مین حکم عدم
جواز جمعہ ایسا ظاہر ہوگیا کہ اہل انصاف کو تو بجز تسلیم و تحسین کوئی مفر نہین معلوم ہوتا وہو المطلوب مگر آفرین ہے
حضرت مجیب کے انصاف پرستی پر کہ سب کچھ تسلیم کرکرا کر آخر مین اتنا پھر بھی کہہ گئے قولہ یہ تطبیق بصورت تسلیم
روایۃ دار قطنی ہے ورنہ وہ روایۃ ضعیف ہے اور عبد الرحمن بن کعب کی روایۃ قوی ہے انتہی اقول ہمارے
مجیب لبیب عجب [illegible] آدمی ہین اور اپنے ساتھ اورونکو بھی چکر دینا چاہتے ہین اول تو سب امور سے آنکھین
بند کرکے [illegible] ایک بھی نہ لکھی فقط شوکانی کے قول پر اکتفا کیا اوسکے بعد کچھ خیال پیدا ہوا تو رفتہ
رفتہ روایات منقولہ [illegible] تصدیق فرمادی حتی کہ اسکی روایۃ دار قطنی اور قصہ اسعد بن زرارہ مین خود بخود
[illegible] سب کچھ لکہ لکہا کر جو کچھ خیال آیا تو یہ فرمانے لگے کہ یہ تطبیق روایۃ دار قطنی

صحیح بیان کردئی بقول شخصے عمدو شود سبب خیر گر خدا خواہد ہمارے نزدیک نادان دوست جسقدر ضرر رسان ہے
نادان دشمن غالبًا اوسیقدر مفید ہے باقی رہا امر ثانی یعنی مجیب کے اس مواخذہ سے ہمپر کسی قسم کا الزام عاید
نہونا سو یہ امر سبکے نزدیک ظاہر اور معمول یہ اور مسلم ہے کہ علمائے معتبرین تصنیفات معتبرہ کے حوالہ سے بر ایران
امور کو نقل فرماتے ہین اور بوجہ اعتماد ناقلین ان نقول پر ایسا اعتماد کیا جاتا ہے کہ گویا اوس عبارت کو اصل مین
ہی دیکھ لیا اور یہ بلا نکیر وہ حوالے معتبر سمجھے جاتے ہین مولفات علمار کو ملاحظہ فرمائیے کہ یہ امر کسقدر شائع ذائع ہے
سو اول تو آپکا یقینی طور سے اس حوالہ کی تغلیط فرمانا ہی درست نہین تہا کیونکہ آپکی تغلیط کا منشار فقط یہ ہے
کہ فتح الباری قسطلانی تلخیص الحبیر مین اس حوالہ کی جگہ دوسری کتاب کا حوالہ مذکور ہے جس سے یقینی طور پر یہ نہین کہا
جا سکتا کہ وہ حوالہ غلط ہے ممکن ہے کہ دونون حوالہ صحیح ہون آپکی تحریر سے خود مترشح ہے کہ آپنے معجمات طبرانی کو
بدون ملاحظہ فرمائے ایک قیاسی امر سے اس تغلیط کا یقین جمالیا جو احتیاط و انصاف کے خلاف ہے آپ ہر سہ
معجمات طبرانی کو بغور ملاحظہ فرمالیوین اوسوقت ٹہیک آپ حوالہ مذکور کی یقین دوثوق کے ساتھ تغلیط فرما دین تو
بیجا نہین اور اگر آپکی تغلیط قرائن محررہ جناب کے موافق تسلیم کر لی جائے تو بھی ہمپر کوئی جرم عاید نہین ہو سکتا کیونکہ
بروے انصاف درباره نقل فقط اسقدر ضروری ہے کہ منقول عنہ کی خلاف نہو یہ امر ہرگز ضروری نہین کہ تاوقتیکہ
اصل حوالہ کے مطابق نکرلے اوسوقت تلک نقل کرنا قابل اعتبار نہوگا دیکھئے اسہی چہوٹے سے فتوے مین آپ کے
حجۃ السلف والخلف نے صحیح ابن خزیمہ اور بیہقی کا حوالہ دیا ہے اونسے دریافت کیجئے کہ آپنے اصل صحیح ابن خزیمہ اور
بیہقی سے اوسکی مطابقت فرمالی ہے یا فقط ناقلین کی بات پر اعتماد کر لیا اور سنئے خود آپنے مصنف عبد الرزاق بیہقی
صحیح ابن خزیمہ وغیرہ کا حوالہ اپنے رسالہ مین نقل فرمایا ہے اب آپ ہی ایمان سے فرما دین کہ آپنے بلا واسطہ مصنف
عبد الرزاق وغیرہ سے یہ روایات نقل فرمائی ہین یا فقط فتح الباری قسطلانی وغیرہ پر اعتماد فرماکر بلا تامل اوسکو نقل
فرما دیا اور ان جوابون مین اگر کسی حوالہ مین کوئی غلطی بالفرض معلوم ہو تو آپ اپنے منقول عنہ کی موافقت دکہلا کر
بری الذمہ ہو سکتے ہین یا نہین ہان اگر آپ یہ فرما دین کہ قاضی شوکانی کا حوالہ ہے تاوقتیکہ اصل سے اوسکی موافقت
نکر لی جاوے قابل اعتبار نہین ہو سکتا تو مسلم اسکے جواب مین ہم بھی یہی عرض کرتے ہین کہ خطا ہوئی معاف فرمائیے
مگر یہ خطا بیوجہ نہین ہوئی بلکہ اوسکی وجہ یہ ہے کہ ہم قاضی صاحب کو اپنے خیال مین اسبارہ مین قابل اعتماد سمجھے
ہوئے تھے بالخصوص آپکے مقابلہ مین ہمکو کیا خبر تھی کہ دم کی دم مین انقلاب آسمان ہو جائیگا۔ اسکے بعد مجیب منصف
تحریر فرماتے ہین اگر آپ اپنے دعوی مین سچے ہین تو طبرانی مین اس روایت کو دکہلائیے یا طبرانی سے معہ سند نقل
فرمائیے یا اپنی تقلید ذلیل کا اقرار فرمائیے اب اس دارقطنی کی روایتہ ہی کی تصحیح کر دکہلائیے یا اور کسی روایتہ کو بتلائیے
اتھے۔ جنابمن دارقطنی کی روایت کی تصحیح اور دوسری روایتونکی تصریح تو ہم پہلے عرض کر چکے ہین تہوڑی دیر کے لیے تعصب

مجیب ہمسے مشورہ کرین تو بمقتضائے المستشار موتمن ہم یہ رائے دیتے ہین کہ ان باتون سے تو کا برار ہی معلوم اگر
آپکو یہی منظور ہے کہ کسیطرح ہو مگر فرضیت جمعہ قبل ہجرت سے جان بچے تو یہ کیجیئے کہ ان روایات حدیث اور اقوال
اکابر اور اتفاق اہل سیر اور اہل تفسیر کو تو بنام خدا ہمت کرکے تسلیم فرمالیجیے اور اقرار کرلیجے کہ قصہ اسعد بن زرارہ
اور قصہ مصعب بن عمیر یعنی دربارہ اقامۃ جمعہ انصار کا باہم مشورہ کرنا اور حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اذن
اور حکم فرماکر بھیجنا سب مسلم کہ یہ تمام امور قبل ہجرت طے ہوچکے تھے مگر اسنے فرضیت جمعہ کی نوبۃ نہ آئی تھی
بلکہ اسعد بن زرارہ اور مصعب بن عمیر کی اقامۃ جمعہ فرمانے سے لیکر نزول سورہ جمعہ تک گو جمعہ تو ہوتا رہا مگر
بطور تنفل حتی کہ آپکا مصعب بن عمیر کو ارشاد فرمانا اور قبا سے روانہ ہوکر بنی سالم مین آپکا خود جمعہ پڑھنا جو
آپکے مسلمات سے ہی سب بطور نفل تھا اور قاضی شوکانی اور علامہ سیوطی نے جو فرضیت کی تصریح فرمادی ہے
اور حجۃ السلف والخلف اور مجتہد مطلق وغیرہ نے جو فتوے مذکورہ بالا مین فرضیت کو تسلیم کرلیا ہے اون سبکو
وہی جملہ سابقہ سنا دیجے یعنی نفس حدیث مین اسکا کچھ اتہ پتہ نہین محض آپکا خیالی پلاؤ ہے اگرچہ اس صورت
مین بھی اہل فہم آپکی بات کو تسلیم تو نکرینگے مگر بمقتضائے الانسان اذا ابتلی ببلیتین اختار اہونہما- آپکی اختیار
فرمودہ مسلک کی نسبت اسمین چونکہ کسیقدر سہولت اور گنجایش معلوم ہوتی ہے اسلئے غنیمت ہے بحمد اللہ یہ بات
تو خوب ظاہر ہوگئی کہ صلوۃ جمعہ قبل ہجرت فرض ہوچکی تھی جو ہمارا اس بحث سے مقصود تھا اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ
ہمارے ہردو مجیب کوئی بات محقق و قابل قبول نہین کہہ سکے کما مر تفصیلہ مگر علامہ بنارسی نے دلایل مذکورہ لوثق
العری کی جوابدہی مین بہت کچھ عرق ریزی فرمائی ہے اور اصل مقصود کو چھوڑ کر اکثر امور ضمنیہ زاید پر جگہ جگہ مواخذات
فرماکر اپنا کمال علمی اور تبحر ظاہر کیا ہے دلیل اول یعنی شوکانی کی عبارت مین جو یہ جملہ تھا کما اخرجہ الطبرانی عن ابن
عباس الخ- اسکی نسبت فرماتے ہین کہ نیل کی عبارت مین جو طبرانی کا حوالہ ہے یہ کاتب نیل کی غلطی ہے کیونکہ
علامہ ابن حجر فتح الباری اور تلخیص الحبیر مین اور علامہ قسطلانی اپنی شرح مین اسی روایۃ ابن عباس کو بحوالہ دار
قطنی نقل فرماتے ہین اسلئے معلوم ہوگیا کہ نیل الاوطار کی عبارۃ مین غلطی سے بجائے دارقطنی طبرانی کا حوالہ
لکھا گیا مگر ہم جہان تک غور کرتے ہین اس امر مین نہ ہمپر کچھ الزام نہ ہمارے مدعی کو مضرت بروئے انصاف اگر کوئی
الزام ہے تو یا قاضی صاحب کے سر ہے یا ہمارے مجیب لبیب کے ذمہ عاید ہوتا ہے اور ہمارا مدعی ہر حال مین بحمد اللہ
ثابت اور محقق چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار- امر اول یعنی ہمارے مدعی کو اس اعتراض سے مضرت نہونی
تو ایسا بدیہی امر ہے کہ کوئی متعصب بھی انکار نہین کرسکتا ظاہر ہے کہ روایۃ مذکورہ طبرانی کی ہو یا دارقطنی کی اوسکے
معتبر ہونے مین کوئی فرق نہین ہوسکتا اور اس بات سے ہمارے استدلال مین سر مو تفاوت نہین آسکتا بلکہ بنظر فہم
دیکھا جاوے تو مجیب کا یہ مواخذہ ہمکو بجائے مضر ہونیکے اولٹا مفید ہے دیکھیئے مولوی محمد سعید صاحب ایک حوالہ کی تغلیط فرماکر بجائے اوسکے تین حوالہ

واقعی قاضی صاحب نے ایسی تصریح سے ہمارے مدعی کو معہ حوالہ روایت ابن عباسؓ بیان فرمایا تھا کہ ہمارے مجیب صاحبون کو کوئی مفر اسکے سوا ممکن ہی نہ تھا ورنہ اتنا ہم بھی جانتے ہین کہ اگر اور کوئی مفر ممکن ہوتا تو قاضی صاحب کے مقابلہ مین ایسی جرأت یہ حضرات ہرگز نفرماتے کہ اس طرح اونکے امر مسلّم اور اونکی روایت مسلّمہ دونونکا صاف انکار فرمادیتے مگر اس مرحلہ کے بعد حوالہ ثانی منقول اوثق العری کے مجیب بنارسی نے ایسی جد وجہد کے ساتھ عبارت کی تردید فرمائی ہے جسکے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اور باتون کے سوا تلافی مافات اور رفع ندامت سابقہ بھی ضرور پیش نظر ہے اب اوسکی کیفیت مفصلاً معروض ہے۔ اوثق العری مین دوسرا حوالہ جسکو پہلے عرض کرچکا ہون اوسکا خلاصہ یہ ہے کہ نواب صاحب قنوجی اور علامہ قسطلانی اور علامہ ابن حجر شرح بخاری مین تحریر فرماتے ہین۔ فہدانا اللہ بان نص لنا علیہ ولم یکلنا الی اجتہاد لاحتمال ان یکون صلی اللہ علیہ وسلم علمہ بالوحی وہو بمکۃ فلم یتمکن من اقامتہا بہا وفیہ حدیث عن ابن عباسؓ عند الدارقطنی ولذالک جمع بہم اول ماقدم المدینۃ کما ذکرہ ابن اسحق انتہے۔ اسکے جواب مین علامہ بنارسی نے قریب ایک ورق کے سیاہ کیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ افسوس اوثق العری مین فقط ایک احتمال مرجوح پر اپنا استدلال قایم کیا گیا اور احتمال قوی کو ترک کردیا گیا جیساکہ شارحین موصوفین کی پوری عبارت کے ملاحظہ سے ظاہر ہوتا ہے اگر پوری عبارت نقل کیجاتی تو معلوم ہوجاتا کہ دوسرا احتمال قوی بھی موجود ہے وہ عبارت یہ ہے۔ او ہدانا اللہ لہ بالاجتہاد کما یدل علیہ مرسل ابن سیرین عند عبد الرزاق باسناد صحیح قال جمع اہل المدینۃ قبل ان یقدمہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقبل ان تنزل الجمعۃ قالت الانصار ان للیہود یوما یجتمعون فیہ کل سبعۃ ایام الخ۔ جسکو اوثق العری مین بھی آگے چلکر نقل فرمایا ہے اور ہم بھی ذکر استدلالات مین پہلے عرض کرچکے ہین اور ہر سہ شارحین موصوفین نے اس عبارت کو بہت تھوڑے تغیر الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا ہے ان عبارات کی نقل کے بعد ہمارے مجیب تحریر فرماتے ہین۔ ان مولفین محققین کی عبارت سے معلوم ہوا کہ اسمین دونون احتمال ہین کہ آیا اللہ نے نصًا ہدایت فرمائی ہو یا اجتہاداً اگر دونون احتمال برابر ہوتے تو بھی حسب قاعدہ مولانا اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔ یہ عبارتین قابل استدلال مولانا کے نہوتین چہ جائیکہ ان مولفین نے احتمال ثانی کو ترجیح دی ہے ہمارے حضرت کو مناسب نہ تھا کہ عوام کے دہوکہ دہی کے لئے ٹکڑی عبارت کو نقل فرماتے انتہے۔ اقول وبہ نستعین۔ اولاً بنظر اظہار فہم وانصاف مجیب یہ عرض ہے کہ احتمال ثانی کو راجح سمجھنا دعوی بلا دلیل ہی نہین بلکہ بالکل مخالف دلیل ہے ہم عبارت علامہ ابن حجر کی توضیح وتفصیل کئے دیتے ہین اوس سے اہل فہم خود سمجھ لین کہ مجیب اپنے دعوی مین کہانتک سچے ہین اور فہم مطلب سے کسقدر دور ہین و باقی ہر دو شارح کے کلام کا بھی وہی مطلب سمجھ لینا

یکسو ہوکر ملاحظہ فرمائیے - اور باقی امر کے جواب مین ہمکو اتنا ہی عرض کردینا کافی ہے کہ آپ اور آپکے ہمشربون نے جو امور ابن خزیمہ اور بیہقی اور مصنف عبد الرزاق وغیرہ کے حوالہ سے بواسطہ فتح الباری قسطلانی عینی نیل الاوطار نقل فرمائی ہین اگر آپ اپنے دعوی مین سچے ہین تو ان کتب مین اون روایات کو دکھلائیے یا مع سند نقل فرمایئے یا ان شراح کی تقلید کا اقرار فرمایئے اور مقلد بنیے اور ہمکو تو ان شقوق ثلثہ مین سے شق اخیر کو اختیار کر لینے مین کوئی حرج نہین یعنی حسب قاعدہ مقبولہ علما قاضی صاحب کی نقل پر اعتماد کر کے ہمنے حوالہ مذکور کو نقل کیا جسمین ہمپر کسی قسم کا الزام نہین اور جسکی تصحیح و تغلیط ہر دو حالت مین ہمارے مدعی مین اصلا خلل نہین آسکتا کہ ہان اگر ہمارا حوالہ منقول عنہ یعنی کلام قاضی شوکانی کے مطابق نہوتا یا نقل روایات مین اون پر اعتماد درست نہوتا تو ہمپر الزام ممکن تہا ورنہ جب تک آپ ان دونون باتون مین سے ایک کو بھی ثابت نکرینگے اوسوقت تلک ہم پر اعتراض کرنا آپکی خوش فہمی اور بے انصافی ہے اس حالت مین اگر آپکا اعتراض تسلیم بھی کر لیا جاوے تو قاضی صاحب یا اونکے کاتب اور مصحح پر ہوگا ہم بری الذمہ ہین اور نہ ہمارے مقصود مین کسی قسم کا نقصان پیدا ہوسکتا ہے باقی یہ امر ہم ابتدا سے دیکھہ رہے ہین کہ قاضی صاحب کی طرف سے آپ صاحبون کی نظر بدلی ہوئی ہے ہم تو یہہ خیال کرتے تھے کہ قاضی صاحب کی بدولت ہمکو بھی کسی قسم کی سبکدوشی ہوجائیگی ہمکو کیا خبر تھی کہ ہماری موافقت کے جرم مین قاضی صاحب بھی معتوب ہوجاوینگے جنکے اقوال سے آپکے دلمین سرور اور آنکھون مین نور پیدا ہوتا تھا اور جنکی مدائح اور مناقب مین غلو اور اغراق تلک نوبت پہونچائی جاتی تھی یہ وہی قاضی شوکانی ہین کہ آج اونکا ارشاد کانٹے کی طرح آپکی نظرون مین کہٹکتا ہے اور دل مین خلش پیدا کرتا ہے **شعر**-

اب سبب کیا ہے جو اتنا کہٹکتا ہے نرگی ... یہ وہی دل ہے جو رہتا تہا سدا آنکھون مین

پہلا اس خوبی پر ہمارے مجیب فرماتے ہین حاصل کلام کا یہ ہے کہ حضرت نے جو روایات صحیحہ کا ادعا کیا تہا وہ غلط ہے کوئی روایت صحیح اس بارہ مین نہین + ہرچند یہ مثل مشہور و مسلم ہے کہ لکھتے کی زبان نہین پکڑی جاتی مگر حیا و انصاف بھی آخر کوئی چیز ہے اتنا خیال تو کر لینا ضرور ہے کہ آخر دیکھے گا تو کیا کہے گا - ہم تفصیل کے ساتھ اون روایات کی صحت اور اعتبار بحوالہ علما و کتب معتبرہ پہلے عرض کر چکے ہین **ع** جو اوس پر بھی نہ تم سمجھو تو پھر تم سے خدا سمجھے :- اور طرہ یہ کہ ہر دو مجیب اپنی ایک روایت کا بھی ابتلک نشان نہین بتلاتے جس سے معلوم ہو کہ فرضیت جمعہ بعد ہجرت ہوئی صحیح تو در کنار کوئی ضعیف روایت بھی نہین ملی پھر تماشا ہے اس بے سروسامانی پر اور دنکو دہمکاتے ہین اور روایات صحیحہ معتبرہ کی بھی پرواہ نہین کرتے کمال علمی اور قوت اجتہادی کا واقعی یہی ثمرہ ہے - خیر قاضی صاحب کی نسبت تو جو کچھ مجیب صاحب کو بحث کرنی تھی وہ ہو چکی جسکی نسبت ہر دو مجیب سوا اسکے اور کچھ نہین کہہ سکے کہ تاوقتیکہ روایت منقولہ قاضی صاحب کی رجال اور اونکا حال بالتفصیل معلوم نہو ہم اوسکا اعتبار نہین کر سکتے اور

اسباب کو مانع نہین کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اقامت جمعہ کا علم قبل ہجرت مکہ مکرمہ مین ہو چکا ہو
اور آپ بوجہ ممانعت کفار اقامت جمعہ سے مکہ مین معذور رہے ہون چنانچہ اسی بارہ مین دارقطنی مین روایت
ابن عباس منقول ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حکم اقامت بذریعہ وحی آپکو مکہ مکرمہ مین معلوم ہو چکا
تہا اور آپنے مصعب بن عمیر کو مدینہ منورہ مین اوسکی نسبت تحریر فرمایا تہا اور یہ وہی احتمال اول ہے جس سے
مجیب سخت گھبراتے ہین اسکے بعد فرماتے ہین کہ یہی وجہ تھی کہ آپنے مدینہ منورہ مین جاتے ہی جمعہ ادا فرمایا یعنی
جب وہ عذر جو کہ مکہ مکرمہ مین تہا جاتا رہا تو آپنے جاتے ہی جو اول جمعہ مدینہ منورہ مین پیش آیا اوسمین نماز جمعہ ادا
فرمائی یہ نہین ہوا کہ نزول سورہ جمعہ تلک آپنے جمعہ ادا نفرمایا ہوا ور اوسکے نزول کے بعد اقامت کی نوبت
آئی ہو جس سے صاف معلوم ہوگیا کہ حکم اقامت جمعہ نزول سورہ جمعہ سے پہلے نازل ہو چکا تہا اسکے بعد فرماتے
ہین کہ اس تطبیق و توجیہ کے مطابق اس امت کو ہدایت جمعہ بیان اور توفیق دونون جہتون سے حاصل ہوگئی
بیان سے مراد نزول وحی اور توفیق سے مراد توفیق اجتہادی ہے والحمد للہ علی ذلک - اب ہم مجیب لبیب
کی خدمت مین عرض کرتے ہین کہ آپکی بدولت ہمکو تمام عبارت کی ہندی ہی نہین بلکہ چندی بھی کرنی پڑی جس سے
بحمد اللہ فراغت ہو چکے اب آپ خود الضافت وحیا کو بغل سے نکالکر ایمان سے فرما دیوین کہ آپنے جو کچھ فرمایا تہا اوس
مین سے کوئی جزو بھی حق ہے دیکھ لیجے ان دونون جہتون بیان اور توفیق سے آپنے اپنے خیال مین احتمال اول
کو ہمارے موافق اور احتمال ثانی کو اپنے مفید خیال فرمایا تہا اور اوسپر یہ دعوی کیا تہا کہ اوثق العری مین ان
شارحین کی عبارت مین سے فقط احتمال اول کو جو ہمارے مدعی کے موافق تہا نقل فرمایا اور احتمال ثانی کو
جو آپکے مدعی کے مطابق تہا ترک فرما دیا حالانکہ وہی احتمال ثانی ان شارحین کے نزدیک راجح ہے اور اوسپر
آپنے دہوکا دہی کا الزام قایم کیا تہا سبحان اللہ ع گر موشی بخواب اندر شتر شد + خیر احتمال ثانی کا آپکے
مفید یا مضر ہونا تو انشاء اللہ آگے چلکر معلوم ہو جائیگا اسوقت تو ہمکو فقط یہ دکھلانا ہے کہ ہمارے مجیب ایسی
عبارات واضحہ کے سمجھنے سے بھی اس تبحر اور مہارت علمی پر قاصر ہین اور پہر اس خوبی پر اکابر کی شان مین کلمات
گستاخانہ فخر و مباہات کے ساتھ لکھنے کو موجود اہل فہم تو علامہ ابن حجر کی عبارت جسکو ابھی عرض کر چکا ہون دیکھکر
خود سمجھ گئے ہونگے مگر ہم بعض حضرات کی خوش فہمی کے اندیشہ سے علامہ ابن حجر کے کلام کا خلاصہ عرض کئے
دیتے ہین - حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ حق تعالی نے یوم جمعہ کی ہدایت خاص ہمکو
فرمائی اسکی شرح مین علامہ ابن حجر وغیرہ شراح تحریر فرماتے ہین کہ اسمین دو احتمال ہین اول تو یہ کہ ہدایت
بذریعہ نزول وحی کیجادے دوسرا احتمال یہ ہے کہ حضرات صحابہ نے اپنے مشورہ سے اور اجتہاد سے اوسکو معین
فرمایا ... احتمال ثانی کے لئے روایت عبد الرزاق بھی شاہد ہے مگر اس روایت سے فقط یہ معلوم ہوتا ہے

چاہیے دیکھیے علامۂ ممدوح فہدانا اللہ کی شرح مین فرماتے ہین یحتمل ان یراد بان نص لنا علیہ وان یراد
الہدایۃ الیہ بالاجتہاد - یعنی اس ہدایت فرمانے مین دونون احتمال ہین کہ حق تعالے نے بذریعہ نزول وحی
جمعہ کی ہدایت اس امت کو فرمائی اور یا بتوفیق الٰہی بذریعہ اجتہاد خود حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم
اجمعین کو اس ہدایت کی نوبت آئی اور یہ وہی دونون احتمال ہین جنکو ہم بالتفصیل معہ بیان تطبیق عرض
کرچکے ہین اسکے بعد علامہ موصوف فرماتے ہین - ویشہد للثانی ما رواہ عبد الرزاق باسناد صحیح عن محمد بن سیرین
قال جمع اہل المدینۃ قبل ان یقدمہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقبل ان تنزل الجمعۃ فقالت الانصار ان
للیہود یوما یجمعون فیہ کل سبعۃ ایام الی آخر کلامہ یعنی ہر دو احتمال مذکورہ سابقہ مین احتمال ثانی کی تائید
روایت عبد الرزاق سے بھی معلوم ہوتی ہے اور احتمال ثانی سے مراد اقامۃ جمعہ بحسب الاجتہاد ہے تو اب
ہر دو احتمال بظاہر متعارض معلوم ہوتے ہین کیونکہ ارشاد فہدانا اللہ سے تو بظاہر احتمال اول یعنی اقامت
جمعہ بذریعہ نص ووحی مفہوم ہوتا ہے کما لا یخفی علی الفہیم اور فہدانا اللہ کی تفسیر مین احتمال اول کو مقدم
بیان فرمانیکی بھی یہی وجہ معلوم ہوتی ہے اور مصنف عبد الرزاق کی روایت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ باجتہاد
صحابہ کرام اقامت جمعہ کی نوبت آئی جو مضمون اول کے خلاف ہے تو ہمارے مجیب اور انکی امثال کے طرز کی
موافق تو اس تعارض کے رفع کرنیکی سہل صورت یہی تھی کہ جملہ فہدانا اللہ جو نہایت اصح روایت منقولہ
بخاری وغیرہ مین واقع ہے اوسکو روایت مرسل منقولہ مصنف عبد الرزاق پر بے کھٹکے ترجیح دیجائے اگرچہ
روایت ابن اسحق اوسکی موید ہو مگر اس روایت کے مساوی ہونا معلوم - اور اس صورت مین بلا تامل احتمال
اول راجح بلکہ ضروری التسلیم ہوگا جو مجیب کی رائے کے بالکل خلاف ہے مگر یہ طرز انہین حضرات کا ہے کہ ذرا ذرا
سے تفاوت پر حدیثون کو لڑا بھڑا کر اپنا پیچھا چھوڑا لیا اور اکابر پر سب وشتم شروع کردیا بلکہ اس بحث مین تو یہ کمال کیا
کہ حدیث ضعیف بھی ندارد اور باوجود اسکے فرضیت جمعہ قبل ہجرت کے انکار اور ابطال پر ایسے کمربستہ ہین کہ
روایات صحیحہ معتبرہ کی بھی اصلا پرواہ نہین کیجاتی مگر یہ مسلک چونکہ اکابر علماء کے نزدیک مذموم ہے اسلئے علامہ موصوف
نے تعارض مذکور کے رفع فرمانیکی یہ صورت بیان فرمائی - فمرسل ابن سیرین یدل علی ان اولئک الصحابۃ اختاروا
یوم الجمعۃ بالاجتہاد ولا یمنع ذلک ان یکون النبی صلی اللہ علیہ وسلم علمہ بالوحی وہو بمکۃ فلم یتمکن من اقامتہا ثم
فقد ورد فیہ حدیث عن ابن عباس عند الدارقطنی ولذلک جمع بہم اول ما قدم المدینۃ کما حکاہ ابن اسحق وغیرہ
وعلی ہذا فقد حصلت الہدایۃ للجمعۃ بجہتی البیان والتوفیق انتہی - یعنی روایت ابن سیرین جو مرسل ہے
اس امر پر دال ہے کہ حضرات صحابہ کرام نے یوم جمعہ کو اپنے اجتہاد سے معین فرمایا سو یہ امر چونکہ احتمال اول
کے خلاف ہے - چونکہ علامہ موصوف کے نزدیک راجح ہے تو اسلئے اسکے بعد فرماتے ہین کہ مرسل ابن سیرین

فرماتے تو معلوم کر لیتے کہ اوسمین کوئی امر بھی اونکے اشک شوئی کا موجب نہین ہو سکتا اگر مجیب سلمہ انصاف
فرمائین تو بیشک ہمارے ممنون ہون ہمنے تفصیل کے ساتھ تمام عبارت شراح کا مضمون ایسی وضاحت
کے ساتھ بیان کردیا کہ ہر ایک اوستاد شفیق بھی وزا سی بات کے لئے اتنی درد سری گوارا نہین کرتا ہمکو
اس طول کی اونکے جواب دہی کے لئے ہرگز ضرورت نہ تھی ہمکو بار بار ہنسی آتی ہے کہ پھر اس خوبی پر مجیب اذا
جاء الاحتمال بطل الاستدلال کو پیش فرماتے ہین ای صاحب جو احمق سے احمق بھی اس جملہ کو سنتے ہوئے
ہوگا وہ ضرور سمجھتا ہوگا کہ اس جملہ مین احتمال سے مراد وہ احتمال ہے جو مستدل کی مدعی کے مخالف ہو مطلق
احتمال مجنون بھی مراد نلےگا سو عبارت شراح مین اگر احتمال ثانی ہمارے مدعی کو مضر ہوتا تو اوسکے پیش فرمانیکا مضائقہ
نہ تھا وہ تو دونون احتمال مطابق یکدگر ہین جنکی مطابقۃ کو خود شراح بالتصریح بیان فرما رہے ہین ہونہو ہمارے
مجیب نے بمقتضائے ظاہر پرستی جملہ مذکور مین لفظ احتمال کو مطلق دیکھکر یہ سمجھ لیا ہے کہ جس عبارت مین چند
احتمال ہون خواہ موافق خواہ مخالف اوس سے استدلال کرنا باطل ہے سبحان اللہ کیا اجتہاد ہے **شعر**
دعوے اجتہاد اور یہ فہم + مجتہد صاحبون کے کیا کہنے - ہم سخت متحیر ہین کہ اس فہم و انصاف پر یہ اولو العزمی کہ علماء
راسخین کی تحقیقات کو دہوکہ دہی کہنے کو موجود اور اونکے کلام کی تردید کو تیار ربا الہی یہ ماجرا کیا ہے دیکھئے بحث
سابق مین جیسی خلاف فہم و انصاف باتین بیان کی گئی تھین اوس سے بڑہکر اس بحث مین موجود ہین بقول
شخصے ع تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی - غالباً فرق ہوگا تو یہ ہوگا کہ اوسمین بے انصافی غالب تھی
اسمین کم فہمی غالب ہے اوسکا خلاصہ یہ تھا کہ اقوال علما اور روایات معتبرہ کا بے وجہ انکار کیا جاتا تھا اور
اسکا منشا یہ ہے کہ عبارات صریحہ کا مطلب اولٹا سمجھا جا رہا ہے ہم بہت غور کرتے ہین مگر عبارات مذکورہ
اور ہمارے مجیب سلمہ کے مطلب مین سوائے تناسب تضاد اور کوئی علاقہ سمجھہ مین نہین آتا اگر ہمارے مجیب کو
اب بھی کسی قسم کا تامل باقی ہو اور ہمارے معروضات کو تسلیم کرنا دشوار ہو تو جناب حجۃ السلف والخلف اور
مجتہد مطلق ہر دو حضرات کو ہم اپنا حکم مقرر کرنے پر راضی ہین دیکھو عبارات مذکورہ شراح کا یہ حضرات کیا
مطلب ارشاد فرماتے ہین **شعر** - اس حال کو پہونچے ہین ترے جور سے اب ہم + راضی ہین جو اعدا بھی
کرین فیصلہ اپنا - الحمد للہ حضرت مجیب کی خوش فہمی جسکو عرض کرنا منظور تھا خوب ظاہر ہو گئی بلکہ تبرعاً
ہمنے مطلب صحیح جو عبارات کا تھا وہ بھی عرض کردیا اب امر واقعی اور مقصد اصلی سنئے عبارت کے دیکھنے
سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مجیب لبیب کے دل مین یہ خیال پختہ ہو رہا ہے کہ امر اول یعنی اقامت جمعہ بذریعہ
نزول وحی تو ہمکو مفید ہے اور امر ثانی یعنی اقامت جمعہ بذریعہ اجتہاد مجیب کے مفید مطلب ہے اور یہی خیال
ہمارے مجیب کو عبارات مذکورہ کی مٹی خراب کرنیکا باعث ہوا ہے حالانکہ یہ اونکا خیال بالکل لغو اور بے

ع اشارہ ہے جناب حضرت مولانا محمد حسن صاحب باشارہ اللہ مجیب صاحب کے اوستاد بھی ہین ۱۲

کہ حضرات صحابہ نے اپنے اجتہاد سے یوم جمعہ کو اختیار فرمایا اس سے یہ معلوم نہین ہوتا کہ آپ پر اس بارہ مین وحی نہین آئی تھی بلکہ ہوسکتا ہے کہ صحابہ کرام نے اپنے اجتہاد سے بھی اسی دنکو معین فرمایا ہو اور نزول وحی سے بھی اوسکی تعیین آپکو معلوم ہو چکی ہو لیکن مکہ مین بوجہ موانع آپ اقامت جمعہ سے معذور رہے ہون تو اب دونون احتمالون مین اصلا تعارض نرہا پہر اسکی تائید مین دو امر ارشاد فرماتے ہین ایک یہ کہ روایت ابن عباس رضی جسکو دارقطنی نے روایت کیا ہے اوس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے یعنی مکہ مکرمہ سے آپنے مصعب بن عمیر کو مدینہ منورہ مین دربارۂ اقامت جمعہ تحریر فرماکر بھیجا تہا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حکم اقامت جمعہ قبل از ہجرت بذریعہ وحی آپکو ہوچکا تہا دوسری یہ کہ آپنے مدینہ منورہ مین پہونچتے ہی پہلا جمعہ ادا فرمایا جیسا کہ ابن اسحق وغیرہ نے روایت کیا ہے جس سے ظاہر ہوگیا کہ آپکو حکم جمعہ پہلے معلوم ہوچکا تہا جب ان دونون روایتون سے جمعہ کا قبل ہجرت معین ہوجانا معلوم ہوگیا تو اوسکے تسلیم مین اب کیا تامل ہوسکتا ہے باقی رہی روایت ابن سیرین جسکو مصنف عبدالرزاق مین نقل کیا ہے اوسمین اور روایت دارقطنی وغیرہ مین کچھ تعارض ہی نہین کما مر تو اب بلا تامل یہ امر محقق ہوگیا کہ یوم جمعہ کی ہدایت اس امت کو بذریعہ نزول وحی اور نیز بطریق اجتہاد نصیب ہوئی والحمدللہ ثم الحمدللہ اول حمد ہدایت جمعہ پر اور دوسرے حمد عبارات شراح مثل آپکے غلط نہ سمجھنے پر ہے۔ اب ہم مجیب صاحب سے دریافت کرتے ہین کہ آپ تو عبارت شراح کا یہ مطلب فرماتے تھے کہ احتمال ثانی یعنی اقامت جمعہ بالاجتہاد اونکے نزدیک راجح ہے حالانکہ وہ حضرات ان دونون احتمالون مین سرے سے تعارض ہی نہین مانتے صاف تطبیق بیان فرماتے ہین اور طرح طرح سے احتمال اول یعنی اقامت بذریعہ نزول وحی کو تقویت پہونچارہے ہین بوقت ذکر اول اوسکا ذکر کیا پہر تطبیق بیان فرمائی بعدہ روایت دارقطنی اور روایت ابن اسحق وغیرہ سے اوسکی تائید کی آخر مین ہر دو جہت۔ بیان و توفیق۔ کی تصریح فرمادی اور آپ بھی اس تطبیق کو تسلیم فرماچکے ہین کما مر۔ ہم کیا جو دیکھے گا مجیب کے اس عکس فہمی پر بیشک متحیر و متعجب ہوگا۔ بقول شخصے عین فاز برعف غین فاز برعف میرا نام محمد یوسف۔ مجیب فہیم نے اول تو خود بخود یہ خیال جمالیا کہ احتمال ثانی اونکو مفید اور ہمکو مضر ہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اوسکے بعد شارحین موصوفین کے کلام مین جلہ ویشہد للثانی مارواہ عبدالرزاق تقدیر سے نظر پڑگیا پہر کیا تہا فرط خوشی سے جامہ سے باہر ہوگئے عبارت جو پیش نظر تھی اوسکے سمجھنے کی بھی مہلت نملی استغفراللہ۔ واقعی آدمی نہایت کم حوصلہ ہے یاس کے بعد جو کامیابی کی صورت نظر پڑتی ہے تو کچھ نہ پوچھیے عجیب حالت ہوجاتی ہے انا ربک وانت عبدی کہنے کو موجود ہوجاتا ہے۔ البتہ اس امر مین اتنی زیادتی اور ہوگئی کہ ہمارے مجیب کو اوس یاس و ضیق کے بعد جو مضمون سابق مین پیش آئے تھے جو کوئی لفظ موافق نظر آیا تو ناکامی اور کامیابی مین بھی فرق نہین کرسکے اگر وہ عبارت مذکورہ کو بادی تامل بھی ملاحظہ

نے عملدر آمد بلا استفسار نبی علیہ السلام بے کہٹکے شروع فرمادیا اور حضرت سید المرسلین نے اوسکے بارہ مین
فہدانا اللہ لہ ارشاد فرماکر کسیدرجہ اوس قیاس واجتہاد کی تحسین وتوثیق ظاہر فرمادی دوسرے حجۃ السلف والخلف
اور قاضی صاحب اور نواب صاحب وغیرہ زمانہ نزول وحی مین بلا استفسار رسول علیہ السلام کسی امر کو اپنی
رائے سے کرنے کو خلاف عادت اصحاب بالتصریح تحریر فرمارہے ہین کما مر مفصلاً اب آپ اپنے گھر کی فکر کرلین
اور ہماری طرف سے مطمئن رہین ہمکو بحمد اللہ کسی احتمال کے تسلیم سے انکار نہین ہان خوب یاد آیا احتمال ثانی
جو دو وجہ سے آپکی مسلک کے خلاف ہوتا ہے اوسمین اتنی بات اور بھی تسلیم کرنی ضروری ہے کہ جب صحابہ
کرام نے اپنے اجتہاد اور رائے سے جمعہ ادا فرمالیا تو یہ ضروری ہے کہ ظہر بھی انہون نے بیشک ادا کیا
ہوگا اور بعد ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو بنام مصعب بن عمیر صادر ہوا تہا صلوۃ جمعہ کو مسقط ظہر ٹہرایا
گیا کیونکہ ادنی عاقل بھی تجویز نہین کرسکتا کہ فرضیت اربع رکعات ظہر جو قطعی اور منصوص تہی اوسکو صحابہ
کرام نے اپنی رائے سے منسوخ فرمادیا ہو تمام موافقین ومخالفین کے اقوال ملاحظہ فرمائیے قیاس واجتہاد کو
کوئی بھی اہل حق مین سے رافع للحکم القطعی نہین کہسکتا جو حضرات قیاس فقہی کو حجۃ شرعیہ فرماتے ہین وہ بھی
قیاس کو مقابلہ نصوص مین قابل عمل نہین سمجہتے اور جو حضرات کہ قیاس مذکور کو دلیل شرعی نہین سمجھتے وہ تو کیونکر ایسی
بات کے قایل ہوسکتے ہین اور امور قطعیہ کا تو ذکر کیا ہے خبر واحد کے مقابلہ مین بھی قیاس کالعدم سمجہا جاتا ہی
بلکہ کتب مین یہ امر مشہور ہے کہ نص کے خلاف ووفاق دونون صورتون مین قیاس واجتہاد غیر مقبول وغیر معتبر
ہے ان صاحبون کے مقابلہ مین ہمکو قیاس کے بارہ مین اسقدر عرض کرنے کی اصلا حاجت نہین فقط اس
خیال سے ہم باربار عرض کرتے ہین کہ ہم ان حضرات کی تالیفات مین عجیب خربطا آنکھون سے دیکھ رہے
ہین کہ ایک امر کو بہت شدومد سے باطل فرماتے ہین اور جب اپنی کوئی مصلحت داعی ہوتی ہے تو اوسی کو
بلا تامل بہت مستعدی سے تسلیم فرمانے مین کچھہ بھی تامل نہین ہوتا تو ان حضرات سے کچھ مستبعد نہین کہ کسی
بے اصل خیال کیوجہ سے یہی فرمانے لگین کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے اجتہاد اور قیاس سے اربعہ
رکعات ظہر کو جنکا ثبوت نصوص قطعیہ سے ہوچکا تہا ترک فرماکر جمعہ کو اوسکے قایم مقام کردیا ہوگا مگر یہ امر ایسا بدیہی
البطلان ہے کہ اول سے لیکر آخر تک کوئی بھی اہل حق مین سے اسکو تسلیم نہین کرسکتا بلکہ بعض حضرات نے
جو اول من قاس ابلیس تحریر فرمایا ہے وہ یہی قیاس ہے کہ بمقابلہ نصوص معتبر مانا جائے اور اوس کیوجہ سے
حکم شرعی کو ساقط اور زائل کردیا جاوے دیکھئے امام فخر الاسلام اصول مین تحریر فرماتے ہین۔ وقال اصحاب
الظواہر من اہل الحدیث وغیرہم ان القیاس لیس بحجۃ والعمل بہ باطل وہو قول داؤد الاصبہانی وغیرہ۔
ادہر اس امر کو سب تسلیم فرماتے ہین کہ اخبار احاد بھی امور قطعیہ کے لئے ناسخ نہین ہوسکتین چہ جائیکہ قیاس

بے اصل ہے وہ اگر اس مضمون کے سمجھنے سے قاصر تھے تو عبارت اوثق العری کو ذرا تامل سے ملاحظہ فرما لیتے اسمین
کچھہ گناہ نہ تہا اوثق العری مین دونون احتمالون کو تسلیم فرما لیا گیا ہے کسی احتمال کی تغلیط نہین کی گئی اور ہم بھی
شروع مین اس امر کو مصرح عرض کر چکے ہین کہ ان دونون احتمالون مین جونسا احتمال آپکا دل چاہے اختیار
فرما لیجئے گا ہمارا مدعا بحمد اللہ ہر طرح سے حاصل ہے دیکھئے روایات معتبرہ سے جیسا یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرات
صحابہ کو اس بارہ مین مشورہ اور اجتہاد کی نوبت آئی ایسا ہی یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ
وسلم نے مکہ مکرمہ سے امر اقامت جمعہ تحریر فرما کر بھیجا جسکی وجہ سے دونون امر ضروری التسلیم والتطبیق ہین ہان
اب اسمین دو احتمال نکل سکتے ہین ایک یہ کہ حضرات صحابہ نے اپنے اجتہاد اور مشورہ کے بعد آپ سے اجازہ
اور استفسار کیا ہو اور آپنے حسب ارشاد وحی اونکے اجتہاد کو تسلیم فرما کر اجازت اور امر اقامت جمعہ لکھہ بھیجا ہو
اور اس اجتہاد و استفسار و اجازت و ارشاد سبکے بعد نماز جمعہ قایم کی گئی ہو کسی نے کسی امر کو اور کسی نے کسی
بات کو روایت کر دیا چنانچہ اسکے نظائر حدیث مین بکثرت ملینگے اور اس صورت مین کسی قسم کا اشکال یا استبعاد
لازم نہین آتا اور بحوالہ عبارت علما اس تطبیق کو ہم مفصلاً سابق مین عرض کر چکے ہین دوسرا احتمال یہ
ہے کہ حضرات صحابہ (رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین) نے بعد مشورہ و اجتہاد جمعہ قایم فرما لیا ہو اور اوسکے
بعد حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکے بارہ مین تحریر فرمانے کی نوبت آئی ہو مگر ظاہر ہے یہ تمام امور قبل
نزول سورہ جمعہ بلکہ قبل ہجرت و تشریف آوری قبا طے ہو چکے تھے اسلئے ہم بہت مسرت کیساتھ ہر ایک احتمال
کے تسلیم کرنے کو موجود اور لک الخیار عرض کرنے کو آمادہ ہین البتہ فقط اتنی بات پختگی اور زور سے عرض کرتے ہین
کہ اجتہاد صحابہ اور ارشاد نبوی دونون ہجرت سے پہلے اسبارہ مین محقق ہو چکے تھے یعنی ارشاد نبوی بنام مصعب
ابن عمیر مین اتنی گنجایش ہے کہ اوسکو اقامت جمعہ سے مقدم مانو یا موخر مگر یہ گنجایش ہرگز نہین کہ ارشاد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی عقل کا پورا ہجرت سے موخر کہنے کو تیار ہو جاوے اور ہمارا مدعا فقط یہی تہا کہ جمعہ قبل
ہجرت اور نزول قبا فرض ہو چکا تہا جو دونون صورتون مین بحمد اللہ حاصل ہے تو اب مجیب کا یہ خیال کہ احتمال
ثانی ہمکو مضر ہے بالکل غلط ہے اگر اوثق العری کی عبارت کو ملاحظہ فرما لیتے تو نہ خود اس طول مین پڑ کر اپنی
نوش فہمی ظاہر کرتے اور نہ ہمکو اس طول مین مبتلا ہونا پڑتا۔ اسکے بعد بمقتضائے خیر اندیشی مجیب کی خدمت
مین اتنا امر قابل عرض اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ تو معلوم ہو گیا کہ احتمال ثانی یعنی اقامت جمعہ بالاجتہاد ہمارے
مدعی مین کسیطرح خلل انداز نہین بلکہ مثل احتمال اول بالکل مطابق اور موافق ہے مگر دو وجہ سے خود ہمارے
مجیب کی مسلک کے مخالف ہے اول تو دیکھئے وہ اجتہاد و قیاس کہ جسکی ابطال و تضعیف مین کیا کیا کچھ عرق ریزی
فرمائی جاتی تھی اوسکی شان کہان سے کہان پہونچ گئی کہ ایک نماز مستقل اوسکی وجہ سے مقرر فرما کر حضرات اصحاب

مگر خدا کے لئے اپنے نفس پر رحم فرماکر یا ہمپر عنایت فرماکر اکابر کی شان مین کلمات گستاخانہ سے اجتناب فرماوین آپنے غالبًا سنا ہوگا شعر۔

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد ۔۔۔ بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

اور اگر بمقتضائے عادت اس سے احتراز دشوار ہو تو ہم حاضر ہین مگر غالبًا آپ اسپر قناعت نفرماینگے سو یہ یاد رہے کہ اسکا علاج یہی ہے کہ کوئی مباک حجۃ السلف وغیرہ آپکے جملہ اکابر کو جو چاہے گا کہہ سکتا ہے مگر معلوم نہین کہ آپکو اونکا سب وشتم بھی ناگوار معلوم ہوتا ہے یا نہین کچھ عجب نہین جو لطائف الحیل سے اونکو بھی برا کہلانا کسی وجہ سے منظور ہو استغفر اللہ۔ ہر نہ شراح مذکورین کی عبارت کے نسبت علامہ بنارسی تو اپنی سعی ختم فرما چکے جسکا جواب بالتفصیل معروض ہو چکا اب مولانا ابو المکارم کی سنئے کہ اونہون نے تمام عبارت کو چھوڑ کر فقط جملہ اخیرہ یعنی ولذلک جمع لہم اول ما قدم المدینۃ کما ذکرہ ابن اسحق وغیرہ کے جواب مین اتنا فرمایا کہ یہ قول آپکے مخالف ہے اسواسطے کہ اس قول مین اوس روایت کی طرف اشارہ ہے جسکو آپنے صفحہ ۱۴ مین نقل فرماکر جواب دیا ہے انتھے اس چیستان کا مطلب یہ ہے کہ ابن اسحق وغیرہ اہل مغازی کی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ قبا مین پیر کے روز رونق افروز ہوئے اور پانچوین روز جمعہ کو قبا سے مدینہ منورہ کو تشریف لیگئے اور بیچ مین محلہ بنی سالم مین نماز جمعہ ادا فرمائی اور بخاری شریف کی روایت مین صاف موجود ہے کہ آپنے قبا مین چودہ روز قیام فرمایا تو اب بنی سالم مین جمعہ کے ادا کرنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے اوثق العری مین روایت بخاری یعنی چودہ روز کے قیام کو مسلم اور راجح فرمایا ہے تو اب مولوی ابو المکارم صاحب فرماتے ہین کہ جملہ مذکورہ مین جو اول قدوم مدینہ مین جمعہ کا ذکر ہے اس سے وہی بنی سالم مین جمعہ ادا فرمانا مراد ہے جو روایت بخاری کی مخالف ہے اور اوثق العری مین چونکہ روایت بخاری یعنی قیام چودہ یوم کو راجح فرمایا ہے تو اب سرے سے بنی سالم مین جمعہ پڑھنا ہی آپکا صحیح اور مسلم نرہا پھر بنی سالم مین اول قدوم مین جمعہ ادا فرمانے سے ہمپر کیونکر حجۃ قایم ہو سکتی ہے۔

سو اسکے جواب مین اول تو ہم یہ عرض کرتے ہین کہ کیا عجیب بات ہے کہ مولانا موصوف ان شراح کی تمام عبارت کو پس پشت ڈالکر فقط ایک جملہ مین ادھوری بات فرماکر بالکل سبکدوش ہو گئے دیکھئے عبارت شراح جو اوثق العری مین منقول ہے اوسکا مطلب یہ ہے کہ حق تعالی نے ہمکو بذریعہ نص حکم جمعہ کی ہدایت فرمائی اور اسبارہ مین ہمکو مثل امم سابقہ کے ہمارے اجتہاد پر نچھوڑ دیا کیونکہ یہ احتمال ہے کہ آپکو اسی حکم کی مکہ مکرمہ مین بذریعہ وحی اطلاع ہو گئی ہو لیکن آپ خود وہان اقامت نکرسکے اور اس احتمال کی دلیل روایت دار قطنی ہے اور دوسرا قرینہ اس احتمال کی مؤید یہ امر ہے کہ آپنے مدینہ منورہ مین پہنچتے ہی جمعہ قایم فرمایا جیسا

علاوہ ازین جن صاحبون نے حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رائے او یا اجتہاد کو تسلیم فرمایا ہے اور یہی مذہب راجح ہے تو وہ خود اس امر کی تصریح فرماتے ہین کہ نبی علیہ السلام کا اجتہاد واجب الاطاعت ہے مگر فی نفسہ امر قطعی نہین اور در صورت خطا بذریعہ نزول وحی اوسکی اصلاح ضرور ہوجاتی ہے جسکا مطلب یہ ہوا کہ اور مجتہدین خطا پر قایم رہ سکتے ہین مگر اجتہاد نبی علیہ السلام ہین اگر کسی قسم کا تفاوت ہوتا ہے تو اوسپر تنبیہ ضرور ہوجاتی ہے اور اجتہاد نبی کے بعد تنبیہ نہونے سے اوسکی قطعیۃ ثابت ہوجاتی ہے گو فی حد ذاتہ قطعی نہ تھا امام فخر الاسلام وغیرہ کی عبارتون مین یہ مضمون صاف موجود ہے فاذا اقرہ اللہ تعالی علی ذلک دل علی انہ مصیب بیقین۔ تو بنظر انصاف ملاحظہ فرمایئے کہ اہل ظاہر تو قیاس واجتہاد کو سرے سے باطل اور غیر قابل للعمل فرما رہے ہین اب اگر یہ مذہب لیا بھی جائے تو بیوقوف سے بیوقوف بھی اجتہاد وقیاس کو کسی امر کے لئے ناسخ اور رافع نہین کہہ سکتا بالخصوص امور قطعیہ کے لئے جیسے صلوۃ ظہر کہ نص قرانی سے ثابت ہے اور ظہر کی چار رکعتین جو سماع اور تواتر سے ثابت ہوچکی ہین اور جو حضرات قیاس واجتہاد کو دلیل شرعی فرماتے ہین وہ یہ فرماتے ہین کہ اخبار احاد امور قطعیہ کے لئے رافع اور ناسخ نہین ہوتین تو اون سے یہ امر کیونکر متصور ہوسکتا ہے کہ قیاس واجتہاد کو جو کہ اونکے نزدیک خبر واحد کے لئے بھی ناسخ نہین ہوسکتا امور قطعیہ کے لئے رافع اور مزیل تسلیم کرلین ان سب سے بڑھکر یہ بات ہے کہ جب اجتہاد حضرت رسالت پناہ در صورت معارضہ نص ساقط اور غیر معمول ہوجاتا ہے (کیونکہ اجتہاد نبوی مین فی نفسہ دوسری جانب کا بھی احتمال ہے اور وحی مین یہ احتمال اصلا نہین ہوسکتا) تو اب کسی صحابی یا مجتہد وغیرہ کی رائے واجتہاد سے حکم قطعی کو ساقط اور غیر معمول بنا دینا کون عاقل یا بیوقوف تجویز کرسکتا ہے یہ امر نمونہ قدرت الہی ہے کہ جن صاحبون کے مونہہ مین اول من قاس ابلیس سنکر پانی بھر آتا تھا اب قیاس واجتہاد کو امور قطعیہ کے لئے ناسخ ورافع فرمانے پر غش ہونیکو آمادہ معلوم ہوتے ہین سچ ہے **شعر**۔

آنچہ شیران را کند روبہ مزاج + احتیاج است احتیاج است احتیاج

اب ہمارے مجیب سلمہ کو اگر اس بارہ مین کچھہ فرمانا منظور ہو تو ذرا سوچ سمجھکر فرمائین گستاخانہ بلاوجہ بدفہمی پر کمر باندھکر اکا بر ... الفاظ ناملایم تحریر کرنا علم وحیا دونون سے بعید ہے مگر آپکو اس قسم کے الفاظ کے کہنے اور سننے کی عادت ہے اسلئے آپ تو شاید یہی کہین کہ ہمنے کونسا کلمہ ایسا لکھا ہے جنابمن واقعی بات یہ ہے کہ آپکو آپکے فہم وعقل نے سخت دہوکا دے رکھا ہے اور اوسپر معروضات سابقہ شہود عدل وجود ہین اور کسی نے خدانخواستہ آپکو دہوکا نہین دیا بلکہ آپکو سچا مضمون سمجھایا ہے مگر کجی کا کیا علاج خیر آپکا جو جی چاہے سو کرین ہمارا کوئی نقصان نہین آپ بے انصافی اور کج فہمی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نفرمادین

ہے اوسکا ثبوت اسپر موقوف نہین کہ قبا مین چودہ روز کا قیام تسلیم کیا جاوے چنانچہ اوثق العری کی عبارت سے یہ مضمون خود ظاہر ہے اور ہم بھی انشاء اللہ آگے چلکر اوسکو مفصلاً عرض کردینگے جب روایت اہل مغازی یعنی قیام چار روز کی روایت ہمکو مضر نہین بلکہ اوسکے تسلیم کی صورت مین بھی ہمارا مدعیٰ بعینہ محقق ہے تو اب اگر ہم اس جملہ اخیرہ کو کہ جسکو ہمارے مجیب ہمارے مخالف بیان فرماکر اپنا پیچھا چھوڑانا چاہتے ہین تسلیم بھی کرلین تو ہمکو کوئی مضرت نہین ہوسکتی اور اب مجیب کے خیال بے اصل کے موافق بھی یہ جملہ بیان کردہ شراح موصوفین اونپر حجۃ ہوگا بالجملہ استدلال مذکورہ ہر طرح سے ہمکو مفید اور مجیب اور اونکے امثال کے ذمہ اوسکی جوابدہی لازم ہے مگر مجیب اول نے تو اس جملہ کی نسبت اشارۃً یا صراحۃً کچھ فرمایا ہی نہ تھا مجیب ثانی نے تمام عبارت کو نظر انداز فرماکر جو صرف اسی ایک جملہ کی جوابدہی کی طرف توجہ فرمائی تھی تو ایسی بے اصل ادہورے خلاف قاعدہ اہل عقل ونقل بات بیان فرمائی کہ ہر فہیم متعجب ہوگا۔ اس بحث سے فراغت پاکر علامہ بنارسی تحریر فرماتے ہین اور اسکے بعد جو آپنے ابوداؤد کی روایت نقل کی ہے وہ ہمارے مدعیٰ کی تائید کرتی ہے یعنی احتمال ثانی کی جیساکہ عبارت قسطلانی سے معلوم ہوا اور اس سے جمعہ کا گاؤن مین پڑہنا ثابت ہوا انشاء اللہ اسکی تحقیق آیندہ آئیگی انتھے۔ **اقول** اس روایت ابوداؤد سے وہی کعب ابن مالک کی روایت مراد ہے جس مین اسعد بن زرارہ کا قصہ منقول ہے اور اوپر چند بار اوسکا ذکر آچکا ہے اور اوسکو اوثق العری مین اپنا مستدل بنایا ہے کمامر۔ اوسکے جواب مین ہمارے مجیب دو امر بیان فرماتے ہین اول یہ کہ وہ ہمارے یعنی مجیب کے لئے مؤید ہے کیونکہ اوس سے احتمال ثانی یعنی اقامت جمعہ بحسب اجتہاد صحابہ رضوان اللہ علیہم مفہوم ہوتا ہے جیساکہ عبارت قسطلانی یعنی اونکے ولہ شاہد باسناد حسن عند ابی داؤد فرمانے سے معلوم ہوا مگر اس امر کا سیدہا جواب تو وہی ہے کہ ہماری تقریر بالا مین مذکور ہوچکا ہم بوضاحت اس امر کو عرض کرچکے ہین کہ احتمال اول وثانی مین خود شراح توفیق وتطبیق کے قایل ہین اور اس توفیق کو مکرر ہم مفصلاً بحوالہ اکابر نقل کرچکے ہین اور ہر منصف فہیم اوس تطبیق کو بلا تامل تسلیم کریگا اور نیز یہ امر بھی ہمنے مدلل ومفصل ثابت کردیا ہے کہ دونون احتمالون مین سے جونسا احتمال پسند خاطر ہو بلا تردد اوسکو معین فرمالیجیے ہمارے ثبوت مدعیٰ کے لئے کوئی مضر نہین کمامر۔ پہر ہمکو تعجب آتا ہے کہ روایت ابوداؤد بقول آپکے مؤید احتمال ثانی ہی سہی لیکن جب احتمال ثانی ہی ہمارے مدعیٰ کو مضر نہین بلکہ مثل احتمال اول موافق مدعی ہے تو پہر روایت مذکورہ جو بقول آپکے مؤید احتمال ثانی کے ہی کونسی صورت سے ہمارے مدعی مین خلل انداز ہوسکتی ہے اور کسوجہ سے روایت مذکورہ کا ہمارا مستدل بننا غلط

کہ ابن اسحق وغیرہ کی روایت سے ثابت ہے - اس عبارت سے خوب ظاہر ہوگیا کہ ان شراح کے نزدیک
یہی امر مسلم ہے کہ حکم جمعہ مکہ مکرمہ مین نازل ہو چکا تہا مجیب نے اصل امر کو چھوڑ کر فقط یہ مواخذہ کیا کہ جملہ اخیرہ
آپکے مخالف ہے جیسا کہ ابھی معروض ہوا نہ اس امر کا جواب دیا کہ یہ شراح ہمارے موافق فرما رہے ہین نہ
روایت دارقطنی کا لحاظ فرمایا اصل امر سے اسقدر اعراض فرمانا اور غیر ضروری امر مین ایک خلاف جزئی کو
پیش فرما کر جواب کافی سمجھکر دل خوش کر لینا کونسے انصاف کی بات ہے شاید اسی وجہ سے ہمارے مجیب
کا لقب معترض قرار پایا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ملا معترض ایسے ہی ادہورے ناقص اعتراض کیا کرتے ہین
اور ہمارے فہم ناقص مین یہ آتا ہے کہ معترض مین سے ت نکالدی جاوے تو انشاء اللہ ہمارے مجیب پورے
اسم بامسمی ہو جائین ہر فہیم بالبداہتہ جانتا ہے کہ جو عبارت مقصود مدعی پر دال ہو گو کسی دوسرے امر
مین مخالف بھی ہو مگر اوس سے مقصود مدعی پر استدلال لانا صحیح ہوتا ہے احناف و شوافع حدیث
ابو محذورہ کو اپنے استدلال مین پیش فرماتے ہین شوافع اذان مین اور احناف اقامت مین ہمارے
مجیب کے قاعدہ کی موافق دونون استدلال غلط ہونگے حدیث اذا رکع فارکعوا و اذا سجد فاسجدوا سے
تمام مولفین ارکان صلوۃ مین اتباع امام مقتدی پر ثابت فرماتے ہین حالانکہ جملہ و اذا صلی جالسا فصلوا
جلوسا اجمعین جو اسی روایت کے اخیر مین موجود ہے سبکے مخالف ہے اور اسکی نظیرین بہت کثرت
سے موجود ہین ہمارے مجیب کے قاعدہ کے موافق یہ سب استدلالات ھباءً منثورا ہو گئے - دیکھیے اگر
عبارت مذکورہ مین سے جملہ اخیرہ نکالدیا جاوے تو ہمارے مدعیٰ مین کسی قسم کا سقم لازم نہین آتا کما
ہو ظاہر جب اس فقرہ پر ہمارا ثبوت مدعی موقوف نہین بلکہ کلام سابق بالاستقلال کافی ہے
تو فقرہ مذکورہ کے کسی دوسرے امر مین مخالف ہونے سے ہمارے استدلال کو غلط سمجہنا کیسی صریح
غلطی ہے دوسری بات یہ ہے کہ جس دلیل سے خصم پر الزام قائم کیا جاتا ہے اوسکی صحۃ کے لئے
یہ ضرور نہین کہ مستدل کے مذہب کی موافق ہی ہو بلکہ اوسکا عند الخصم مسلم ہونا کافی سمجہا جاتا ہے
اور یہ امر ایسا بدیہی ہے کہ بے انصاف بھی اسکا انکار نہین کر سکتا اسلئے اس عبارت سے مجیب پر الزام
قایم ہونے مین تو کوئی تامل ہو ہی نہین سکتا تو اب اونکو اسکا جواب دینا ضروری ہے ہمارے کسی امر مین
مخالف ہونے سے اونکے الزام مین تخفیف بھی نہین ہو سکتی چہ جائیکہ مجیب موصوف ہمارے استدلال
سے بالکل بری الذمہ ہو بیٹھین - تیسری بات یہ ہے کہ اوثق العری مین بوجہ تعارض روایت بخاری
قبا مین چار روز کے قیام کی روایت کو مرجوح ٹہرایا ہے لیکن اگر کوئی صاحب اسی روایت کو خلاف
قاعدہ روایت بخاری پر ترجیح دینا چاہین تو ہمارا اصل مدعی یعنی عدم اقامت جمعہ فی القری پہر بھی ثابت

فرمالیجے کہ احتمال اول کو کسقدر تقویت و رجحان ہونا چاہئے مگر مشکل تو یہ ہے کہ آپ حضرات نے لا تقربوا الصلوۃ کا قصہ کر رکھا ہے جہان ایک لفظ اپنے مدعی کے موافق نظر پڑ گیا سیاق و سباق و غرض متکلم سب سے قطع نظر فرما کر فوراً اپنا استدلال قایم کر دیا پھر اسپر یہ سینہ زوری کہ اوروں کو آنکھین بند کر کے یہ کہا جاتا ہے کہ عوام کی دہوکا دہی کے لئے ایک ٹکڑے عبارت کو نقل کیا جاتا ہے واللہ المستعان۔ اب لیجے امر ثانی یعنی روایت مذکورہ کعب بن مالک سے جمعہ کا قری مین ثابت ہونا سو اوسکا جواب اسیقدر کافی ہے کہ جب مجیب حسب وعدہ روایت مذکورہ سے جمعہ کا قری مین ہونا ثابت فرماوینگے اوسوقت ہم بھی انشا اللہ خود عبارت اوثق الامری سے اوسکا جواب ظاہر کر دینگے اب تو محض وعدہ ہی وعدہ ہے جسکے ایفا کی امید ہی ضعیف ہے **شعر**

ہمکو معلوم ہے وعدہ کی حقیقت اونکی ۔۔۔ دل کے خوش رکھنے کو لیکن یہ خیال اچھا ہی

اسکے بعد مجیب بنارسی فرماتے ہین۔ اور اگر ہم اسکو تسلیم بھی کر لین کہ جمعہ مکہ ہی مین فرض ہوا تھا جیسا کہ رائے مولانا کی ہے تو بھی ہمکو مضر نہین بلکہ ہمارے موافق ہے انتھے۔ جناب من فرمایئے تو سہی مضر نہونیکی کیا وجہ اور موافق ہونیکی کیا دلیل یہ تو بہت واضح اور صحیح بات ہے کہ جب مکہ مکرمہ مین نزول حکم جمعہ ہو چکا تھا حتی کہ مدینہ منورہ مین اوسکی وجہ سے اقامت جمعہ برابر ہوتی تھی تو پھر وقت ہجرت جب سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم قبا مین چودہ روز رونق افروز رہے تو عدم اقامت جمعہ کی کیا وجہ افسوس آپ نے محض دعوی بلا دلیل پر قناعت فرمائی کوئی وجہ اس موافقت اور عدم مضرت کی تحریر نکی۔ سو خیر آپنے تو کچھ نفرمایا ہمسے سنئے ہم جہان تلک آپکی کتاب سے سمجھے ہوئے ہین اوس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ چودہ روز کے قیام کو قبا مین جو روایت صحیح بخاری وغیرہ مین وارد ہے غلط فرماوینگے یہان جو کچھ ارشاد ہو رہا ہے اگر اوسکا مبنی فقط یہی ہے کہ تضعیف و تغلیط روایت کے بہروسہ پر یہ لن ترانیان ہین تو انشا اللہ عنقریب اسکی حقیقت منکشف ہوئی جاتی ہے اور اگر کوئی امر مخفی باریک آپ کے خیال مین ہے تو اوسکو خدا کے لئے ظاہر فرمایئے جب ایسی ضرورت و حاجت کیوقت ہی کام نہ آیا تو پھر کب کام آئیگا۔ اسکے بعد مجیب سلمہ تحریر فرماتے ہین اور واضح ہو کہ جمعہ کا مکہ مین فرض ہونا محققین کے نزدیک یہ قول غریب ہے حافظ ابن حجر فتح الباری مین فرماتے ہین۔ وقال الشیخ ابو حامد فرضت بمکۃ وہو غریب انتھے مجیب نے علامہ ابن حجر کے غریب فرمانیکو تو دیکھا مگر اسکا خیال نکیا کہ قاضی شوکانی ان الجمعۃ فرضت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو بمکۃ قبل الہجرت۔ اور علامہ سیوطی والجمعۃ فرضت بمکۃ فرما رہے ہین اور روایات کثیرہ معتبرہ حدیث سب علما اپنی تالیفات مین بلا نکیر مع التسلیم اشارۃ مین نقل کر رہے ہین ابو داؤد و ابن ماجہ و بیہقی و دار قطنی و معجم طبرانی

ہوگیا فی الحقیقت یہ وہی دہوکا ہے جو مجیب کے دل مین ایک وجہ بے اصل سے جم رہا ہے اور ہم پورے طور سے اوسکو تشریح عبارت شراح بخاری مین متنبہ کر چکے ہین اور پھر بھی یہی عرض کرتے ہین کہ تعارض احتمالین کو بالکل دل سے نکالڈالئے اور عبارت شراح اور عبارت اوثق العری کو اور جو کچھ اوسکی تشریح ہمنے عرض کی ہے بانصاف ملاحظہ فرمائیے انشاء اللہ یہ خیال خود آپکو غلط معلوم ہوگا یہ جواب اوس حالت مین ہے کہ ہم آپ کے فرمانے کو بجنسہ منظور کرلین ورنہ ہم کہہ سکتے ہین کہ روایت کعب بن مالک مین کونسا لفظ ہے جس سے احتمال ثانی یعنی اقامت جمعہ بالاجتہاد سمجھہ مین آتا ہے روایت مذکورہ کا مطلب صرف اتنا ہے کہ اسعد بن زرارہ نے اول جمعہ قبل ہجرت ہمکو پڑہایا اوسمین اجتہاد کی تصریح کیا اشارہ بھی موجود نہین اور علامہ ابن حجر اور علامہ قسطلانی جو اس روایت کو مرسل ابن سیرین کے لئے شاہد فرماتے ہین اوسکی صرف یہ وجہ ہے کہ دونون روایتون مین قصہ واحد یعنی اسعد بن زرارہ کا قبل ہجرت جمعہ کی اقامت فرمانا مذکور ہے جو سبکو مسلم ہے باقی رہا اجتہاد کا قصہ وہ فقط مرسل ابن سیرین مین مذکور ہے روایت کعب بن مالک مین اوسکا پتہ بھی نہین یہ جدا قصہ ہے کہ بوجہ وحدت قصہ روایت کعب بن مالک کو مجمل کہکر روایت مفصلہ ابن سیرین پر حمل کرلیا جاوے ہمکو اس کے تسلیم مین کوئی تامل نہین مگر یہ سب امور اہل انصاف کے مناسب حال ہین آپ تو اپنے جوش مین روایات حدیث اور تصریحات علمائے معتبرین کی بھی نہین سنتے کما مر و سیجیئ پھر آپکا ایسے احتمالات خفیہ سے ہمپر استدلال قایم فرمانا آپ ہی فرمائین کیسی بے انصافی ہے۔ یہ تو جگر گوشہ خاتم النبین علیہما الصلوٰۃ والتسلیم کو بلامحابا قتل کرنا اور مچھر کو مار کر مسئلہ پوچھتے پھرنا ہے جو جواب دینے کے کسیطرح بھی لایق نہین جیسا اوسکے جواب مین یہ کہدینا کافی ہے۔ انظروا الی ہذا یسأل عن دم البعوض و قد قتلوا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ایسا ہی آپ کے جواب مین اتنا ہی کہدینا کافی تہا کہ ہمارے مجیب کو دیکھیئے کہ تمام روایات اور تصریحات علماء کو بلادلیل ترک فرماتے ہین اور جملہ ولہ شاہد جو بعض شراح نے فرمایا ہے اوسپر اسقدر خواہ مخواہ زور دے رہے ہین مگر ہمنے مجیب کی بے انصافی سے قطع نظر کرکے جواب واقعی و تحقیقی تبرعاً عرض کردیا ہے۔ معہذا یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ جن شراح نے مرسل ابن سیرین کے لئے روایت کعب بن مالک کو شاہد فرمایا ہے وہی حضرات جملہ فہدانا اللہ لہ مین احتمال اول کو راجح فرماتے ہین جسکا مطلب یہ ہوگا کہ روایت ابن عباس جسکو دارقطنی نے اور روایت ابی مسعود جسکو طبرانی نے اور مرسل زہری جسکو ابوداؤد نے اپنے مراسیل مین بیان کیا ہے اون سبکے لئے ارشاد فہدانا اللہ شاہد ہوگا چنانچہ یہ سب امور مفصلاً ہم عرض کرچکے ہین تو اب آپ ہی انصاف

اور تاویلات کو بمقابلہ ظاہر لغو اور باطل سمجھتے تھے آج نصوص متعددہ معتبرہ کے متروک فرمانے پر اسوجہ سے
کمربستہ ہین کہ حافظ ابن حجر نے اس قول کو غریب فرمادیا ہے ہماری نظر قاصر مین کتب کے دیکھنے سے
جہانتک معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جو حضرات فرضیت جمعہ فی المدینہ کے قایل ہین اونکی وجہ صرف
یہ ہی ہے کہ آیت جمعہ چونکہ مدنی ہے اور قاعدہ اکثریہ یہی ہے کہ جو احکام آیات قرآنی مین موجود ہین
اونکی دلیل ثبوت وہی آیات ہین اور اونہین آیات کے نزول کے بعد سے وہ احکام بذمہ امت ثابت
ہوئے تو اس قاعدہ اکثریہ کے مطابق بظاہر یہی امر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعد نزول آیت جمعہ جو
بالاتفاق مدنی ہے جمعہ فرض ہوا ہو اسکے سوا کوئی نص ان حضرات کے پاس غالبًا ایسے نہین کہ جس سے
صراحتہً فرضیت جمعہ فی المدینہ ثابت ہوتی ہو اور جن حضرات نے یہ خیال فرمایا کہ یہ قاعدہ اکثریہ سہی مگر اسکے
خلاف کی امتناع پر نہ کوئی دلیل نہ اس امتناع کا کوئی قائل چنانچہ اسکے خلاف کی متعدد نظائر موجود ادہر
نصوص معتبرہ حدیث سے بالتصریح یہ امر ثابت کہ حکم جمعہ مکہ مین قبل ہجرت محقق و نازل ہو چکا تہا تو اونہون
نے بے کہٹکے فرضیت جمعہ قبل ہجرت کو تسلیم فرمایا خلاصہ یہ ہے کہ اول حضرات جو کچھ فرماتے ہین تو قاعدہ
اکثریہ کے مطابق بہت ٹہیک فرماتے ہین مگر امر زائد کی طرف اونکو کسیوجہ سے نظر نہین ہوئی اور دوسرے
حضرات جو کچہہ فرماتے ہین تو اونکے پیش نظر وہ روایات مذکورہ حدیث بھی ہین جنسے فرضیت جمعہ قبل
ہجرت ثابت ہوتی ہے یعنی اول حضرات نافی اور یہ مثبت ہین اور حسب قاعدہ مسلمہ علما مثبت کو
نافی پر ترجیح ہوتی ہے - اسکے بعد قابل گذارش یہ امر ہے کہ مجیب بنارسی کے جواب مین یہانتلک
جو کچہہ ہمنے عرض کیا یہ تو درصورت تسلیم تہا یعنی مجیب موصوف نے عبارت مذکورہ فتح الباری کا
جو مطلب بحسب الظاہر سمجہکر اپنا استدلال پیش فرمایا تہا ہمنے اوسکو بجنسہ تسلیم کرلینے کے بعد جواب
تام عرض کردیا جسکے بعد ہمکو کسی اور امر کے بیان کرنیکی ہرگز حاجة نہین مگر بنظر اظہار حق و مزید تحقیق
یہ بات بھی قابل اظہار ہے کہ ہمارے مجیب نے جو کچہہ تحریر فرمایا گو بنظر ظاہر صحیح معلوم ہو مگر جب خود حافظ
ابن حجر کے دیگر ارشادات اور اونکے سوا اور علما کے اقوال کو ملاحظہ کیا جائے اور اونکے مطابق عبارت
موجودہ فتح الباری مین غور و فہم سے کام لیا جائے تو معلوم ہوجائے کہ عبارت مذکورہ کا اصلی مطلب ہمارے
مجیب نہین سمجھے بلکہ ارشاد علامہ ابن حجر ہمارے مدعی کے بالکل موافق ہے اصلا مخالف نہین جو ہمکو
جواب دینے کی ضرورت ہو - دیکھ لیجیے خلاصہ استدلال مجیب بنارسی صرف یہ ہے کہ عبارت مذکورہ
مین علامہ موصوف نے جو دو جملہ یعنی فرضت بالمدینة اور فرضت بمكة نقل فرمائے ہین اور اول جملہ کو قول
اکثر اور ثانی کو غریب فرمایا ہے تو فرضت کا مطلب ہمارے مجیب نے نزول فرضیتہا معین فرماکر یہ سمجھ لیا کہ مدینہ

ومصنف عبد الرزاق ومسند امام احمد وزاد المعاد وصحیح ابن خزیمہ وغیرہ وغیرہ کوملاحظہ فرمالیجیے ادہر جمہور
اہل سیرہ واہل تفسیر کی کتب مین برابر یہ امر موجود ہے اسد الغابہ اور اصابہ وغیرہ کتب اسماء الرجال
مین اسی امر کو نقل فرمارہے ہین آپکے مجتہد عصر جناب مولانا سید نذیر حسین وغیرہ بھی یہی لکہہ رہے
ہین چنانچہ ہم بحوالہ کتب قصہ اسعد بن زرارہ اور مصعب بن عمیر کو بروایات متعددہ معہ بیان تطبیق و
توضیح مطلب پہلے عرض کرچکے ہین اور تماشا یہ ہے کہ ان روایات کے مقابلہ مین آپنے اسوقت تلک
ایک روایت کا پتہ تک نہین دیا خود حافظ ابن حجر وغیرہ بھی اسی جانب مائل ہین کما بینا سابقا۔ تواب
آپ ہی انصاف فرمائیے کہ ان دلایل کے مقابلہ مین فقط حافظ ابن حجر کے غریب نقل فرمانے سے آپکو
کیا نفع ہو سکتا ہے سچ ہے الغریق یتشبث بکل حشیش۔ علاوہ ازین ابن حجر کی پوری عبارت یہ ہے۔

واختلف فی وقت فرضیتہا فالاکثر علی انہا فرضت بالمدینۃ وہو مقتضی ماتقدم ان فرضیتہا بالآیۃ المذکورۃ
وہی مدنیۃ وقال الشیخ ابو حامد فرضت بمکۃ وہو غریب۔ جس سے اسیقدر مفہوم ہوتا ہے کہ اکثر علما فرضیت
فی المدینہ کے قایل ہین اور بعض فرضیت فی المکہ کو تسلیم فرماتے ہین مگر یہ قاعدہ کسکے یہان مسلم نہین کہ
درصورت اختلاف جس جانب اکثر ہون اسکو ہمیشہ دوسری جانب سے قوی اور راجح ماناجائے گا
آپ تہوڑا سا تامل کرینگے تو بہت سی نظائر ہر ایک مذہب مین آپکو ایسے ملینگے کہ علما قول اکثر کو مرجوح
اور دوسری جانب کو راجح فرمارہے ہین دور نجائیے اسی فتوی مین دیکہہ لیجے کہ آپکے حجۃ السلف والخلف
وغیرہ صحت جمعہ کے لئے سوا اسکے کہ امام کے ساتھ ایک دوسرا اور بھی ہو کسی شرط کو تسلیم نہین فرماتے
حتی کہ خطبہ بھی ضروری نہین اب آپ ہی فرمائین کہ مذہب غریب (اور قول جمہور کے مخالف) ہے یا نہین
ایسے ہی نظائر کثیرہ آپکو اپنے گھر مین ملینگے دوسری طرف فکر کرنیکی حاجت ہو گی تو کیا آپ بوجہ غرابت
اور مخالفت جمہور اس قسم کے مسائل کی تغلیط اور تضعیف فرماوینگے یا بوجہ قوت دلیل اور صحۃ ماخذ ایک
جانب کو دوسری جانب پر ترجیح دینا حق فرمائینگے خواہ قول جمہور ہو یا قول غریب فما ہو جوابکم فہو جوابنا
اس بات کو خوب ملحوظ رکہئے کہ اگر ہم امور متذکرہ بالا سے قطع نظر کرکے اس غرابت کو تسلیم بھی کرلین
تو یہ غرابت منافی صحت وقوت نہین اور اگر آپ خواہ مخواہ اس غرابت کو موجب تغلیط وتضعیف فرماوین تو
یہ قول جو خود غریب بلکہ سارے جہان کے مخالف ہے آپ ہی کے قاعدہ کی موافق غلط ہوگا دوسرے آپکے
تمام مسائل غریبہ بلا بیان دلیل تغلیط وتضعیف خواہ مخواہ غلط اور ضعیف ہوجاوینگے خدا کی قدرت ہے کہ
ہمارے مجیب لبیب اور اونکے ہم مشرب جو ظاہر حدیث کی بنا پر تمام اکابر وائمہ کی دل کہولکر تغلیط و
تردید کرنا فرض خیال فرماتے تھے اور قول جمہور اور اجماع تلک اس تغلیط وتردید کی نوبت پہونچاتے تھے

الفرس ان اقامۃ الجمعۃ لم تکن بمکۃ قط یردہ ما اخرجہ ابن ماجۃ عن عبد الرحمن بن کعب بن مالک قال کنت
قائد ابی حین ذہب بصرہ الی اخر الحدیث ملاحظہ فرمالیجیے کہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اقامۃ الجمعۃ کے
معنی فرضیۃ الجمعہ کے لیکر ابن الفرس کے قول کو رد فرمادیا اور ثبوت تردید مین حدیث کعب کو جس مین
اسعد بن زرارہ کا قبل الہجرۃ اہل مدینہ کو جمعہ پڑہانا مذکور ہے پیش فرمایا جس سے صاف ظاہر ہے
کہ سیوطی رحمہ اللہ نے کلام ابن الفرس مین اقامۃ کو بمعنی فرضیۃ لیا ہے ورنہ اقامۃ جمعہ کے معنی اگر
ادار جمعہ کے لئے جاوین جو ابن الفرس کا مقصود معلوم ہوتا ہے تو ظاہر ہے کہ قصہ اسعد بن زرارہ
اوسکے معارض اور نہ علامہ سیوطی اوسکی منکر بلکہ علامہ موصوف خود اس امر کی مدعی ہین کہ قبل الہجرۃ
مکہ مکرمہ مین جمعہ فرض ہوچکا تہا گو بوجہ عدم تمکن اہل مکہ کو اوسکے اقامۃ کی نوبتہ نہ آئی تو اب انصاف سے
دیکھ لیجیے کہ علامہ سیوطی اور ابن الفرس کا مطلب حقیقۃ مین ایک ہے مگر الفاظ کے تبدل اور معنی کے
تغیر و تبدل سے خود علامہ سیوطی کو خلاف کا خیال جم گیا اور تردید فرمانے کی نوبت آگئی ابن الفرس کا
مدعی اور معنی تہے اور سیوطی کے خیال مین دوسرے معنی آئے جس سے ظاہر ہوگیا کہ لفظ اقامۃ فی نفسہ
دونون معنی مین مستعمل ہوتا ہے اور ہمارے نزدیک بشرط انصاف فرضیۃ کو بمعنی فرضیۃ ادار واقامۃ
لینا ایسا بعید نہین جیسا لفظ اقامۃ کو بمعنی نفس فرضیۃ استعمال کرنے مین ایک طرح کا بعد بظاہر معلوم
ہوتا ہے جیسا کہ علامہ سیوطی نے سمجہا پہر جب ارشاد علامہ سیوطی کے موافق اقامۃ کے معنی فرضیۃ کے
لینے قابل تسلیم ہوگئے تو کلام ابن حجر مستدلہ مجیب مین بوجہ قرائن قویہ اگر فرضیۃ کو اقامۃ کے معنی مین مستعمل کیا
جائے تو فرمائیے کہ اسمین وجہ انکار کیا ہے ہمارے نزدیک تو بشرط انصاف ہر طرح سے قابل قبول
اور احق بالتسلیم ہے اسلئے اب اسکی حاجۃ معلوم نہین ہوتی کہ کوئی مثال ایسی بہی بتلائی جائے
کہ جسمین علمانے فرضیۃ سے اقامۃ مراد لی ہو مگر بغرض قطع شغب اوسکی بہی ایک مثال عرض کئے دیتے
ہین تفسیر اتقان وغیرہ کو ملاحظہ فرمالیجیے کہ لم توخذ الزکوۃ الا بالمدینۃ بلا خلاف. مذکور ہے جس سے معلوم
ہوگیا کہ بعد ہجرۃ اموال مسلمین سے اخذ زکوۃ کی نوبتہ آئی اور یہ امر بہی بدیہی ہے کہ بہت سی آیات جنسے
فرضیۃ زکوۃ بالتنصیص معلوم ہوتی ہے مکی ہین نہ مدنی چنانچہ سورۂ مزمل مین بہی واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ
ارشاد فرمایا گیا ہے جب یہ معلوم ہوگیا تو اب یہ فرمائیے کہ جو علما اپنی توالیف مین تحریر فرماتے ہین کہ زکوۃ بعد
ہجرۃ فرض ہوئی چنانچہ درمختار مین بہی وفرضت فی السنۃ الثانیۃ قبل فرض رمضان. موجود ہے اونکی
غرض لفظ فرضت سے کیا ہے اگر نزول فرضیۃ مقصود ہے جسپر ہمارے مجیب کے خیالات کا دارمدار ہے
تو صریح غلط معلوم ہوتا ہے کیونکہ حکم فرضیۃ آیات متعددہ کے ذریعے سے مکہ مین نازل ہوچکا تہا اور اگر فرضت

طیبہ مین حکم فرضیتہ جمعہ اول نازل ہوا اور یہی مذہب جمہور ہے اور بنا کر ... مین نزول حکم مذکور قول غریب ہی بالجملہ مدار استدلال مجیب لفظ فرضت ہے سو اسکا جواب بے تکلف اسیقدر کافی ہے کہ فرضت کے معنے جیسے یہ ہو سکتے ہین کہ حکم فرضیتہ جمعہ اول مدینہ طیبہ مین نازل ہوا ایسے ہی یہ بھی ہو سکتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امر اقامتہ جمعہ اول اہل مدینہ کو فرمایا یعنی فرضت ادائہا واقامتہا بالمدینۃ اور اس صورت مین جملہ اول یعنی فرضت بالمدینۃ جو قول جمہور ہے سراسر ہمارے موافق اور ہمارے مدعی کے مطابق ہے اور اب قول شیخ ابو حامد یعنی فرضت بمکۃ کے معنی بھی فرضت ادائہا واقامتہا بمکۃ لینے پڑینگے جسکے شاذ اور غریب کہنے مین ہم بھی مجیب کے ہم داستان ہین - اب اہل فہم و انصاف ملاحظہ فرمالیوین کہ کلمہ فرضت کے معنے جو ہمنے عرض کئے ہین بالکل بے تکلف اور قابل تسلیم ہین یا نہین پھر معلوم نہین کہ مجیب نے صرف اپنا استدلال قایم کرنیکی غرض سے ایک معنی جو اونکے مفید مدعی تھے بلا وجہ وجیہ کیونکر معین کر لئے اور اسیکے ساتھ جب علامہ ابن حجر اور دیگر علما کے اون ارشادات اور روایات کو بھی خیال کیا جاتا ہے کہ جنکو بحوالہ اوثق العری وغیرہ ہم بھی عرض کر چکے ہین جن سے اقامتہ جمعہ فی المدینۃ قبل الہجرۃ بالتخصیص ثابت ہوتی ہے تو پھر تو عبارت فتح الباری کا وہ مطلب سمجھنا جو ہمارے مجیب سمجھ رہے ہین کسیطرح قابل قبول اہل فہم نہین ہوسکتا کیونکہ اس صورت مین علامہ ابن حجر رحمہ اللہ کا ارشاد فقط خلاف واقع ہی نہوگا بلکہ خود اونکے دیگر ارشادات کے بھی مناقض ہوگا پھر علامہ ابن حجر کے ارشاد کے ایسے معنی معین کرنے کہ خلاف واقع اور خلاف روایات حدیث وخلاف اقوال علما ہونیکے سوا خود انہین کے قول کی معارض ہون اور اوس احتمال صحیح کو ترک کرنا جس مین کسی قسم کی خرابی نہو اور جملہ روایات واقوال کے موافق ہو نہایتہ کم فہم انصاف دشمن کا کام ہے بالجملہ جملہ فرضت بالمدینۃ اور فرضت بمکۃ کے بھروسے پر یہ اصرار کرنا اور تمام قراین وامارات سے آنکھین بند کر لینا جمود علی الظاہر بلکہ جمود علی التعصب کی کامل دلیل ہے زیادہ تفصیل مطلوب ہے تو سنئے لفظ فرضیتہ اور اقامتہ ایک دوسرے کے موافق مین بلا نکیر استعمال کئے جاتے ہین یعنی فرضت کو جیسے نفس ایجاب اور نزول حکم فرضیتہ کے معنی مین استعمال کرتے ہین ایسے ہی فرضیتہ ادا اور اقامتہ کے معنی مین بھی اوسکا استعمال صحیح سمجھا جاتا ہے اور لفظ اقامتہ جیسے بمعنی ادائے فعل بولا جاتا ہے ایسا ہی بعض مواقع مین اوس سے نفس فرضیتہ ووجوب مراد لیا جاتا ہے کیونکہ نفس وجوب اور وجوب ادا اور اسیطرح پر فرضیتہ فعل اور ادا، واقامتہ فعل باہم مربوط اور لازم وملزوم مین مثال مطلوب ہو تو ایک مثال بھی سن لیجے اسی بحث مین علامہ سیوطی تفسیر اتقان مین تحریر فرماتے ہین - وقول ابن

مین اقامۃ جمعہ سے آپ معذور رہے اور اہل مدینہ کو لکھہ بھیجا کہ تم اقامۃ جمعہ کرو تو اونکے قول سے تو صاف معلوم
ہوگیا کہ اقامۃ جمعہ کی قبل ہجرۃ مکہ مکرمہ مین ہرگز نوبتہ نہین آئی جو قول ابو حامد کے صریح مخالف ہے باقی
رہا احتمال ثانی یعنی فرضیتہ جمعہ بعد نزول آیتہ سو اوسکی نسبتہ حافظ ابن حجر تصریح کے ساتھ فرمارہے ہین
کہ اوسکا مقتضی بھی یہی ہے کہ اقامتہ جمعہ مدینہ طیبہ مین تسلیم کیجاے کیونکہ آیتہ جمعہ مدنی ہے نہ مکی اور
اقامتہ وادا نزول حکم اور تحقق فرضیتہ کے بعد ہونی چاہیے تو اب بخوبی ظاہر ہوگیا کہ قول ابو حامد یعنی اقامتہ
جمعہ فی مکہ علما کے دونون قولون کے مخالف ہے ایک کے بھی موافق نہین جس سے قول مذکور کی غرابتہ
بالا مزید علیہ بالبداہتہ محقق اور ظاہر ہوگئے والحمد للہ - اب اس تقریر کے موافق علامہ ابن حجر کی عبارت
بلا غبار نظر آتی ہے اور علامہ کا قول شیخ ابو حامد کو غریب فرمانا نہ کسی روایتہ کے مخالف نہ علامہ کے دیگر
ارشادات کی معارض ہوتا ہے ورنہ ابن حجر کے ارشاد کا مطلب اگر سرسری ظاہری وہ لیا جاتا ہے
جو ہمارے مجیب خیال فرمارہے ہین تو اول تو قول ابو حامد کو غریب کہنا بے دلیل دوسری روایات
حدیث و اقوال اکابر محدثین و مفسرین و اہل سیر اس کثرت سے قول ابو حامد کے موید و موافق ہین کہ
قول مذکور کا غریب کہنا بالیقین غلط محض سمجھا جائیگا حتی کہ قول مذکور کے مخالف کسی روایتہ یا کسی قول
معتبر صریح کا ہمارے ہر دو مجیب اسوقت تلک پتہ بھی نہین دے سکے پہر ایسی حالت مین فقط لفظ غریب
مین ایک احتمال ظاہری بے دلیل لیکر ثبوت مدعی کی امید رکہنا اور تمام دلائل قویہ کو نظر انداز فرمادینا
کسی ادنی عاقل سے بھی متوقع نہین ہوسکتا اور اگر ہمارے مجیب اس مضمون تحقیقی کی تصدیق فرمانے
مین متامل ہون تو ہم بھی اونکو معذور سمجھتے ہین خواہ مخواہ اس مضمون کی تصدیق کی تکلیف دینا نہین
چاہتے جواب اول جو اونکے مذاق و فہم کے موافق معروض ہوچکا ہے اونکی زبان بندی کے لئے پورا
کافی ہے البتہ بطور تنبیہ اتنا عرض کئے دیتے ہین کہ حضرت مجیب اور اونکے ہم مشرب اگر کسی عبارت
سے اپنا مدعی ثابت کرنا چاہین تو دو باتون کا ضرور خیال رکہین اول یہ کہ کسی عبارت مین جملہ
فرضت بالمدینۃ ملاحظہ فرماکر خوش نہون تاوقتیکہ حسب معروضات سابقہ اوسکے معنی معین نفرمالیوین کہ فرضیتہ
سے مراد نفس نزول فرضیت و نفس وجوب فرضیہ ہے یا فرضیتہ اقامتہ ہمارے مقابلہ مین اوس عبارت کو حجتہ نہ
لائین دوسرے ثبوت فرضیہ جمعہ کی دلیل جو آیتہ فاسعوا الی ذکر اللہ بتلائی جاتی ہے اور کلام علما مین یہ
مضمون بکثرت موجود ہے چنانچہ حضرت امام شافعی اور امام بخاری اور دیگر اکابر رحمہم اللہ کے ارشادات
مین مصرح یہ امر موجود ہے اور ابن حجر کی مراد بھی ارشاد ما تقدم الخ سے یہی ہے تو اوسکا مطلب یہ ہرگز
نہین کہ عند الجمہور ابتداء فرضیتہ جمعہ آیتہ مذکورہ سے ہوئی حاشا و کلا بلکہ اکابر جمہور کی غرض صرف یہ ہے کہ

الزکوۃ سے مقصود اقامۃ زکوۃ اور اخذ زکوۃ ہے تو مرحبا بالوفاق مگر ظاہر ہے کہ جس امر کو ہمارے مجیب اپنی
سرسری نظر سے تکیہ گاہ بے حجۃ سمجھہ بیٹھے تھے اور اوسی خیال کے اعتماد پر کلام ابن حجر کو اپنا استدلال
قوی خیال فرمایا تہا وہ خیال اس صورت مین وسوسۂ نفسانی ہوگیا الحاصل ہماری معروضات اور
عبارات علما سے یہ امر خوب واضح ہوگیا کہ فرضیۃ کا بمعنی اقامۃ استعمال کرنا صحیح اور عبارات اکابر مین
موجود ہے تو اب ہمارے مجیب کا علامۂ ابن حجر کے کلام مین لفظ فرضت دیکہکر بلا دلیل بلکہ خلاف
قرائن و دلائل اوسکے معنی نزول فرضیۃ کے معین فرماکر ہمپر الزام کی توقع رکہنا ہرگز خیال خام سے زاید
وقعت نہین رکہتا والحمد للہ۔ البتہ خدشہ جو بظاہر قوی معلوم ہوتا ہے تو صرف یہ ہے کہ حافظ ابن حجر کی
عبارت مین جملہ فالاکثر علی انہا فرضت بالمدینۃ کے بعد وہو مقتضی ماتقدم ان فرضیتہا بالآیۃ المذکورۃ
وہی مدنیۃ بھی موجود ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ قول جمہور یعنی فرضیۃ فی المدینۃ کی تائید کلام سابق سے
بھی ہوتی ہے جسکا مضمون یہ تہا کہ فرضیۃ جمعہ کی دلیل آیۃ فاسعوا الی ذکر اللہ ہے جو مدنی ہے تو اب
اس عبارت سے بظاہر یہی سمجہا جاتا ہے کہ فرضت بالمدینۃ سے علامہ ابن حجر کی مراد نزول وثبوت
فرضیۃ ہے جو مجیب کا مدعی ہے اقامۃ اور ادا ہرگز مراد نہین کیونکہ اقامۃ اور ادا مراد لینے کی صورت مین
تائید مذکور لغو ہوئی جاتی ہے سب جانتے ہین کہ آیۃ مذکورہ جو بالاتفاق مدنی ہے ثبوت و نزول فرضیۃ
جمعہ فی المدینۃ کے لئے مؤید اور اوسکے موافق ہے آیۃ مذکورہ کو اقامۃ جمعہ فی المدینۃ کی موید کہنا بالکل
خلاف ظاہر اور بے ربط معلوم ہوتا ہے اور جب جملہ فرضت بالمدینۃ کے معنی نزول حکم فرضیۃ فی المدینۃ
کے معین ہوگئے تو جملہ فرضت بمکۃ کے معنی بھی لامحالہ اوسیکے موافق لینے پڑینگے جو ہمارے معروضات
سابقہ کے خلاف نظر آتا ہے۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ تقریر سابق کے موافق جب قول ابوحامد یعنی فرضت
بمکۃ کے معنی اقامۃ جمعہ فی مکہ کے لئے گئے تو اب علامہ ابن حجر وہو مقتضی ماتقدم ان فرضیتہا بالآیۃ
المذکورۃ وہی مدنیۃ۔ فرماکر قول ابوحامد کی غرابۃ کو خوب واضح کرنا چاہتے ہین جسکا مطلب بشرط امعان
نظر یہ معلوم ہوتا ہے کہ فرضیۃ جمعہ مین کل دو احتمال تھے اول یہ کہ مکہ مکرمہ مین قبل ہجرۃ بذریعہ نزول وحی
فرض ہوچکا ہو چنانچہ علامۂ ابن حجر رحمہ اللہ اسی باب مین ورق آیندہ پر اس احتمال کی تائید و تقویۃ
فرمارہے ہین کمامر تحقیقہ دوسرے یہ کہ بعد ہجرۃ نزول آیۃ جمعہ کے بعد جمعہ فرض ہوا ہو جسکو ہمارے مجیب دانتون
سے پکڑنا چاہتے ہین تو اب حافظ ابن حجر کا مدعی یہ ہے کہ قول شیخ ابوحامد یعنی اقامۃ جمعہ فی مکہ بالکل غریب اور خلاف
جمہور ہے ہردو احتمال سابقہ مذکورہ علما مین سے ایک کے بھی موافق نہین کیونکہ ہردو احتمال مذکورہ سابقہ
مین سے جو حضرات احتمال اول کو منظور فرماتے ہین اور بالتصریح اس امر کے قایل ہین کہ بوجہ عدم تمکن مکہ مکرمہ

تحریر اوثق العری

حضرت مجیب ہمارے اس طول بیانی اور اسقدر خامہ فرسائی کے بعد بھی دیکھیئے امر حق کو تسلیم فرماتے ہین یا نہین نعوذ باللہ من الغباوۃ والغوایۃ - اب اور عجیب بات سنئے اوثق العری مین یہ مضمون تحریر فرمایا ہے کہ روایات حدیث مثل حدیث کعب بن مالک وغیرہ سے یہ امر ہویدا ہے کہ قبل ہجرت مدینہ منورہ مین جمعہ قایم ہوا اور حضرت سرور عالم جب وہان تشریف لیگئے تو اول جمعہ جو آپکو وہان ہوا آپنے نماز جمعہ ادا فرمائی حالانکہ آیۃ جمعہ اوسوقت تلک ہرگز نازل نہوئی تھی بلکہ ایک مدت کے بعد نازل ہوئی چنانچہ

اتقان کی عبارت اسپر صاف دال ہے سورۃ الجمعۃ الصحیح انہا مدنیۃ لماروی البخاری عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال کنا جلوسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانزلت علیہ سورۃ الجمعۃ • آخرین منہم لما یلحقوا بہم قلت من ہم یا رسول اللہ الحدیث ومعلوم ان اسلام ابی ہریرۃ بعد الہجرۃ بمدۃ وقولہ قل یا ایہا الذین ہادوا خطاب للیہود وکانوا بالمدینۃ وآخر السورۃ نزل فی انفضاضہم حال الخطبۃ لما قدمت العیر کما فی الاحادیث الصحیحۃ فثبت انہا مدنیۃ کلہا انتہے - عبارۃ الاتقان - تو اب ان روایات سے محقق ہوگیا کہ آیۃ جمعہ کا نزول فرضیت جمعہ کے بعد ہے اور نیز ہجرت سے بھی موخر ہے انتہے اہل انصاف ملاحظہ فرماویں کہ عبارت مذکور کس وضاحت کے ساتھ مثبت مدعی ہے مگر آفرین ہے ہمارے مجیب محدث بنارسی کو کہ فرماتے

اعتراض مجیب بنارسی

ہین اسمین کچھ شک نہین کہ سورہ جمعہ مدنی ہے مگر یہ جو آپنے ابوہریرہ کی حدیث سے ثابت فرمایا ہے کہ بعد اسلام ابوہریرہ یہ سورۃ نازل ہوئی تھی غلط ہے چنانچہ حافظ ابن حجر فرماتے ہین کہ بخاری کی روایت کا مطلب یہ ہے کہ آیۃ وآخرین منہم لما یلحقوا بہم اوسوقت یعنی حضرت ابوہریرہ کی موجودگی مین نازل ہوئی تھی ساری سورۃ کا نزول اوسوقت نہین ہوا کیونکہ امر بالسعی یعنی آیت فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع قبل اسلام ابوہریرہ نازل ہوچکا تھا انتہے بمضمونہ ہمکو نہایت حیرت ہوتی ہے کہ مجیب سلمہ کس بات کی

جواب

تردید فرماتے ہین ہر عاقل قوی ضعیف جو اعتراض کرتا ہے اوسکے لئے آخر کوئی منشا بھی ہونا چاہیے عبارت منقولہ ابن حجر سے فرمایئے تو سہی اوثق العری کے کونسے فقرہ کی تردید ہوئی ہمارے مجیب نے تردید خصم کا عجیب وجدید طریقہ اختراع فرمایا ہے ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ ہم کس بات کا جواب عرض کرین اور کیا جواب عرض کرین بار بار کسیکا شعر یاد آتا ہے **شعر**

گر خامشی سے فائدہ اخفائے حال ہے　　　خوش ہون کہ میری بات سمجھنی محال ہے

ناظرین انصاف فرمائین کہ اوثق العری مین فقط یہ بیان فرمایا ہے کہ اقامت جمعہ مدینہ منورہ مین قبل ہجرت ہوئی جیساکہ روایات حدیث سے ثابت ہے اور نزول سورہ جمعہ مدینہ منورہ مین بعد ہجرت ہوا جیساکہ عبارت اتقان سے ثابت ہے تو اب بالبداہت یہ بات محقق ہوگئی کہ حکم جمعہ بھی اون احکام مین سے ہے کہ اول

جمعہ کی فرضیت جیسے احادیث واجماع سے ثابت ہے ایسے ہی اس نص قطعی سے بھی ثابت ہے چنانچہ
اوثق العری مین بھی بالتصریح یہ مضمون موجود ہے تو اب جمہور کا صرف ارشاد دیکھکر کہ ثبوت فرضیۃ
جمعہ آیۃ مذکورہ سے ہے یا دلیل ثبوت یہ آیۃ ہے کیسا بنظر سرسری یہ خیال کر لینا کہ عند الجمہور ابتداء
فرضیۃ جمعہ کی نوبۃ بعد نزول آیۃ آئی ہرگز ہرگز قابل تسلیم نہوگا اور اقوال علما اور عبارات کتب کے
ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسا امر اول یعنی فرضت بالمدینۃ کے ہر دو معنی مذکورہ سابقہ کے اختلاف
کیوجہ سے بعض علما کو ایک دوسرے کے تخطیہ کی نوبۃ آئی اسیطرح بر امر ثانی یعنی جمہور کی آیۃ مذکورہ
کو دلیل فرضیۃ جمعہ فرمانے سے بعض علما کو دھوکا لگا ہے جس سے وہ یہ سمجھہ گئے کہ جمہور کے نزدیک فرضیۃ
جمعہ بعد نزول آیۃ ہوئی ہے مگر طالب حق کو لازم ہے کہ ہر دو امر مذکورہ احقر کو پیش نظر رکھکر کسی
عالم کے قول کو اپنا مستدل بنائین اگر ایسا کیا جائیگا تو انشاء اللہ تمام اقوال حقیقۃ مین متحد اور متفق
نظر آئینگے اور یہ اختلاف موجودہ نزاع لفظی سے زاید وقعت نرکھیگا اور اس تحقیق و تفصیل کے
بموجب جیسا علامہ سیوطی اور ابن الفرس رحمہما اللہ کا خلاف ہبا منثورا ہو چکا ہے ویسا ہی جمہور اور
شیخ ابو حامد کا اختلاف بادر ہوا نظر آئیگا اور تمام اکابر کے ارشادات اور روایات حدیث متحد اور متفق معلوم
ہونگے۔ فافہم ولا تکن من القاصرین ولا من الاغبیاء المتعصبین واللہ الموافق والمعین۔ اور اگر اسکے
بعد بھی کوئی متعصب قاصر الفہم ہماری معروضات کے تسلیم کرنے مین متامل ہو تو محققین شوافع کی
تصانیف کو ملاحظہ کرلے کہ وہ حضرات فرضیت جمعہ فی مکہ کی بالتصریح قایل ہین اور حافظ ابن حجر
کے ارشاد فرضت بالمدینۃ کے وہی معنی بیان کرتے ہین جو ہم بالتفصیل عرض کر چکے ہین علامہ ابو الضیاء
نہایۃ المحتاج کے حاشیہ مین فرماتے ہین قولہ وفرضت بمکۃ ونقل من الحافظ ابن حجر انہا فرضت بالمدینۃ

اقول یمکن حملہ علی انہا فرضت علیہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی اصحابہ بالمدینۃ بمعنی انہ استقر وجوبہا علیہم لزوال
العذر القوی کان قائما بہم والحاصل انہ طلب فعلہا بمکۃ لکن لما لم یتفق لہم فعلہا للعذر لم یوجد شرط الوجوب
ووجد بالمدینۃ فکانہم لم یخاطبوا بہا الا فیہا۔ شیخ عبد الحمید شروانی تحفۃ المحتاج کے حاشیہ مین تحریر
فرماتے ہین۔ قولہ بمکۃ وما نقل عن الحافظ ابن حجر انہا فرضت بالمدینۃ فیمکن حملہ علی معنی انہا استقر
وجوبہا فی المدینۃ والحاصل انہ طلب فعلہا بمکۃ لکن لما لم یتفق فعلہا للعذر لم یوجد شرط الوجوب ووجد
بالمدینۃ فکانہ لم یخاطب بہا الا فیہا۔ اب اہل فہم وانصاف ملاحظہ فرمالیوین کہ ارشاد حافظ ابن حجر و قال
الشیخ ابو حامد فرضت بمکۃ وہو غریب جو بنظر فہم وانصاف سراسر ہمارے موافق ہے اوس سے مجیب سلمہ
استدلال فرمانا اونکے عدم فہم وتدبر پر دلیل کافی اور حجۃ شافی ہے یا نہین مگر ہمکو اس امر مین بھی تردد

معذور ہین نص صریح کے مقابلہ مین وہ ہماری عرض کب منظور فرما سکتے ہین ہمارا جو کام تہا اوسکو ہم مکرر انجام دے چکے ہین اوراق سابقہ کو ملاحظہ فرما لیجیے لیکن تبرعاً یہان بھی اتنا عرض کئے دیتے ہین کہ اس امر کو تو آپ بھی برابر تسلیم فرماتے ہین کہ اسعد بن زرارہ نے قبل ہجرت مدینہ طیبہ مین جمعہ ادا کیا اور آپنے بھی بنام مصعب بن عمیر حکم اقامت جمعہ بذریعہ تحریر فرما بہیجا تہا اور اوسوقت سے برابر جمعہ ہوتا رہا اور آپنے بھی بوقت ہجرت پہنچتے ہی مدینہ مین نماز جمعہ ادا فرمائی حالانکہ اوس وقت تک نزول سورہ جمعہ یا بعض سورہ کا نشان بھی نہ تہا تو اب انصاف سے فرمایئے کہ ثبوت فرضیت جمعہ قبل سورہ جمعہ مین کیا کسر رہگئی وہم کی دارو تو لقمان کے یہان بھی نہین باقی امور متذکرہ بالا کے بعد فرضیت جمعہ مین متامل ہونا اور احتمال بلا دلیل سے فرضیت جمعہ کا انکار کرنا بالکل بے انصافی ہے اسلئے علامہ سیوطی اتقان مین فرماتے ہین۔ وقول ابن الفرس ان اقامة الجمعة لم تکن بمکة قط یردہ ما اخرجه ابن ماجة عن عبد الرحمن ابن کعب بن مالک قال کنت قائد ابی حین ذہب بصرہ فکنت اذا خرجت به الی الجمعة فسمع الاذان یستغفر لابی امامة اسعد بن زرارہ فقلت یا ابتاہ ارایت صلوتک علی اسعد بن زرارة کلما سمعت النداء بالجمعة لم ہذا قال ای بنی کان اول من صلی بنا الجمعة قبل مقدم رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من مکة۔ انتہی۔ دیکھ لیجیے علامہ موصوف فقط قصہ اسعد بن زرارہ کیوجہ سے قول مذکور کو مردود فرماتے ہین اور جب اسکے ساتھ قصہ مصعب بن عمیر اور اول ہجرت مین آپکا ادائے جمعہ فرمانا بھی لحاظ کیا جاوے کما مر تو پھر تو آپکا احتمال کسیطرح "تار عنکبوت" سے زیادہ قوی نہین ہوسکتا اب اسپر بھی مجیب کلہی فرمائے جانا (پہلے آپنے کسی حدیث صحیح سے فرض ہونا نماز جمعہ کا مکہ مین ثابت کر لیا ہوتا الخ) وہی مرغی کی ایک ٹانگ یا وہی مرض وہم ہے جس سے ہم کیا حضرت لقمان بھی عاجز ہین ایسے حجتی لاامتی سے کچھ تعجب نہین جو کل کو یہ فرمانے لگین کہ حکم وضو تو بیشک مکہ مین ہو چکا تہا اور اول سے اوسپر عملدرآمد بھی چلا آتا تہا لیکن فرض ہونیکی نوبت نہ آئی تھی فرضیت وضو اوسوقت سے ہوئی جب مدینہ طیبہ مین آیت وضو نازل ہوئی اور قبل نزول آیت وضو آپکا ارشاد اور حضرات صحابہ کا تعامل سب استحباب پر محمول ہے سبحان اللہ کسی ایسے ہی موحد ومجتہد کا قول ہے گندہ بیروزہ با پلاؤ اگرچہ گندہ مگر ایجاد بندہ پھر اس خوبی پر امور حقہ کو خیالی پلاؤ اور دہوکہ دہی بتلایا جاتا ہے فالی اللہ المشتکی۔ اسکے بعد مجیب موصوف نے دو عبارتین (کہ بنظر فہم بمقابلہ عبارت اوثق العری اونکو نقل کرنا محض بے سود ہے) نقل فرمائی ہین اول عبارت فتح الباری واختلفت فی وقت فرضیتها فالاکثر علی انها فرضت بالمدینة وہو مقتضی ما تقدم ان فرضیتها بالآیة المذکورة وہی مدنیة وقال الشیخ ابو حامد فرضت بمکة وہو غریب انتہی سو اس عبارت کی کیفیت تو معہ جواب اوپر عرض کر چکا ہون مکرر عرض کرنیکی حاجت نہین ہان ناظرین

حکم نازل ہوگیا اور آیت قرآنی بعد مین نازل ہوئی اور ہمارے مجیب بھی صاف مقر ہین کہ اسمین شک نہین کہ سورہ
جمعہ مدنی ہے بس ہمارا مدعی تو باحسن وجوہ بحمد اللہ ایسا ثابت ہوگیا کہ مجیب نے بھی صاف اقرار فرمالیا باقی اوثق
العری مین یہ مضمون کہان ہے کہ سورہ جمعہ تمامہا بعد اسلام ابوہریرہؓ نازل ہوئی جو مجیب نے ابن حجر رحمہ اللہ کی عبارت
نقل فرمانیکی تکلیف گوارا فرمائی مگر ما آپ اتنی بات منظور فرمالین کہ سورہ جمعہ تمامہا بلکہ فقط آیت جمعہ یعنی فاسعوا
الی ذکر اللہ مدنی ہے اسلام ابوہریرہ سے بھی مقدم ہو یا موخر بس ہمارا مدعی ثابت ہے سو اتنی بات مع
شئے زائد آپ تسلیم فرما چکے ہین ہمارے مدعی کو ہرگز اسکی حاجت نہین کہ کل سورہ جمعہ یا بعض کو بھی قبل
اسلام ابوہریرہ نازل کہا جاوے ہمارا مدعی تو فقط یہ ہے کہ نزول سورہ جمعہ بعد اقامت جمعہ اور بعد ہجرت
ہوا سو اسکے آپ بھی قایل ہین علاوہ ازین آپنے یہ تو ملاحظہ فرمایا ہوتا کہ اوثق العری مین عبارت اتقان
کے سوا کوئی امر زائد موجود نہین اگر ہو تو بتلا دیجیے پھر بالفرض آپکا کوئی اعتراض ہو بھی تو صاحب اتقان
پر ہونا چاہیے تہا الحاصل عبارت اتقان بھی صحیح اور ارشاد علامہ ابن حجر بھی بجا اور استدلال اوثق العری
بھی ضروری التسلیم اور آپکا اقرار بھی حق مگر آپکا اقرار کے بعد یہ فرمانا دگر یہ جو آپنے حدیث ابوہریرہ سے ثابت
فرمایا ہے کہ بعد اسلام ابوہریرہؓ یہ سورہ نازل ہوئی غلط ہے) بالکل افترا ہے عبارت اوثق العری سامنے
موجود ہے آپ ہی دکھلا دین کہ یہ مضمون کہان ہے - افسوس ہمارے مجیب سلمہ نے بے انصافی اور بے
فہمی سے تجاوز فرما کر افترا اور اختراع تلک نوبت پہنچا دی مگر اہل انصاف جانتے ہین کہ ایسے امور سے
اونہین کی مضرت ہے ہمارا کوئی نقصان نہین - اس تقریر سے جسکو ہم ابھی عرض کر چکے ہین فراغت
پاکر اوثق العری مین یہ تحریر فرمایا ہے کہ جب روایات وعبارات متذکرہ بالا سے یہ امر محقق ہوگیا کہ فرضیت
جمعہ مکہ مکرمہ مین قبل نزول سورہ جمعہ اور قبل ہجرت ہو چکی تھی تو اب جو علما اسکے قایل ہین کہ فرضیت جمعہ بعد
ہجرت مدینہ طیبہ مین سورہ جمعہ کی نزول کے بعد ہوئی سو اگر اونکا مطلب یہ ہے کہ آیہ سورہ جمعہ دلیل فرضیت
جمعہ ہے اور اس آیۃ سے فرضیت جمعہ ہمکو معلوم ہوتی ہے تو یہ ارشاد اونکا درست اور بجا ہے اور اونکے
ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ ابتداء فرضیت جمعہ اسی آیت سے ہوئی اس سے پہلے نہ تھی تو اہل بصیرت
و انصاف کو احادیث مذکورہ بالا سے ظاہر ہو چکا ہے کہ یہ بات روایات مذکورہ کے مقابلہ مین قابل اعتبار
نہین انتہی بمضمونہ - اسپر ہمارے مجیب بنارسی اول تو یہ فرماتے ہین کہ پہلے آپنے کسی حدیث صحیح سے
فرض ہونا نماز جمعہ کا مکہ مین ثابت کر لیا ہوتا پھر ان علما سے جو مدینہ منورہ مین جمعہ کے فرض ہونیکے قایل ہین
دریافت کیا ہوتا انتہی - ہم پہلے عرض کر چکے ہین کہ ہمارے مجیب فہیم نے غالبًا ارشاد فاصنع ما شئت کو بمقتضائے
ظاہر پرستی مثبت وجوب یا استحباب خیال کر کہا ہے اسلئے جو کچھ فرمائین تعجب نہین مگر ہم بھی اسکے علاج سے

ع - فیاللرجال لھذا العجب - اب مطلب کی بات سُنئیے اس عبارت مرقومہ مولوی عبد الحی صاحب سے کل دو امر مفہوم ہوتے ہین اول یہ کہ فرضیت جمعہ قبل الہجرت جمہور کے خلاف ہے سو اسکا تو وہی مطلب ہوا جو حافظ ابن حجر کے غریبٌ فرمانے سے معلوم ہوا تھا جسکا جواب سابقاً معروض ہو چکا ہے - اور قاضی شوکانی جسکے مخالف اور علامہ سیوطی جسکو مردود فرماتے ہین کمامر - دوسری بات یہ ہے کہ جن حضرات نے اسعد بن زرارہ کی روایت سے فرضیت جمعہ قبل ہجرت ثابت کی تھی اونکے جواب مین مولانا عبد الحی صاحب لیس بمنصور فرما کر یہ دلیل پیش کرتے ہین - لجواز ان تکون امامۃ اسعد بن زرارۃ الجمعۃ بالمدینۃ باجتہادہ فوافق بامرہ وھو الذی یصرح بہ الروایات سو اول تو آپ ہی ایمان والنصاف سے کہدین کہ اس احتمال محض خلاف ظاہر سے ظاہر و متبادر عن النصوص کو ترک کرنا کیسی بے انصافی ہے دوسرے آپکے حجۃ السلف والخلف کے فتوی اور مسلک کے خلاف چنانچہ یہ دونون امر تفصیل کے ساتھ معروض ہو چکے ہین تیسرے جملہ فوافق بامرہ مین امر سے مراد اگر امر سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم بنام مصعب بن عمیر ہے تو چشم ما روشن دل ماشاد مگر اس صورت مین آپکی تمام سعی شیخ علی کے گھر کیطرح خاک مین ملجائیگی کما لا یخفی اور اگر امر سے مراد آیت جمعہ ہے تو فرمائیے کہ فہم و انصاف دونون کا خون ہوا یا نہین اور جملہ اخیرہ یعنی وھو الذی یصرح بہ الروایات باطل اور خلاف واقع ہو گیا یا نہین جائے غور ہے کہ مجیب لبیب قاضی شوکانی اور علامہ سیوطی وغیرہ کی تصریحات سے مونہہ موڑین اور اونکی روایات معتبرہ سے اعراض فرماوین اور مولانا عبد الحی مرحوم مغفور کے احتمال خلاف ظاہر کو بے سوچے سمجھے - بمقابلہ نصوص اپنا مستدل ٹھہرائین - مولانا مجیب اپنی تقریر دلربا سے فارغ ہو کر آخر مین حسب عادت ارشاد فرماتے ہین (حاصل کلام کا یہ ہے کہ جمہور کے نزدیک جمعہ مدینہ مین فرض ہوا ہے اور اس آیۃ اذا نودی الخ سے وہ جمعہ کی فرضیت کو ثابت کرتے ہین اور مولانا نے اسکے خلاف پر کوئی دلیل قوی ابتلک قایم نہین کی انتھی) واقعی یہ بات سچ ہے کہ مارتے کا ہاتھ تھک جاتا ہے مگر بولتے کی زبان نہین تھکتی اب ہم بجز اسکے کیا عرض کر سکتے ہین کہ مجیب منصف سے تو قطع نظر ہو چکے ہان اہل انصاف معروضات سابقہ مکررہ کو ملاحظہ فرما کر سمجھ لین کہ مجیب کے قول مین کتنی صداقت ہے اور یا بطریق حسرت کسی مسکین مایوس کا یہ شعر پڑھکر چپ ہو رہین سے

حیا و شرم و ندامت اگر کہین بکتین — تو ہم بھی لیتے کسی اپنے مہربان کے لئے

اسکے بعد سُنئیے ابوداود وغیرہ کے حوالہ سے اوثق العری مین یہ روایت نقل فرمائی تھی جمع اہل المدینۃ

تنقیح مضمون اوثق العری

با الضاف کے ملاحظہ کے لئے اتنا عرض کرتا ہون کہ جملہ وہو مقتضی ما تقدم ان فرضیتہا بالآیۃ المذکورۃ۔
جو عبارۃ مذکورہ مین موجود ہے اوسکا ترجمہ علامہ بنارسی یہ تحریر فرماتے ہین (اور آیت سابقہ کا بھی یہی مقتضی
ہے کہ فرضیت جمعہ کی آیتہ سے ہے) یا للعجب یا للعجب ہم نہین کہہ سکتے کہ قصور فہم اسکا باعث ہوا یا اوسے
ضرورت اور شدت حاجۃ کیوجہ سے جو مجیب سلمہ کو پیش آرہی ہے جملہ (ما تقدم ان فرضیتہا) کو دیدہ و دانستہ
ہضم کرنیکی نوبت آئی اور جملہ مذکورہ نے حسب قاعدہ جر جوار بار جارہ کو بھی اپنے ساتھ کھینچ لیا جسکی وجہ
سے صرف (وہو مقتضی الآیۃ المذکورۃ) باقی رہگیا وہو مراد المجیب نعوذ باللہ من الغباوۃ والتعصب
دوسری عبارت امام الکلام مولفہ مولانا عبد الحی مرحوم سے نقل فرمائی ہے وہو ہذا۔ ہذا خلاف ما علیہ
الجمہور والاستدلال بہذا الحدیث علی ان فرضیۃ الجمعۃ بمکۃ لیس بمنصور لجواز ان تکون امامۃ اسعد
بن زرارۃ الجمعۃ بالمدینۃ باجتہادہ فوافق بامرہ وہو الذی یصرح بہ الروایات الاخر عنہ انتہے مطلب کے
متعلق تو بعد مین عرض کرونگا اول تو یہ عرض ہے کہ ترجمہ عبارت مین مجیب سے بلا ایجاد بے بنیاد یہان
بھی نرہا گیا بہذا الحدیث کے ترجمہ مین (اس حدیث دارقطنی سے) ارشاد فرماتے ہین حالانکہ اس سے
پہلے حدیث دارقطنی کا عبارت امام الکلام مین پتہ بھی نہین معلوم نہین لفظ ہذا کا مشار الیہ مجیب نے
روایت دارقطنی کو کہان سے سمجھا اس سے پہلے روایت کعب بن مالک بروایت ابن ماجہ جسکو احقر عنقریب
نقل کرچکا ہے صاف مذکور ہے اور وہی لفظ ہذا کا مشار الیہ ہے علاوہ ازین خود مولف امام الکلام آگے
عبارت کے اخیر مین صاف فرمارہے ہین لجواز ان تکون امامۃ اسعد بن زرارۃ الی آخرہ۔ جس سے صاف
بالبداہتہ معلوم ہوتا ہے کہ مولانا عبد الحی مرحوم کو روایت اسعد بن زرارہ کا جواب دینا منظور ہے
اور یہ وہی روایت ہے جو بحوالہ کعب بن مالک اوپر مذکور ہوچکی ہے روایت دارقطنی سے اسکو کیا تعلق
کیونکہ دارقطنی کی روایت مین مصعب ابن عمیر کا قصہ ہے جو بروایت ابن عباس منقول ہے ہم سخت متحیر
ہین کہ ایسی صریح پے در پے غلطیون کو کاہی پر محمول کرین جہل پر یا تجاہل پر تعصب پر یا کم فہمی پر خدا
کی شان ہے کہ یہی روایت ابن عباس رض جسکو ابن حجر اور قسطلانی نے اپنے شروح مین بحوالہ دارقطنی
نقل فرمایا ہے اور اوثق العری مین بحوالہ شوکانی معجم طبرانی سے نقل کیا تہا تو اوسکی ہمارے مجیب نے
عتاب کے ساتھ تغلیط فرمائی تھی چنانچہ یہ تمام قصہ معہ جواب تفصیلی مذکور ہوچکا ہے حالانکہ یہ تغلیط احتمالی
تھی اور اس تغلیط سے ہمارے مدعی مین سر مو تفاوت نہ آتا تہا اور اوثق العری مین جو کچھ منقول تہا
وہ منقول عنہ یعنی نیل الاوطار کے سراسر مطابق تہا اور یہان روایت مذکورہ کی نسبت حضرت مجیب
جو کچھ فرمارہے ہین یقیناً غلط اور مدعی سے مباین اور منقول عنہ یعنی عبارت امام الکلام کے سراسر مخالف

ع - فیاللرجال لھذا العجب - اب مطلب کی بات سُنئے اس عبارت مرقومہ مولوی عبد الحی صاحب سے کل دو امر مفہوم ہوتے ہین اول یہ کہ فرضیت جمعہ قبل الہجرت جمہور کے خلاف ہے سو اسکا تو وہی مطلب ہوا جو حافظ ابن حجر کے غریب فرمانے سے معلوم ہوا تہا جسکا جواب سابقاً معروض ہو چکا ہے - اور قاضی شوکانی جسکے مخالف اور علامہ سیوطی جسکو مردود فرماتے ہین کمامر - دوسری بات یہ ہے کہ جن حضرات نے اسعد بن زرارہ کی روایت سے فرضیت جمعہ قبل ہجرت ثابت کی تھی اونکے جواب مین مولانا عبد الحی صاحب لیس بمنصور فرما کر یہ دلیل پیش کرتے ہین - لجواز ان تکون امامۃ اسعد بن زرارۃ الجمعۃ بالمدینۃ باجتہادہ فوافق بامرہ وہو الذی یصرح بہ الروایات سو اول تو آپ ہی ایمان والنصاف سے کہدین کہ اس احتمال محض خلاف ظاہر سے ظاہر و متبادر عن النصوص کو ترک کرنا کیسی بے انصافی ہے دوسرے آپکے حجۃ السلف والخلف کے فتوی اور مسلک کے خلاف چنانچہ یہ دونون امر تفصیل کے ساتھ معروض ہو چکے ہین تیسرے جملہ فوافق بامرہ مین امر سے مراد اگر امر سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم بنام مصعب بن عمیر ہے تو چشم ما روشن دل ما شاد مگر اس صورت مین آپکی تمام سعی شیخ چلّی کے گھر کیطرح خاک مین ملجائیگی کما لا یخفی اور اگر امر سے مراد آیت جمعہ ہے تو فرمائیے کہ فہم و انصاف دونون کا خون ہوا یا نہین اور جملہ اخیرہ یعنی وہو الذی یصرح بہ الروایات باطل اور خلاف واقع ہو گیا یا نہین جائے غور ہے کہ مجیب لبیب قاضی شوکانی اور علامہ سیوطی وغیرہ کی تصریحات سے موںہہ موڑین اور اونکی روایات معتبرہ سے اعراض فرماوین اور مولانا عبد الحی مرحوم مغفور کے احتمال خلاف ظاہر کو بے سوچے سمجھے - بمقابلہ نصوص اپنا مستدل ٹھہرائین - مولانا مجیب اپنی تقریر دلربا سے فارغ ہو کر آخر مین حسب عادت ارشاد فرماتے ہین (حاصل کلام کا یہ ہے کہ جمہور کے نزدیک جمعہ مدینہ مین فرض ہوا ہے اور اس آیۃ اذا نودی الخ سے وہ جمعہ کی فرضیت کو ثابت کرتے ہین اور مولانا نے اسکے خلاف پر کوئی دلیل قوی ابتلک قایم نہین کی تھی) واقعی یہ بات سچ ہے کہ مارتے کا ہاتھ تھک جاتا ہے مگر بولتے کی زبان نہین تھکتی اب ہم بجز اسکے کیا عرض کر سکتے ہین کہ مجیب منصف سے تو قطع نظر ہو چکے ہان اہل انصاف معروضات سابقہ مکررہ کو ملاحظہ فرما کر سمجھ لین کہ مجیب کے قول مین کتنی صداقت ہے اور بطریق حسرت کسی مسکین مایوس کا یہ شعر پڑہکر چپ ہو رہین ہین ؎

حیا و شرم و ندامت اگر کہین بکتین — تو ہم بھی لیتے کسی اپنے مہربان کے لئے

اسکے بعد سُنئے ابوداؤد وغیرہ کے حوالہ سے اوثق العری مین یہ روایت نقل فرمائی تھی جمع اہل المدینۃ

بالانصاف کے ملاحظہ کے لئے اتنا عرض کرتا ہون کہ جملہ وہو مقتضی ما تقدم ان فرضیتہا بالآیۃ المذکورۃ۔
ہو عبارۃ مذکورہ مین موجود ہے اوسکا ترجمہ علامہ بنارسی یہ تحریر فرماتے ہین (اور آیت سابقہ کا بھی یہی مقتضی
ہے کہ فرضیت جمعہ کی آیت سے ہے) یا للعجب یا للعجب ہم نہین کہہ سکتے کہ قصور فہم اسکا باعث ہوا یا اوسے
ضرورت اور شدت حاجۃ کیوجہ سے جو مجیب مسلمہ کو پیش آرہی ہے جملہ (ما تقدم ان فرضیتہا) کو دیدہ و دانستہ
ہضم کرنیکی نوبت آئی اور جملہ مذکورہ نے حسب قاعدۂ جر جوار بار جارہ کو بھی اپنے ساتھ کھینچ لیا جسکی وجہ
سے صرف (وہو مقتضی الآیۃ المذکورۃ) باقی رہگیا وہو مراد المجیب نعوذ باللہ من الغباوۃ والتعصب
دوسری عبارت امام الکلام مولفہ مولانا عبد الحی مرحوم سے نقل فرمائی ہے وہو ہذا۔ ہذا خلاف ما علیہ
الجمہور والاستدلال بہذا الحدیث علی ان فرضیۃ الجمعۃ بمکۃ لیس بمنصور لجواز ان تکون امامۃ اسعد
بن زرارۃ الجمعۃ بالمدینۃ باجتہادہ فوافق بامرہ وہو الذی یصرح بہ الروایات الاُخر عنہ انتہے مطلب کے
متعلق تو بعد مین عرض کرونگا اول تو یہ عرض ہے کہ ترجمہ عبارت مین مجیب سے بلا ایجاد بے بنیاد یہان
بھی نرہا گیا بہذا الحدیث کے ترجمہ مین (اس حدیث دارقطنی سے) ارشاد فرماتے ہین حالانکہ اس سے
پہلے حدیث دارقطنی کا عبارت امام الکلام مین پتہ بھی نہین معلوم نہین لفظ ہذا کا مشار الیہ مجیب نے
روایت دارقطنی کو کہان سے سمجھا اس سے پہلے روایت کعب بن مالک بروایت ابن ماجہ جسکو احقر عنقریب
نقل کر چکا ہے صاف مذکور ہے اور وہی لفظ ہذا کا مشار الیہ ہے علاوہ ازین خود مولف امام الکلام اسی
عبارت کے اخیر مین صاف فرما رہے ہین لجواز ان تکون امامۃ اسعد بن زرارۃ الی آخرہ جس سے صاف
بالبداہتہ معلوم ہوتا ہے کہ مولانا عبد الحی مرحوم کو روایت اسعد بن زرارہ کا جواب دینا منظور ہے
اور یہ وہی روایت ہے جو بحوالہ کعب بن مالک اوپر مذکور ہو چکی ہے روایت دارقطنی سے اسکو کیا تعلق
کیونکہ دارقطنی کی روایت مین مصعب ابن عمیر کا قصہ ہے جو بروایت ابن عباس منقول ہے ہم سخت متحیر
ہین کہ ایسی صریح پے درپے غلطیون کو کاہی پر محمول کرین جہل پر یا تجاہل پر تعصب پر یا کم فہمی پر خدا
کی شان ہے کہ یہی روایت ابن عباس رضؓ جسکو ابن حجر اور قسطلانی نے اپنے شروح مین بحوالہ دارقطنی
نقل فرمایا ہے اور اوثق العری مین بحوالہ شوکانی معجم طبرانی سے نقل کیا تھا تو اوسکی ہمارے مجیب نے
عتاب کے ساتھ تغلیط فرمائی تھی چنانچہ یہ تمام قصہ معہ جواب تفصیلی مذکور ہو چکا ہے حالانکہ یہ تغلیط احتمالی
تھی اور اس تغلیط سے ہمارے مدعی مین سر مو تفاوت نہ آتا تھا اور اوثق العری مین جو کچھ منقول تھا
وہ منقول عنہ یعنی نیل الاوطار کے سراسر مطابق تھا اور یہان روایت مذکورہ کی نسبت حضرت مجیب
جو کچھ فرما رہے ہین یقیناً غلط اور مدعی سے مباین اور منقول عنہ یعنی عبارت امام الکلام کے سراسر مخالف

حسین خود پسند کو بھی اپنے خد وخال پر شاید اوس سے زاید گھوجسکے نشہ مین ہمارے مجیب آپے
سے ایسے باہر ہوئے کہ نہ اکابر کی عظمت پیش نظر رہی اور نہ اپنی حقیقت اہل عقل وادب تو خطائے بزرگان
گرفتن خطا است فرماتے ہین اب اہل فہم خود سمجھ لین کہ کوئی بے ادب کم فہم صوابی بزرگان بگوید خطا ات
کا مصداق ہو تو اوسکا کیا حکم ہونا چاہئے اگر ایسے امور لایعنی موجب فخر وترقی ہوسکتے تو حضرت سید
الانس والجان اخسار فلن تعدو قدرک ہی کیون فرماتے شعر

از خدا جوئیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از لطف رب

مجیب نے جو اعتراض کیا ہے وہ اس قابل ہرگز نہ تہا کہ اوسکی تردید مین صفحہ دو صفحہ سیاہ کیا جائے
مگر چونکہ مجیب کو اپنے اس مواخذہ پر وثوق مع الفخر معلوم ہوتا ہے اور ہم بھی اوراق سابقہ مین اس
اعتراض کے جواب کی طرف اشارہ کر کے جواب تفصیلی کا وعدہ کر چکے ہین سو اسلئے اول تو یہ عرض ہے
کہ جائے تعجب ہے کہ ہمارے مجیب عبارت کتب کی فہم اور اونکے ترجمہ مین پے در پے صریح غلطیین کہائین
چنانچہ انہین چند اوراق مین متعدد مثالین موجود ہین اور کچہہ نہ شرمائین اور دوسرون کی اتنی خیالی
بات پر کہ ایک کتاب کی جگہ دوسری کتاب کا حوالہ دیا گیا طعن وتشنیع کرنے کو موجود حالانکہ عبارت
اور مطلب مین کسی قسم کا تفاوت نہین ہمکو اسپر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول یاد آتا ہے یبصر احدکم
القذاۃ فی عین اخیہ وینسی الجذل فی عین نفسہ۔ علاوہ ازین اوراق سابقہ مین آپنے روایت
ابن عباس کی بابت یہ فرمایا تہا کہ یہ روایت دارقطنی کی ہے کاتب نیل الاوطار سے بجائے دارقطنی
طبرانی لکہا گیا تو اب آپکو یا تو بروئے انصاف قاضی صاحب کی شان مین بھی یہی تشنیع وتغلیط کرنی
چاہئے تھی ورنہ یہان بھی غلطی کاتب پر محمول فرمالینا تہا اور اس زہر اُگلنے کی کوئی حاجت نہ تھی اور
اگر عبارت اوثق العری کا اصلی اور واقعی مطلب ادنی تامل کے ساتھ سمجھا جاوے تو معلوم ہو جائے
کہ ہر دو مجیب کا یہ مواخذہ دربارہ تغلیط حوالہ شعر مشہور کا بہت اچھا مصداق ہے شعر۔

وکم من عائب قولا صحیحا وآفتہ من الفہم السقیم

دیکھیے شروع رسالہ سے یہان تک جو اوثق العری مین بیان کیا گیا ہے اوسکا مطلب
صرف یہ ہے کہ قبل مقدم حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم اقامت جمعہ مدینہ طیبہ مین حسب ارشاد نبوی
ہو چکی تھی اور اسکے متعلق چند روایات معتبرہ نقل فرمائی ہین جس سے ہمارا مدعی تو ثابت ہو چکا مگر
دیگر حضرات کیوجہ سے یہ خیال تہا کہ غالبا وہ حضرات روایات مذکور کے مقابلہ مین یہ فرمائینگے کہ مرسل
ابن سیرین جو بحوالہ عبد الرزاق وغیرہ منقول ہے جس سے اقامت جمعہ باجتہاد صحابہ رضوان اللہ تعالی

قبل ان یقدمہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقبل ان تنزل الجمعۃ فقالت الانصار ان للیہود یوما یجمعون فیہ کل سبعۃ ایام وللنصاری کذلک فہلم فلنجعل یوما نجتمع فیہ فنذکر اللہ تعالی ونصلی ونشکرہ فجعلوہ یوم العروبۃ

واجتمعوا علی اسعد ابن زرارۃ فصلی بہم یومئذ وانزل اللہ تعالی بعد ذلک واذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ الآیہ انتہی چنانچہ اوراق سابقہ مین تفصیل استدلالات کی ذیل مین ہم بھی اوثق العری سے نقل کرچکے ہین اسکو نقل فرماکر حضرت مولانا نے یہ فرمایا تہاکہ یہ روایت اوس روایت کی معارض نہین کہ جس مین امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دربارہ اقامت جمعہ موجود ہے۔ یعنی ابوداوٗد وغیرہ کی یہ روایت جس سے اقامت جمعہ باجتہاد صحابہ کرام معلوم ہوتی ہے اوس روایت کی معارض نہین جس سے کہ اقامت جمعہ آپکے ارشاد سے مفہوم ہوتی ہے یعنی روایت ابن عباسؓ جسکو بروایت دارقطنی اور روایت ابی مسعود جسکو بحوالہ طبرانی وروایت زہری جسکو بحوالہ مراسیل ابوداوٗد ہم پہلے عرض کرچکے ہین اور اوس مین امر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باقامت جمعہ صریح مذکور ہے ان روایات مین اور اس روایت مذکورہ مین کچھ تعارض نہین کیونکہ انصار کا یہ اجتماع قبل امر شارع علیہ السلام اپنے اجتہاد سے ہوا ہوگا تو ظاہر ہے تنفلا ہوگا اور پھر اس صلوۃ تنفلا سے فریضہ قطعیہ ظہر کو ہرگز ترک نہین کرسکتے تھے تو غایۃ مافی الباب یہ ہوا کہ اصحاب کرام نے باجتہاد خود صلوۃ جمعہ تنفلا پڑہی ہو جسکا ذکر ابوداوٗد وغیرہ کی اس روایت مین ہے اسکے بعد جب ارشاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنام اصحاب دربارہ اقامت جمعہ پہنچا جسکا ذکر روایت دارقطنی طبرانی وغیرہ مین ہے تو اوس وقت سے صلوۃ جمعہ فرض اور مسقط ظہر قرار پائی پس ان دونون واقعون مین کچھ تعارض نرہا انتہی بمضمونہ۔ مگر یہ خیال ضرور رہے کہ یہ دونون واقعے تشریف آوری قبا سے پہلے ہی ہوچکے تہے چنانچہ انکی تفصیل اوپر معروض ہوچکی۔ آب اسپر ہمارے دونون مجیب اول تو یہ فرماتے ہین (کہ یہ روایت عبد الرزاق کی ہے ابوداوٗد کا حوالہ غلط ہی) چنانچہ ہم بھی اوراق سابقہ مین بحوالہ عبد الرزاق وعبد بن حمید نقل کرچکے ہین اور ہمارے مجیب علامہ بنارسی نے فقط تغلیط سرسری ہی پر اکتفا نہین فرمایا بلکہ اپنی جبلی بیباکی اور گستاخی کے موافق فرماتے ہین (کہ ہمارے مولانا خدا جانے کے مرتبہ ابوداوٗد پڑہا چکے ہونگے مگر ابتک آپکو یہ معلوم ہوا کہ یہ روایت ابوداوٗد مین ہے یا نہین ابھی حضرت یہ روایت ابوداوٗد مین نہین ہے بلکہ عبد الرزاق کی ہے ملاحظہ فرمایئے فتح الباری قسطلانی عون الباری تلخیص وغیرہ حضرات ناظرین ہمارے مولانا بغیر تحقیق اٹکل پچو لکھے چلے جاتے ہین کچھ غور کو کام نہین فرماتے) انتہی بالفاظہ القبیحۃ۔

اقول واعوذ باللہ الخ ہمارے مجیب کو اس تغلیط پر ایک مسرت خاص اور اسقدر ناز معلوم ہوتا ہے کہ کسی

[illegible] (حاشیہ)

موافق پہلی روایت سے روایت کعب بن مالک سمجھ گئے ہین اور اس بناپر تغلیط کرنیکو مستعد ہوگئے
مگر یہ معنی صریح الفاظ کے مخالف سمجھنا نہایت عجیب امر ہے گو ہمارے مجیب ابو العجایب سے عجیب نہون
اور پھر اس خوبی پر اکابر کی شان مین گستاخانہ الفاظ فخر و مسرت کے ساتھ لکھنے کو موجود وما اصدق
ما قیل شعر وانی رایت الضر احسن منظرا + واھون من مرائ صغیر بہ کبر - ہمکو گو ایسی
جامع مختصر عبارت کی تحریر پر قدرت نہو مگر الحمد للہ کہ ہم اوسکے فہم مطلب مین مجیب صاحبون کی طرح خبط مین
مبتلا نہین ہوئے الحمد للہ الذی عافانی مما ابتلاک بہ اس شرمناک تغلیط سے فارغ ہو کر ہر دو مجیب نے اسی
روایت مذکورہ اوثق العری کی جو کہ ابھی بحوالہ ابو داؤد وغیرہ منقول ہو چکی ہے مطلب کے چند اعتراض پیش کئے
ہین جنکے دیکھنے سے عجب رقص الجمل کا نمونہ نظر آتا ہے ایک مجیب کچھ اور دوسرے صاحب کچھ اور ارشاد
فرما رہے ہین اور مطلب اوثق العری سے کیسکے مطلب کو کچھ تعلق نہین معلوم ہوتا جسکے ملاحظہ سے فہیم
ناظر ششدر و متحیر اور متعجب ہوگا احقر ابھی مفصلاً عرض کر آیا ہے کہ عبارت اوثق العری کا مطلب اصلی یہ ہے
کہ روایت ابن عباس مذکورہ سابقہ اور روایت ابن سیرین منقولہ عبد الرزاق وغیرہ مین کچھ مخالفت اور
تعارض نہین ہے چنانچہ تقریر تطبیق اوثق العری مین موجود ہے اور ہم بھی توضیح کے ساتھ عرض کر چکے
ہین - آپ اسپر علامہ بنارسی تحریر فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ان ہر دو روایت کا واقعہ
ایک ہے روایت کعب بن مالک بحوالہ ابو داؤد جس سے اول اسعد بن زرارہ کا جمعہ قایم فرمانا
معلوم ہوتا ہے اور روایت دار قطنی جس سے اول مصعب بن عمیر کا جمعہ قایم کرنا ظاہر ہوتا ہے اونمین
حافظ ابن حجر نے یون مطابقت دی ہے ان اسعد کان آمرا وکان مصعب اماما اور مولوی عبد الحی مرحوم
نے جو امام الکلام مین ارشاد فرمایا ہے اوس مین بھی تطبیق صاف معلوم ہوتی ہے پہلے اسعد بن زرارہ
نے اجتہاد سے جمعہ قایم کیا تھا اور وہ آپ کے امر کی مطابق ہوگیا - انتہی - اہل انصاف ملاحظہ فرمائین
کہ عبارت اوثق العری سے بجز بیان تطبیق بین الروائتین اور کیا غرض تھی یہی مطابقت اوثق العری
مین تفصیل کے ساتھ مذکور ہے پھر ہم نہین جانتے کہ مجیب کس امر کا جواب دینا چاہتے ہین یہ تو وہی بات
ہے کہ ہم اوسکو مکرر عرض کر چکے ہین اور ہمارے مجیب اوس سے گریز فرماتے تھے صفحہ چار کی عبارت
ملاحظہ فرمائیے کہ ہمارے مجیب نے دگو بے سمجھے، فتح الباری قسطلانی عون الباری کی عبارت بقید جلد
وصفحہ ترجمہ کے ساتھ بیان فرما کر یہ اعتراض شد و مد کے ساتھ کیا تھا کہ ان شراح نے جملہ
ہدانا اللہ مین دو احتمال بیان فرمائے ہین اور اوثق العری مین اونمین سے احتمال ضعیف و مرجوح لیکر
اپنا استدلال قایم کیا ہے جو حسب قاعدہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال بالکل غلط ہے - اب مجیب

علیہم اجمعین ثابت ہوتی ہے وہ ان روایات کی معارض ہے اور وہ حضرات اپنی رستگاری کے لئے اس
تعارض کو ضرور سپر بنائینگے اسلئے اوثق العری مین اس روایت کو نقل فرمایا اور وجہ تطبیق باحسن
اسلوب تحریر فرمائی کہ تمام قریبا اب اسی کے ساتھ یہ بھی احتمال تہا کہ چونکہ شراح بخاری وغیرہ
روایت کعب بن مالک کو جو بحوالہ ابوداؤد اوپر گذر چکی ہے روایت ابن سیرین منقولہ عبد الرزاق
کے لئے شاہد فرماتے ہین اور اصطلاح محدثین رحمہم اللہ تعالی مین شاہد وہی ہے جو معنی مین متحد ہو
تو کیا عجب ہے کہ بعض حضرات روایت کعب بن مالک کو بھی مستقل معارض بنانے کو موجود
ہو جائین اسلئے اوسکے جواب اور دفع تعارض کی تصریح بھی مستحسن معلوم ہوئی اور دونون روایتونکو
جمع کر کے اون مین اور اون روایات مذکورہ مین کہ جنسے اقامت جمعہ بارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم معلوم ہوتی ہے تطبیق بیان فرمادی یہی وجہ ہے کہ ابوداؤد کی تصریح فرمادی اور عبد الرزاق
وعبد بن حمید کے نام کی تصریح نہین فرمائی بلکہ لفظ وغیرہ پر اکتفا فرمایا باوجودیکہ الفاظ حدیث انہین
ہردو حضرات کے ہین ابوداؤد کی روایت کے نہین روایت ابوداؤد مین مطلب بالاجمال مذکور تہا الخ
اور اسی وجہ سے شروع روایت مین اصل راوی کے نام کی تصریح نفرمائی کیونکہ ابوداؤد کی
روایت کعب بن مالک سے اور مصنف عبد الرزاق وعبد بن حمید کی روایت ابن سیرین
سے مروی ہے اس اختصار خوش اسلوب مین یہ امر بیشک ملحوظ ہے کہ فہم مطلب مین غلطی واقع
ہو جائے اسیلئے چونکہ ابوداؤد کی روایت کی طرف خیال جانے مین خفا تہا نام کی تصریح فرمادی اور
الفاظ روایت عبد الرزاق وعبد بن حمید کے چونکہ وقوع تعارض مین صریح معلوم ہوتے ہین اسلئے
اونکے الفاظ نقل کئے مگر ہردو مجیب نے پہر بھی اور کچھ نہین تو یہی کہدیا کہ حوالہ غلط ہے حالانکہ شراح کے
کلام سے خود ہی نقل کر چکے ہین ولہ شاہد باسناد حسن عند ابی داؤد کسی کا ارشاد نہایت درست ہے
ع اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی - اور خیال فرمایئے کہ اوثق العری مین اسی روایت کے متصل
یہ ارشاد فرمایا ہے دوسری روایت معارض اوس پہلی روایت کے کہ جس مین امر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا باقامت جمعہ ثابت ہوتا ہے ہرگز نہین ہے انتہی اب انصاف سے دیکھ لیجئے کہ اس
جملہ مین پہلی روایت سے کون سی روایت مراد ہو سکتی ہے ادنی عاقل بھی بلا تامل کہدیگا کہ روایت
ابن عباس جس مین مصعب بن عمیر کا قصہ منقول ہے مراد ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ مرسل ابن
سیرین اور روایت ابن عباس مین تطبیق بیان فرمانی منظور ہے اب آپ ہی ذرا تامل کر کے سمجھ
لین کہ آپکا مواخذہ بالکل سطحی ہے یا نہین مگر ہماری بدگمانی یہ ہے کہ ہمارے مجیب اپنی عادت کے

اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ امر سابقا اور عبارت اوثق العری مین جو اس موقعہ پر تطبیق اور رفع اختلاف
بیان فرمانا منظور ہے وہ بھی یہی اختلاف ثانی ہے چنانچہ عبارت اوثق العری وضاحت کے ساتھ بما لا
مزید علیہ اسپر ناطق ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مجیب لبیب بلا تامل و تدبر جسارت محضہ
سے کام لے رہین ہین اس جواب لاجواب کے بعد مجیب بنارسی فرماتے ہین کہ یہ تطبیق بصورت تسلیم روایت
دارقطنی ہے ورنہ وہ روایت ضعیف ہے مگر یہ ارشاد بھی بالکل بے محل ہے اور خلاف واقع اور اونکے
کلام سابق کے جس مین دونون قصون کی اتحاد کا دعوی ابھی فرما چکے ہین مخالف ہے چنانچہ کسیقدر
اسکی تصریح اوراق سابقہ مین بھی گذر چکی ہے اور روایت دارقطنی کی صحت و قوت کی کیفیت بھی مفصلاً
معروض ہو چکی ہے علی ہذا القیاس تقریر تطبیق مین جو اوثق العری مین فرمایا تہا کہ اجتماع انصار قبل
ارشاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باجتہاد خود جو ہوا تہا وہ بطریق تنفل تہا کیونکہ کوئی ادنی عقل والا بھی
اسکو تجویز نہین کرسکتا کہ فرض قطعی کو حضرات صحابہ بمجرد رائے منسوخ و متروک فرما بیٹھے ہین اور اوسکو
مسقط ظہر قرار دیوین اسلئے امر بدیہی ضروری کو ہمارے مجیب نے خیالی پلاؤ فرمایا ہے سو اسکا جواب
بھی دو مرتبہ بسط کے ساتھ بہت عرض کر چکا ہون اسلئے ان زوائد اور فضول امور مین اب کچھ عرض
کرنیکی حاجت نہین مگر اسمین شک نہین کہ ایسی ضروری بدیہی امر کو مجیب کا خیالی پلاؤ فرمانا جب
پیش نظر ہوتا ہے نہایت ہی عجیب معلوم ہوتا ہے مولانا ابو المکارم صفحہ اٹھارہ پر خود اقرار کرتے ہین
(اور کسی امر کا فرض ہونا صحابہ کے قول سے ثابت نہین ہوتا) یہ حضرات جمود علی الظاہر فرمائین
تو خدا کی پناہ حتی کہ تاویلات صحیحہ محفوفہ بالقرائن کی بھی شنوائی نہو اور اولوالعزمیون پر آئین تو احکام
قطعیہ اور فرایض شرعیہ کو بمجرد رائے منسوخ فرمانیکو بیٹھ جائین اور تماشا یہ کہ باوجود اسکے دعوی عمل
بظاہر الحدیث مین سر مو تفاوت نہ آنے پائے لیکن ایک بات یہ بھی خیال مین آتی ہے کہ مجیب سلمہ
نے وسط شوال مین یہ رسالہ تصنیف فرمایا ہے روزہ رمضان پہلے ضرور رکھے ہی ہونگے ادہر شوال مین
صیام مسنون رکھے ہون تو عجب نہین ایسے موقع پر حسب مثل مشہور دو اور دو چار روٹئین خیالی
پلاؤ کا دل سے زبان اور قلم تک [illegible] کیا مستبعد ہے ع می تراود چہ کنم آنچہ در آوند دل است - خیر
مجیب بنارسی کی غلطیون اور اونکے فضول باتون سے پیچھا چھوڑا کر اب ہم علامہ ابو المکارم کے مواخذات
کیطرف متوجہ ہوتے ہین واللہ الموفق علامہ موصوف نے اول یہ مواخذہ کیا ہے کہ قصہ اسعد بن زرارہ
آپ کے دعوی کے خلاف ہے کیونکہ شارحین نے اوس واقعہ کو اجتہادی قرار دیا ہے مجیب سے
کوئی پوچھے کہ اس قصہ کے اجتہادی ہونے سے ہمارے مدعی مین کیا خلل پیدا ہوتا ہے اور اوثق العری

انصاف فرمائین کہ وہ احتمال یہی تو تہے جنہین بحوالہ ابن حجر اور مولانا عبدالحی صاحب مرحوم اب تطبیق بیان فرما رہے ہین صفحہ چار پر تو ان دونون احتمالون مین ایسا التعارض تہا کہ کسیکی عرض معروض اس مین مسموع نہ تھی اب صفحہ سات پر کیا مصلحت داعی ہوئی جو وہی تطبیق و عدم تعارض معروضہ سابق خود ہمکو سمجھانے بیٹھ گئے اوراق سابقہ مین ملاحظہ فرمالیجے بالتفصیل یہ تمام قصہ موجود ہے کسیکا قول ہمکو بالکل اپنے مناسب حال معلوم ہوتا ہے **شعر**۔

ضد کی ہے اور بات مگر خو بُری نہین　　　بھولے سے اوسنے سیکڑون وعدے وفا کئے

ہمکو کمال تعجب ہے کہ مجیب ہمارے مقابلہ مین وہ امر تحریر فرماتے ہین کہ جو سراسر ہمارے مفید اور ہمارے دعوی کے مطابق ہے اور مجیب کے دعوی کے خلاف اور اونکے بیان سابق کی صریح معارض ہے اسلئے ہم مجیب سلمہ کے اس اعتراض کو بکمال ممنونی و مشکوری منظور کرتے ہین اور عرض کرتے ہین **شعر**

تیری زدی و زخم دل آسودہ شد ازان　　　ہان اے طبیب خستہ دلان مرہمے دگر

الحاصل مجیب نے ایک امر بھی ایسا بیان نہین کیا جس سے عبارت اوثق العری پر کوئی خدشہ پیدا ہو بلکہ سراسر ہمارے مدعی کو تسلیم فرما رہے ہین گو قرائن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تصدیق و تسلیم بھی مثل ردّ و انکار سابق بلا ارادہ اور بلا سمجھے بوجھے غالباً تحریر فرما رہے ہین - اب بروئے انصاف ہمکو ہر چند کسی طول مین پڑنے کی اصلا حاجت نہین مگر اظہاراً للصواب اور تنبیہاً علی خطاء المجیب یہ عرض کرتے ہین کہ اوراق سابقہ مین بالتفصیل ہم عرض کر آئے ہین کہ ان ہر دو روایت یعنی قصہ اسعد بن زرارہ اور قصہ مصعب بن عمیر مین بظاہر دو اختلاف معلوم ہوتے ہین **اول** یہ کہ اول جمعہ اسعد بن زرارہ نے پڑہایا جیسا کہ روایت ابوداؤد اور مصنف عبدالرزاق سے معلوم ہوتا ہے یا مصعب بن عمیر نے جیسا کہ روایت دارقطنی وغیرہ سے سمجھہ مین آتا ہے - **دوسرے** یہ کہ جمعہ باجتہاد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین قایم ہوا جیسا کہ اول روایات سے ظاہر ہے یا با رشاد سید اولین و آخرین صلی اللہ علیہ وسلم اقامت جمعہ کی نوبت آئی جیسا کہ دوسری روایات سے ثابت ہوتا ہے اور ان دونون احتمالون مین وجہ تطبیق بھی تفصیل کے ساتھ معروض ہو چکی ہے سو اب قابل لحاظ یہ امر ہے کہ ہمارے مجیب نے جو اس موقع پر ثبوت تطبیق کے لئے حافظ ابن حجر اور مولوی عبدالحی صاحب کی عبارت نقل فرمائی ہے - دونون صاحبون کی غرض جدی جدی ہے علامہ ابن حجر اختلاف اول کی نسبت تطبیق بیان فرماتے ہین چنانچہ اونکے ارشاد ان اسعد کان آمرا و کان مصعب اماما - سے صاف ظاہر ہے اور مولوی عبدالحی صاحب کے کلام سے البتہ اختلاف ثانی کے تطبیق کیطرف

بے نیازی حد سے گذری بندہ پرور کب تلک + ہم کہینگے حال دل اور آپ فرمائینگے کیا

ہم متعجب ہین کہ مجیب اول ابن حجر اور مولانا عبد الحی کی عبارات سے تطبیق ثابت فرماکر بوجہ دہمکانے کو موجود تھے اب مجیب ثانی ہمسے طالب تطبیق ہورہے ہین بروئے انصاف اون کے اس سوال کا یہی پورا جواب ہے کہ بے دیکھے اور بلا سمجھے کسی امر کا رد وانکار کرنا عقل وآدمیت کے خلاف ہے اون کے استفسار کا جواب خود اسی عبارت مین بالتصریح موجود ہے اوسکو دیکھکر اور سمجھکر جو فرمانا ہو فرمائین اور ہم جو اوراق سابقہ مین بسط وصاحت کے ساتھ مکرر اس تطبیق کو بیان کرچکے ہین اوسکو بھی بنظر فہم ملاحظ فرمالین۔ لیکن حضرت مجیب کی خاطر بھی عزیز ہے اوراق سابقہ پر فقط حوالہ کر دینے اور اس موقع پر اون کے سوال کو بلا جواب خالی چھوڑنے سے ہمکو بھی فی الجملہ حیا آتی ہے اسلئے گو طول ہو مگر سیرۃ حلبیہ کی ایک عبارت مبسوط نقل کئے دیتے ہین وہو ہذا وعن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما اذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لہم قبل الہجرۃ ای قبل ان یہاجر صلی اللہ علیہ وسلم فی اقامۃ الجمعۃ ای فلم یفعلوہا باجتہاد بل باذنہ صلی اللہ علیہ وسلم کتب الی مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالی عنہ اما بعد فانظر الیوم الذی تجہر فیہ الیہود بالزبور لسبتہم ای الیوم الذی یلیہ یوم السبت فاجمعوا نسائکم وابنائکم فاذا مال النہار عن شطرہ فتقربوا الی اللہ برکعتین فجمع مصعب بن عمیر عند الزوال ای صلی الجمعۃ حتی قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای استمر علی ذلک حتی قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہذا یدل علی انہ صلی اللہ علیہ وسلم عین لہم ذلک الیوم وہو خلاف قولہ السابق فہداکم اللہ لہ الظاہر فی ان ہدایتہم لہ باجتہاد منہم ویدل لہ ما روی عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما باسناد صحیح ان الانصار قالوا ان للیہود یوما یجتمعون فیہ کل سبعۃ ایام وللنصارے مثل ذلک فہلم فلنجعل یوما نجتمع فیہ فنذکر اللہ ونصلی ونشکرہ فجعلوہ یوم العروبۃ ای لانہ الیوم الذی وقع فیہ خلق آدم الذی ہو مبدأ ہذا الجنس وجعل فیہ فناء الخلق والقضاء بہم اذ فیہ تقوم الساعۃ ففیہ المبدأ والمعاد اذ ہو المروی عن ابن عباس تقتضی ان الانصار اختاروہ باجتہاد منہم الا ان یقال لا مخالفۃ لانہ یجوز ان یکون ہذا العزم علی ذلک حصل منہم اولا ثم ارسلوا الیہ صلی اللہ علیہ وسلم یستاذنوہ فی ذلک فاذن لہم فیہ فقد جاء الوحی موافقۃ لما اختاروہ انتہی اور بعض دیگر اہل سیر ومفسرین نے بھی اس تطبیق کو منقول ومنظور فرمایا ہے۔ اس عبارت کو بنظر فہم وانصاف ملاحظ فرمالیوین۔ مجیب کے سوال کا جواب معہ دیگر امور مفیدہ اسمین موجود ہین حتی کہ جس روایۃ ابن عباس کی فقط اتنی بات پر تضعیف کیجاتی تھی کہ شارحین نے اوسکی صحۃ کی تصریح نہین فرمائی اوس روایۃ کے صحۃ کی تصریح بھی اس عبارت مین موجود ہے والحمد للہ۔ اور اگر حسب العادت ہمسے عہدہ برا ہونیکی غرض سے اہل تفسیر واہل سیر ومغازی کو بھی آنکھین دکھلانیکی ضرورت پیش آئے تو اس کام کو ذرا سوچ سمجھکر کیا جاوے

مین اسکا کب انکار کیا ہے جس عبارت پر وہ مواخذہ کرنا چاہتے ہین خود اوسی عبارت اوثق العری کو
آنکھین کھولکر دیکھ لین کہ اجتہاد مذکور کو اوسمین تسلیم فرمایا ہے یا نہین مجیب کا یہ ارشاد عبارت
اوثق العری پر نہ اعتراض ہے نہ مواخذہ - بہتان تہمت افترا کہیئے تو مضائقہ نہین - ہم مکرر عرض کر چکے
ہین کہ مرسل ابن سیرین اور روایت ابن عباس مذکورہ سابقہ وغیرہ مین بظاہر تخالف معلوم ہوتا ہے
اوسیکی تطبیق اوثق العری مین اس موقع پر بیان فرمانے منظور ہے اور وہی تطبیق شارحین بخاری
فرمارہے ہین پھر اوسکو ہمارے مقابلہ مین پیش فرمانا باعلی ندا یہی کہہ رہا ہے کہ مولانا مجیب یعنی ملا
معترض عبارت اوثق العری کے مطلب سے بالکل غافل یا متغافل ہین مگر سب پر روشن ہے کہ

اعتراض ثانی

ایسے اعتراض پیش کرنا کہ جنکی بنا غفلت اور جہالت پر ہو نادان دشمن کا مصداق بننا ہوتا ہے جس سے
بجائے ضرر منفعت کی توقع ہوتی ہے - اسکے بعد ارشاد فرماتے ہین کہ اوپر کی تقریروں سے آپکی یہ تقریر محض
فضول و بیکار ہے اسواسطے کہ اسکی بحث گذر چکی ہے کہ جمعہ فرضیت قبل الہجرۃ بذریعہ وحی بھی نہین انتہی بیشک

جواب

گذر چکی ہے مگر صرف اسیقدر کہ مجیب ممدوح کو فرضیت قبل الہجرۃ سے انکار ہے اور جو روایات فرضیت
قبل الہجرۃ مین وارد ہین اونکی تضعیف وجہالت پر اصرار مگر نہ انکار کی کوئی وجہ اور نہ دعوی تضعیف کی کوئی
دلیل اور ہم شروع رسالہ مین روایات مذکورہ کی بحث مین بحمد اللہ تفصیل کے ساتھ اس مرحلہ کو
طے کر چکے ہین - اسکے بعد پھر ارشاد فرماتے ہین کہ ہم حضرت شوق کے جواب مین بحوالہ اقوال علما ثابت

اعتراض

کر چکے ہین کہ ان تمام روایتون کا واقعہ ایک ہے - یعنی روایات قصہ اسعد بن زرارہ اور قصہ مصعب
بن عمیر ایک ہے واقعہ مین وارد ہین اور جب ان تمام روایات کا واقعہ ایک ہے تو تعارض ظاہر ہے
اب دیکھین دفع تعارض مین آپکی تقریر کیا ہوتی ہے انتہے بمضمونہ ہمارے مجیب معترض نے اب تلک

جواب

جو فرمایا تھا یا افترائے محض تھا یا ادعائے خلاف واقع جس کے دیکھنے سے یہ بھی معلوم نہ ہوتا تھا کہ ہمپر
کیا اعتراض ہوا اور کس امر کے جواب دہی ہمپر لازم ہوئی مگر الحمد للہ کہ یہان تو ایسی بات تحریر فرمائی کہ جس سے
اتنا تو معلوم ہو گیا کہ ہمسے وجہ تطبیق بین الروایات کا سوال کیا جاتا ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی واضح
ہو گیا کہ جوش اعتراضات واشتیاق تردید نے ایسا بیخود کر رکھا ہے کہ محسوسات سے بھی غفلت ہے -
ہمنے اسیلئے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ مجیب کے لقب مین سے حرف تا کم کر دیا جائے تو زیادہ مناسب ہے
اس تغافل و اعراض کا کیا ٹھکانا ہے کہ عبارت اوثق العری جسکا رد فرمارہے ہین اوسمین وجہ تطبیق
بین الروایات صریح موجود ہے بلکہ عبارت مذکورہ سے خاص بیان تطبیق ہی مقصود ہے اور اسپر
ہمارے مجیب دقیق الفہم غائر النظر فرماتے ہین دیکھین دفع تعارض مین آپکی تقریر کیا ہوتی ہے خوب شعر

اور ندیق فیقتل ارشاد فرماتے ہین باقی کسی وہمی کا یہ خیال جانا کہ شاید جملہ اہل عوالی ہر ایک جمعہ کو مسجد
نبوی علی صاحبہا الف الف صلوۃ وسلام حاضر ہوتے ہونگے عادۃً محال اور مشاہدہ کے بالکل خلاف
ہے اور خود روایت حدیث کی بھی دو وجہ سے خلاف ہے اول اسوجہ سے کہ احادیث سے بعض اہل
عوالی کا آنا اور بعض کا نہ آنا معلوم ہوتا ہے کما سیجیئ ثانی اسوجہ سے کہ اپنی مسجد بلکہ جملہ مساجد کو نماز و جماعت
سے بالکل معطل کرکے نماز ادا کرنے کے لئے دوسرے موضع پر چلا جانا شرعاً غیر محمود سمجھا گیا ہے پھر ایسے
امر مستحیل و مخالف وغیر مستحسن کا کون عاقل قائل ہو سکتا ہے اور عقل و نقل سبکو پس پشت ڈالکر
ایسی بات اگر کوئی کہے بھی تو کب قابل التفات ہو سکتی ہے **دوسرا** اعتراض اس عبارت اوثق العریٰ
پر یہ فرماتے ہین کہ قبا حسب تحریر صاحب در المختار و صاحب رد المحتار فنائے مدینہ مین داخل ہے جسکی
بحث تمام و کمال بجواب حضرت شوق گذر چکی ہے اور فنائے مصر کا محل اقامت جمعہ ہونا آپکو بھی مسلم
ہے تو اب آپکے مشرب کی موافق بھی قبا مین مثل مدینہ اقامت جمعہ ضروری ہوئی کیونکہ قبا مدینہ
طیبہ سے دو میل سے کچھ زاید ہے اور فنائے مصر آپکے یہان ایک فرسخ تلک ہے در مختار مین ہے
والمختار للفتوی تقدیرہ بفرسخ ذکرہ الولوالجی بلکہ صاحب رد المحتار کے نزدیک اس سے بھی زاید ہے تو جب
جمعہ مکہ مکرمہ ہی مین فرض ہو چکا تھا تو پھر کیا وجہ کہ قبا مین جمعہ نہوا انتہی بتفصیل ما **اقول** واستغفر الصمد
ہمنے حسب الارشاد مجیب علام حضرت شوق کے جواب کو ملاحظہ کرکے اونکی تمام تقریر کا لب لباب نکالکر
توضیح کے ساتھ عرض کر دیا ہے جسکا خلاصہ یہی ہے کہ ہمارے مجیب مجبور ہوکر اپنے اعتراض و الزام مین
ہمکو بھی شریک کرنا چاہتے ہین کیونکہ یہ امر تو وہ ابھی تسلیم فرما چکے ہین کہ عوالی مین تمام عہد نبوی صلی
اللہ علیہ وسلم مین کبھی جمعہ نہین ہوا جس سے ہمارا مدعی صراحۃً کے ساتھ ثابت ہوتا ہے کہ امر تو اب بروئے
انصاف مجیب کے ذمہ لازم تھا کہ وہ اس عدم اقامت جمعہ فی العوالی کی کوئی وجہ وجیہ اپنے مشرب کے
موافق بیان فرماتے لیکن جب کسی وجہ سے وہ اسکے بیان سے مجبور رہے تو اب یہی کرنا پڑا کہ کسیطرح
ہمکو بھی اپنے الزام مین شریک بناکر ایک قسم کی سبکدوشی حاصل کرین اسلئے روایات حدیثیہ سے
مایوس ہوکر ہمارے الزام کے لئے عبارت کتب فقہ کیطرف متوجہ ہوئے جسکی [illegible] گو اونکا اعتراض
جون کا تون قائم رہا مگر ہمارے مواخذہ سے سبکدوشی ہو گئی افسوس اوثق العریٰ جسمین جو کچھ تحریر ہوا
ہے سب بحوالہ روایات معتبرہ حدیث تحریر فرمایا ہے مدعیان اتباع حدیث کو لازم تھا کہ یہ روایات
حدیث تطبیق و توفیق کی عمدہ صورت نکالتے اور جو امر اوثق العریٰ مین ثابت ہوا اوسکو معمول بہ بناتے اور کہ
زید و عمر کے اقوال سے کیا بحث بھی کیا تو یہ کیا کہ اصل مقصود سے ہٹکر بالکل ہماری زبان بند ہی

سوال نمبر ۲

جواب

ایسا نہ ہو کہ کنوین کی فکر مین کہائی کا خیال نرہے اور من حفر بیر الاخیہ فقد وقع فیہ کا بھی ضرور فکر رہے اور یہ بھی دیکھہ لیا جائے کہ مفسرین واہل سیر کے ارشاد کا مبنی کیا ہے ایسا نہ ہو کہ جیسے بے دیکھے بہالے روایت ابن عباس منقولہ قاضی شوکانی وغیرہ کا انکار کر دیا تہا ایسا ہی ان حضرات کے مقابلہ مین بلا وجہ اور بلا تدبر محض لا نسلم سے کام لیا جائے اور جو امور اس تطبیق کے متعلق صفحات گذشتہ مین ہم عرض کر چکے مین اون کو بھی دیکھہ لیا جائے تو انشاء اللہ فائدہ سے خالی نہین آیندہ آپکو اختیار ہے وما علینا الا البلاغ۔ آن جملہ روایات مذکورہ سابقہ اور تطبیق بین الروایات سے فراغت پاکر اوثق العری مین تحریر فرمایا ہے کہ اب یہ امر تو محقق ہو گیا کہ فرضیت جمعہ کہ معظمہ مین ہو چکی تھی لیکن بوجہ مجبوری وہان اقامت جمعہ کا تعذر رہا اور مدینہ طیبہ مین بسبب تحقق مصریت وتمکن اہل اسلام حسب الامر حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ برابر جاری رہا اور عوالی مدینہ مثل قبا وغیرہ مین باوجود کثرت وتمکن اہل اسلام اقامت جمعہ کی نوبت نہ آئی نہ ہجرت سے پہلے نہ بعد مین جس سے صاف ثابت ہو گیا کہ قری محل اقامت جمعہ نہین کیونکہ مثل مکہ کے عوالی مدینہ مین عذر عدم تمکن کا تو احتمال ہی نہین ہو سکتا اسلیئے بالیقین یہی کہنا پڑیگا کہ بوجہ عدم مصریت قبا ودیگر عوالی مین آپنے وہان اقامت جمعہ کا امر نہ کیا نہ کبھی وہان کسی نے جمعہ ادا کیا جس سے کہلا ہوا یہ امر محقق ہو گیا کہ قری محل اقامت جمعہ ہرگز نہین انتہی بتفصیل یسیر اب اسکے جواب مین فاضل بنارسی نے تو اس کے جواب کا وعدہ آیندہ پر حوالہ فرمایا ہے اور کہتے ہین کہ عوالی کی بحث انشاء اللہ آگے آویگی لیکن مولوی محمد علی صاحب نے یہان بھی بمدد قوت رادہ جو غالبا جملہ قوی پر غالب ہے تین اعتراض پیش فرمائے **اول** یہ کہ عوالی مین جمعہ کا نہ ہونا عہد نبوی مین مسلم ہے لیکن یہ دعوی کہ عوالی محل اقامت جمعہ نہ تھی اسپر کیا دلیل ہے انتہی **جناب** ہمارا مدعی تو فقط یہی تہا کہ بعد فرضیت جمعہ بھی کبھی عوالی مین اقامت جمعہ کی نوبت نہین آئی سو بحمد اللہ ہمارے مجیب منصف نے بالتصریح اوسکا اقرار فرمالیا آگے رہی یہ بات کہ حسب ارشاد مجیب اسی سے عوالی کا محل اقامت جمعہ نہ ہونا کیونکر ثابت ہو گیا تو اسکو اہل فہم انشاء اللہ خود سمجھہ لینگے اس بدیہی امر کے لئے ہمکو خامہ فرسائی کرنے کی حاجت نہین لیکن اہل انصاف اتنا ملاحظہ فرمالیوین کہ جب یہ امر محقق ہو گیا کہ قبا اور دیگر عوالی مین کبھی صلوۃ جمعہ ادا کرنے کی نوبت نہین آئی تو آخر اسکی کوئی وجہ تو ہونی چاہیئے ظاہر ہے کہ اسکی دو ہی صورتین ہو سکتی ہین یا تو اہل عوالی پر جمعہ فرض ہی نہ ہو بلکہ مسنون ومشروع بھی نہو تو فہو المراد یا یہ کہا جاوے کہ باوجود فرضیت ومشروعیت نہ آپنے کبھی اون کو اقامت جمعہ کا امر فرمایا اور نہ انہون نے کبھی جمعہ قایم کیا مگر ایسی بات وہی کہہ سکتا ہے جسکے بارہ مین علما مجنون ہونیکا دعوے

تحریر اوثق العری

اعتراض عوالی

جواب

مسافت معینہ کے ساتھ قلیل ہو یا کثیر اوسکی تحدید نہین کی اوسکے بعد علامہ موصوف فرماتے ہین وبعضہم قدرہ
بہا وجملۃ اقوالہم فی تقدیرہ ثمانیۃ اقوال او تسعۃ یعنی بعض دیگر علماء نے فناء مصر کے لئے مسافت معین فرمائی ہے
اور دربارہ تحدید مسافت اونکے آٹھ یا نو قول ہین پھر شارح موصوف نے اون جملہ اقوال کی تفسیر بیان کی ہے
منجملہ اون اقوال کے ایک وہ قول بھی ہے جسکیوجہ سے ہمارے مجیب پنساری بن بیٹھے ہین - اوسکے بعد
فرماتے ہین والتعریف احسن من التحدید لانہ لا یوجد ذلک فی کل مصر وانما ہو بحسب کبر المصر وصغرہ بیانہ ان
التقدیر بغلوۃ او میل لا یصح فی مثل مصر لان القرافۃ والترب التی تلی باب النصر یزید کل منہا علی فراسخ من
کل جانب نعم ہو ممکن لمثل بولاق فالقول بالتحدید بمسافۃ یخالف التعریف المتفق علی ما صدق علیہ بانہ المعد
لمصالح مصر فقد نص الائمۃ علی ان الفناء ما اعد لدفن الموتی وحوائج المصر کرکض الخیل والدواب وجمع
العساکر والخروج للرمی وغیر ذلک تھوڑا سا اور بیان فرماکر پھر اخیر مین لکھتے ہین فظہر ان التحدید بحسب
الامصار انتہی - اب اس عبارت علامہ شامی کو ملاحظہ فرمانا چاہئے جس سے بوضاحت یہ معلوم ہوگیا
کہ فنائے مصر کے لئے کوئی مقدار خاص ہرگز معین نہین اور مقدار کا معین کرنا قول ائمہ کے خلاف اور
اونکی تعریف متفق علیہ کی مخالف ہے بلکہ فناء کی کمی زیادتی شہر کے بڑے اور چھوٹے ہونے پر ہوتی
ہے تو اب ظاہر ہوگیا کہ بعض شہرون کا فنا فرسخ اور فراسخ تلک پہنچ سکتا ہے اور بعض کا میل اور
میلین تلک بھی نہ پہنچیگا بلکہ یہ بھی معلوم ہوگیا کہ شہر واحد کا فنا بھی ہر ایک جانب سے متساوی ہونا
ہرگز ضروری نہین - تعلق مصالح ایک جانب دور تلک ہو اور دوسری جانب تعلق مصالح اور ضروریات
اہل شہر اتنی دور تلک ہونا ضروری نہین جو مساوات مذکورہ ضروری سمجھی جائے آپ انصاف سے
دیکھئے کہ مجیب معترض نے اول تو یہ کمال کیا کہ اصل مذہب اور تعریف متفق علیہ یعنی ما اعد لمصالح مصر
اور ارشاد ائمہ کو یک لخت نظر انداز فرمایا اور سبکا خلاف فرماکر قول مرجوع یعنی تحدید فنا بالمسافت کی
طرف مائل ہوئے پھر دربارہ تعیین بالمسافت جو آٹھ یا نو قول ہین اونمین سے بلا وجہ وجیہ ایک کو معین
فرمالیا حالانکہ دیگر اقوال مین سے اکثر اون کے بیان فرمودہ تحدید کی مخالف ہین - کوئی پوچھے کہ ایسی تحدید
ضعیف مخالف اصل مذہب سے ہمپر کس طرح الزام قایم ہوسکتا ہے ہمکو تعجب آتا ہے کہ ہمارے مجیب نے صاحب
رد المحتار کی تمام تفصیل وتحقیق سے قطع نظر فرماکر فقط اتنا جزو پسند فرمالیا کہ بڑے بڑے شہرون کے
لئے جیسا کہ مصر ہے علامہ موصوف نے فرسخ اور فراسخ تلک فنا تجویز کیا ہے مگر اسکا کچھ خیال نکیا کہ
بعض شہرون کے لئے میل اور میلین تلک بھی اونکے ارشاد کی بموجب فنا نہوگا - اسکے بعد یہ امر قابل
لحاظ ہے کہ دربارہ تحدید فناء مصر اقوال فقہاء مین جو کچھ خلاف ہے مستقل مواضع اور آبادی مین اوس مین ہرگز

اور الزام دہی کی غرض سے ایک دو روایت فقہی کا حوالہ دیکر وہ جادہ جا جس سے صاف مفہوم ہوتا ہی
کہ یہ تمام زور شور بغرض اتباع سنت ہرگز نہین بلکہ محض اور ونکی سب و تبرا کی غرض سے ہے ۔
لا لحبّ علیٍ بل لبغض معویۃ کا قصہ ہے تو اب اگر تمام امور سے قطع نظر کرکے مجیب کے ارشاد کو ہم تسلیم
بھی کرلین تو یہ خلاصہ ہوگا کہ مجیب پر مخالفت حدیث کا الزام اور ہمپر فقط روایت مذکورہ در مختار کے
خلاف کا جرم قایم ہوگا جسکو دیکھکر الحمد للہ الذی عافانی مما ابتلاک بہ وفضلنی علی کثیر ممن خلق تفضیلا کہنے
کو بے ساختہ دل چاہتا ہے اور اگر انصاف و فہم سے کام لیا جائے تو تھوڑی توجہ سے یہ بات معلوم
ہوسکتی ہے کہ ہمارے مجیب نے حسب العادۃ یہان بھی قلت فہم و ایجاد و اختراع سے پورا کام لیا ہے
اور کتب کو جانے دیجئے اگر رد المحتار جسکا حوالہ نقل فرما رہے ہین اوسی کو ملاحظہ فرما لیتے تو غالبًا اس اعتراض
کے فرمانے کی نوبت نہ آتی صاحب رد المحتار کی تمام تقریر و تحقیق کو ہضم فرماکر مولوی ظہیر احسن صاحب
شوق کے جواب مین فقط اتنا تحریر فرمایا (بلکہ صاحب رد المحتار کے نزدیک اسکی حد اس سے بھی زیادہ ہے
صـ۵۳۵ ملاحظہ ہو) مجیب سلمہ نے اتنا بھی خیال نفرمایا کہ رد المحتار کوئی نادر الوجود اور کمیاب کتاب نہین جو
پردہ پوشی کی توقع کیجاتی سو برد ئے انصاف ہمکو اسیقدر جواب دینا کافی ہے کہ مجیب رد المحتار کی
عبارت دکھلائین کہ انہون نے فرسخ سے زائد کی تحدید کہان اور کس طرح بیان فرمائی ہے مگر مجیب کے
فہم و دیانت کے اظہار اور ناظرین کے اطمینان کی غرض سے ہم ہی بمجبوری اس طول کو اپنے ذمہ لیتے
ہین سنئے متن در المختار یعنی تنویر الابصار مین فناء مصر کی یہ تعریف کی ہے وہو ما اتصل بہ لاجل مصالحہ
صاحب درالمختار اسکی شرح مین فرماتے ہین کدفن الموتی ورکض الخیل والمختار للفتوی تقدیرہ بفرسخ
ذکرہ الولوالجی اس سے اتنی بات معلوم ہوتی ہے کہ اصل مذہب یہی ہے کہ فناء مصر وہ ہے کہ جس موضع
سے وہانکے باشندونکے مصالح و اغراض مثل مقابر وغیرہ متعلق ہون کسی مقدار و مسافت خاص کی
تحدید نہین ہان بعض علماء متاخرین نے اپنی رائے اور تجربہ سے اوسکی تحدید ایک فرسخ کے ساتھ مناسب
سمجھی ہے یہ مطلب نہین کہ وہ علماء اس تحدید کو اصل مذہب قرار دیتے ہین جیسے ماء کثیر کی تحدید علماء احناف
نے پیمایش وغیرہ سے اور قلتین کی تحدید شوافع وغیرہ نے مشکون سے اور وزن سے اور عمل کثیر کی
تحدید نماز مین اور لقطہ کی تحدید اور مدت تعریف کی تعیین سارے جہان نے کی ہے کما حققہ المحققون
اب اسکی تشریح اور تحقیق مین علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین اعلم ان بعض المحققین من اہل
الترجیح اطلق الفناء عن تقدیرہ بمسافۃ وکذا محرر المذہب الامام محمد رح جسکا صاف یہ مطلب ہے کہ مقرر و محقق
مذہب حنفیہ امام محمد اور دیگر بعض محققین اہل ترجیح نے فناء مصر کی وہی تعریف مذکور قایم فرمائی ہے اور کسی

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم۔ کہنے کی نوبت آجائے واللہ اعلم عند اللہ **تیسرا اعتراض** مجیب موصوف
عبارت سابقہ اوثق العری پر یہ تحریر فرماتے ہین کہ تقریر آئندہ اور تقریر صفحہ گیارہ اور بارہ سے واضح ہوتا ہے
کہ آپ کے نزدیک قریہ کبیرہ محل اقامت جمعہ ہے اور جب قریہ کبیرہ مین آپکے نزدیک اقامت جمعہ درست
ہے تو قبا مین بھی اقامت جمعہ درست ہونی چاہئے کیونکہ قبا قریہ کبیرہ ہے جیسا کہ حضرت شوق کے جواب
مین ہم اسکو ثابت کر چکے ہین انتہے ہمارے مجیب سلمہ تو اکثر مواقع مین کچھ بولتے ہی نہین فقط اشارون
سے کام لیتے ہین ع کم بولنا ادا ہے ہرچند پر نہ اتنا۔ مگر وہ ایسا کرتے تو صرف پانچ ورق مختصر پر زد دو
چار چار سطر کے بعد قال اقول جلی قلم سے تحریر فرماکر تمام اوثق العری کی تردید کا فخر کیونکر حاصل کر لیتے لیکن ہم
بھی اونکے اشارون پر چلتے ہین۔ الحمد للہ کہ ہمارے پاس اوثق العری اور جواب حضرت شوق دونون موجود
ہین اسلئے حسب ارشاد مجیب ہمنے دونون کو دیکھا مجیب علام نے اس اعتراض مین کل دو باتین تحریر
فرمائی ہین اول یہ کہ اوثق العری کی عبارت مندرجہ صفحہ گیارہ و بارہ سے واضح ہے کہ قریہ کبیرہ محل اقامت
جمعہ ہے دوسرے یہ کہ قبا قریہ کبیرہ ہے تو اب ان دونون باتون سے یہ نتیجہ صاف نکل آئیگا کہ قبا عند الحنفیہ
بھی محل اقامت جمعہ ہے جس سے حاصل یہ ہوگا کہ جناب فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبا مین جمعہ ادا
نفرمانیکا اشکال صرف مجیب ہی کے سر رب پروارد نہ ہوگا بلکہ ہم بھی اس الزام مین شریک ہوجائینگے
گے سو اسکا اصل جواب تو یہ ہے کہ ہمارے نزدیک صحۃ جمعہ کے لئے چونکہ مصر کا ہونا ضروری ہے چنانچہ تمام
متون وشروح مین مصر کو شرط جمعہ بیان کیا ہے تو اس سے یہ امر معلوم ہوتا تہا کہ جس موضع پر اطلاق
مصر نکیا جاویگا خواہ وہ کتنا ہی بڑا موقع ہو وہان عند الحنفیہ جمعہ درست نہوگا۔ کیونکہ اوسکو عرف مین مصر نہین
کہتے بلکہ قریہ کہتے ہین اسلئے شامی وغیرہ مین اس امر کی تصریح کردی کہ قصبات اور قری کبیرہ مین بھی جمعہ
درست ہے جس سے واضح ہوگیا کہ فقہا رنے جو مصر کی شرط لگائی ہے اونکی غرض یہ ہے کہ فقہار کی
تعریف کی بموجب مصر ہونا ضروری ہے یہ ضرور نہین کہ عرف مین بھی اوسپر اطلاق مصر ہوتا ہو یعنی فقہار
نے جو اقامت جمعہ کے لئے مصر کو ضروری کہا ہے اوس سے مراد مصر شرعی مصطلحہ فقہا رہے یہ ہرگز نہین
کہ عرف مین بھی ضرور اوسکو مصر کہتے ہون تو اب جس موضع پر تعریف مصر مصطلحہ علما صادق آئیگی وہان اقامت
جمعہ صحیح ہوگی عرف مین خواہ اوسکو مصر کہتے ہون خواہ قصبہ خواہ قریہ کہتے ہون اور یہ بات بھی اہل فہم کو
معلوم ہوگئی کہ فقہا کے نزدیک قریہ کبیرہ سے مقصود یہ ہے کہ تعریف مصر بیان فرمودہ علما جسپر صادق
آتی ہو وہ قریہ کبیرہ ہے یہ مطلب ہرگز نہین کہ جسکو بالاضافۃ الی الغیر بھی اہل عرف بڑا گانون کہدین یا کسی
کتاب لغۃ مین اسکی نسبتہ قریہ کبیرہ لکھدیا ہو وہان بھی مطلقاً عند الحنفیہ جمعہ درست ہوجائیگا جو ہمارے مجیب

داخل نہین یعنی حوالی و جوانب مصر مین جو صحرا اور میدان ہوتے ہین فقط اونکی نسبت یہ اختلاف ہے
باقی وہ ... ین جو شہرون کے گرد آباد ہوتے ہین قریب ہون یا بعید اور عرف مین وہ قری مستقل آبادی
اور گانون شمار ہوتے ہین یعنی کسی شہر کا جزو اور اوسکا محلہ نہین سمجھے جاتے ایسے قری سے اختلاف کو
کوئی تعلق نہین حاشا و کلا جو کوئی فقیہ بھی ایسی قریہ مستقل کو فنائے مصر فرماتا ہو بلکہ بلا خلاف وہ فنائے
مصر سے بالکل خارج اور اجنبی ہے خواہ شہر سے قریب یا بعید چنانچہ یہ امر ہر اہل فہم پر خود ظاہر ہے اور
کتب فقہیہ مین موجود۔ عبارت رد المحتار کو ملاحظہ فرمالیجئے اونہین کی اخیر عبارت جو ہمارے منقولہ عبارت
کے بعد مین مذکور فرمائی ہے اس مضمون کو بتلا رہی ہے تو اب ہم اپنے مجیب کو خوب وسعت دیتے ہین
کہ اقوال مذکورہ فقہا مین سے آپکو جونسا قول مفید مدعی نظر آئے بلا تامل اور بلا دلیل اوسکو اختیار
فرمالیجئے ہماری طرف سے اجازت ہے مگر اتنی عرض یاد رکھئے کہ ان اقوال کو قری مستقلہ اور مواضع منفردہ
سے کوئی تعلق نہین جو آپکو ان اقوال سے کسی قسم کا نفع پہنچ سکے کیونکہ قبا تمام عالم کے نزدیک نہ
صحرا ہے نہ میدان ہے نہ مدینہ طیبہ کے کسی محلہ کا نام ہے نہ ضروریات اہل مدینہ اور اون کے
حوائج و مصالح مثل مقابر و رکض خیل وغیرہ اوس سے متعلق بلکہ ایک آبادی مستقل اور موضع منفرد
ہے پھر اوسکو فنائے مدینہ کون عاقل کہہ سکتا ہے تو اب ہمارے مجیب قول ولوالجی منقول در مختار
کو ہی اختیار فرمائین ہمکو بھی مسلم ہے لیکن قبا کا فنائے مدینہ منورہ ہونا اوس سے قیامت تلک انشاء اللہ
ثابت نہو سکیگا کیونکہ قبا موضع مستقل ہے جس مین فقہا کو کسی قسم کا خلاف ہی نہین اور بحث سے
بالکل خارج ہے اور اسی تقریر سے بشرط فہم یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ قریہ مستقل جیسا کہ سبکے نزدیک
فنائے مصر مین داخل نہین ہو سکتا ایسا ہی قریہ کے جمیع مصالح اور ضروریات بھی مثل مقابر وغیرہ ہرگز
فنائے مصر نہین ہو سکتے جسکا خلاصہ یہ ہوا کہ نہ قبا رفنائے مدینہ ہو سکتا ہے اور نہ اوسکے توابع اور
مصالح مذکورہ جنکو فنا قبا رکھنا چاہئے فنا مدینہ مین شمار ہو سکتے ہین یہ ہمارے مجیب معترض کی دیانت
اور خوش فہمی کا ثمرہ ہے جو ایسی روایات مرجوحہ سے اور وہ بھی بے سمجھے ہم پر الزام قایم کر کے احادیث
معتبرہ سے جان چرانا چاہتے ہین صیہات صیہات مگر تماشا یہ ہے کہ مجیب نے مولانا ظہیر احسن صاحب
کے مقابلہ مین یہ تقریر جسکی کیفیت مفصلاً عرض کر چکا ہون تحریر فرما کر نہایت مسرت و فخر ظاہر فرمایا
ہے چنانچہ اخیر مین فرماتے ہین و لیکین اس پہندسے سے مولف کیونکر بے داغ نکل جاتے ہین خیر زیادہ
عرض کرنا تو فضول ہے لیکن ہمارے مجیب اگر عبارت فقہا اور ہمارے معروضات کو بنظر فہم ملاحظہ فرمائینگے
گے تو اونکو ہمارے اور مولانا ظہیر احسن کے یہ داغ نکل جانیکا ہی افسوس نہوگا عجیب نہین جو مصرعہ

لیکن بلاوجہ ہمپر الزام قایم کرنیکی غرض سے اوثق العری کی عبارت سے وہ مضمون نکالنا چاہتے ہین جسکی نفی صاف طور سے اوس مین موجود ہے مجیب پر لازم تہاکہ ہماری کتب معتبرہ سے اس امر کو ثابت فرماتے کہ ہمارے نزدیک قری کبیرہ محل اقامت جمعہ ہین یا نہین اور قریہ کبیرہ سے فقہا کی مراد کیا ہے اوسکے بعد جو کچہہ متفرع فرماتے قابل جواب سمجہا جاتا کتب فقہیہ سے اعراض فرماکر خواہ مخواہ بلا سمجہے بوجہے فقرات اوثق العری کا غلط مطلب لیکر ہمپر الزام قایم کرنا صریح دلیل عجز ہے جو اونکی شان کے بالکل خلاف ہے افسوس یہ بھی خیال نفرمایا کہ ہم اگر اون کے اس استدلال کو تسلیم بھی کرلین تو اون کے اوس بے بہا استدلال یعنی قصہ جواثی سے استدلال فرمانے مین جسکو گل سر سبد کہنا چاہیے صریح سقم پیدا ہوجائیگا کیونکہ سارا زور شور اسی پر تہا کہ روایت بخاری وغیرہ مین اوسکی نسبت لفظ قریہ وارد ہوا ہے سو اب ہمکو بروے انصاف کسی جواب کی حاجت ہی نرہی فقط یہ کہدینا کافی ہوگا کہ جواثی قریہ کبیرہ ہوگا اور جواثی کے مدینہ ہونے مین اگر کسیکو انکار ہوگا تو انشاءاللہ بشرط انصاف جواثی کے قریہ کبیرہ یا برابر ہونے مین تو ہرگز انکار نہوگا اور ہوگا تو اوسکی دلیل لانی پڑیگی کیونکہ حسب قاعدہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال ہمکو بعض احتمال بھی مفید اور مستدل کو مضر ہے اور جوابدہی بذمہ مستدل لازم ہوگی سو آجتک جواثی کی نفی مصریت کی دلیل تو مخدوش اور ضعیف چلی جارہی ہے قریہ کبیرہ کی نفی پر دلیل میسر ہونی معلوم سو اب مجیب کے استدلال عجیب کو ہم اگر مان بھی لین تو اونکو نفع سے زاید نقصان اوٹھانا پڑیگا اور نہی بنیا وہدم مصرا یا یون کہو فرمن المطر وقام تحت المیزاب اون کے مطابق حال ہوگا بلکہ نفع خاک بھی نہوگا کیونکہ اون کا استدلال امرین مذکورین کے مجموعہ پر موقوف ہے کما ہو ظاہر اور درصورت تسلیم غایۃ مافی الباب اون کا امر اول ثابت ہوگا سو فقط ایک امر کے ثبوت سے استدلال کیونکر ہوسکتا ہے اور امر ثانی خود بے اصل ہے چنانچہ اب ہم امر ثانی کی کیفیت بالتفصیل عرض کرتے ہین سنئے امر ثانی یعنی قبا کے قریہ کبیرہ ہونیکی دلیل مجیب سلمہ بجواب مولانا ظہیر احسن صاحب تحریر فرماتے ہین کہ خلاصۃ الوفا مین مرقوم ہے وقبا القیا قریۃ کبیرۃ واقعی ہمارے مجیب فہیم کو غلط فہمی مین ایک خاص ملکہ ہے جو کسب سے حاصل ہونا دشوار ہے ایک سطر ہے اور چہوٹے سے جملہ مین ایسی غلطی کہائی کہ دشوار اور طویل عبارت مین بھی اتنی بڑی غلطی کہانا ہر ایک کا کام نہین مجیب تو قبا اور قریہ کبیرہ کو ظاہر مین دیکہکر بالبداہۃ یقین کر بیٹھے کہ ہمارا مطلب ثانی قبا کا قریہ کبیرہ ہونا محقق ہوگیا مگر خوشی مین یہ خیال نرہا کہ یہ وہی قبا ہے جس مین بحث ہو رہی ہے یا کوئی دوسرا قریہ مسمی بقبا ہے اہل فہم تو لفظ قبا کے بعد لفظ ایضا دیکہکر ہی متنبہ ہوجائینگے مگر مجیب سلمہ کو ایسی تکلیف مالایطاق دینی تو انصاف کے خلاف ہے ہان اس جملہ کے بعد جو عبارت

خلاصہ الوفا مین قریۃ کبیرۃ دیکھکر حنفیہ پر قبا مین حجۃ اقامت جمعہ کاالزام لگانیکو تیار ہوگئے بالجملہ ہماری عرض
سے اہل فہم پر واضح ہوگیا ہوگا کہ مجیب نے جو خلاصۃ الوفا سے قبا قریۃ کبیرۃ نقل کیاتہا اور اسکے ساتھ والقریۃ
الکبیرۃ تصح الجمعۃ فیہا عند الاحناف لگاکر یہ نتیجہ نکالا تہا فانفیا تصح الجمعۃ فیہا عند الاحناف یہ بالکل اونکا مغالطہ
ہے کیونکہ صغریٰ مین قریہ کبیرہ لغوی اضافی مراد ہے اور کبریٰ مین قریہ کبیرہ مصطلحہ فقہا رجسپر حد مصر بیان فرمودہ
علماء صادق آتی ہو مقصود ہے اور اگر کبریٰ مین بھی قریہ کبیرہ سے قریہ کبیرہ عرفی اور اضافی ہی مراد لیا جاوے
یا قریہ کبیرہ عرفی اضافی اور شرعی اصطلاحی دونون سے عام مراد لیا جاوے تو اس صورت مین حد اوسط
تو بیشک مکرر ہوجاویگی لیکن کلیۃ کبریٰ کی بطلان مین بھی کوئی تردد باقی نرہیگا کما ہو ظاہر۔ الحاصل جس
قریہ پر تعریف مصر بیان فرمودہ فقہاء صادق نہ آئیگی وہان جمعہ درست نہوگا۔ خواہ اسکو عرف مین قریہ صغیرہ کہتے
ہون یا کبیرہ۔ اصل مقصود سے فراغت پاکر اب ہم مجیب کے اون دو امرون پر جو اوپر معروض ہوچکے ہین عرض
کرتے ہین امر اول یعنے مجیب کا یہ فرمانا کہ عبارت اوثق العریٰ سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ قریہ کبیرہ محل اقامت
جمعہ ہے محض خیالی اور بے اصل بات ہے انشاء اللہ تمام رسالہ مین ایک فقرہ بھی ایسا نہین بتلا سکتے کہ
کہ جس سے قریہ کبیرہ متعارفہ کا محل اقامت جمعہ ہونا ظاہر ہو چونکہ اہل حدیث نے اپنے فتوؤن مین صاف
یہ تحریر فرمایا ہے کہ چھوٹے گانون مین بھی خواہ کتنا ہی چھوٹا ہو جمعہ پڑہنا فرض ہے اسلئے صفحہ گیارہ پر تو
یہ فقرہ اوثق العریٰ مین موجود ہے (اور جہان قریہ کا لفظ وارد ہوا ہے وہان مراد مدینہ ہے حسب لغت
قرآن نہ قریہ صغیرہ) الیٰ آخرہ اس فقرہ سے یہ اختراع کرنا کہ قریہ کبیرہ معروفہ اہل عرف کا محل اقامت جمعہ
ہونا اوثق العریٰ کی عبارت سے ظاہر ہے دوا اور دو چار روٹیون سے بھی زاید لغو اور بیہودہ ہے افسوس
اسکا بھی خیال نہ فرمایا کہ اس عبارت مین قریہ صغیرہ مدینہ کے مقابلہ مین مذکور ہے نہ قریہ کبیرہ کے۔ طرفہ یہ کہ
اس صفحہ مین چند سطر بعد یہ فقرہ بھی موجود ہے (لہذا کسی قریہ مین کبھی کسینے جمعہ قایم نہ کیا اور اگر کسی شخص کو
اسکا دعویٰ ہو کہ وہان جمعہ ہوتا تہا تو اسکو ثابت کرے) جس سے بالتصریح جملہ قریٰ مذکورہ مین اقامت
جمعہ کی صاف نفی فرمائی جاتی ہے اور صفحہ بارہ مین یہ عبارت ہے (پس ان دلائل واضحہ سے ہر اہل
انصاف پر مثل آفتاب روشن ہوگیا کہ نہ قریٰ صغیرہ مین جمعہ ادا ہوتا ہے اور نہ اون لوگون پر اقامت جمعہ
واجب ہے الیٰ آخر الکلام) اسپر ہمارے مجیب یہ فرماتے ہین کہ قریٰ کبیرہ کا محل اقامت جمعہ ہونا
عبارت اوثق العریٰ سے ظاہر ہے حالانکہ اس عبارت سے پہلی سطر مین مطلق قریٰ کی نسبت صراحۃً فرماتے
ہین (اس سے خود ہویدا ہے کہ قریہ محل اقامت جمعہ بھی نہین ہے چہ جائیکہ اونپر فرض ہونا) علاوہ ازین
اوثق العریٰ مین مختلف مواقع مین مطلق قریٰ کی نسبت بالتصریح یہ نفی موجود ہے پھر تعجب ہے کہ مجیب

جمعت بجواثا قریۃ من قری البحرین اس سے صاف معلوم ہوگیا کہ مسجد نبوی مین اول جمعہ قایم ہوا اوسکے بعد جواثا مین جمعہ ہوا اور اوس وقت تلک بجز مسجد نبوی کہین اقامت جمعہ نہ ہوئی تھی اور یہ ظاہر ہے کہ عوالی مین اسلام جواثا سے پہلے پہنچ چکا تہا تو اگر قری مین بھی جمعہ فرض تھا تو پھر عوالی مین آپکے ارشاد نفرمانے کی اور اون لوگون کی اب تلک جمعہ نہ پڑہنے کی کیا وجہ اول ہجرت مین آپنے خود چودہ روز قبا مین اقامت فرمائی اوس وقت بھی اون کو ترک جمعہ پر کسی قسم کی سرزنش نہین فرمائی نہ آپنے خود وہان جمعہ پڑہا اب جو صاحب بہ نسبت قری مدعی وجوب جمعہ ہین اونپر اسکی جوابدہی واجب ولازم ہے انتہی بمضمونہ اب اسیر محدث بنارسی مولوی محمد سعید صاحب فرماتے ہین قولہ اجی حضرت آپ کا کس طرف خیال ہے اہل قریہ تو کنارے رہے آپ نے ہر مسلمان پر جمعہ پڑہنے کو فرض فرمایا ہے ابوداؤد مین ہے الجمعۃ حق واجب علی کل مسلم فی جماعۃ الا اربعۃ عبد مملوک او امرأۃ او صبی او مریض اسکو نقل فرماکر اول تو اس روایت کے ارسال واتصال کی نسبت تحقیق فرمائی ہے جس سے ہمکو کوئی بحث نہین اوسکے بعد لفظ کل کے عموم وشمول کی اثبات کے لئے نورالانوار کی عبارت نقل فرمائی ہے وکل للاحاطۃ علی سبیل الافراد ای جعل کل فرد کان لیس معہ غیرہ فہذا یسمی عموم الافراد وہی تصحب الاسمار فتعمہا ای تدخل علی الاسمار فتعمہا اقول افسوس ہمارے مجیب محدث پہاڑ سے زیادہ مستحکم الزام کو اپنے [illegible] کیے ہم بجود رہگئے اور اوسکا کوئی جواب نہ دیا محض دفع الوقتی پر کمر باندہکر حدیث ابوداؤد کو پیش فرمادیا جناب من حدیث ابوداؤد اور جو روایات آیندہ آپ تحریر فرماینگے سب ہمارے سر اور آنکھو پر مگر یہ تو فرمایئے کہ حسب معروضہ سابقہ باوجود تحقق جملہ امور ضروریہ قبا اور جملہ عوالی مدینہ طیبہ مین جمعہ کے قایم نہونیکی کیا وجہ کیا وہ روایات مردود ہین یا منسوخ ہین یا اونکے معمول بہا بننے کی کوئی صورت نکل سکتی ہے قاضی شوکانی علامہ سیوطی امام ابوحامد غزالی وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم نے تو بالتصریح ہماری معروضات کا اقرار فرمالیا ہے پھر اب ان روایات معتبرہ اور اقوال اکابر کی بلاوجہ وجیہ محض بپاس مشرب تردید وتغلیط ہی فرمائی جائے گی یا کوئی صورت تصحیح بھی ممکن ہے روایت ابوداؤد اور بقیہ روایات منقولہ جناب سے تو اس اشکال کے دفعیہ کی کوئی صورت نہین ہوسکتی آپ نے اونکو بلاضرورت نقل فرمایا یہ بات ضروری نہین کہ کسی رسالہ کا جواب شوال ۱۳۰۱ ہجری مین لکھنا شروع کیا جائے تو شوال ۱۳۰۱ ہجری ہی مین ختم بھی ہوجائے خدا کے لئے جواب موقع کا دیجئے خواہ ۱۳۰۲ ہی مین کیون نہ ختم ہو **شعر**۔

مزن بے تامل بگفتار دم + نکو گوئے گر دیر گوئے چہ غم

جواب اعتراض محدث بنارسی

جواب

خلاصۃ الوفامین موجود ہے اوسکو تامل کیساتھ دیکہتے تو مجیب بھی انشاء اللہ سمجھہ جاتے کہ یہ دوسرے موضع

کا نام ہے عبارت پوری یہ ہے وقبار ایضا قریۃ کبیرۃ بہا آبار و مزارع ونخل ناحیۃ افاعیۃ ومران بطریق

ضریۃ بجہتہ الموضع المعروف بکشب اصل یہ ہے کہ قبا دو قریون کا نام ہے ایک قبا عوالی مدینہ مین داخل

ہے جس کو صاحب خلاصۃ الوفا نے اول بیان فرما دیا ہے دوسرا موضع مسمی یہ قبا قرب مکہ مین ہے اوسکو

عبارت منقولہ مجیب مین بیان فرما رہے ہین زیادہ تحقیق مطلوب ہو تو کتب لغۃ اور تاریخ کو ملاحظہ فرمالین

اور ونکو جانے دیجیئے قاموس ہی کو دیکھ لیا جائے پھر باوجود ایسی متواتر شرمناک غلطیون کے کہ

دیکھنے والونپر بھی جسکا اثر فی الجملہ محسوس ہوتا ہے ممکن کیا ہے کہ ہمارے مجیب سلمہ کی لن ترانیون اور طمطراق

مین کسی قسم کا فرق آجائے چنانچہ حسب عادت یہان بھی مولانا ظہیر احسن کی نسبت تحریر فرماتے ہین

(دیکہین مولف اس پہندے سے نکل جانے کی کیا فکر کرتے ہین) اس برعکسی کو دیکھکر ہمکو سخت تحیر ہے

کہ اسکے جواب مین کیا عرض کرین بجز اسکے کہ الحمد للہ الذی عافانی الخ پڑھکر سکوت کرین یا یہ عرض کرین کہ

اللہ کا شکر ہے کہ اوسنے ہمارے مجیب فہیم کو مرض حیا سے محفوظ رکھا ورنہ بنصیب اعدا معلوم نہین کیا

ہوجاتا ع داد زین فہم وزین خرد فریاد - باقی رہا یہ امر کہ ابن جبیر نے قبا کی نسبت مدینہ کبیرۃ تحریر فرمایا ہے

سو اوسکے ہمارے مجیب خود مدعی نہین ہین مجیب نے بھی قریہ کبیرہ کا دعوی کیا تہا اور اوسیکی نسبت

عبارت پیش فرمائی تھی جسکی کیفیت معروض ہوچکی ہے سو جب خود مجیب قباء کے مدینہ کبیرہ ہونیکے

مقر نہین تو ہمکو جواب دینا بھی ضرور نہین البتہ اگر مجیب ترقی فرماکر قباء کے مدینہ کبیرہ ہونیکے مدعی

ہوجائین تو ہم بسر وچشم جواب دینے کو حاضر ہین مگر ابھی مناسب معلوم نہین ہوتا کیونکہ اس ترقی

کی صورت مین ہمارا اتنا نفع ضرور ہوگا کہ اس وقت جو اونہون نے دعوی کیا ہے اور اوسپر

استدلال لائے ہین اوسکی تغلیط خود اونکی زبان سے ہوجائیگی بالجملہ جس امر کے وہ مدعی تہے اوسکی

تغلیط ہمنے پوری عرض کردی آیندہ اگر وہ دعوے مین تغیر وترقی فرماوینگے انشاء اللہ اوس وقت اوسکی

کیفیت معلوم ہوجائیگی الحمد للہ کہ مجیب معترض کے مواخذات واعتراضات والزامات سے بھی بخیر و

خوبی فراغت ہوچکے - آسکے بعد اوثق العری مین ارشاد فرمایا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت سرور

کائنات وفخر موجودات صلوات اللہ علیہ والتسلیمات نے اہل مدینہ کو امر اقامت جمعہ فرماکر بہیجا اور قدوم

مبارک تک برابر مدینہ مین جمعہ جاری رہا مگر قبا وغیرہ قری مین نہ آپ نے ارشاد فرماکر بہیجا نہ وہان جمعہ

اس عرصہ تلک کبہی پڑہا گیا اور نہ کبہی اسکے بعد وہان جمعہ ہوا چنانچہ ابوداؤد مین حدیث ہے عن ابن عباس

ان اول جمعۃ جمعت فی الاسلام بعد جمعۃ جمعت فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینۃ لجمعۃ

سور موجبہ کلیہ کا کل مجموعی ہوتا ہے یا افرادی یا دونون ہان یہ عرض کرتے ہین کہ مجیب کے کل ارشادات مسلم مگر
جواب بیان فرسودہ اوثق العری کا کیا جواب آپ کے ان تمام ارشادات کا کل مطلب یہ ہے کہ لفظ کل
عام ہے جمیع افراد مضاف الیہ کو شامل ہوتا ہے لیکن اوثق العری کے کسی کلمہ سے صراحۃً یا اشارۃً
اسکا انکار معلوم ہوتا ہے جو آپ نے یہ دردسری گوارا فرمائی اوثق العری کا فقرہ ہم ابھی نقل کر چکے
ہین وہو ہذا علی ہذا القیاس کہ جو احادیث اون مین عام لفظون سے وجوب جمعہ بیان کیا گیا ہے
اون سب سے وہ لوگ مذکورہ بالا مستثنی ہین اس مین صاف عموم کا اقرار موجود ہے اور لفظ کل ہو یا
موصول ہو کسیکی تخصیص نہین سبکا یہی جواب ہوگا اسلئے آپکی یہ سب تقریر بالکل بے محل اور غیر
قابل التفات ہے یہ بات بدیہی ہے کہ تخصیص کے لئے تعمیم ضروری ہے ورنہ تخصیص کسکی کیجائیگی
سو لفظ کل جو روایت ابو داؤد مین موجود ہے جمیع افراد کو عام ہے جسکی وجہ سے دیگر روایات احادیث
سے حسب قاعدہ اوسکی تخصیص ضرور کی جائیگی وہو المراد بالجملہ مجیب نے کوئی بات ایسی نہین فرمائی کہ ہمارے
مدعی کے خلاف ہو پھر ایسی بات سے جواب مرقومہ اوثق العری کی تردید کا خیال کرنا محض لغو اور بے سود ہے
لیکن بعض فقرات مجیب سے یہ امر مترشح ہوتا ہے کہ وہ گو صاف نہین فرما سکے مگر وہ دربارہ عموم لفظ کل کو
موصولات پر ترجیح دینا چاہتے ہین سو اگر اونکی اس ترجیح سے یہ غرض ہے کہ لفظ کل ہمیشہ عام ہوتا ہے
خاص کبھی نہین ہوتا اسلئے موصولات پر اوسکی ترجیح ہے تو مسلم ہے کما فی التوضیح ومنہا کل وجمیع وہما
محکمان فی عموم ما دخلا علیہ بخلاف سائر ادوات العموم مگر اس ترجیح سے اون کو کیا نفع اور ہمارا کیا نقصان
اور اگر یہ مطلب ہے کہ لفظ کل مین تخصیص ہی جاری نہین ہو سکتی تو بیشک اون کو مفید ہے مگر یہ بات
بالکل غلط اور بدیہی البطلان ہے کما فی التلویح قولہ وہما محکمان لیس المراد انہما لا یقبلان التخصیص اصلا لان
قولہ تعالی واللہ خلق کل شیء وقولہ اوتیت من کل شیء مخصوص علی ما سبق بل المراد انہما لا یقبلان خاصا
علاوہ ازین یہ دعوی کرنا کہ لفظ کل مین تخصص جاری نہین ہو سکتی ایسا بدیہی البطلان امر ہے کہ ہر تھوڑی
سی فہم والا بھی اسکو کسیطرح تسلیم نہین کر سکتا واللہ خلق کل شیء اور اوتیت من کل شیء مین تخصیص
مسلم الثبوت ہے فسجد الملائکۃ کلہم اجمعون مین جمع معرف باللام اور لفظ کل اور اجمع اتنے امور مفید ثبت
عموم موجود مگر بعض علما باوجود اسکے جمیع ملائکہ اس سے مراد نہین لیتے بلکہ خاص ملائکہ ارضی یا وہ ملائکہ
خاص جو قتل واہلاک جنات کے لئے مامور تھے مراد لیتے ہین گو یہ قول مرجوح اور غیر مشہور ہو مگر آج تک
اون قائلین پر کسی نے یہ اعتراض نہین کیا کہ باوجود لفظ کل تخصیص جاری کرنی باطل ہے معترض خود
اپنی حدیث منقولہ الجمعۃ واجب حق علی کل مسلم مین ملاحظہ فرمالیوین مملوک وامراۃ وغیرہ کا استثنا موجود ہے

بروئے انصاف وقواعد مناظرہ ہمکو آپ کی ان روایات کا جواب دینا ضروری نہین تا وقتیکہ آپ ہمارے
استدلال واستفسار کا جواب عنایت نفرما دین مگر جواب باصواب سے چونکہ آپ نے بالکل مایوس
فرما دیا ہے اسلیئے قبل الوقت ہم ہی آپکے استدلالات کا جواب عرض کئے دیتے ہین اور بروئے
انصاف ہم تو نقل اور متنبہ کرنیوالے ہین ورنہ اوثق العری ہی مین سب کچھ موجود ہے اہل فہم کو
ہمارے عرض کرنیکی کوئی حاجت نہین ہمارے مجیب نے جو روایت ابوداؤد نقل فرمائی ہے یہ کوئی
نئی بات نہین بلکہ اصل فتوی مین اہل حدیث نے بھی یہی روایت اور آیت اذا نودی للصلوۃ الخ
اپنے استدلال مین بیان کی تھی اور گو ان مین قریہ کا ذکر نہین مگر ان کے عموم واطلاق سے یہ
بات ثابت کی تھی کہ ہر ایک بڑے چھوٹے گانون مین جمعہ فرض ہے اوثق العری مین آیت منقولہ سے
استدلال لانیکا تو یہ جواب دیا تھا کہ اول تو اس آیت کی تخصیص اہل حدیث خود ہی روایت منقولہ ابوداؤد
سے فرما رہے ہین اور مریض ومملوک وغیرہ کو حکم فرضیت سے خارج کرتے ہین جس سے عموم آیت
بحال خود نرہا دوسرے عرفات مین حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمعہ ادا نفرمانے سے مسافر یا
مقیم فی الصحراء کو بھی اس حکم سے استثناء کرنا پڑیگا اور بعض روایات حدیث مین مسافر کا استثنا
صریح موجود بھی ہے تو اب اون احادیث کی وجہ سے جن سے قری اور عوالی مین جمعہ کا نہ پڑھنا ثابت ہوتا
ہے حضور اہل قریہ کو حکم آیت سے مستثنی ماننا پڑیگا پھر اس تقریر کے اخر مین فرمایا تھا کہ یہ [illegible]
جو احادیث کہ اون مین عام لفظون سے وجوب جمعہ بیان کیا گیا ہے اون سب سے وہ لوگ مذکورہ
بالا مستثنی ہین - اب یون معلوم ہوتا ہے کہ اس جواب کو بلاحظہ فرماکر ہمارے مجیب نے ہر دو استدلال
بیان فرمودۂ اہل حدیث مین سے استدلال بآیۃ الجمعہ سے تو دست برداری فرمائی مگر روایت
ابوداؤد پر بزور علمی کچھ پھل پھول لگاکر استدلال قائم کرنا چاہتے ہین گویا یہ کہہ رہے ہین کہ مفتیان اہل
حدیث کے بیان مین نقصان تھا تقریر استدلال اس حدیث سے یون ہونی چاہیے مگر تقریر استدلال
مجیب جس کو ابھی نقل کر آیا ہون اوس سے فقط اتنی بات معلوم ہوتی ہے کہ ہمارے مجیب لفظ کل
سے کسی نفع کے متوقع ہین اور اوس سے اثبات مدعی کی امیدوار ہین اسلیئے لفظ کل کی نسبت چند
باتین [illegible] ہین مگر سب ناقص اور بے سود جو آپ اوثق العری کے مقابلہ مین اونکو بیان
کرنا اپنی کم فہمی کا اقرار کرنا ہے کبھی فرماتے ہین کہ اس حدیث مین لفظ موصول نہین بلکہ لفظ کل ہے جو
سور موجبہ کلیہ کا ہے خواہ کل مجموعی لو خواہ افرادی کبھی ارشاد فرماتے ہین کہ یہان تو افرادی ہے کبھی عبارت
نور الانوار معہ تعیین مطبع اور صفحہ نقل فرمائی جارہی ہے - خیر یہ تو ہم کیا دریافت کرین کہ جناب یہ تو فرمایئے ک

مثل ابوجہل ابولہب وغیرہ اس سے مراد ہین خواہ اسم موصول کو عہد کے لئے لیجئے خواہ جنس کے لئے لیکر تخصیص کیجئے قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس موقع پر تعریف الموصول امالعہد او للجنس تحریر فرماتے ہین تو اب تشبیہ بیان فرمودۂ اوثق العریٰ کا یہ مطلب ہوا کہ جیسا آیۃ ان الذی کفروا الخ مین یہ نہین کہہ سکتے کہ اس آیۃ مین جملہ کفار مصرین علی الکفر اور غیر مصرین کے حال سے خبر دیگئی تھی اور جملہ کفار اس سے مراد تھے بعد مین دلایل ووجوہ سے غیر مصرین خارج ہوگئے کیونکہ اس صورت مین آیۃ مذکورہ خلاف واقع ہوئی جاتی ہے بلکہ یہ کہنا پڑے گا کہ آیۃ مذکورہ سے مراد فقط مصرین ہی ہین۔ اور صرف انہین کے حال کی آیۃ مذکورہ مین خبر دیگئی ہے۔ موصول کو چاہے عہد کے لئے فرمائے یا مفید جنسیت قرار دیجئے۔ اسیطرح آیۃ یاایہا الذین امنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع اور دیگر عمومات و اطلاقات واردہ احادیث کو جو دربارہ حکم جمعہ نازل ہوئے ہین یہ خیال نفرمایئے کہ اہل قری وامصار سب کے سب اون عمومات و اطلاقات کے محکوم ومکلف تھے بعد مین دیگر دلائل کیوجہ سے اونکی تخصیص واخراج کی نوبت آئی کیونکہ یہ امر تحقق فرضیت جمعہ قبل نزول آیۃ کے صریح خلاف ہے بلکہ یون فرمایئے کہ آپ کے ارشاد اور تعامل سے جو شرایط وقیود دا جمعہ کے لئے مقرر ومعین ہوچکی تھین اور انہین قیود کے لحاظ سے جو مومنین فرضیت جمعہ کے ساتھ مخصوص ہوچکے تھے تو اون عمومات واطلاقات نصوص کے مخاطب اور مکلف خاص وہی حضرات ہین۔ جسکا خلاصہ کل یہ ہوا کہ آیۃ اولیٰ مین جیسے مخبر بہ خاص تھے ایسے ہی نصوص جمعہ مین مکلف وماموز خاص ہین اور تشبیہ مذکورہ اوثق العریٰ سے بس اسیقدر مقصود تہا اور یہ تطبیق لطیف دقیقہ سنجان معانی نصوص کے نزدیک لائق قدر وقابل قبول معلوم ہوتی ہے جس سے تمام نصوص کے معانی اپنے اپنے موقعہ پر نہایت خوبی کے ساتھ قایم ومسلم ہوگئے۔ اور کسیطرح کا تخالف وتزاحم باقی نرہا۔ البتہ اگر نقصان ہے تو یہ ہے کہ اس تحقیق کیموافق مذہب حضرت امام ابوحنیفہ نہایت احق بالقبول ہوگیا۔ اب اسپر مولانا محمد سعید صاحب نے یہ اعتراض کیا کہ (موصول اور معرف باللام کا حال چونکہ یکسان ہوتا ہے اسلئے موصول سے شے معین مراد ہوسکتی ہے بخلاف لفظ کل کے کہ اوس سے علی العموم عموم ہی مراد ہوتا ہے امر معین مراد نہین ہوسکتا) اور اسکی تائید اور اثبات کے لئے مولانا بحرالعلوم کی عبارت بھی پیش کی ہے۔ اور سب سے فراغت پاکر فرماتے ہین (تو اب مولانا کا یہ مثال لانا محض بیکار رہے) مجیب فہیم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مولانا نے تطبیق معلومہ بیان فرماکر جو تمثیلاً آیۃ ان الذین کفروا سواء علیہم الخ کو ذکر فرمایا ہے یہ صحیح نہین کیونکہ آیۃ مذکورہ مین لفظ موصول مذکور ہے اور حدیث طارق بن شہاب مین لفظ کل موجود ہے اور دربارہ تعین ان دونون مین فرق ہے اس لئے

اوراگراسکے جواب مین یہ فرمادین کہ لفظ کل مین استثنار کی گنجایش ہے مگر تخصیص مصطلحہ کی گنجایش
نہین تو قطع نظراس سے کہ یہ دعوی بے دلیل اور فرق بلا وجہ قابل لحاظ نہین نصوص مذکورہ بالا کا کیا جواب
اور نیز جماہیر متقدمین ومتاخرین اہل صحرا وبحار کواس سے مستثنی اور مخصوص فرماتے ہین علاوہ ازین
ارشاد صدقۃ الفطر واجبۃ علی کل مسلم ذکراو انثی حر او عبد صغیر او کبیر الخ موجود حالانکہ مجیب اور اون کے ہم
مشرب بھی اس مین تخصیص کے قائل ہین اور تخصیصات مین کسی کو کوئی گفتگو ہو تو ہو مگر فقیر کی تخصیص
مین توکسیکو بھی تامل نہین حالانکہ ارشاد اما غنیکم فیزکیہ اللہ واما فقیرکم فیرد علیہ اکثر مما اعطاہ بھی موجود ہے
اہل اصول جنکی عبارت ہمارے مجیب بھی پیش فرمارہے ہین اون کو ملاحظہ فرمائیے توضیح تلویح کی ایک عبارت
ابھی نقل کرچکا ہون دوسری عبارت توضیح تلویح کی یہ ہے اذا قالت المرأۃ لزوجہا ان تحت علی امرأۃ
فطلقہا فقال ارضاء لہا کل امرأۃ لی فطالق تواسکا حکم یہ تحریر فرماتے ہین کہ ماسوائے مخاطبہ باقیہ پر طلاق ہوجائے
گی یعنی مخاطبہ عموم کل سے خارج رہیگی علی ہذا القیاس اسکی نظائر نصوص شرعیہ اور کتب دینیہ مین اس
کثرت سے موجود ہین کہ اون کے منکر کو منہ دکہلانیکی گنجایش نہین معلوم ہوتی الا بوجہ لیس فیہ حیا ان
سب امور کے علاوہ مجیب نے یہ بھی خیال نہین فرمایا کہ عموم افراد اور عموم احوال اور عموم امکنہ اور عموم ازمنہ
باہم عمومات مختلفہ ہین ان مین باہم تمیز نکرنا غلطی کی بات ہے کما لا یخفی علی العاقل تو اب حدیث
منقول مجیب جس مین لفظ کل موجود ہے خود اون کے اقرار کے موافق عموم افراد ثابت ہوگا حالانکہ
ہمارا اونکا نزاع دربارہ عموم امکنہ ہورہا ہے وشتان بینہما الحاصل ہمارے محدثین نے دربارہ ثبوت
جمعہ فی القری یہی دو استدلال پیش فرمائے تھے اول آیۃ جمعہ دوسرے حدیث طارق بن شہاب
منقول ابو داؤد جس مین لفظ کل موجود ہے اور ان ہردو نص کے اطلاق وعموم سے تمام مواقع مین قریہ
ہو یا شہر فرضیت جمعہ ثابت کی تھی اوثق العری مین ہردو استدلال کا جواب باصواب قابل قبول
اہل علم بیان فرمادیا۔ جسکا خلاصہ حسب معروضہ سابق یہی ہے کہ تخصیصات مذکورہ احادیث اور تعامل زمانہ
حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس امر پر شاہد عدل ہے کہ اہل قری اون عمومات سے مستثنی اور خارج
ہین اور یہ بھی صراحۃً فرمادیا کہ اس استثنار سے یہ مطلب نہین کہ اہل قری حکم وجوب جمعہ مین اول سے
داخل تھے اوسکے بعد دوسرے دلائل سے تخصیص کی نوبت آئی۔ بلکہ اہل قری ان عمومات کے سرے سے
مکلف ہی نہین۔ خاص وہی مومنین مکلف ہین جنپر فرضیۃ جمعہ مقرر ہوچکی تھی کیونکہ فرضیت جمعہ اور اوسکے
شرائط وقیود وقواعد ومواقع سب نزول آیۃ سے پہلے ہی مقرر وممہد ہوچکے تھے جیسا کہ آیۃ شریفہ۔ ان الذین
کفروا سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم لا یومنون مین لفظ موصول اگرچہ عام ہے مگر اول ہی سے معدودے چند

دین اونکو اس دقت مین پڑنے اور اپنے فہم کو تکلیف دینے کی ضرورت نہین اونکے جواب کے لئے اونکے فہم کے موافق روایۃ طارق بن شہاب کا بدیہی جواب قواعد مقررہ کے مطابق اسقدر کافی ہے کہ لفظ کل مین قبول تخصیص اور اجرائے تخصیص کے تو سب قائل ہین تمام اہل اصول کلمۃ کل یحتمل التخصیص اور یقبل التخصیص بیان فرماتے ہین کما مر سابقا ۔ تو اب آپ الجمعۃ حق واجب علی کل مسلم مین شوق سے تمام مسلمانون کو داخل کر لیجئے اور عموم افراد اور عموم امکنہ وغیرہ مین جو اہل اصول و اہل کلام نے فرق کیا ہے اسکو بھی ہرگز تسلیم نفرمایئے لیکن چونکہ کلمہ کل مین تخصیص ممکن ہے تو وہ روایات حدیث اور تعامل خیر القرون جن سے اوثق العری مین اہل قری کو اس سے حکم فرضیت جمعہ مین داخل ہی نرکھا تھا اون سے عموم کل مین تخصیص جاری کرکے اہل قری کو اوس تعمیم سے اب نکال دیجئے ۔ ہمارا مدعا بعینہ دونون صورتون مین حاصل ہے ۔ دیکھئے اب ہمنے آپکو آپ ہی کی پشتو مین سمجھا دیا اور امر واضح ہوگیا کہ روایۃ مذکورہ سے اہل قری پر فرضیت جمعہ ثابت نہین ہوتی ۔ چاہئے اوثق العری کی عبارت کے موافق اہل قری کو عمومات واردہ مین داخل ہی نہونے دیجئے ۔ چاہئے داخل مانکر تخصیص کر لیجئے ۔ اور مجیب ثانی نے جو کچھہ اسکے متعلق کہا ہے وہ ایسی ادھوری اور بے سود باتین ہین کہ اس تفصیل کے بعد اونکا کسی قسم کا جواب دینا محض طول لاطائل ہے ۔ اسکے بعد مجیب بنارسی نے ابو الجعد الضمری کی روایۃ ابوداؤد سے نقل فرمائی ہے من ترک ثلاث جمع تہاونا طبع اللہ علی قلبہ اور فرمایا ہے (یہان پر من کا لفظ عام ہے جو ہر مسلمان کو شامل ہے) مین ابھی عرض کر آیا ہون کہ یہ عمومات ہمکو مضر نہین نہ ہم اونکے منکر اوثق العری کو ملاحظہ فرمالیجے اوسمین عمومات کو تسلیم فرماکر وجہ تطبیق بیان فرمائی ہے آپسے ہو سکے تو اوس تطبیق مین کوئی نقص بیان فرمایئے یہ کونسی انصاف و فہم کی بات ہے کہ امور مرقومہ اوثق العری سے سکوت فرماکر اس سے پہلے لفظ کل کے عموم کو نور الانوار سے نقل فرمایا تھا اب کلمہ من کے عموم کو بیان کر رہے ہین عبارت اوثق العری اور ہمارے معروضات کو ملاحظہ فرمالیجے کہ ان کلمات کے عموم کا اقرار ہے یا انکار ۔ ہم ان ہردو کلمات وغیرہ الفاظ عموم کے عموم کو باعلی ندا تسلیم کرتے ہین اور اونکے عموم کو تسلیم کرکے وجہ تطبیق پیش کرتے ہین ہان اگر آپ کا مطلب ان کلمات کے عموم بیان کرنے سے یہ ہے کہ انمین اجراء تخصیص کسیطرح ممکن نہین تو صاف فرمایئے مگر ایسی بات کوئی ادنی عاقل بھی تسلیم نہین کر سکتا فضلا عن المحدث المحقق اگر من ترک ثلاث جمع الخ سے عموم فرضیت جمعہ ثابت ہوتا ہے تو من لقی اللہ بغیر اثر من جہاد الخ اور من لم یغز ولم یجہز غازیا سے ضرور عموم فرضیت جہاد ثابت ہو جاویگا ۔ اوثق العری مین اس قسم کے عمومات و اطلاقات کے جو توجیہ و تحقیق

مثال اور ممثل لہ مین مطابقت نہین - سو اسکے جواب مین اول تو ہم یہ عرض کرتے ہین کہ الحمد للہ دایۃ
جمعہ کی نسبت تو ہمارے مجیب نے بھی جواب اوثق العری کو بالکل تسلیم اور مثال کو ممثل لہ کے موافق مان لیا جو
مفتیان دہلی وغیرہ کا اول استدلال تہا - اب ہمکو امید ہوتی ہے کہ انشاء اللہ کیا عجب ہے جو اور حضرات
اہل انصاف بھی ہمارے مجیب کا اتباع کرلین - باقی رہی روایۃ طارق بن شہاب جسمین لفظ کُل
موجود ہے سو اسکی نسبت یہ عرض ہے کہ مجیب نے موصول اور لفظ کل مین جو فرق بیان کیا ہے نہ ہم
اوسکے منکر نہ وہ ہمکو مضر - ہم ابھی عرض کر آئے ہین کہ تشبیہ مذکور سے صرف یہ غرض ہے کہ جیسا آیۃ
ان الذین کفروا مین موصول سے مراد معدودے چند ہین گو لفظ موصول عام ہے اسیطرح پر الفاظ عموم
جو احادیث مین موجود ہین کُل ہو یا مَن یا کچھ اور سب سے مراد اور سبکے مخاطب اہل امصار ہین نہ اہل قریٰ
یہ بھی بحوالہ بیضاوی عرض کرچکے ہین کہ اس تعیین کی آیۃ مذکورہ مین دو صورتین ہین یا موصول کو عہد کے
لئے لیجیے یا جنس کے ... مراد اوسکی تعیین و تخصیص کرلیجیے تو اب آپ کے ارشاد کے موافق غایۃ ما فی الباب
... کل مین تعیین کی اول صورت نہ نکلے گی یعنی لفظ کل سے اشخاص معین مراد نہونگے لیکن صورت
ثانیہ یعنی موصول سے معنی جنسی مراد لیکر بعد مین اوسکو معین کرلیا جاوے اس تعیین کو تو لفظ کل مین
آپ بھی نہین روک سکتے - کما ہو ظاہر - اوثق العری مین تشبیہ فقط تعیین مین تھی تعیین کی ہر دو صورت
مذکورہ مین سے کسی کی تعیین نہین فرمائی - بلکہ اوثق العری کا یہ فقرہ (اگرچہ لفظ موصول عام ہے مگر مراد
اس سے وہی معدودے چند کافر ہین) صورت ثانیہ کے زیادہ مناسب ہے جو بے تکلف لفظ کل مین بھی
جاری ہو سکتی ہے علیک بالتامل الصادق - اور یہ سارا طول محض آپکی خوشنودی کے لئے اختیار کیا گیا
ورنہ مختصر جواب یہ ہے کہ تعیین شخصی کی تو ہمکو بھی ضرورت نہین اور تعیین نوعی کو آپ قیامت تک نہین روک
سکتے کیونکہ تعیین نوعی اور اضافی لفظ کل مین کسیکے نزدیک قابل انکار نہین ورنہ اوتیت من کل شئی
مین نوع خاص اور فسجد الملائکۃ کلہم مین حسب معروضہ سابقہ قسم خاص مراد نہو سکتی - تو اب اگر ہم ارشاد الجمعۃ
حق واجب علی کل مسلم مین نوع خاص یعنی اہل امصار مراد لین تو اسپر یہ فرمانا کہ لفظ کل مین اس تعیین و تخصیص کی
گنجایش نہین تنگی فہم کی دلیل ہے ہمکو افسوس آتا ہے کہ ایسے مطالب حقہ کو مجیب اپنی قلت تدبر کی وجہ سے
محض بیکار فرماتے ہین کاش لفظ محض تحریر نفرماتے تو ہم اوسکے یہ معنے سمجھکر کہ حضرت مجیب کے سامنے ایسے
امور بیان فرمانے بیکار ہین (بوجہ نارسائی فہم ۱۲) اونکے ارشاد کی توجیہہ و تصدیق بھی کرلیتے آخر مین اتنی عرض اور ہے کہ ہمارے
مجیب نے تطبیق بیان فرمودۂ اوثق العری کی نسبت جو خلجان بیہودہ تحریر فرمایا ہے کہ موصول اور کُل مین
فرق ہے اوسکی کیفیت تو عرض کرچکا ہون - لیکن مجیب کو اب بھی اگر کسی قسم کا خلجان ہو تو وہ اسکو بھی جانے

ایک ہی میل کے فاصلہ پر واقع ہے بطریق اولیٰ فنا، مدینہ مین داخل ہوگا اسلئے بروئے انصاف کم سے کم اتنا تو ضرور ہونا چاہئے کہ ہردو مجیب کے دونون اعتراضون مین سے ایک اعتراض کی جوابدہی سے ہمکو سبکدوشی ملجائے دوسرا امر قابل لحاظ یہ ہے کہ اس روایت مین جو مذکور ہے وہ فعل اصحاب ہے اسکے مرفوع بنانیکی سبیل سوچکر کوئی ایسی صورت بتلائیے کہ قابل قبول ہونیکے ساتھ مین آپ کے مسلک کے موافق بھی ہو ایسا نہو کہ تقاریر سابقہ کو پس پشت ڈالکر کوئی صاحب تطبیق بیان فرمانے کو مستعد ہوجائین اسکے بعد یہ عرض ہے کہ حرہ بنی بیاضہ کو مدینہ طیبہ کا حرہ غربیہ بتاتے ہین کہ غربیہ یہی حرہ بنی بیاضہ ہے خلاصۃ الوفا مین فرماتے ہین حرۃ بنی بیاضۃ غربی المدینۃ وبالحرۃ الغربیۃ کان رجم ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کما تو ضحہ روایۃ ابن سعد اس سے صاف معلوم ہوگیا کہ یہ موضع حرہ غربیہ مدینہ طیبہ کا ہے اور ماعز اسلمی کا رجم بھی یہین ہوا تہا قریہ مستقل ہرگز نہین چونکہ بنی بیاضہ وہان رہتے تھے اسلئے اس محلہ کو قریہ بنی بیاضہ بھی بعض نے فرمادیا ہے مگر اون کا یہ مطلب نہ تہا کہ یہ قریہ مستقل حدود مدینہ سے خارج ہے امام خطابی کو غالباً اس سے شبہ ہوگیا اور قریہ مستقل خیال فرماکر اسکو اپنا مستدل بنایا۔ جوہرنقی مین ہے وفی المعالم للخطابی حرۃ بنی بیاضۃ یقال علی میل من المدینۃ فہی من توابعہا وعند الحنفیۃ یجوز الجمعۃ فیہا قال القدوری فی التجرید عندنا یجوز ان تقام فی مصلی المدینۃ وان کان بینہما اکثر من میل انتہے صاحب نہایہ بنی بیاضہ کو موضع بالمدینۃ بتلاتے ہین اور بعینہ یہی مجمع البحار مین موجود ہے علاوہ ازین کتب سیر مین بھی متعدد مواقع مین اسیطرح مرقوم ہے خود اسی قصہ مین جسکو مجیب اپنا مستدل بنارہے ہین کان اسعد اول من جمع بنا بالمدینۃ الخ صریح اہل سیر ارشاد فرماتے ہین حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب قبا سے مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے اوسکے ذیل مین کتب سیر وغیرہ مین موجود ہے فادرکتہ الجمعۃ فی بنی سالم بن عوف فصلاہا وکانت اول جمعۃ صلاہا بالمدینۃ خلاصۃ الوفا مین مرقوم ہے۔ مسجد الجمعۃ فی بنی سالم بن عوف وہو الذی کان یحول السیل بینہ وبین عتبان بن مالک اذا سال لان بنی سالم بن عوف کانت غربی ہذا الوادی علی طرف الحرۃ اول ان روایات کو بنظر انصاف ملاحظہ فرمالیجئے اور اسکو بھی دیکھ لیجئے کہ رجم ماعز اسلمی مدینہ مین ہوا یا دوسرے قریہ مین اور عتبان بن مالک کہان رہتے تھے اور آپ نے جو اونکی درخواست کے موافق اونکے یہان جاکر نماز پڑہی وہ کہان کا قصہ ہے اسکے بعد پھر یہ بتلائیے کہ اول جمعہ اصحاب نے قبل ہجرت مدینہ منورہ مین پڑہا تہا یا دوسرے کسی قریہ مین اور خود حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اول جمعہ ادا فرمایا وہ کہان ادا فرمایا مدینہ طیبہ مین یا دوسرے کسی موضع مین مگر جو ارشاد ہو بحوالہ معتبرہ ہو محض اجتہاد و تاویل نہو۔ خوب یاد آیا آپ حضرات

مذکور ہے اوسکو بنظر غور ملاحظہ فرمایئے تمام نصوص مطلقہ اور عامہ کی اس خوبی سے بے تکلف توجیہ فرمادی
ہے کہ کوئی نص عام اوسکے اصلا مخالف نہین ہو سکتی - بے سمجھے جسکا جو جی چاہے کہکر اپنا دل خوش
کرلے - اور یہ بات مسلم ہے کہ لفظ کل اور جمیع دربارہ عموم جملہ الفاظ عموم مثل من اور ما سے راجح
ہین کما مر - اور مجیب بھی اس سے پہلے لفظ کل کی ترجیح بیان کر چکے ہین سو جب کلمہ کل کے مقابلہ
مین جواب اوثق العری تام اور واجب التسلیم ہو چکا تو اب کلمۂ من کے عموم سے ہمپر استدلال قایم
کرنا ترجیح مرجوح نہین تو کیا ہے - بالجملہ یہ بات خوب ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ ان عمومات و اطلاقات
سے ہمارے مقابلہ مین کچھہ کام نکلیگا ان کا نقل فرمانا محض بے سود ہے - مجیب نے دربارہ ثبوت جمعہ
فی القری جو عمومات نصوص سے استدلال فرمایا تہا اوسمین کل یہی دو روایت ابو داؤد کی بیان فرمائی
ہین جنکا جواب مفصلاً معروض ہو چکا اب اسکے بعد وہ دلائل پیش کرتے ہین جن سے خاص قری مین
اقامت جمعہ ثابت کرنا منظور ہے - اول روایت قصہ جواثا جو شروع رسالہ مین مذکور ہو چکی ہے اور
اوسکے متعلق بعض ابحاث مفصلاً ہم بھی عرض کر چکے ہین مگر مجیب موصوف نے فقط روایت مذکور کا
نام بتا کر یہ تحریر فرمایا ہے (اور اسکی نسبت جو کچھ مولانا نے کلام کیا ہے اسکی بحث پوری پوری آئیگی)
سو چونکہ اس استدلال کا جواب خود اوثق العری مین موجود ہے اور ہم بھی شروع مین تفصیل کے
ساتھ اسکے متعلق عرض کر چکے ہین اور مجیب نے اس موقعہ پر اُسکی نسبت کچھ بیان نہین فرمایا اسلئے
ہم کو بھی کچھ عرض کرنیکی حاجت نہین - مجیب حسب وعدہ جب اسکے متعلق کچھ فرماوینگے اسوقت
ہم بھی حسب ضرورت انشاء اللہ اسکی جوابدہی کرلینگے - دوسری روایت مجیب اپنے استدلال
مین عبد الرحمن بن کعب کی پیش فرماتے ہین جس مین اسعد بن زرارہ کا قصہ منقول ہے اور مکرر
مذکور ہو چکی ہے اور اوثق العری مین بھی موجود ہے اسکے مستدل بنانے کی کل یہ وجہ ہے کہ
حضرت اسعد بن زرارہ نے حرۂ بنی بیاضہ مین اول جمعہ قائم فرمایا اور حرہ بنی بیاضہ قریہ ہے
قریب مدینہ منورہ کے تو اس سے صاحت قری کا محل اقامت جمعہ ہونا ظاہر ہو گیا - اور اس کے
اثبات کے لئے حافظ ابن حجر اور امام خطابی رحمۃ اللہ علیہما کی عبارت نقل کی ہے علامہ ابن حجر تلخیص
مین فرماتے ہین حرۃ بنی بیاضۃ قریۃ علی میل من المدینۃ امام خطابی معالم السنن مین حدیث مذکور کی
شرح مین ارشاد فرماتے ہین وفی الحدیث من الفقہ ان الجمعۃ جوازہا فی القری کجوازہا فی
المدن والامصار لان حرۃ بنی بیاضۃ یقال علی میل من المدینۃ اقول ہمارے مجیب ابو المکارم
تو عنقریب قبا کو بھی فناء مدینہ مین داخل فرما چکے ہین تو اب ظاہر ہے کہ حرۂ بنی بیاضہ جو صرف مدینہ طیبہ سے

اسکو اہل لغت فنا مصر کہتے ہین یہ نہین کہ اگر وہان مکانات بنجائین گے تو اوسکو فنا نکہا جائیگا میدان ہو خواہ مکانات اگر وہ توابع اور لواحق شہر شمار ہونگے تو یقیناً اونکو فنا مین شمار کرینگے۔ بخاری شریف مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قصہ مین ہے فابتنی مسجداً بفناء دارہ۔ فنا کے متعلق جو بحث اوپر گذر چکی ہے اسکو ملاحظہ فرمائیے اگر اہل شہر فنا مصر مین کوئی مکان یا مکانات مثل مصلیٰ یا مسجد جنازہ یا اقامت لشکر یا مسافرین وغیرہ کےلئے بنا لینگے تو کیا اس تعمیر یا آبادی کی وجہ سے وہ فنائے مصر سے خارج ہو جائیگا ایسے امر بے دلیل بلکہ خلاف اقوال اکابر سے ثبوت مدعی کی توقع رکھنا اور مخالف کے سامنے پیش کرنا صریح دلیل عجز ہے۔ اسکے بعد دوسری حدیث اپنے استدلال مین مجیب بنارسی دارقطنی سے نقل فرماتے ہین۔ عن ام عبد اللہ الدوسیۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الجمعۃ واجبۃ علی کل قریۃ فیہا امام وان لم یکونوا الا اربعۃ اول تو یہ روایت ایسی ضعیف ہے کہ ہمارے مجیب اسکو استدلال مین پیش نفرماتے تو بہتر تہا مگر مجیب ہمکو جو چاہین فرمالین لیکن دل مین وہ ضرور سمجھتے ہونگے کہ ابتلک کوئی دلیل مثبت مدعی آپکو نہین ملی اسلئے انکو ایسی روایات سے استدلال کی نوبت آئی اور اس ضعف سے پیچہا چہوڑانیکی یہ تدبیر کی کہ فرماتے ہین کہ (دارقطنی نے اس حدیث کو تین سندون سے روایت کیا ہے تینون سندین ضعیف ہین مگر بعض کو بعض سے ملانے سے یہ نکلتا ہے کہ فی الجملہ اسکو کچھ قوت ہے اسلئے جوہر نقی مین اسکو قوی صحیح کہا ہے اور اسکے مخالف کوئی روایۃ ضعیف بھی نہین انتھی) سب سے پہلے ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہین کہ دربارہ قصہ مصعب بن عمیر روایۃ ابن عباس منقولہ دارقطنی موجود۔ روایت ابی مسعود انصاری منقولہ طبرانی اور مرسل زہری منقولہ ابوداؤد موجود۔ جملہ اہل سیر کا اتفاق و تسلیم محقق اور کوئی روایت اونکے معارض بھی نہین اور جو سرسری خلاف متوہم ہوتا ہے اسکی تطبیق علماء سے مصرح منقول پھر کیا وجہ کہ ہمارے مجیب نے انکو تسلیم نفرمایا اور اس روایت کو فقط یہ دیکہکر کہ تین سندون سے منقول ہے اپنا مستدل بنانیکو تیار ہو گئے حالانکہ وہ روایات ہر طرح قابل اعتبار اور انکی سندین اس روایت ام عبد اللہ کی سندون سے بہت فائق اسکے بعد یہ عرض ہے کہ دارقطنی تخریج زیلعی وغیرہ کو ملاحظہ فرمالیجئے کہ تینون سندون مین انقطاع اور کوئی نہ کوئی راوی متروک موجود ہے اب آپ ہی انصاف فرمادین کہ یہ سندین کہ ہر ایک سند مین دوہرا سقم موجود ہے ملکر قوی بن سکتے ہین یا نہین اور کسی قسم کی قوت مانی بھی جائے تو اوسکی وجہ سے یہ روایت قابل استدلال و لائق احتجاج بھی ہوسکتی ہے یا نہین اور وہ بھی اس درجہ کی کہ اہل قری پر اس سے فرضیت جمعہ ثابت ہو جائے غالباً یہ تو آپ بھی نفرماوین گے اور کتنی ہی آپ بے انصافی

خود اپنی تحریرات مین اس بات کے مقر ہین کہ زمانہ نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والتسلیم مین عوالی مدینہ
مین کبھی جمعہ نہین ہوا اور حرہ بنی بیاضہ مین جمعہ ہونا ثابت بلکہ آپ کا مستدل سو اگر حرہ بنی بیاضہ مدینہ
طیبہ سے خارج اور قریہ مستقل تھا جیسے قبا تو پھر عوالی مین جمعہ نہونیکی کیا وجہ اور اس صریح تناقض کا کیا
جواب - انتو آپکو یہ فرمانا ہوگا کہ عوالی مین جمعہ ہوا بلکہ ابتدا ء جمعہ وہین سے ہوئی اور آپنے بھی اول جمعہ
وہین ادا فرمایا - انہین امور کے ساتھ اسکا بھی لحاظ فرمایئے کہ حضرت مُصعَب بن عمیر نے ہجرت کرکے مدینہ مین
اقامت کی تھی یا عوالی مین اور اسعد بن زرارہ کہان تھے کتب سیر مین یہ امور مذکور ہین ضرور ملاحظہ
فرمایئے اور حرہ بنی بیاضہ قریہ مستقل تھا تو پھر اسکی کیا وجہ کہ وہان تو جمعہ ہوا اور قبا وغیرہ دیگر عوالی مین
کبھی نہوا حالانکہ دیگر عوالی سے مدینہ طیبہ مین حاضر ہونا بہ نسبت حرہ بنی بیاضہ دشوار تھا الحاصل
روایت و درایت بہت وضاحت کے ساتھ اس امر پر دال ہین کہ حرہ بنی بیاضہ متعلقات مدینہ منورہ
سے ہے قریہ مستقل ہرگز نہین - ان سبکو چھوڑ کر ایک دو قول کے ظاہر لفظ پر جم جانا محض ظاہر
پرستی اور تعصب کا نتیجہ ہے علاوہ ازین اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال ایسا قضیہ نہین جسمین
کوئی ظاہر پرست بھی چون وچرا کر سکے سو ہمارے معروضات کو بوجہ تعصب راجح فرمانے مین کسیکو
تامل ہو تو احتمال پیدا کر دینے مین تو کوئی تردد ہی نہین جسکا رفع فرمانا مستدل کے ذمہ ضروری ہے
اس سے پہلے اونکا استدلال ہرگز قابل قبول نہین ہوسکتا - اسکے بعد مجیب بنارسی فرماتے ہین -
واضح ہو کہ فنے کے معنے میدان کے ہین یہ فنے مدینہ نہین بلکہ مدینہ سے ایک میل کے فاصلہ پر گاؤن
مستقل ہے انتھی) ظاہر ہے کہ لفظ فنے اس موقعہ پر بالکل بیہودہ اور غلط ہے ہمارے مجیب
یا اونکے کاتب نے لفظ فنا کی مٹی خراب کی ہے غالباً مجیب اس غلطی کا بوجھ کاتب کے سر پر پھینکینگے
سو ہمکو بھی اسمین کوئی اصرار و انکار نہین بلکہ ہم بھی دعا کرتے ہین کہ خدا کرے یہ کاتب ہی کی غلطی
ہو مگر اونکا یہ فرمانا کہ یہ گاؤن مستقل ہے کسیطرح قابل تسلیم نہین ہوسکتا معروضات سابقہ مین ہم اسکی
تغلیط مدلل عرض کر چکے ہین باقی مجیب کا یہ فرمانا کہ فنے کے معنے میدان کے ہین واللہ اعلم اس سے
یون سمجھ مین آتا ہے کہ مجیب حرہ بنی بیاضہ کے فنائے مدینہ سے خارج ہونے پر یہ دلیل پیش کرتے ہین
کہ فنا میدان کو کہتے ہین اور یہ موضع میدان نہ تھا بلکہ وہان آبادی تھی - کیا خوب اس سے پہلے
مولانا ابو المکارم قبا تلک کو فنائے مدینہ مین داخل فرماتے تھے اب مولوی سعید صاحب اسوجہ سے کہ
حرہ بنی بیاضہ میدان نہ تہا اوسکو فنائے مدینہ سے خارج کرنا چاہتے ہین - جنابمن مکان کے سامنے
جو جائے وسیع ہوتی ہے اسکو فنائے دار اور شہر کے جوانب مین جو مواقع اور میدان ہوتے ہین

حالانکہ آپکی جماعت قابلہ یہ فرماتی ہے کہ فقط ایک امام دوسرا مقتدی اقامت جمعہ کے لئے کل دو آدمی
کافی ہین ان دونون باتون کے علاوہ آپکے ہم مشرب یہ بھی فرماتے ہین کہ جمعہ کے لئے شہر سے
آبادی ہی کی ضرورت نہین جنگل میدان پہاڑ ہر جگہ جمعہ واجب ہے اور جس روایت کو آپنے استدلال
مین پیش فرمایا ہے اوسمین قریہ کی تصریح موجود ہے تو اب خوب واضح ہوگیا کہ ام عبد اللہ کی حدیث مین قریہ
امام اور عدد اربعہ یہ تینون قیدین آپ اور آپکے چند ہم مشربونکے صریح مخالف اور امام ابوحنیفہ کے سراسر
موافق اور اونکے مذہب کے موید ہین۔ ہم متحیر ہین کہ مجیب نے کیا سمجھکر اس حدیث کو اپنے استدلال مین
پیش فرمایا جو اونکے مذہب کے سراسر مخالف اور ہمارے مذہب کے لئے متعدد امور مین دلیل اور حجۃ
ہے اب صرف اتنی بات باقی ہے کہ ہمارے مجیب اپنے تمام نقصانات پر خاک ڈالکر اتنی بات پر
خوش ہو رہے ہین کہ حدیث مذکورہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مصر جمعہ کے لئے شرط نہین ہے بلکہ
ہر ایک چھوٹے بڑے قریہ مین جمعہ اس روایت سے واجب ہوگیا۔ مگر بروئے انصاف تو اسکا جواب
اوسوقت ہمکو دینا ضروری ہے جب ہمارے مجیب ہر سہ اعتراضات سابقہ سے رستگاری کی کوئی
صورت نکال لین اس سے پہلے ہمسے جواب کا مطالبہ فرمانا سیئ القضا سیئ الطلب دونون خرابیون
کا پورا مصداق بننا ہے جو عقل و دیانت دونون سے مستبعد ہے ہان حسن القضا حسن الطلب
کے بشارت کی طمع مین اگر ہم اپنے ضروری مطالبہ مین تاخیر کرکے مجیب کے مطالبہ کو قبل از وقت
ہی پورا کردین تو بیشک ہمارا دوہرا احسان ہے جو سب کے نزدیک مستحسن اور مرغوب ہے اسلئے
عرض ہے کہ اسکے دو جواب تو اوثق العری مین موجود ہین اول یہ کہ قریہ بمعنی مصر فقہ مین مستعمل
ہے صاحب قاموس فرماتے ہین القریۃ المصر الجامع خود مدینہ منورہ کا لقب قریۃ الانصار ہے کلام
الٰہی مین مکہ و طائف کو قریہ فرمایا گیا ہے۔ دوسرے یہ کہ قریہ کے معنے عام لئے جاوین جو کہ شہر اور
گاؤن دونونکو شامل ہو جیساکہ مجیب کا خیال ہے تو اب دیگر روایات اور تعامل زمانہ نبی علیہ الصلوۃ
والسلام سے بطریق معروضہ سابقہ اوسکو مخصوص مصر کے ساتھ کرنا پڑے گا جیساکہ اوثق العری مین
مفصلاً مذکور ہے اور ہم بھی پوری تفصیل کے ساتھ عنقریب عرض کرچکے ہین اور یہ احتمال کہ حدیث
ام عبد اللہ مین قریہ سے مراد خاص قریہ مقابل مصر ہی ہو۔ ہمارے مجیب بھی باوجود ضرورت اور تعصب کے
انشاء اللہ اوسکی طرف ہرگز التفات نکرین گے ان کافی اور شافی جوابون کے بعد دو باتین بغرض
تائید یہ احقر بھی عرض کرتا ہے اول یہ کہ روایت مذکورہ مین ارشاد کل قریۃ فیہا امام اسبات پر
پورا قرینہ ہے کہ قریہ سے مراد مصر ہے۔ سب جانتے ہین کہ عرف و عادت مین قیام امام امصار مین ہوتا

پر کمر باندہین مگر ایسی جرأت کرتے ہوئے بیشک آپ بھی ضرور رکین گے ۔ اور دُور نجایئے تعلیق مغنی کو
ملاحظہ فرمالیجے اسبابت اوسمین کیا موجود ہے اوسکے ارشاد کو آپ غالبًا ضرور سہولت کے ساتھ
منظور فرمالین گے اگرچہ اوقات ضرورت کا کوئی قاعدہ ہونا دشوار ہے روایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ
لاجمعة ولاتشریق الخ باوجود تعدد سند دیکھ لیجے کہ آپ حضرات اسکی نسبت کیا کیا ارشاد کرتے ہین باقی
آپ کا یہ فرمانا کہ جوہر نقی مین اسکو صحیح کہا ہے کسیطرح قابل التفات نہین اول تو اس صحت کے جمہور علماء
مخالف اور دلیل بھی اونکی قوی دوسرے جوہر نقی مین ہرگز اسکو صحیح قوی نہین فرمایا بلکہ بیہقی نے جو کل
من رواہ متروک فرمایا تہا اوسپر صرف مواخذہ کیا ہے اور بعض رواۃ کی نسبت صدوق مستقیم
اور لیس بہ باس وغیرہ بعض علماء سے نقل فرمایا ہے اور دوسرا سقم جو اس روایت مین تہا یعنی انقطاع
سند اوسکی نسبت صاحب جوہر نقی نے کچھ بھی نہین فرمایا اتنی بات سے انکو قائل صحت سمجھ بیٹھنا
محض خود غرضی یا نہایت قلت تدبر کی بات ہے علاوہ ازین صاحب جوہر نقی نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے
اوس سے قول بیہقی پر مواخذہ کرنا مقصود ہے کما لایخفی علی الفہیم ۔ اور ہمارے مجیب روایت مذکورہ
کو ثبوت فرضیت جمعہ فی القریٰ پر استدلال اور حجت فرماتے ہین ع ببین تفاوت رہ از کجاست
تا بکجا ۔ بالجملہ ایسی روایت سے ثبوت فرضیت پر استدلال لانا بروئے انصاف ہرگز قابل قبول
نہین ہوسکتا ۔ بالخصوص ایسے حضرات سے کہ روایات متعددہ قویہ معتبرہ کو دربارہ امور متعلقہ سیر و تاریخ
بھی پس پشت ڈالکر بیٹھ رہین غالبًا اسیوجہ سے بمجبوری روایۃ مذکورہ سے استدلال بیان فرماکر
مجیب کو یہ کہنا پڑا (کہ فی الجملہ اسکو کچھ قوت ہے) باقی یہ فرمانا کہ اسکی مخالف کوئی روایت ضعیف
بھی نہین ۔ تعجب کی بات ہے عوالی کا قصہ موجود بلکہ وہان جمعہ کا نہونا آپکو خود مسلم ۔ روایات صحیحہ
اسبارہ مین ثابت ادہر روایت خاتم الخلفا پیش نظر اسپر بھی یہ کہدینا کہ کوئی روایت ضعیف
بھی اسکے مخالف نہین کسقدر جسارت آمیز فقرہ ہے ۔ خیر یہ قصہ تو ہولیا اب ہم روایۃ مذکورہ کے سقم
وضعف سے قطع نظر کرکے بلکہ مجیب کی فی الجملہ اور کچھ سے بھی یکسو ہوکر اوسکی صحۃ وقوۃ کو تسلیم کرتے
ہین مگر حسن اتفاق سے روایت مذکورہ پھر بھی ہمکو ہر طرح مفید اور مجیب کے مشرب کے خلاف ہے ۔
دیکھئے اول تو اس روایت سے جمعہ کے لئے امام کا شرط ہونا معلوم ہوا جس سے مجیب اور اونکے
ہم مشرب کوسون بہاگتے ہین اور جب اسکے ساتھ روایت ابن ماجہ کے اس ٹکڑے کو بھی لگا لیجے تو
سبحان اللہ من ترکہا فی حیوتی او بعدی ولہ امام عادل او جائر الی آخر الحدیث ۔ دوسرے ان ہر سہ
روایت سے یہ ثابت ہوگیا کہ علاوہ امام کم سے کم تین مقتدی جمعہ کے لئے ضرور ہین جو بعینہ مذہب حنفیہ ہے

ہر مسلمان پر فرض مگر اسکے یہ معنے نہیں کہ اونکے ادا کے لئے کوئی شرط اور کوئی قید نہو ان باتون سے ہمارے استدلال مین کوئی سُقم پیدا نہین ہوسکتا۔ ہمارے استدلال کا جو اوثق العری کے حوالہ سے منقول ہوچکا ہے جواب دیجئے ان نصوص کے پیش کرنے سے مجیب کی جان نہین بچ سکتی۔ مگر مجیب نے جیسا کہ ہم پہلے عرض کرچکے ہین ہمارے استدلال اور استفسار سے بالکل اعراض کرکے چند روایتین نقل فرمادین جنکا پورا جواب اوثق العری مین موجود ہے اور ہمارے استفسار کا اصلا جواب نہین دیا حتیٰ کہ اوسکا تذکرہ تک نہین کیا مگر چند روایۃ مذکورہ سابقہ نقل فرماکر جو کچھ تنبہ ہوا ہے تو اوسکے متعلق اخیر مین فقط یہ فقرہ تحریر فرماتے ہین (اور مکہ سے جو مدینہ والون کو آپنے لکھا تو اوسوقت دوسری بستیون مین مسلمان ہی کہان تھے . جو عذر گناہ بدتر از گناہ کا پورا مصداق ہے اگر مجیب کچھ تدبر اور تفحص فرمائینگے تو دو دو چار چار مسلمان بلکہ بعض مواقع مین زاید بھی علاوہ مدینہ منورہ دیگر قبائل اور مواقع مین اونکو ثابت ہوجائینگے اور مجیب اور اونکے ہم مشرب کل دو آدمی جمعہ کے لیئے کافی فرماتے ہین۔ مگر ہمکو تو اس سے کوئی غرض نہ مطلب ہمارا مدعا تو صرف یہ ہے کہ کہین اسلام اوسوقت ہویا نہو مگر عوالی مدینہ مین اسلام کا اوسوقت ہونا مسلم اس کا انکار مجیب بھی نہین کرسکتے پھر کیا وجہ کہ آپنے اُنکو حکم اقامت نفرمایا۔ یا انہون نے اہل مدینہ سے اس حکم کو سنکر اقامت جمعہ کیون نہ کی اسکے سوا جب آپ قبا مین تشریف فرما ہوئے اور چودہ روز قیام فرمایا تو کیا وجہ ہوئی کہ پھر بھی وہان اقامت جمعہ کی نوبت نہ آئی۔ جسوقت آپ قبا مین تشریف لیگئے اوسوقت تو وہان اسلام کا تسلیم کرنا کیکے نزدیک قابل انکار نہین ہوسکتا پھر کیا وجہ ہوئی کہ اقامت جمعہ کی نوبت نہ آئی بلکہ تمام زمانہ نبوت مین بھی کبھی ایک مرتبہ وہان جمعہ نہوا۔ اسکو آپ صاحب بھی تسلیم فرماتے ہین۔ پھر تعجب ہے کہ جمعہ کا حکم قری مین بھی تہا تو اہل عوالی نے اوسکو کیون چھوڑ رکھا۔ اور آپ نے اونکو ارشاد کیون نفرمایا اور اگر آپ تھوڑا سا انصاف فرمائینگے تو صرف اتنی ہی بات سے کہ مکہ مین جمعہ قایم نہوا اپنی خطا پر متنبہ ہوجائینگے کیونکہ آپ کے مشرب کی موافق جب صلوۃ جمعہ مین بہ نسبت دیگر نمازون کے کوئی قید زاید ہی نہین بجز اسکے کہ ایک امام دوسرے مقتدی کا ہونا ضروری ہے تو پھر صلوۃ جمعہ ادا نفرمانی کی کیا وجہ اور قاضی شوکانی وغیرہ جو جملہ فلم یتمکن من اقامتہا ہنالک من اجل الکفار نقل فرمارہے ہین اسکی کیا صورت آخر فرایض خمسہ تو باجماعۃ آپ ضرور ادا فرماتے تھے۔ بہت سے اصحاب وہان موجود تھے اگر حرم شریف مین خوف کفار تہا تو اپنے خاص مکان مین دروازہ بند فرماکر ادا کرلیتے پھر تو قادر تھے اسکے بعد قابل گذارش یہ امر ہے کہ مجیب نے اپنے استدلالات سے فراغت پائی جنکی کیفیت مفصلاً عرض کرچکا ہون

ہے نہ دیہات مین - دوسرے مجیب نے جو روایت دارقطنی سے نقل فرمائی ہے اور دارقطنی نے تین
سندون سے اوسکو روایت کیا ہے اوسکے اخیر مین جملہ یعنی بالقری المدائن بھی منقول ہے جسکو
مجیب نے کسی وجہ سے قابل نقل والتفات نہین سمجھا اب ان سب امور کو خیال فرماکر سب صاحب انصاف
فرمالین کہ مجیب کا یہ استدلال انکو کیا مفید ہوا جہان تلک غور کیا جاتا ہے اولٹا اونکو مضر ہے اور ہمارے
مدعی کے بحمد اللہ ہر طرح سے موافق - ہم خوب جانتے ہین کہ مجیب نے کسی اضطرار و مجبوری مین یہ
استدلال بیان فرمادیا ہے ورنہ وہ اور اونکے ہم مشرب قیامت تلک حدیث مذکور کو قابل استدلال
ولائق قبول نہین فرماسکتے بالفرض اگر یہ روایۃ بخاری مین نکل آوے تو بھی تو یہ حضرات روایۃ مذکورہ
کی تضعیف کرنیکو موجود ہونگے اسکے بعد تحریر فرماتے ہین ؛ ان احادیث سے واضح ہوگیا کہ جمعہ کی نماز ہر
قسم کی بستی مین درست ہے اور پھر تعمیم کیا بلکہ ہر مسلمان کو آپنے امر جمعہ کا فرمایا ہے انتہی مجیب کو
کسی ذریعہ سے معلوم ہوگیا ہوگا مگر جسقدر روایات انہون نے نقل فرمائی ہین ایک مین بھی قریہ کی
تصریح یا تعمیم موجود نہین اس اخیر روایت مین البتہ لفظ کل قریۃ موجود ہے لیکن روایت مین اوسکے
آگے جو قیود مذکور ہین انہون نے مجیب کی تعمیم خیالی کو بالکل خاک مین ملا دیا ہان کوئی خوش فہم
وانتم سکاری سے قطع نظر کرکے فقط لا تقربوا الصلوۃ ہی پر قناعت کر بیٹھے تو دوسرا قصہ ہے - بالجملہ
اون تمام قیود اور شرائط سے جو روایات حدیث سے معلوم ہوتی ہین قطع نظر کرکے جو چاہے کہے
جایئے - اور ان روایات کو اپنا مستدل فرمائے جایئے - ورنہ یہ امر ظاہر ہوچکا ہے کہ آپ کی
روایات منقولہ مین ایک روایت بھی آپکے مثبت مدعی نہین بلکہ بعض روایات منقولہ مجیب اونکے
مدعی کو مضر اور صریح مخالف ہین اور آپکے طرز کی موافق تو جمعہ ہی کی کیا تخصیص ہے نماز روزہ
زکوۃ حج صدقۃ الفطر جہاد وغیرہ بہت سے احکام واردہ فی الحدیث کو علی التعمیم فرض کہا جائے
گا اور کسی تخصیص اور قید اور شرط کا اصلا لحاظ نہو گا حالانکہ جو قیود و شرائط وغیرہ تخصیصات دیگر روایات
حدیث سے معلوم ہوتے ہین انکو ضرور تسلیم کیا جاتا ہے یہ نہین کہ بعض النصوص مطلق کیوجہ سے اون
قیود کو جو دیگر روایات مین مذکور ہین ساقط الاعتبار کردیا جائے یا آپکے تعامل کا اصلا خیال نکیا جائے
چنانچہ ایک دو مثال بطریق توضیح ہم عرض کرچکے ہین اسلئے یہ تو مسلم کہ ہر مسلمان کو آپنے حکم جمعہ کا فرمایا
ہے مگر اوسکے یہ معنے نہین کہ ادائے جمعہ کے لئے کسی زمانہ یا مکان کی تخصیص یا اور کسی قسم کی تقیید
کرنی غلط ہے اگرچہ احادیث سے اوسکا ثبوت ہوتا ہو - اگر یہ ہے تو جماعت کی تقیید بھی غلط ہو گی
حالانکہ اوسکے آپ بھی قائل ہین اور مریض اور عورتین وغیرہ بھی داخل ہی جاوینگی - نماز جہاد وغیرہ

گر از بسیط زمین عقل منعدم گردد　　بخود گمان نبرد ہیچکس کہ نادانم

معقول کی ابتدائی رسالون مین اس قسم کے مغالطات مبتدیون کے سمجہانے کو البتہ نقل کیا کرتے ہین مثلاً گھوڑے کی تصویر کیطرف اشارہ کر کے کہدیا جاوے ہذا فرس وکل فرس صاہل جس سے تصویر مذکور کا بشکل اول صاہل ہونا ثابت ہوتا ہے مگر افسوس ماہرین حدیث اپنی تحقیقات علمیہ مین ایسی خرافات کو اپنا مستدل بنا کر فخر وابتہاج ظاہر فرمانے کو موجود ہون - یا للعجب یا للعجب اگر اسکو دیکہکر کسیکو ارشاد فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات وان من العلم جہلا یاد آجاوے تو ہرگز مستبعد نہین مجیب کے الفاظ جنکو فخر ومسرت کے ساتھ تحریر فرما رہے ہین صاف بتلا رہے ہین کہ اونکے نزدیک یہ جواب کوئی معمولی جواب نہین ہے بلکہ اہل بصیرت سے تحسین اور داد کے متوقع ہین اور ہم سے پوچہئے تو ہمکو یون نظر آرہا ہے کہ اہل بصیرت اس جواب مایہ الافتخار کو سنکر لاحول پڑہکر ضرور کانون مین انگلئین دے لینگے ہان اگر قسمت سے کوئی صاحب بصیرت ایسے ملجاوین جیسے مار گزیدہ کو سلیم کہدیا کرتے ہین تو کیا عجب ہے کہ مجیب کا خیال پورا ہوجاوے الضاف سے پوچہئے تو اس قسم کے امور کے جوابدہی کی طرف متوجہ ہونا بھی لغو بلکہ کسی قسم کی حماقت سے خالی نہین معلوم ہوتا مگر مشکل یہ ہے کہ جواب دیتا ہون تو اہل علم وفہم کے طعن کا اندیشہ اور جواب ندون تو مجیب سے آنکھین چرانی پڑتی ہین اور اونکے خیال خام کی ترقی اور پختگی سے بھی ڈرتا ہون اسلئے اسقدر عرض کئے دیتا ہون کہ مجیب نے جو دو روائتین نقل فرمائی ہین اول ولذلک جمع لہم اول ماقدم المدینۃ اور دوسری لماقدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ نزل فی علو المدینۃ الخ بیشک یہ دونون روائتین مسلم اور اوثق العری مین موجود ہین مگر اون سے یہ نتیجہ نکالنا کہ آپنے قبا مین جمعہ ادا فرمایا اپنی قلۃ فہم پر شہادت صادقہ اور بینہ عادلہ قایم کرنا ہے اہل فہم جانتے ہین کہ مجیب کو اس مغالطہ مین پڑنے کا باعث صرف یہ امر ہوا ہے کہ جملہ قدم المدینۃ جو دونون روایتون مین موجود ہے اوسکے معنے ظاہر پرستی کی بدولت مجیب نے دونون جگہ ایک ہی لئے - اور اوسکو حد اوسط بنا کر بے تکلف نتیجہ نکال لیا حالانکہ اول روایت مین قدم المدینۃ کے معنے حقیقی اور دوسری روایت مین معنے مجازی ہین کیونکہ روایت ثانی مین قدوم مدینہ کے معنے کوئی ادنی عاقل بھی یہ نہ سمجہیگا کہ آپ جب خاص مدینہ منورہ مین داخل ہوچکے تو اوسوقت علو مدینہ یعنی قبا مین آپ نے نزول فرمایا بلکہ ہر کوئی بالبداہتہ یہی کہیگا کہ موضع قبا چونکہ عوالی اور حوالی مدینہ طیبہ سے ہے اسلئے وہان تک پہنچنا مدینہ منورہ ہی کے آنیکے حکم مین ہے - یا قدم المدینۃ کے معنے قارب قدوم المدینۃ یا اراد قدوم المدینۃ کے ہین - روایت ثانی مین بنو عمرو بن عوف

مگر یہ مکرر عرض کرچکا ہون کہ ان استدلالات مجیب کو اگرچہ مثبت مدعای مجیب مان بھی لیا جاوے تو بھی اوس استدلال اور استفسار سے کوئی تعلق نہین جو اوثق العری مین اونکے مقابلہ مین پیش فرمایا ہے اور احقر بھی مفصلا عرض کر آیا ہے جسکا خلاصہ یہی ہے (کہ قبا اور دیگر عوالی اور منازل مین قبل ہجرت اور بوقت ہجرت اور بعد از ہجرت کبھی جمعہ ادا نہین کیا گیا حالانکہ بوقت ہجرت بخاری کی روایت کی مطابق آپنے خود بیر کو قبا مین پہنچکر چودہ روز وہان قیام فرمایا اور دو جمعہ آپکو وہان واقع ہوئے۔ سو اگر اہل قری پر اقامت جمعہ فرض تھی تو اس ترک صلوۃ جمعہ کی اور آپکے ترک ارشاد کی کیا وجہ تھی انتھے) تو ہمارے مجیب نے اسکے جواب سے اعراض فرما کر بے محل اپنے استدلالات تحریر فرمائے تھے جنکا جواب بندہ تفصیل کے ساتھ بیان کر چکا ہے مگر سب کچھ لکھا کر مجیب لبیب الحمد للہ جاگ اُٹھے اور سمجھے کہ عبارت اوثق العری کا کچھ جواب نہین ہوا تو بمجبوری جواب کیطرف متوجہ ہو کر فرماتے ہین (قولہ ہمارے مولانا کا زور سب اسی تقریر پر ہے لہذا اسکا جواب ہم کئی وجہ سے گذارش کرتے ہین) ہم عرض کرتے ہین کہ بشرط فہم و انصاف واقعی یہ استدلال و استفسار زور دینے کے قابل ہے اور مجیب کو اسی کا جواب دینا نہایت ضروری ہے کہ بدون اسکے اونکی رستگاری کی کوئی صورت نظر نہین آتی اور جو باتین انہون نے بیان فرمائی ہین بشرط تسلیم بھی اونکو مفید نہین ہو سکتین تاوقتیکہ اس استدلال قطعی کا وہ جواب ندین جسکے جواب دینے کی اون سے توقع نہین۔ گو وعدہ تو متعدد جوابون کا فرماتے ہین مگر واقعی جواب ایک بھی ہوتا نظر نہین آتا۔ شعر

یون خدا کی خدائی برحق ہے ۔۔۔ پر ہمین تو اثر کی آس نہین

مگر ہمارے مجیب نے اپنی جد و جہد مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا اور امر مذکور کے چار جواب تحریر فرمائے ہین۔ اول کا خلاصہ یہ ہے کہ قبا مین جمعہ کا پڑہنا خود آپ کے کلام سے ثابت ہے کیونکہ اوثق العری مین اسکو بھی تسلیم کیا ہے کہ اول قدوم مدینہ مین آپنے جمعہ ادا فرمایا۔ ولذلک جمع بھم اول ما قدم المدینۃ اور اس امر کا بھی اقرار کیا ہے کہ اول قدوم مدینہ مین آپ نے قبا مین نزول فرمایا۔ لما قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ نزول فی علو المدینۃ فی حی یقال لھم بنو عمرو بن عوف۔ ان دونون روایتون کا یہ مطلب ہوا کہ اول قدوم مین آپنے جمعہ پڑہایا۔ اور اول قدوم قبا مین ہوا تھا جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ قبا مین جمعہ پڑہا گیا اسپر مجیب بنارسی فرماتے ہین تو اب ہر اہل بصیرت پر واضح ہو جائیگا کہ آپنے بیشک قبا مین جمعہ پڑہا۔ لیجیے مولانا ہم نے آپ ہی کے کلام سے قبا مین جمعہ پڑہنا ثابت کر دیا انتھے) اقول بجو لہ وقوتہ شعر۔

دفع تعارض قدم کے معنے لئے جاوین گے اور ارادہ واذھل مکة کے موافق جیسے قدم کے معنے بنائے جاوین
بعینہ اسیطرح پر روایت مذکورہ مین قدم المدینة کے معنے بے تکلف دیگر روایات حدیث کی مطابق
مراد ہونگے یہ ہرگز نہوگا کہ کوئی ظاہر پرست قدم المدینة کے ظاہر پر اڑ کر تمام روایات اور مسلمات بلکہ
بدیہیات کا خلاف کرکے ہمکو اوس سے الزام دینے کا متوقع ہو - بالجملہ ان ہر دو روایات مذکورہ مجیب
مین قدم المدینة کے معنے حقیقی مراد لینے بالکل اختراع بیجا اور خبط ناروا ہے بلکہ روایت ثانی
مین حسب معروضہ سابقہ ضرور معنے مجازی لینے پڑینگے اور اگر کوئی صاحب اسکے عکس پر راغب ہون
یعنی دونون جگہ قدم المدینة کے معنے مجازی مراد لیکر اوس سے نتیجہ نکالنا چاہے کہ جیساکہ مجیب
بنارسی کا منشار معلوم ہوتا ہے تو یہ احتمال بھی بغویة اور بطلان مین ماشاء اللہ اول صورت سے کچھ
کم نہین معلوم ہوتا کیونکہ روایت اول مین معنے جمع لہم اول ما قدم المدینة مین قدوم مدینہ کے
معنے مجازی مراد لینے کھلم کھلا روایات و مسلمات علماء کے مخالف ہے کیونکہ اس اول قدوم سے سب
جانتے ہین کہ بنی سالم مین آپ کا تشریف لانا مراد ہے جو مدینہ طیبہ کا محلہ تھا اور اوراق گذشتہ مین اسکی
بحث مفصلاً معروض ہوچکی ہے اور اس موقع پر ہمکو اسکی بھی ضرورت نہین کہ بنی سالم کو مدینہ طیبہ کا
محلہ ہی مانا جائے بلکہ صرف اسقدر کافی ہے کہ بنی سالم اور بنی عمرو بن عوف یعنی قبا دو موضع جدا جدا ہین
اتنا فرق البتہ کرنا پڑے گا کہ اگر بنی سالم کو مدینہ طیبہ کا محلہ کہا جائیگا تو روایت مذکورہ مین قدوم مدینہ کے
ظاہر اور حقیقی معنے لئے جاوینگے اور اگر مدینہ طیبہ سے خارج اور قریہ مستقل کہا جائیگا تو قدوم مدینہ
کے معنے اس روایت مین بھی مثل روایت ثانی مجازی ہونگے لیکن یہ فرق ضرور ہوگا کہ روایت
ثانی مین قدوم مدینہ کے معنے مجازی کا مصداق موضع قبا ہوگا اور روایت اول مین اوسکا مصداق
بنی سالم ٹھہرے گا جسکا خلاصہ یہ ہوگا کہ قدوم مدینہ کے معنے دونون روایتون مین ایک نہوئے کیونکہ
ایک کا مصداق بنی سالم اور دوسرے کا محل قبا ہے جسکی وجہ سے حد اوسط مکرر نہوئی تو اب ایسے دو قضیون
سے نتیجہ نکالنا کہ جنمین تکرر حد اوسط نپایا جاوے کوئی عاقل تسلیم نہین کرسکتا بالجملہ یہ امر مسلم و مصرح ہے
کہ مجیب کے ہر دو روایت منقولہ مین ایک روایت کا محل بنی سالم اور دوسری روایت کا مصداق بنی عمرو
بن عوف یعنی قبا ہی - اور یہ دونون موقع ایک دوسرے سے متغائر ہین متحد ہرگز نہین پھر اس سے قبا
کی نسبت جو صرف ایک ہی قضیہ مین مذکور ہے ثبوت اقامت جمعہ نکال لینا کیا عرض کرون ہمارے محدث
بنارسی کی ایسی کرامت بین ہے کہ نہ کسی معقولی سے آجتلک ہونسکا نہ کسی منقولی سے - سو اب
مجیب کا یہ فرمانا (تو آپ ہر اہل بصیرت پر واضح ہوجائیگا کہ آپ نے بیشک قبا مین جمعہ پڑہا) یہ تو محض

کی تصریح موجود ہے جو اہل قبا ہین اور قبا کو تمام علمار مدینہ طیبہ سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر تحریر فرماتے
ہین جس سے بیوقوف بھی سمجھہ سکتا ہے کہ قبا مدینہ منورہ سے خارج اور دوسرا موضع ہے اب اتنی
بات سے کہ روایت مذکورہ مین جملہ قدم المدینۃ مذکور ہے اوسکو دوسری روایت کے ساتھ ملاکر یہ مطلب
سمجھہ لیناکہ اول جمعہ آپ نے قبا مین پڑہا کیا عرض کرون کسکا کام ہے - علاوہ ازین یہ امر بدیہی ہے
کہ روایت اول مین بنی سالم جو مدینہ طیبہ کا محلہ ہے مقصود بالذکر ہے اور روایت ثانی مین بنی عمرو
بن عوف کا تذکرہ ہے اور یہ امر ایسا نہین کہ جسکے اثبات کے لئے نقل عبارات کی حاجت ہو اور
مجیب بھی اپنے رسالہ مین اسکو نقل فرماتے ہین تو اب یہ بھی ضرور کہنا پڑے گا کہ بنی سالم بن عوف
اور بنی عمرو بن عوف دونون موقع ایک ہین ولا یقوله الجاہل فضلا عن الفاضل اور اسکے جواب مین یہ
کہنا کہ معنے ظاہر اور حقیقی کو چہوڑنا خلاف اصل ہے اونہین لوگون کا کام ہے جنکے فہم نارسا کو الفاظ
سے معانی تک رسائی نہو - ایسون سے کیا بعید ہے جو ارشاد من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ مین
دخل الجنۃ کے ظاہری معنی جو ترجمہ کے موافق ہین لینے کو طیار ہوجاتے ہین اور اوسکے مقابلہ مین جو دلائل
وبداہتہ سبکو لغو فرمانے لگین اس قسم کے امثلہ قرآن وحدیث وعرف وغیرہ مین اسقدر شائع ذائع
ہین کہ کسی سے اوسکا انکار متوقع نہین اور نہ بیان کرنیکی حاجۃ مگر بنظر توثیق خاص لفظ قدم کی ایک
مثال جسمین نزاع ہورہا ہے حدیث سے نقل کئے دیتا ہون - رمل فی الطواف کے بارہ مین جو حضرت
عبد اللہ بن عباس کی روایت منقول ہے نسائی مین ان الفاظ سے منقول ہے لما قدم النبی صلی اللہ
علیہ وسلم واصحابہ قال المشرکون وھنتھم حمی یثرب الخ ابو داؤد مین ہے قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مکۃ وقد وھنتھم حمی یثرب فقال المشرکون انہ یقدم علیکم قوم قد وھنتھم الحمی الخ مسلم مین بھی روایت
ہے قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ مکۃ وقد وھنتھم حمی یثرب قال المشرکون انہ یقدم علیکم
غدا قوم قد وھنتھم الحمی الخ ابن ماجہ مین بھی روایت ان الفاظ سے منقول ہے قال النبی صلی اللہ علیہ
وسلم لاصحابہ حین ارادوا دخول مکۃ فی عمرتہ بعد الحدیبیۃ ان قومکم غدا سیرونکم فلیرونکم جلداً الخ اب انصاف
سے دیکھہ لیجئے کہ لفظ قدم جسپر کوئی ظاہر بین بیجا اصرار کرسکتا تہا وہی لفظ بعینہ نسائی کی روایت
مین موجود ہے اور روایت ابو داؤد مین لفظ قدم فرماکر پہر یقدم مذکور ہے جو اول کے مخالف اور مصر
علی الظاہر کے فہم کے موافق ہے اور روایۃ مسلم مین یقدم کے بعد غدا بھی صاف موجود ہے
جس مین لفظ قدم کی مخالفت خوب واضح ہوگئی ابن ماجہ کی روایت مین قدم مکۃ کی جگہ حین ارادوا
دخول مکۃ فرماکر بالکل قصہ ہی طے کردیا والحمد للہ سو جیسا ان روایات مین یقدم غداً کی موافق بغرض

آپ نے قبا مین جمعہ پڑہا ہو اور ہم تلک نقل کی نوبت نہ آئی ہو حالانکہ خود اپنی تحریرون مین مقر ہین کہ زمانہ نبوت مین عوالی مین جمعہ نہین ہوا۔ علاوہ ازین اکابر اس امر کو مسلم اور متفق علیہ فرماتے ہین کہ عوالی مدینہ مین کبھی اقامتہ جمعہ کی نوبت نہ آئی نہ آپکے زمانہ مین نہ خلفا و اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے وقت مین۔ امام دار الہجرۃ جنکو اعرف الناس اور اعلم العلماء باحوال العوالی کہنا حق معلوم ہوتا ہے موطا مین ترجمۃ الباب لاجمعۃ فی العوالی منعقد فرماکر اوسکے مطابق ارشاد حضرت عثمان کو روایت فرماتے ہین اور اوسکی شرح مین خاتم المحققین حضرت شاہ ولی اللہ مصفی مین تحریر کرتے ہین ماخذ قول حضرت عثمان عمل مستمر انحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم در ترک تکلیف اہل بدو باقامت جمعہ با حضور ایشان در بلد انتہی حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ فرماتے ہین قلت اتفقوا علی انہ لاجمعۃ فی العوالی الخ حجۃ اللہ البالغہ مین بیان فرماتے ہین وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وخلفاءہ رضی اللہ تعالے عنہم والائمۃ المجتہدون رحمہم اللہ تعالی یجمعون فی البلدان ولا یواخذون اہل البدو بل ولا یقام فی عہدہم فی البدو والنخ ان عبارات کو انصاف سے دیکہہ لیجیے کہ کس صراحۃ کیساتھ معلوم ہوتا ہی کہ بالاتفاق عوالی مین جمعہ نہین ہوتا اور نہ کسی زمانہ مین ہوا۔ اسقدر تصریحات معتبرہ کے بعد بھی محدثین زمانہ حال کا یہ فرمانا کہ ممکن ہے کہ آپ نے بوقت قدوم قبا جمعہ وہان پڑہا ہو لیکن ہم تلک منقول نہوا ہو کسقدر حیرت خیز اور تعجب آمیز ہے علاوہ ازین اس امر پر سب کا اتفاق ہے کہ اول جمعہ جو آپ نے پڑہا ہے تو وہ بنی سالم مین پڑہا ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ قیام قبا مین آپ نے ہرگز جمعہ نہین پڑہا ورنہ اولیت مذکورہ باطل ہوجاویگی۔ علاوہ ازین امام بیہقی کا یہ فرمانا کہ دربارہ اقامتہ جمعہ آپکا کسی کو اہل عوالی مین سے اذن فرمانا ثابت نہین مجیب کے قول کی تکذیب کر رہا ہے خیر دوسرا جواب بھی ہو چکا اب تیسرے جواب کا خلاصہ سُنیئے۔ مجیب فرماتے ہین (کہ بعض لوگون نے نقل بھی کیا ہے کہ آپ نے قبا مین جمعہ پڑہا۔ زرقانی شرح مواہب لدنیہ مین فرماتے ہین قیل کان یصلی الجمعۃ فی مسجد قبا مدۃ اقامتہ اسکے بعد مواہب اور زرقانی اور فتح الباری اور سیرۃ بن ہشام اور تاریخ الخمیس اور حلہ اہل سیر کے حوالہ سے نقل فرماتے ہین کہ قبا سے روانہ ہوکر آپ نے بنی سالم مین جمعہ پڑہا اسکے بعد تحریر فرماتے ہین بہرحال جمعہ پڑہنا آپ کا قبا مین ثابت ہے انتہی) ہمارے مجیب محدث پر کوئی عجیب کیفیت غریبہ طاری ہے جسکی وجہ سے غالبًا اونکو یہ بھی خبر نہین کہ کیا کہہ رہا ہون اور کہنا کیا چاہیئے

شعر

کہہ رہا ہون جنون مین کیا کیا کچھہ ÷ کچھہ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

شیخ چلی کا خیال ہے البتہ یہ معلوم ہوجائے تو ہوجائے کہ نتیجہ حاصل کرنیکے لئے تکرر حد اوسط کی حاجت
نہین - اسکے بعد دوسرا جواب بیان فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہے (اگر کسی شے کی عدم نقل سے اوس
شے کا عدم لازم نہین آسکتا - ممکن ہے کہ آپ نے قبا مین جمعہ پڑہا ہو اور ہم تک نقل کی نوبت نہ آئی
ہو چنانچہ روایات صحیحہ سے آپ کا قبا مین نماز پنجگانہ پڑہنا بھی ثابت نہین تو کیا نماز پنجگانہ کا بھی کوئی
منکر ہوسکتا ہے انتہے) مجیب کا یہ فرمانا کہ عدم نقل مستلزم عدم نہین ہوسکتی بجائے خود درست
ہے مگر یہ بھی مسلم ہے کہ جب کسی موقع مین کسی شے کے ذکر کے لئے داعی موجود ہو اور باوجود داعی اوسکا تذکرہ
نہ کیا جاوے تو جملہ علما ایسے موقع مین بحسب قرائن عدم ذکر سے اوس شے کا عدم سمجھہ لیتے ہین اور اسکی امثلہ
فقہا اور محدثین کے یہان بالخصوص صحیح بخاری مین بکثرت موجود ہین تو صورت موجودہ مین جب یہ
دیکہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات ہجرت بہت اہتمام اور توجہ کے ساتھ نقل کئے
گئے ہین اودہر صلوۃ جمعہ زیادہ تر قابل اہتمام و امتیاز ہے تو ذوق سلیم بالبداہت یہی کہتا ہے کہ آپکو صلوۃ
جمعہ ادا فرمانیکی قبا مین ہرگز نوبت نہین آئی ورنہ ضرور منقول ہوتی - اور دیگر نمازین بالخصوص اسوجہ سے
بھی کہ وہ پہلے سے برابر ہوتی چلی آتی تہین اول تو ادائے جمعہ اور ابتداء جمعہ کی برابر قابل اہتمام
نہ تہین جو اسکے ذکر اور دیگر کو یکسان سمجہکر قیاس جاری کیا جائے علی ہذا القیاس مجیب ابو المکارم
کا عدم ذکر جمعہ فی القبا کو عدم ذکر جمعہ فی الیمن والطائف وغیرہا پر قیاس فرمانا جیسا کہ انہون نے
مولانا ظہیر احسن کے جواب مین کیا ہے بروئے انصاف قیاس مع الفارق ہے - علاوہ ازین خود
روایت بخاری اور دیگر روایات مین قبا مین آپ کا نمازون کا پڑہنا اور جماعۃ کرانا مذکور ہے بالتفصیل
نہ سہی بالاجمال ہی سہی اور اگر آپ کے ذوق سلیم پر کوئی خلط غالب ہوکر اس امر کے تسلیم سے مانع ہو تو
ہم بھی خواہ مخواہ آپکو مجبور نہین کرتے - مگر اس کا کیا علاج کہ یہان حسن اتفاق سے فقط عدم نقل ہی نہین
بلکہ نقل عدم بھی موجود ہے سو آپ عدم نقل مین تو کچھ فرما سکتے ہین لیکن نقل عدم مین آپ کا کوئی عذر
مسموع نہین ہوسکتا بمجبوری آپکو تسلیم کرنا پڑے گا - دیکھیے سب سے پہلے تو یہی امر قابل لحاظ ہے کہ ہمارے
ہر دو مجیب جو اس موقع پر ہمارے مقابلہ مین یہ عذر لچر پیش فرما رہے ہین کہ عدم نقل شے مستلزم عدم شے
نہین ہوسکتا بلکہ ممکن ہے کہ قبا مین آپنے جمعہ پڑہا ہو لیکن ہم تک منقول ہونیکی نوبت نہ آئی ہو خود اپنے اپنے
رسالہ مین اسکے مقر ہین کہ عوالی مین جمعہ کبہی نہین ہوا مولانا ابو المکارم صفحہ بیالیس ۴۲ مین تحریر فرماتے ہین (عوالی مین
جمعہ کا نہونا عہد نبوی مین مسلم ہے کما مر سابقا) محدث بنارسی صفحہ انیس ۱۹ مین لکھتے ہین (حاصل کلام کا یہ ہے کہ عوالی
والی کل صحابہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ نماز جمعہ ادا کرتے تہی) پہر معلوم نہین کہ اس موقع پر عدم نقل کا عذر پیش فرماکر یہ کیسے کہدیا

حالانکہ ایک روایت بھی اونکے معارض موجود نہ تھی اور اب ایک قول شاذ مجہول کو جسکا قائل اب تلک
معلوم نہین جو روایات معتبرہ اور اتفاق علما کے مقابلہ مین معتمد علیہ بناکر ہمکو اوس سے الزام دیا جاتا ہی
هیهات هیهات۔ الحاصل ایسے جوابات و اعتراضات پیش کرنے سے انشاء اللہ ہمارا کوئی ضرر
نہین البتہ مجیب کا فہم و انصاف تدین و اضطرار ہر عاقل پر خوب واضح و روشن ہو رہا ہے والحمد للہ
اب اسکے بعد مجیب سلمہ کا بحوالہ فتح الباری و سیرۃ ابن ہشام وغیرہ یہ ثابت فرمانا کہ آپ نے
قبا سے روانہ ہوکر جمعہ بنی سالم مین پڑھا یہ بالکل صحیح اور مسلم اور ہمارے مدعی کے موافق مگر اس سے
مجیب کو اپنے حصول مدعی کی توقع رکہنا یعنی قبا مین آپکا جمعہ ادا فرمانا ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی عقل کا
پورا گاو وشتر سے حصول بیضہ کا متوقع ہوکر بیٹھ جائے اوثق العری کے اس مضمون کو ہم مکرر
بیان کر چکے ہین کہ روایات معتبرہ سے یہ امر محقق و مسلم ہے کہ آپ نے قبا مین چودہ روز قیام فرمایا
اور دو جمعہ آپکو قبا مین پیش آئے مگر قبا مین آپکا جمعہ ادا فرمانا غیر ثابت بلکہ نہ پڑہنا ثابت سو اگر بقول
مجیب جمعہ قری مین واجب تہا تو پہر کیا وجہ کہ آپ نے قبا مین جمعہ ادا نہیں فرمایا اور جن روایات سے
یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بوقت روانگی قبا سے چلکر بنی سالم مین جو متعلقات مدینہ سے ہے جمعہ ادا
کیا اوس سے قریہ مین جمعہ کا پڑہنا ثابت نہین ہو سکتا کیونکہ بنی سالم کوئی قریہ مستقل نہین بلکہ مدینہ منورہ
ہی مین شمار ہوتا ہے اور ہمارے مجیب یہ غضب کر رہے ہین کہ دعوی تو اونکا یہ کہ آپ نے قبا مین جمعہ ادا
فرمایا اور روایت ایسی بیان فرماتے ہین جس سے بنی سالم مین آپکا جمعہ ادا فرمانا ثابت ہوتا ہے
سوال از آسمان و جواب از ریسمان اسیکا نام ہے۔ پہر ہم حیران ہین کہ مجیب قصہ بنی سالم کو تو
بیان فرماتے ہین اور اوسکے بعد لکہتے ہین بہرحال جمعہ پڑہنا آپکا قبا مین ثابت ہے تمام جہان کے
نزدیک تو دلیل و مدعی مین مطابقت ضروری مگر مجیب کے نزدیک مناسبت کی بھی حاجت نہین
بلکہ علاقہ تضاد بہی کافی ہے اور سنئے اسکے بعد فرماتے ہین اسیواسطے جب مدینہ مین آپ تشریف
لائے تو اہل قبا کو فرمایا کہ وہ مسجد مدینہ مین آکر نماز پڑہا کرین ترمذی مین ہے قال امرنا النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ان نشہد الجمعۃ من قبا گو اس روایت مین تابعی مجہول ہے مگر حنفیون کے نزدیک تابعی
کا مجہول ہونا کچھ مضر نہین ہے اگر قبا والون پر جمعہ فرض نہ ہوتا تو آپ کیون جمعہ کے لئے اونکو حکم فرماتے
انتہی۔ اس دلیل کو بھی اول تو مدعی سے کوئی تعلق نہین کیونکہ حسب خیال مجیب غایتہ ما فی الباب
اس حدیث سے اہل قبا کو جمعہ کی نماز کے لئے مدینہ منورہ مین حاضر ہونا ضروری معلوم ہوا اور عبارت
اوثق العری جسکا جواب ہمارے مجیب دینا چاہتے ہین اوسکا مطلب یہ ہے کہ بوقت ہجرت آپنے قبا مین

جواب مجیب بنارسی

جواب

یہ امر تو ظاہر ہے کہ مجیب قبا مین آپکا جمعہ پڑہنا ثابت فرماتے ہین جسکے اثبات کے لئے عبارت زرقانی
نقل فرمائی مگر اوسکے بعد جو شمار ۲ حدیث اور اہل سیر کے اتفاق سے آپکا بنی سالم مین جمعہ پڑہنا
نقل فرماتے ہین اوس سے سمجھہ مین نہین آتا ہے کہ قبا مین آپکا جمعہ پڑہنا کیونکر ثابت ہوا یہ امر تو
اونکے مدعی کے مخالف اور صریح معارض ہے کما سیجئی اور اگر کہین مجیب کا یہ خیال ہے کہ قبا اور بنی
سالم دونون متحد ہین جو کسی عاقل سے متوقع نہین اور مجیب کے بعض الفاظ بھی اسکے مخالف
ہین تو اسکے جواب مین یہی مناسب ہے کہ ہم احدیٰ سواتک ایہا المجیب کہکر چپ ہو رہین اور
یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ مجیب نے اپنے اس کلام مین کونسے احوال متعددہ بیان فرمائے ہین جسکی وجہ سے
فرما رہے ہین (بہرحال جمعہ پڑہنا آپکا قبا مین ثابت ہے) خیر ان خرافات و فضولیات سے قطع
نظر کرکے یہ عرض کرتا ہون کہ عبارت زرقانی قیل کان یصلی الجمعۃ فی مسجد قبا مدۃ اقامتہ اول تو
کسی طرح قابل استناد اور لائق اعتبار نہین حتی کہ یہ بھی معلوم نہین کہ قائل کون ہے اسکا تو موقع
کیا ہے کہ قائل کیسا ہے معتبر یا غیر معتبر علی ہذا القیاس سند کا نشان بھی نہین اسکا تو ذکر کیا ہے
کہ سند متصل ہے یا منقطع صحیح ہے یا ضعیف معتبر ہے یا غیر معتبر دوسرے یہ قول شاذ جمیع روایات معتبرہ
اور اتفاق اہل سیر کے جسکو مجیب خود نقل فرما رہے ہین صریح مخالف و معارض ہے جملہ روایات مین
یہی مذکور ہے کہ بوقت ہجرت آپ نے جمعہ بنی سالم یعنی حرہ بنی بیاضہ مین پڑہا حتی کہ اہل تفسیر و اہل
سیر جو روایات حدیث نقل فرماتے ہین اون مین صراحۃ کے ساتھ منقول ہے فمر علی بنی
سالم فصلی فیہم الجمعۃ ببنی سالم وہو المسجد الذی فی بطن الوادی وکانت اول جمعۃ صلاہا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اول جمعہ جو آپکو پڑہنے کی نوبت آئی وہ بنی سالم مین تہا اب دیکھہ لیجئے
کہ وہ قول شاذ مجہول جسکو مجیب نے زرقانی سے نقل فرمایا تہا اسکے صریح مخالف ہے یا نہین
اگر اوس قول کی وجہ سے یہ کہا جاوے کہ آپ نے قبا مین جمعہ پڑہا تو وہ روایات معتبرہ جن مین
آپکا اول جمعہ پڑہنا بنی سالم مین مذکور ہے یقیناً غلط ہو جاوینگی اور اجماع اہل سیر وغیرہ اسی قول
شاذ مجہول کی وجہ سے سب خاک مین ملجائیگا اسکے سوا ہم اوپر ثابت کرچکے ہین کہ حسب ارشاد
اکابر اور تصریحات معتبرہ یہ امر محقق ہے کہ عوالی مین کبھی جمعہ نہین ہوا اور ہمارے ہر دو مجیب بھی
اسکو تسلیم فرماتے ہین اب اسی قول شاذ و مجہول کیوجہ سے یہ قصہ بھی بالکل گاؤ خورد ہو جائیگا اور ان
تمام تصریحات کے مخالف اب یہ کہنا پڑیگا کہ عوالی مین بے شک جمعہ ہوا ہمارے ہر دو مجیب شروع
رسالہ مین روایت دارقطنی وغیرہ کی تغلیط و تضعیف محض اپنے ایک خیال کیوجہ سے فرما چکے ہین

جواب جواب چہارم از مجیب بنارسی

جواب

تو پہر اسکی کیا وجہ کہ نہ آپ نے قبا مین جمعہ پڑہا نہ اورونکو کبھی امر فرمایا نہ کبھی آپ کے زمانہ اور خلفائے راشدین کے عہد مین اور نہ اونکے بعد مین عوالی مین جمعہ ہوا ایسے امر مبین اور قوی قطعی الدلالت کو پس پشت ڈال کر پا در ہوا باتون سے بے سوچے سمجھے کامیابی کی توقع کرنا سب جانتے ہین کہ کسکا کام ہے ہمکو کمال حیرت ہوتی ہے کہ ہمارے مجیب باوجود محبت وعمل بالحدیث ایسے بچتہ تعامل کو بلا وجہ وجیہ ترک فرمانا کیونکر گوارا فرماتے ہین اسوقت تلک جسقدر جوابات واستدلالات ہمارے مقابلہ مین پیش فرمائے گئے ہین اگر کوئی اون جوابات کو پوچ اور استدلالات کو لچر کہکر سکوت کر جائے تو بروئے انصاف اوسکا احسان ہے اب جواب چہارم سنئے فرماتے ہین جو لوگ کہتے ہین کہ مدینہ مین جمعہ فرض ہوا دہ یہ جواب دیتے ہین کہ جمعہ ابھی فرض ہی نہین ہوا تہا لہذا آپ نے حکم ندیا جب فرض ہوا تو آپ نے حکم دیا انتہٰی جنابمن یہ ہیچدان مکرر اور مفصل اس مرحلہ کو طے کر چکا ہے اور روایات معتبرہ اور اقوال اکابر سے فرضیت جمعہ قبل الہجرۃ ثابت ہو چکی ہے اوسکے مقابلہ مین امر بے دلیل کبھی مسموع نہین ہو سکتا کوئی دلیل شرعی قابل اعتبار آپکے پاس ہو تو لائیے ورنہ ایسے اقوال کہ جنکو دوسرا بیان کرے تو احادیث کے مقابلہ مین آپ اونکو ایک تخت متروک وغیر قابل الالتفات فرمائین اور ناقل پر بھی طرح طرح کے فتوے لگانیکو تیار ہون ایسے اقوال کو روایات معتبرہ اور اقوال مستندہ کے مقابلہ مین پیش کرنا عجز ومجبوری کے لئے بہت معتبر دستاویز ہے امور معروضہ سابقہ کو ملاحظہ فرماکر اوسکے بعد جو کہنا ہو کہئے اور امور مذکورہ بالا سے قطع نظر کرکے علی وجہ التنزل والتسلیم یہ عرض ہے کہ قبل ہجرت مدینہ طیبہ مین اقامت جمعہ برابر ہونا یہ تو آپ بھی مکرر تسلیم فرما چکے ہین آپکو جو کچھ کلام ہے سو فرضیت مین ہے افضلیت اور استحباب مین تو کوئی کلام نہین ہو سکتی سو خیر فرضیت نہ سہی مگر جب استحباب وافضلیت جمعہ مسلم ومحقق ہو گئی حتی کہ آپ نے مصعب بن عمیر کو مدینہ طیبہ مین حکم اقامت جمعہ لکہہ بھیجا جس سے بقول آپکے فرضیت نہ سہی مگر اہتمام صلوۃ جمعہ کے ظہور مین تو کسی قسم کا خفا باقی نرہا پہر اسکی کیا وجہ کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آپکی شان احرص الناس علی العبادات اور اسبق العالمین الی الخیرات ہے مدت اقامت قبا مین جمعہ ادا نفرمایا اور قبا سے روانہ ہوتے ہی بنی سالم مین فوراً ادا فرمایا اور مثل اہل مدینہ اہل قبا کو کبھی امر استحبابی نہ سنایا اور اہل قبا نے اہل مدینہ کو دیکہکر بھی کبھی اس عمل خیر کی طرف رغبت نفرمائی جو شان صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کے بالکل خلاف ہے آمحاصل اگر فہم وانصاف سے کام لیا جاوے تو در صورت تسلیم عدم فرضیت بھی یہی امر مترشح ہوتا ہے کہ حکم اقامت جمعہ اہل مصر کے ساتھ مخصوص ہے اہل قری اس سے سبکدوش ہین باقی مجیب کا یہ فرمانا کہ جب جمعہ فرض ہوا تہا تو اوس وقت اہل

چودہ روز قیام فرمایا مگر جو آپ نے وہان جمعہ پڑہا نہ اہل قبا کو ترک جمعہ پر سرزنش فرمائی سو ہمارے خیال مین نہین
آتا کہ اس امر سے آپکے قبا مین جمعہ ترک فرمانیکی کیا وجہ معلوم ہوئی اس سے تو حسب بیان مجیب یہ ظاہر ہوتا
ہے کہ قبا وغیرہ جملہ عوالی مین کبہی جمعہ نہین ہوتا تہا وہو المطلوب اگر ہمارے مجیب کو فہم و انصاف سے عناد
نہوتا تو قبا مین آپکے جمعہ نہ پڑہنے سے سمجہہ جاتے کہ اونکی مرقومہ روایت مین امر الزام و ایجاب کے لئے ہرگز
نہین اور اسکا بہی اقرار کر لیتے کہ آپکے زمانہ مین قبا مین جمعہ نہوتا تہا جو اونکی روایت مجہولہ زرقانی کی صریح
مخالف ہے الحاصل مجیب کی روایت منقولہ کو عبارت اوثق العری کے جواب مین بیان فرمانا بے جوڑ
بات ہے اور اگر مجیب کا اس روایت کے نقل کرنے سے صرف یہ مطلب ہے کہ اہل قبا پر وجوب جمعہ اس
سے ثابت ہوتا ہے عوالی مین نہ سہی مگر مدینہ منورہ مین حاضر ہو کر ضرور پڑہین تو اول تو بقول مجیب یہ
روایت ضعیف اس سے ثبوت فرضیت معلوم کیونکہ ایک راوی اس مین مجہول الاسم والحال ہین باقی
مجیب کا یہ فرمانا کہ تابعی کا مجہول ہونا عند الحنفیہ کچہہ مضر نہین غلط ہے مطلقاً جہالت تابعی کا غیر مضر ہونا
سوچ سمجہکر مذہب حنفیہ مین اونکو ثابت کرنا چاہئے علاوہ ازین یہ بہی معلوم نہین کہ وہ راوی مجہول
مدلس غیر مدلس کیسا ہے جو اوسکا عنعنہ قابل اعتبار سمجہا جاوے اور یہ روایت معنعن لایق احتجاج ہو اسکے
سوا اس حدیث کے سند مین ایک راوی ثُوَیر بن ابی فاختہ موجود ہین جنکی نسبت تقریب مین ضعیف
رُمی بالرفض مذکور ہے اور بپاس خاطر مجیب ان جملہ امور سے اگر قطع نظر بہی کیجائے تو امر مبحوث عنہ مین
ہمکو کوئی دقت نہین بلکہ روایت مذکورہ ہمکو مفید ہے کیونکہ مبحوث عنہ صرف یہ امر ہے کہ قری مین اقامت جمعہ
درست ہے یا نہین اور اس روایت سے قبا مین اقامت جمعہ ہرگز ثابت نہین ہوتی بقول مجیب فقط اتنی
بات معلوم ہوئی کہ اہل قری کو مصر مین آکر ضرور جمعہ ادا کرنا چاہئے جس سے عدم اقامت جمعہ فی القری اور
بہی مضبوط ہوگئی کیونکہ قری مین اگر اقامت جمعہ مانی جائیگی تو پہر مصر مین تمام اہل قری کو بغرض صلوۃ جمعہ
حاضر ہونا کوئی کم فہم بہی ضروری نکہیگا باقی اس امر کی تحقیق کہ اہل قبا کا جمعہ کے لئے مدینہ طیبہ مین حاضر
ہونا اور آپکا اونکو اس بارہ مین ارشاد فرمانا اسکا کیا مطلب ہے یہ علی سبیل الفرضیت تہا یا علی وجہ الاستحباب
اور تمام اہل قری کو ہر حال مین آنا ضروری تہا یا بشرط گنجایش و فراغ اسکے متعلق امر واقعی شروع رسالہ مین
عرض کر چکا ہون اور کان الناس یتناوبون الجمعۃ من منازلہم والعوالی کی بحث مین انشاء اللہ تعالی عنقریب
مفصلاً بیان کرونگا جس سے اہل فہم و انصاف کو واضح ہو جاویگا کہ ہمارے مجیب امر حق مطابق عقل و نقل
سے منہ پہیر کر اپنے خیالات پورا کرنیکی وجہ سے خیالی پلاؤ پکانا چاہتے ہین اور اہل انصاف تو بالبداہتہ خود
سمجہہ گئے ہونگے کہ اہل قری پر مثل اہل امصار اگر جمعہ فرض تہا اور قری بہی محل اقامت جمعہ مثل امصار ہین

باره مین جو تقریری فرمائی ہے اوسکی کیفیت سنئے مولانا ابو المکارم تو امر اول یعنے جوثا کے قریہ ہونیکے ثبوت مین اتنا تحریر فرماتے ہین کہ (آپکے ان تمام باتون کا جواب ہم مفصلاً بجواب حضرت شوق ادا کر چکے ہین) سو ہم نے مجیب کے حکم کے موافق جواب مذکور کو دیکھا اوسکی تفصیلی کیفیت جن صاحبون کو دریافت کرنی منظور ہو تو اوس تقریر برجستہ کو ملاحظہ فرماوین خلاصہ یہ ہے کہ عبارت اوفق العری کا کوئی جواب نامعقول بھی قابل نقل ہمکو نہین ملا البتہ مجیب بنارسی نے جو کچھ امر اول کی نسبتہ تحریر فرمایا ہے اوسکو مفصلاً عرض کرتا ہون مجیب بنارسی زور کے ساتھ فرماتے ہین کہ جوثا کو شہر کہنا محض غلط ہے آپ نے بروایت ابوداود وقریة من قری البحرین خود نقل کیا ہے اور قریہ کے معنی حقیقی اہل لغت کے نزدیک گانون کے ہین اور شہر کے معنی مجازی ہین جب معنی حقیقی بن سکتے ہین تو احتمال کیسا انتھے اقول بدوئے انصاف مجیب کے اس بیہودہ تغلیط کا یہی جواب کافی ہے کہ ائمہ نقل جس امر کو صراحةً نقلاً فرمارہے ہین اوسکی تغلیط صرف اتنی بات سے کہ وہ معنی مجیب کے نزدیک یا فی الواقع مجازی ہین کوئی ادنی واقف بھی تسلیم نہین کرسکتا سب جانتے ہین کہ معنی مجازی قرینہ کے محتاج ہوتے ہین اور بس اور ائمہ معتبرین نقل کا نقل فردینا تو نہایت قوی قرینہ ہے اس سے کمتر درجہ کے قرائن سے معنی حقیقی چھوڑکر معنی مجازی راجح اور معتبر ہو جاتے ہین پھر کسقدر جسارت بیجا ہے کہ مجیب اوسپر محض غلط ہونیکا حکم لگا رہے ہین یہی وجہ ہے کہ حضرات شوافع وغیرہ علماء معتبرین مین سے کسی نے بھی آج تلک صرف معنی حقیقی کے نہ ہونے سے قول مذکور کو غلط محض نہین فرمایا واقعی قلت علم وفہم بھی جرأت کا پورا ذریعہ ہے اگر اختلافات علما کو دیکھا جاوے تو معنی قرآن حدیث مین بکثرت ایسے امثلہ ملینگے کہ ایک عالم معنی حقیقی اور دوسرا معنی مجازی لے رہا ہے اور کسی قرینہ کی وجہ سے معنی مجازی اوسکو ارجح معلوم ہوتے ہین مگر فقط اتنی بات سے اونکو محض غلط کوئی بھی نہین کہتا جمعہ کے ہی بارہ مین خیال فرمالیجئے کہ کنا نقیل ونتغدی الخ اور ارشاد کا تماقرب دجاجةً الخ مصرح موجود ہے تو کیا معنی متبادر اور حقیقی پر جم کر اور قیلولہ اور قربانی کے معنے ظاہری حقیقی مراد لیکر مذہب جمہور پر کوئی بے انصاف بے دردی سے تغلیط محض اور بطلان یقینی کا حکم لگا سکتا ہے اور کوئی متعصب ایسا کرے بھی تو اہل علم وفہم ایسے ابطال وتغلیط کو قابل اعتبار والتفات خیال فرما سکتے ہین یا اوس قائل کو وقعت کی نظر سے دیکھ سکتے ہین تمام اہل علم بالاتفاق تسلیم کئے ہوئے ہین کہ صرف عن الظاہر والمتبادر کے لئے فقط اسقدر ضرور ہے کہ کوئی قرینہ عقلی نقلی حالی مقالی بدیہی نظری حسی عادی عرفی اصطلاحی ہونا چاہئے بس انہین قرائن کی وجہ سے نصوص قطعیہ تلک مین ظاہر اور حقیقت کو چھوڑ کر معنی غیر ظاہر اور مجازی مراد لینے سب کے نزدیک حق سمجھے جاتے

قری کو حکم دیا ایسا فقرہ ہے کہ جس مین صداقت و واقعیت کی بو بھی نہین ہے ایک روایت معتبر بھی آپ
نے ایسی نہین بیان فرمائی جس مین آپ نے اہل قری کو حکم اقامت جمعہ فرمایا ہو باقی دوا و رود چار دیکھو نکا
کوئی علاج نہین کما مر تفصیلہ آسکے بعد قابل گذارش یہ امر ہے کہ مجیب بنارسی نے جو کچھہ اس مبحث مین
تحریر فرمایا تہا جملہ امور کے جواب سے ہم بحمد اللہ فارغ ہو چکے اور مجیب ابو المکارم نے ان امور مین جو
کچھ تحریر فرمایا ہے اوس سب کا خلاصہ صرف یہ ہے کہ چند جگہ موٹے قلم سے قال لکھکر کچھہ عبارت
اوثق العری کی نقل فرمادی پہر جلی قلم سے اقول لکھکر کہین فردیا کہ ہمارے تقاریر سابقہ سے یہ ساری
باتین من قبیل بناء فاسد علی الفاسد ہے کہین فرمادیا کہ حضرت شوق کے جواب مین جو ہم نے لکھا
ہے اوسکو دیکھہ لیجئے بالجملہ بجز ان حیلون و حوالون کے اور کچھہ تحریر نہین فرمایا مگر ہم نے حسب ارشاد مجیب
حضرت شوق کے جواب کو بھی دیکھا لیکن کوئی نئی بات ایسی معلوم نہ ہوئی کہ اوسکے جواب کی
ضرورت سمجھہ مین آتی اس لئے اس طول لاطائل کو چھوڑ کر بنام خدا آگے چلتا ہون اوثق العری مین
اس مبحث کے بعد استدلال جواثا کا جواب تحریر فرمایا ہے قولہ اور جن علماء کو اس روایت جمعہ
جواثا سے شبہ وجوب جمعہ بر اہل قری ہوا ہے وہ کئی وجہ سے درست نہین ہے اول تو یہ کہ جواثا
گانون نہ تہا بلکہ شہر تہا اور جب اوسمین ان معنی کا احتمال ہے تو استدلال درست نرہا اذا جاء
الاحتمال بطل الاستدلال اور اسکے بعد جوہری اور زمخشری اور ابو عبید البکری کے اقوال بحوالہ عینی
اس بارہ مین نقل فرمائے ہین کہ جواثا مدینہ ہے اور نیز اطلاق قرآنی سے سند بیان فرمائی اوسکے
بعد علی وجہ التسلیم دوسرا جواب یہ بیان کیا ہے کہ اگر تسلیم ہی کرلیا جائے کہ جواثا قریہ تہا تو یہ کیسے
معلوم ہوا کہ اہل جواثا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت و اذن سے وہان جمعہ ادا کیا تہا
یا اطلاع کے بعد آپ نے اوسکی تقریر فرمادی آج تلک کسی سے یہ ثابت نہین ہوا اب مستدلین
کے ذمہ مین ضروری ہے کہ ہر دو امر مذکورہ بالا کا جواب شافی ایسا بیان فرمائین کہ جانب مخالف
کا احتمال زائل ہوجائے ورنہ استدلال کی خیر نہین یعنی مبحوث عنہ اس موقع پر اصل مین دو امر
ہین اول یہ کہ جواثا قریہ ہے یا شہر دوسرے وہان اقامت جمعہ آپکے ارشاد سے ہوئی یا بدون ارشاد
وتقریر نبوی علیہ الصلوۃ والسلام اس اقامت کی نوبت آئی اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہمارے مجیب کو یہ
استدلال جب مفید ہوسکتا ہے کہ جب دونون باتین ثبوت کو پہنچ جاوین اور ہمکو ایک امر کا عدم
ثبوت بھی کافی ہے اور یہ بھی خوب یاد رہے کہ ثبوت یقینی مجیب کو مفید ہوگا اور ہمکو عدم ثبوت احتمالی
بھی کافی ہے کیونکہ وہ اس موقع پر مدعی اور مستدل ہین آسکے بعد ہمارے ہر دو مجیب نے جو کچھہ اس

تحریر اوثق العری

جواب ابو المکارم

عرب کے کلامون مین اسکے شواہد بکثرت پائے جاتے ہین جنکے دیکھنے سے بالبداہتہ معلوم ہوتا ہے کہ قریہ
کے معنے مطلق بستی کے اگر مجازی بھی ہین تو مجاز متعارف و مجاز شایع ہین اور مجاز متعارف وشائع کا حال
اقوال علما مین ملاحظہ فرمالیجیے اسپر بھی حضرت مجیب کا تصریحات ائمہ لغت اور استعمال قران و حدیث
و اہل عرب سے آنکھین بند کرکے محض اپنے ہوائی نفس سے تغلیط محض کا حکم لگانا کس قدر سخت امر
ہے بالجملہ وضع لغت و استعمال قدیم اہل عرب دونون مقصود مجیب کے معارض ہین البتہ یہ بات
مسلم ہے کہ استعمال متاخر و اصطلاح متجدد مین قریہ کا اطلاق قری صغیرہ یعنے گانون کے ساتھ مخصوص و
مشہور ہوگیا ہے جیساکہ لفظ تمتع حسب وضع لغوی و استعمال سلف قران و تمتع اصطلاحی دونون
پر بولا جاتا ہے مگر اصطلاح متاخرین مین تمتع اصطلاحی کے ساتھ مخصوص ہوگیا اسکے سوا اور بہت نظائر ایسے
موجود ہین کہ علمانے وضع لغت اور استعمالات اہل عرب مین کسی قسم کی تخصیص کرکے اپنے معنی اصطلاحی
مقرر کرلیئے ہین اس تحقیق کے بعد بمقتضائے انصاف روایت مذکورہ سے ہمپر ہرگز الزام قایم نہین ہوسکتا
اور جس حالت مین کہ بعض ائمہ لغت جواثا کے مدینہ ہونے کی تصریح بھی فرمادیوین توپھر تو اس روایت کو
مستدل بنانیکی وجہ بجز خواہش نفسانی اور سمجھ ہی مین نہین آتی اسکے بعد مجیب بنارسی نے عبارت
عینی منقولہ اوثق العرے جسکا خلاصہ اوپر عرض کرآیا ہون اوسکی تردید حافظ ابن حجر کے کلام سے نقل
فرمائی ہے اگرچہ تقریر معروضہ سابق کے بعد اوسکی جواب دہی ضروری معلوم نہین ہوتی مگر بنظر مزید توضیح
عرض کیے دیتا ہون عبارت عینی منقولہ اوثق العری مین ایک مضمون یہ تہا - وحکی الجوہری والزمخشری
وابن الاثیر ان الجواثی اسم حصن بالبحرین اسکے جواب مین علامہ ابن حجر فرماتے ہین وہذا لاینافی کونہا
قریۃ یعنے ابن حجر نے حسب نقل ائمہ لغت جواثا کا حصن ہونا تو تسلیم فرمالیا مگر یہ فرماتے ہین کہ حصن ہونا
قریہ ہونیکے منافی نہین اور درصورت عدم منافاۃ حصن ہونے سے قریہ ہونیکی نفی لازم نہ آئیگی - وہو المطلوب
مگر علامہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جواب ہمارے نزدیک قابل تسلیم نہین کیونکہ قریہ اور حصن مین منافاۃ ذاتی اور منافاۃ
عقلی کا تو کوئی عاقل وہم بھی نہین کرسکتا جو اوسکے دفعیہ کی ضرورت ہو لیکن منافاۃ عرفی بے شک ہی
عرف مین قری صغیرہ کے اندر حصون بنانیکا ہرگز ہرگز دستور نہین ہے اور مشاہدہ اور عادت کے بالکل
خلاف ہے اسلیئے علامہ ممدوح کا حکم عدم منافاۃ قابل قبول نہین تو اب لفظ قریہ جو روایت ابو داوٗد مین
مذکور ہے اوسمین چونکہ قریہ کے کسی قسم کی تشریح نہ تھی اور ان اقوال علما لغت سے معلوم ہوگیا کہ وہان
قلعہ بھی تہا اور عرف و عادت مین قلعہ بڑی بستیون مین بنایا جاتا ہے چھوٹی بستیون مین قلعہ طیار کرنا خلاف
عرف و عادت ہے تو اس لیئے بے تکلف معلوم ہوگیا کہ جواثا بڑی بستی تہی گانون نہ تہا سو اب اگر ہم مجیب کے

ہین تو اب روایت جواثا مین جو لفظ قریہ ابو داؤد کی روایت مین مذکور ہے جو غایت مافی الباب حضرت
عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول کہا جا سکتا ہے اگر آپ کے ارشاد کے موجب بہنے اوسکے
معنی مجازی ہی حسب شہادت اقوال معتبرہ اہل لغت لیئے تو اسپر کیا طعن ہو سکتا ہے اور
اوسکے غلط محض ہونے کی کیا دلیل اور اگر اوسکے ساتھ تعامل عوالی زمانہ نبوی وغیرہ کو بھی ملاحظہ
کیا جائے تو پھر تو اوسکی تغلیط فرمانی اہل فہم و تدین سے ہرگز متوقع نہین بروئے انصاف نقل ائمہ
لغت اور تعامل قطعی مذکور کے ملاحظہ کے بعد اگر کوئی شخص بپاس مشرب جواثا کے شہر ہونیکا اقرار
نکریگا تو لامحالا یہ تو ماننا ہی پڑیگا کہ جواثا کے قریہ ہونے مین احتمال مخالف ایسا قوی پیدا ہوگیا کہ روایت
مذکورہ سے ثبوت جمعہ فی القری اور الزام خصم کی توقع کرنی محض سینہ زوری اور مطلق الغنانی
ہے باوجود ان سب باتون کے مجیب کا محض معنی حقیقی پر اصرار فرما کر جواثا کے شہر ہونے پر تغلیط محض کا
حکم لگانا اہل عقل کے التفات کرنیکی بھی قابل نہین ہو سکتا یہانتلک جو کچھ معروض ہوا وہ قول مجیب کے
تسلیم کی بنا پر تہا اسکے بعد یہ امر بھی قابل گذارش ہے کہ کتب معتبرہ لغت کے ملاحظہ سے یہ امر ظاہر ہے
کہ قریہ کے معنے اصل مین بستی اور آبادی کے ہین شہر ہو یا گاؤن چہوٹی بستی یعنی گاؤن کے ساتھ
اوسکو مخصوص سمجہنا اور قریہ کے حقیقی معنی گانون کے لینے بالکل لغت عرب کے خلاف ہے لسان العرب
مصباح المنیر قاموس وغیرہ کتب لغت کو ملاحظہ فرما لیجئے دیکھیے تاج العروس شرح قاموس وغیرہ مین
نقل کیا ہے وفی کفایۃ المتحفظ القریۃ کل مکان اتصلت بہ الابنیۃ واتخذ قرارا وتقع علی المدن وغیرہا۔ تصریحات
معتبرہ اہل لغت کے بعد اس بارہ مین ردو کد کرنا بالکل ناواقفی یا تعصب کی دلیل ہے اب باقی رہا استعمال
اہل عرب تو اول کلام الٰہی کو دیکھ لیجئے کہ لفظ قری اور قریہ کس کثرت سے موجود ہے لفظ مصر و مدینہ و بلد
سبکا استعمال ملکر بھی استعمال قریہ کا دسوان بیسوان حصہ نہ ہوگا اور باوجود اس کثرت کے علی العموم
شہر اور بستی کے معنے مین مستعمل ہے الاماشاء اللہ استعمال اہل عرب کے ثبوت کے لئے اس
سے بڑھکر اور شہادت کیا ہو سکتی ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب اور شاہ عبدالقادر
صاحب رحمۃ اللہ علیہما اپنے اپنے اردو ترجمہ مین بکثرت قریہ کا ترجمہ بستی تحریر فرماتے ہین اور بعض موقع
پر گانون اور شہر بھی بیان فرمایا ہے۔ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھئے تو یہی استعمال
موجود ہے ایک روایت مین ارشاد ہے اُمرت بقریۃ تاکل القری دوسری روایت مین ارشاد ہے
آخر قریۃ من قری الاسلام خرابا المدینۃ دونون حدیثون مین قریہ سے مراد طیبہ اور قری سے مقصود مطلق
بستیان ہین شہر ہون یا گانون اسکے سوا اور نظائر احادیث میں موجود ہین علی ہذا القیاس عرب

اوسکے مقر غایۃ ما فی الباب قرینہ صارفہ کی ضرورت ہو گی تو اوپر مفصلاً عرض کر چکا ہون اور معروضہ
سابقہ کے علاوہ ایک قرینہ معنی مجازی کا یہ بھی ہے کہ اگر قریہ کے حقیقی معنی لئے جاوینگے تو اسصورت
مین شیخ ابو الحسن کا مدینہ فرمانا اور ابو عبید بکری کا مدینہ نقل کرنا سب غلط ہو جاوینگے تو گیا اسقدر قرائن
بھی مانع عن الحقیقۃ اور صارف الی المجاز نہین ہو سکتے اتنی بات تو ادنی قرینہ مرجحہ سے سبکو
تسلیم کرنی پڑتی ہے اور تمام اہل عقل و نقل حقیقت کو چھوڑ کر مجاز کو بلا تامل تسلیم فرما لیتے ہین تو اس
صورت مسلمہ مجیب کے موافق بھی دونون قول معمول بہ اور مسلم ہو گئے کسی کا ترک لازم نہوا نہ لفظ روایت
متروک ہوا اور نہ تصریحات ائمہ لغت۔ آپ مجیب ہی انصاف فرمائین کہ تطبیقات ظاہر دکی ہو تی
خواہ مخواہ تعارض مانکر ائمہ نقل کی تغلیط کرنا کیونکر لائق قبول ہو سکتا ہے دوسرا جواب جو علامہ ابن
حجر نے بیان فرمایا ہے اوسکا مطلب یہ ہے کہ قول ائمہ لغت اور لفظ روایت مین تطبیق بیان
فرماتے ہین کہ قرن اول مین جواثا گاؤن ہوگا اور اوسکے بعد شہر ہو گیا ہوگا۔ علامہ کا مسلک
تطبیق اختیار فرمانا تو مسلم و مقبول مگر جو تطبیق کی صورت علامہ فرماتے ہین احتمال محض اور امر بے دلیل
ہے اور ظاہر سے بعید بھی ہے سوا اسکے کہ علماء لغت کی تغلیط اور تکذیب کرنی نہ پڑے اور وہ
اس تغلیط سے محفوظ رہین اور کوئی ادنی قرینہ بھی اس تطبیق کا مؤید نظر نہین آتا۔ اور جو وجہ
تطبیق بیان فرمودہ اوثق العری ہم عرض کر چکے ہین اوس مین اس تغلیط سے محفوظ رہنے کے
سوا التعامل خیر القرون اوسکی مؤید اور نقل کتب لغت اور استعمالات نصوص وغیرہ اوسکے
موافق پھر اس تطبیق عمدہ بے تکلف کو چھوڑ کر تطبیق بعید و ضعیف کو قبول کرنا بیشک قابل انکار ہے
علاوہ ازین شعر امرء القیس جو علامہ عینی نے اس کلام مین بیان فرمایا ہے اور اوسمین بھی جواثا کے
شہر ہونیکا قرینہ یعنی کثرت امتعہ اور کثرت تجار موجود ہے اوسکا جواب حافظ ابن حجر کے موافق غالبا
یہی دیا جائیگا کہ جواثا جاہلیۃ مین شہر ہوگا اور زمانہ نبوت مین گاؤن ہو گیا ہوگا اور پھر اوسکے بعد شہر
ہو گیا ہوگا اور اگر اسکے ساتھ اہل جواثا کی وہ کیفیت جو خلافت صدیق اکبر مین اہل ردۃ کی طرف
سے پیش آئی ملاحظہ کیجائے جسکے بارہ مین امام نووی بھی نقل فرماتے ہین فلم یکن یسجد للہ تعالی
فی بسیط الارض الا فی ثلثۃ مساجد مکۃ و مسجد المدینۃ و مسجد عبد القیس فی البحرین فی قریۃ یقال لہا
جواثا ففی ذلک یقول الاعور الشنی یفتخر بذلک ؎ والمسجد الثالث الشرقی کان لنا + والمنبران
وفصل القول فی الخطب + ایام لا منبر للناس نعرفہ + الا بطیبۃ والمحجوج ذی الحجب + تو پھر تو خدا کی
پناہ معلوم نہین ہمارے مجیب کو کتنی لوٹ پھیر کرنی پڑیگی مگر مجکو مجیب کے انداز سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو

ارشاد بے دلیل کے موافق یہی تسلیم کرلین کہ قریہ کے حقیقی معنی گانون کے ہین اور شہر پر اوسکا اطلاق محض استعمال مجازی ہے تو بھی ہمکو اصلا مضرت نہین کیونکہ عرف و عادت تمام علماء کے نزدیک ایسا قرینہ قوی ہے کہ جسکی وجہ سے نصوص قطعیہ مین بھی معنی حقیقی چھوڑکر معنی مجازی لینے پڑتے ہین اور اگر ہمارے معروضات سابقہ کے موافق ہمت فرماکر قریہ کو بحسب استعمال قدیم عام تسلیم فرمالیوین تو پہر تو یہ قصہ اتنا بے تکلف اور سہل ھے ہوجایگا کہ حق تعالیٰ تمام مشکلات دینی و دنیوی اپنے فضل سے ایسے ہی سہل فرمادے جب نقل مذکور نے مرجوح کو راجح پر یعنی مجاز کو حقیقت پر ترجیح دیدی تو امرین متساویین مین ایک کی تعیین کردینی کون سی بڑی بات ہے بلا ضرورت یہ چند اوراق بدولت حضرت مجیب مثل نامۂ اعمال ہمکو سیاہ کرنے امر مقدر تہا ورنہ مجیب نے کوئی بات فی الواقع عبارت اوثق العری کے جواب مین ایسی نہین بیان فرمائی جسکے جواب کی ضرورت سمجہہ مین آئے کم سے کم ہمارے مجیب کو کوئی ایسی حجت تو پیش کرنی ضرور تھی جس مین قریہ صغیرہ کی تصریح ہوتی فقط لفظ قریہ پر اڑ کر اور تصریحات جانب مقابل کو بے وجہ مردود خیال فرماکر کامیابی کی امید فرمانی بالکل ع - لڑتے ہین اور ہاتھ مین تلوار بھی نہین - کا پورا مصداق ہے - دوسرا جملہ عبارت عینی منقولہ اوثق العری مین یہ ہے وحکی ابن التین عن ابی الحسن انھا مدینۃ اسکے جواب مین علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ دو امر ارشاد فرماتے ہین -

وما ثبت فی نفس الحدیث من کونھا قریۃ اصح مع احتمال ان تکون فی الاول قریۃ ثم صارت مدینۃ یعنے حدیث ابو داؤد مین جو لفظ قریہ مصرح موجود ہے شیخ ابوالحسن وغیرہ کے قول پر اوسکو ترجیح ہوگی اور یہ بھی احتمال ہے کہ پہلے قریہ ہوگا کچھ مدت کے بعد مدینہ ہوگیا ہو اور روایت ابن عباس مین پہلی حالت اور شیخ ابوالحسن کے کلام مین دوسری کیفیت مذکور ہو فلا منافاۃ علامہ ابن حجر نے اس استدلال پیش فرمودہ علامہ عینی کے دو جواب دیئے اول کا خلاصہ یہ ہے کہ شیخ ابوالحسن کا مدینہ فرمانا قریہ ہونیکے معارض ہے جو روایت ابو داؤد مین مذکور ہے مگر اہل فہم و فراست سے امید ہے کہ تقریر گذشتہ کو ملاحظہ فرماکر اس امر کے دو جواب معلوم کرلینگے - اول تو یہ کہ قریہ اور مدینہ مین تعارض ہی نہین بلکہ قریہ حسب اقوال ائمہ لغت و استعمال قرآن و حدیث مدینہ سے عام ہے اور فی مابین عام مطلق اور خاص مطلق تعارض کی کیا معنے دوسرا یہ کہ حسب منشاء مجیب اگر یہی تسلیم کرلیا جاوے کہ قریہ کے معنے اور مصداق حقیقی فقط گاؤن ہی ہے اور شہر اوسکا مقابل اور متضاد تو پہر یہ جواب ہوگا کہ بقول مجیب قریہ کے معنی حقیقی اور مدینہ مین تضاد مانا جائیگا مگر قریہ کی مصداق مجازی اور مدینہ مین تو کوئی کسی مخالفت کا روادار نہین ہوسکتا ادہر قریہ کا اطلاق مجازی مدینہ پر سبکو مسلم اور خود مجیب

مجازی ہے تو اوسکی دلیل مجیب نے ابتلک کوئی قوی ضعیف بیان نہین فرمائی کوئی دلیل قابل نقل بیان کرنے ضروری ہے مگر یہ لغت پنجابی یا ہندوستانی نہین ہے اسلئے کتب معتبرہ لغتہ اہل عرب سے اسکو ثابت فرمانا ضروری ہے اور اوسکی نسبت جو کچھہ اوپر معروض ہو چکا ہے اوسکا دیکھہ لینا بھی مناسب ہے اور اگر یہ مدعی ہے کہ قریہ کا اطلاق حقیقی اصطلاحی گاؤن کے ساتھ مخصوص ہے تو اسکا مطلب قیامت تلک بھی یہ نہین ہوسکتا کہ شہر پر اوسکا اطلاق مجازی محض ہوگا بالخصوص وہ اطلاق جو تقرر اصطلاح سے بھی مقدم ہو الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من نسائہ شہرا او کما قال مین کوئی نہین کہہ سکتا کہ ایلار کا اطلاق یہان مجازی محض ہے بلکہ یہی کہتا ہوگا کہ گو ایلا رشرعی یہ نہو مگر باعتبار وضع لغوی ایلار اپنے معنی حقیقی مین مستعمل ہے اسکے بعد مجیب کا یہ فرمانا (ہان اگر کوئی قرینہ صارفہ ہو تو شہر مراد ہوتا ہے) اسکی نسبت یہ عرض ہے کہ اگر معروضہ بالا سے قطع نظر کرکے ہم تسلیم بھی کرلین کہ قریہ کا اطلاق شہر پر محض مجازی ہے تو اول تو اس امر کا ضرور خیال رہے کہ یہ مجاز حسب معروضہ سابق متعارف وشائع الاستعمال ہے اوسکے بعد یہ عرض ہے کہ ایک قرینہ نہین بلکہ قراین متعددہ آپکے معنی حقیقی کے خلاف پر موجود ہین اول تو بوقت قیام قبا آپکا وہان جمعہ نہ پڑہنا اور نہ اہل قباکو امر فرمانا دوسرے آپکے اور جملہ صحابہ کے زمانہ مین عوالی مین کہین صلوۃ جمعہ کا قایم نہونا تیسرے حدیث ام عبد اللہ منقولہ مجیب کل قریۃ کے ساتھ فیہا امام کی قید بڑہانا چوتھے روایت مرفوعہ وموقوفہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ لاجمعۃ ولاتشریق الافی مصر جامع پانچوین ائمہ لغت کا جواثا کی نسبت مدینۃ بالبحرین کی تصریح فرمانا چھٹے جوہری وزمخشری کا حصن بالبحرین کہنا ساتوین امرء القیس اور اعورشنی کے اشعار آٹھوین روایۃ اول جمعۃ جمعت فی الاسلام بعد جمعۃ جمعت فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ وسلم بالمدینۃ الجمعۃ جمعت فی مسجد عبد القیس بجواثا من البحرین نوین ارشاد حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ فمن احب من اہل العالیۃ ان ینتظر الجمعۃ فلینتظرہا ومن احب ان یرجع فقد اذنت لہ دسوین ارشاد الجمعۃ علی کل من سمع النداء فتلک عشرۃ کاملہ۔ اسکے بعد مجیب ارشاد فرماتے ہین جسکا مدعی یہ ہے کہ بدون قرینہ صارفہ جیسا آپکی آیت منقولہ یعنی وقالوا لولا انزل ہذا القران علی رجل من القریتین عظیم مین موجود ہے قریہ سے شہر مراد نہین ہوسکتا سو ہم مجیب سلمہ کے ارشاد کو تسلیم کرکے متعدد قرائن معتبرہ ابھی عرض کرچکے ہین اور اونکے اس طلب کا جواب بعد تسلیم مکرر عرض کرآئے ہین مگر یہ امر ملحوظ رہے کہ صرف اتنی بات کہ قریتین سے مراد آیت مین مکہ مکرمہ اور طائف ہے یہ بات تو شان نزول آیۃ سے بیشک مسلم ہے لیکن یہ بات کہ یہ دونون مقام بالخصوص طائف بوقت نزول آیۃ قریہ نہ تھے بلکہ شہر تھے اسکی دلیل مجیب لبیب جو اونکے

اشعار کی مٹی خراب کرینگے جسمین وہ کسیقدر معذور بھی سمجھے جاسکتے ہین اور یا بداہتہ اور ذوق سلیم سے
مثل فہم و الصاف ناخوش ہوکر لم اور لانسلم سے کام لینگے اسلئے ہم بھی یہی عرض کرتے ہین کہ جیسا
امرؤالقیس کے شعر سے اوہنون نے یہان سکوت فرمایا ہے ایسے ہی آپ بھی جملہ اشعار سے اعراض
فرماکر اونکی جوابدہی کی فکر نفرماوین فقط امور مذکورۂ بالا کی جوابدہی اپنے ذمہ ضروری سمجھین اور کیا
عجب ہے جو مجیب کلام نودی جسکو ہم عرض کرچکے ہین اوس مین لفظ قریہ دیکھکر اولٹا ہمپر الزام قایم
کرنیکو تیار ہوجاوین سو ہم کو بھی اسکا کچھہ اندیشہ نہین ہم مجیب کی تقریرات مختلفہ دیکھکر اس قسم کے امور کو
زیادہ عجیب خیال نہین کرتے بلکہ اگر یہ عرض کیا جائے کہ ایسے امور کے سننے اور اونکے جواب دینے کی
کسیقدر خوگر ہوگئے ہین تو غالبًا غلط نہوگا اسلئے جو چال اونکو مستحسن معلوم ہو بے تکلف اختیار فرماوین
ہان اسقدر ملحوظ رکھین کہ جو دو وجہ تطبیق جواثا کی قریہ اور مدینہ ہونیکی بارہ مین ہم عرض کرچکے ہین
ایک یہ صورت کہ قریہ کو عام رکھا جاوے دوسرے یہ کہ قریہ کو گاؤن کے لئے مخصوص مانکر اوسکا
استعمال بمعنی شہر مجازی کہا جاوے ان ہر دو وجہ تطبیق کو تطبیق منقولہ مجیب کے ساتھ موازنہ کیا
جائے کہ کونسی صورت اولیٰ اور احق بالقبول ہے بلکہ اونکے ذمہ لازم ہے کہ جو وجوہ ہمنے عرض
کی ہین اونکا دفعیہ بالکلیہ کیا جاوے تاکہ حدیث جواثا منقولہ ابوداؤد سے اونکا استدلال فرمانا درست
ہوسکے اور مجیب کا یہ فرمانا (کہ اس عبارت حافظ ابن حجر سے عینی کی کل باتونکا قلع قمع ہوگیا للہ الحمد)
قابل قبول ہوجائے اسوقت تک تو جو مجیب نے تحریر فرمایا ہے اوسکو اہل عقل خود ملاحظہ فرماکر اور خود ہماری
تقریر دیکھکر اس قلع قمع کی اصلیت بے تکلف معلوم کرسکتے ہین اور ہم بھی اس سے زاید عرض کرنیکی
حاجتہ نہین سمجھتے بجز اسکے کہ اونکے للہ الحمد پر یرحمک اللہ کہکر چپ ہو رہین اگر کچھ اور تحریر فرماوین گے
اور ہماری معروضات کے جواب معقول دینگے تو اوسوقت دیکھا جاویگا۔ آسکے بعد یہ امر بھی قابل لحاظ
ہے کہ اوثق العری مین یہ فرمایا تہا کہ قریہ کا اطلاق باعتبار معنی لغوی اجتماع کے مدینہ پر بھی ہوتا ہے اوسکے
جواب مین مجیب کسیقدر تیزی کے ساتھ فرماتے ہین (ہوا کرے حقیقی معنی قریہ کے گاؤن کے ہین
حقیقۃ مقدم ہے مجاز پر ہان اگر کوئی قرینہ صارفہ ہو تو شہر مراد ہوتا ہے جیسا آیۃ مین جسکو آپنے
نقل کیا) اسمین مجیب نے چند امور بیان فرمائے ہین جنکا جواب تقریر گذشتہ کو ملاحظہ فرماکر ہر عاقل سمجھہ
جائیگا امر اول یعنی گاؤن کو قریہ کا مصداق حقیقی فرمانیکا اگر یہ مطلب ہے کہ گاؤن پر قریہ کا اطلاق
حقیقۃً ہوتا ہے مجازًا نہین تو بیشک مسلم مگر اتنی بات ہمارے مقابلہ مین نہ اونکو مفید نہ ہمکو کچھہ مضر
اور اگر اس جملہ سے اونکی غرض یہ ہے کہ اوسکا اطلاق لغوی حقیقی گاؤن ہی مین منحصر ہے اور شہر پر محض

کہاتو سنتر عورت کا بندوبست کیا گیا اور انصاف کی بات جو اہل علم کے نزدیک مسلمات سے ہے یہ ہے کہ اقوال وافعال صحابہ حضرات صحابہ ہی پر موقوف سمجھے جاتے ہین تاوقتیکہ کسی دلیل سے اونکا مرفوع ہونا ثابت نہوجائے مقدمہ ابن صلاح مین بیان موقوف مین فرماتے وہومایروے

عن الصحابۃ رضی اللہ عنہم من اقوالہم وافعالہم ونحوہا فیوقف علیہم ولایتجاوزبہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہے اہل جواثا کو تو مدت العمر مین صرف چند دلون کے لئے آپکی خدمت اقدس [illegible] شرف اندوزی کی نوبت آئی وہ حضرات جو تمام زمانہ بعثت مین برابر خدمت مین حاضر رہے [illegible] اہل جواثا سے ہر کمال علمی وعملی مین فایق اور احق شمار ہوتے ہین اونکا قول اور فعل تو مطلقاً [illegible] نہین جاتا دیکھئے قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ لاجمعۃ ولاتشریق الخ کو آپ خود موقوف غیر مرفوع فرمارہے ہین حالانکہ اثر مذکور مرفوعا بھی منقول ہے مگر اسوجہ سے کہ وہ سندین قوی نہین ہین اونکو کالعدم قرار دیکر اثر مذکور کو موقوف فرمایا جاتا ہے جب باوجود ان سب باتون کے حضرت علی کے قول کو مرفوع نہین کہا جاتا تو پہر اقامت جمعہ فی الجواثا کو جس مین جملہ ترجیحات مذکورہ معدوم ہین اور کوئی روایت ضعیف بھی اوسکی مرفوع ہونیکو ظاہر نہین کرتی کیونکر مرفوع کہہ سکتے ہین اور ہمارے مجیب ابوالمکارم اسپر بھی اگر قصہ جواثا کو بلاوجہ حکما مرفوع فرماتے ہین تو قطع نظر اس امر سے کہ یہ اونکا فرمانا قواعد کے خلاف ہے اس صورت مین قول حضرت علی کو بطریق اولی حکما مرفوع کہنا پڑے گا مجیب کو لازم تہا کہ کوئی ایسی وجہ بیان فرماتے کہ جس سے قصہ جواثا کا حکما مرفوع ہونا اور قول حضرت علی کا غیر مرفوع ہونا اہل عقل کی سمجھ مین آسکے ورنہ دعوی بے دلیل قابل سماعت ہونا تو لقال من شاء ماشاء حضرات علمانے قول صحابے کو صرف ایسے موقع مین حکما مرفوع فرمایا ہے جو مدرک بالقیاس نہو اور رائے کو اوسمین دخل نہو علی الاطلاق قول وفعل صحابہ کو حکما مرفوع فرمانا کسیطرح قابل تسلیم نہین اور مذہب اہل حدیث وفقہا کے صریح مخالف ہے اور احادیث مین اوسکے شواہد بکثرت موجود ہین کما لایخفی علی الماہر۔ بالجملہ مجیب ابوالمکارم کا یہ فرمانا کہ جب جواثا مین جمعہ آپکے عہد مبارک مین قایم ہوچکا تہا تو اب اس تفتیش کی ضرورت نہین کہ آپکے اذن سے ہوا تہا یا بلا اذن ہوا تہا بالکل بے اصل اور غیر قابل التفات ہے البتہ علامہ شوکانی اور حافظ ابن حجر نے جو جمعہ جواثا کو مستدل بنایا ہے اور حنفیہ کے استدلالات اور اعتراضات کا جواب دیا ہے جسکی توضیح و تحقیق اوثق العرے مین موجود ہے اوسکی نسبت جو ہمارے مجیب نے تحریر فرمایا ہے اوسکی کیفیت عرض کرنا ضروری سمجہتا ہون اسلئے یہ التماس ہے کہ قصہ جواثا سے جن حضرات نے اقامت جمعہ فی القری ثابت

نزدیک قابل قبول ہو بیان فرماوین جسکی وجہ سے قریہ کے معنی حقیقی کو چھوڑکر معنی مجازی مجیب
کے نزدیک بھی مسلم ہو گئے اور نص قطعی کے ظاہر کو ترک فرمانا حق سمجھا گیا جسوقت مجیب اپنی رای
کے مطابق ایسا قرینہ بیان فرما دینگے تو اوسوقت ہم بھی اپنے کلام سابق سے وہی قرینہ بلکہ اوس
سے قوی اور متعدد قراین نکالکر دکھلا دینگے اور اس بات کا تو وہم بھی نہین ہو سکتا کہ ہمارے مجیب
جس قرینہ کی بنا پر نص قطعی کے معنی ظاہری حقیقی ترک فرماوین اوس قرینہ کیوجہ سے قول
صحابی یا کسی راوی حدیث کے قول کے معنی حقیقی ترک فرمانے مین تامل اور انکار کرین -
الحمد للہ جواثا کے قریہ ہونے نہونیکی بحث تو پوری ہو چکی اب امر ثانی یعنی جواثا مین جو اقامت
جمعہ ہوئی وہ آپکے ارشاد سے ہوئی یا بعض صحابہ اہل جواثا کی رائے سے ہوئی اسکی نسبت
جو ہمارے ہمدرد مجیب کی تحقیق ہے اوسکو ہدیہ ناظرین کرتا ہون سنئے - اوثق العری مین یہ مضمون
تحریر فرمایا تھا کہ جواثا کو بالفرض قریہ بھی مان لیا جاوے تو اسکے کیا دلیل کہ اہل جواثا نے آپکے
ارشاد و اجازت سے وہان جمعہ قایم کیا تھا یا اقامت کے بعد آپکو اطلاع کی نوبت آئی اور
آپنے اوس کی تقریر فرما دی تھی - اسکے جواب مین مولانا ابو المکارم تحریر فرماتے ہین کہ جب جواثا
مین جمعہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین قایم ہو چکا تھا تو اب اس تفتیش کی
حاجت نہین کہ آپکی اذن سے ہوا تھا یا کیونکر غایتہ مافی الباب یہ روایت حقیقت مین مرفوع نہوگی
تو حکما تو ضرور اوسکا مرفوع ہونا ثابت ہے انتہی ملخصا - مجیب کے اس تحکم بیجا کا تو یہی معقول جواب
معلوم ہوتا ہے کہ اہل جواثا چند اشخاص چند دنون کے لئے آپکی خدمت مین حاضر ہو کر کچھہ مسایل
ضروریہ سیکھکر اپنے وطن کو واپس ہو گئے اونکو شرایط جمعہ کی خبر نہین ہوئی مدینہ طیبہ مین اقامت
جمعہ کو دیکھکر اونہون نے بھی بوجہ عدم علم شرایط جواثا مین جاکر جمعہ قایم کر لیا اور جو کچھ کیا بالکل
اپنی رائے سے کیا اہل عوالی چونکہ ہمیشہ خدمت مبارک مین آتے جاتے رہتے تھے اور واقف حالات
تھے اونکو پورے حالات معلوم تھے اسلئے اونہون نے اول سے لیکر آخر تلک ایکدفعہ بھی اقامت جمعہ
کسی قریہ مین نکی ورنہ یہ امر کسی طرح سمجھہ مین نہین آتا کہ اہل جواثا کو تو یہ مسئلہ معلوم ہو جائے اور اہل
عوالی مین سے کسیکو خبر ہی نہو اور نہ آپ اونکو مطلع فرماوین اور یہ بات اقرب الی الفہم اور مشاہد ہے
کہ برائے چندے حاضر ہونیوالونکو بہت سے امور مخفی رہجاتے ہین حضرت عمرو بن سلمہ کی قوم نے
آپ سے لیؤمکم اکثرکم قرانا سنکر اپنے قبیلہ مین پہونچکر عمرو بن سلمہ کو امام مقرر فرما دیا جو چھہ سات برس
کے تھے اور نماز مین کشف عورت غلیظہ بھی ہو جاتا تھا جب دیکھنے والون نے الا تغطون عنا است قارئکم

کرام بلااذن صریح و اجازت آپکے ہوا کرتے تھے) لفظ بہت کو لفظ سب پڑہکر زباندرازی پر آگئے اصل جواب تو بالکل ندارد اپنی خوش فہمی اور غلط کاری کی بدولت نصف صفحہ سے زاید پر عجب عجب رنگ دکھلائے ہین کہین تعجب اور تحیر کا اظہار ہے اور کبھی صاف تغلیط کیجاتی ہے کہین فرماتے ہین کہ آپکی تحریر جابجا ادائے مطلب مین قاصر ہے اسلئے حکم فرماتے ہین کہ دوبارہ اس مضمون کو تحریر کرنا چاہئے تاکہ جوابدیا جائے کبھی کہتے ہین کہ یہ عبارت کلام ماسبق کے خلاف ہے تمام رنگ آمیزیون کے بعد آخر مین فتامل بھی فرماہی دیا۔ مگر جسکو کچھ بھی فہم ہوگا اوسکو نہ تامل کی حاجت نہ ادنی فکر کی ضرورت اصلی بات اتنی ہی ہے کہ طبع ہونے مین لفظ بہت صاف نہین چھپا مجیب نے بے دیکھے سمجھے اوسکو لفظ سب خیال کرلیا اور اس غلط بینی اور نافہمی کی بدولت حضرت مجیب کو اسقدر فضولیات اور خرفات مین مبتلا ہونا پڑا جسکو ادنی فہیم بھی دیکھکر یا سنکر اگر آنکھین بند نکریگا اور کانون مین انگلیین ندے لیگا تو انگلیین تو ضرور دے لیگا باقی قصۂ اسعد بن زرارہ کی نسبت جو مجیب نے اس موقع پر تحریر فرمایا ہے اور روایۃ دارقطنی اور طبرانی مذکورہ سابقہ کو اوثق العری کی عبارت کے معارض بیان کیا ہے محض خیال خام ہے اوراق سابقہ مین اسکی بحث بہت مفصل گذر چکی ہے اور خود اوثق العری مین مفصلاً موجود ہے اونکے ملاحظہ کے بعد انشاء اللہ کوئی عاقل تعارض کا خطرہ بھی نکریگا ہان ایسے صاحبون کا کوئی علاج نہین کہ لفظ بہت کو سب پڑہکر آندہی اوٹھانیکو موجود ہوجاوین **شعر**

واخو العداوۃ لایمر بصالح ✤ الا ویلمزہ بکذاب اشر

خیر امر اول کی کیفیت تو معلوم ہوچکی اب امر ثانی کی تفصیل ملاحظہ فرمایئے جسکی نسبت ہر دو مجیب نے زور آزمائی کی ہے سو اسقدر تو پہلے عرض کرچکا ہون کہ علامہ ابن حجر اور قاضی شوکانی رحمہما اللہ نے اپنے استدلال پر سے اعتراض دفع کرنیکی غرض سے دوسرا امر یہ تجویز فرمایا ہے کہ اگر قامت جمعہ فی القریٰ خلاف و ناجایز ہوتے تو زمانۂ نزول وحی مین ضرور اوسکی ممانعت نازل ہوتی جیسا کہ حضرت جابرؓ اور ابو سعیدؓ نے جواز عزل کی بابت بعینہ یہی استدلال پیش فرمایا ہے۔ اور علامہ ابن حجر نے اس استدلال کے جواب مین جو اوثق العری مین ارشاد فرمایا ہے اوسکا خلاصہ یہ ہے کہ جس عملدرآمد صحابہ کرام کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و اطلاع سے ہونا ثابت نہوا ہو تو اوس عملدرآمد کو صرف اتنی بات سے دلیل جواز نہین بنا سکتے کہ کوئی نص ممانعت دربارۂ تعامل مذکورہ موجود نہین بلکہ درصورت عدم نزول ممانعت تعامل مذکور کو دلیل جواز بنانے کے لئے دو شرطین ضروری ہین ایک یہ کہ اوس بارہ مین کوئی نص ممانعت اور دلیل حرمت موجود نہو دوسرے یہ کہ عامہ صحابہ اوسپر تعامل فرماوین نہ چند اصحاب

اوثق العری

فرمائی تھی اوسکے جواب مین حنفیہ نے اول یہ عذر پیش کیا تھا کہ جواثا کا قریہ ہونا ثابت اور مسلم نہین چنانچہ اسکی تفصیلی بحث معروض ہوچکی دوسرا عذر یہ پیش کیا تہا کہ یہ بعض صحابہ کا فعل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے وہان جمعہ کا قایم ہونا یا بعد اطلاع آپکا تقرر وتسلیم فرمانا کسی روایت سے ثابت نہین ہوتا تاوقتیکہ کسی دلیل سے یہ معلوم ہو کہ آپکے ارشاد سے یہ جمعہ قایم کیا گیا تہا یا آپنے اوسکو تسلیم فرمایا لیا تہا اوسوقت تلک یہ دلیل قابل تسلیم اور حنفیہ پر حجۃ نہین ہوسکتی چنانچہ علامہ عینی فرماتے ہین ولئن سلمنا انہا قریۃ فلیس فی الحدیث انہ صلی اللہ علیہ وسلم اطلع علی ذلک واقرہم علیہ۔ اس سقم اور اعتراض کو علامہ ابن حجر اور قاضی صاحب وغیرہ نے دو طرح سے دفع کیا ہے۔ اول یہ کہ عادت صحابہ کرام سے ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اہل جواثا نے زمانۂ نزول وحی مین بلا استفسار محض اپنی رائے سے اقامت جمعہ نکی ہوگی دوسرے اگر وہ ایسا کرتے اور یہ اقامت خلاف حکم شرع ہوتی تو ضرور اسبارہ مین اونکی تنبیہ کے لئے قران نازل ہوتا جیسا کہ حضرت جابرؓ اور ابو سعید خدریؓ نے جواز عزل کے لئے یہی دلیل فرمائی ہے کہ زمانۂ نزول وحی مین لوگ عزل کرتے تھے مگر ممانعت نازل نہین ہوئی چنانچہ فتح الباری کی عبارت بعینہٖ یہ ہے ووجہ الدلالۃ منہ ان الظاہر ان عبد القیس لم یجمعوا الا بامر النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما عرف من عادۃ الصحابۃ من عدم الاستبداد بالامور الشرعیۃ فی زمن نزول الوحی ولانہ لوکان ذلک لایجوز لنزل فیہ القران کما استدل جابر وابو سعید علی جواز العزل فانہم فعلوہ والقران ینزل فلم ینہوا عنہ۔ انتہے سو اوثق العری مین اول امر کی نسبت یہ جوابدیا ہے کہ بعض حضرات کا یہ خیال فرمانا کہ حضرات صحابہ جو کچھ کرتے تھے آپ کی اجازت اور اذن کے بعد کرتے تھے ہرگز درست نہین ناظرین حدیث بالبداہتہ جانتے ہین کہ صحابہ کرام کی بہت سے افعال بدون اذن صریح واجازت آپکے بھی ہوتے تھے چنانچہ ابن حجر وقاضی شوکانی اور اونکے اتباع خود مقر ہین کہ دربارہ جمعہ ہی اسعد بن زرارہؓ نے حسب مشورہ انصار قبل امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ مین جمعہ قایم کیا اور روایات حدیث بھی اسبارہ مین موجود ہین کما مر سابقا علاوہ ازین اس امر کی نظائر اور شواہد احادیث مین اس کثرت سے موجود ہین کہ جسکو دیکھکر صاف معلوم ہوتا ہے کہ علامہ موصوف اور قاضی صاحب نے کسی مجبوری کی حالت مین یہ جواب تحریر فرمادیا ورنہ اونکی شان کے یہ جواب کسیطرح مناسب نہ تہا کہ ایسے احتمال ضعیف اور خلاف قاعدہ امر سے خصم پر حجۃ قایم فرمادین یہی وجہ ہے کہ مجیب بنارسی نے باوجود تقلید وتحکم شدید کے اوثق العری کے اس مواخذہ سے بالکل اغماض فرماکر جوابدہی سے بالکل پہلو تہی فرمائی مگر مجیب ابو المکارم بزور قوۃ ارادہ اتنا کرہی گذرے کہ اوثق العری کے اس جملہ مین کیونکہ بہت افعال صحا

جواب از علامہ ابن حجر وغیرہ

جواب مذکور از اوثق العری

جملہ طاعات ہے اہل انصاف بغور و تامل ملاحظہ فرمالیوین کہ تقریر اوثق العری کے سمجھنے کے بعد ان عذرات کی برودت کسقدر محسوس ہوتی ہے۔ اب اس تحقیق اوثق العری پر جو ہمارے ہر دو مجیب نے مواخذات کئے ہین اونکو عرض کرتا ہون محدث بنارسی نے تو اس تمام تحقیق و تفصیل سے تعجب خیز اعراض و اغماض فرماکر صرف ہر دو نظائر بیان فرمودہ اوثق العری پر مواخذہ کیا ہے جس سے یون سمجھہ مین آتا ہے کہ محدث موصوف نے جب ۱۸۔ شوال یوم جمعہ کو اوثق العری کا جواب لکہنا شروع کیا تہا اوسیوقت کسی وجہ سے یہ بھی دلمین قرار دے لیا تہا کہ ۲۳۔ شوال یوم پنجشنبہ کو ضرور جواب سے فارغ ہوجاؤنگا خیر اللہ اعلم بحال عبادہ مگر ہمارے مجیب بنارسی نے صرف اتنی بات پر اکتفا فرمایا کہ تمام تقریر کے اقرار و انکار سے سکوت اختیار کرکے اتنا فرماکر کہ حافظ ابن حجر نے جو جواب دیا ہے بہت ٹہیک ہے ہر دو نظائر اوثق العری پر نکتہ چینی شروع کردی چنانچہ فرماتے ہین قولہ آپنے اسکے جواب مین دو واقعہ نقل کئے ہین اول یہ کہ صحابہ نے جمعہ مدینہ منورہ مین قایم کرلیا تہا اوسکے جواب مین گذارش کرتا ہون بیشک مگر اللہ تعالے نے بذریعہ وحی آپکو جمعہ کی فرضیت کی خبر دیدی اگر اس جمعہ کا قایم کرنا عند اللہ منع ہوتا تو اللہ تعالی ہرگز بذریعہ وحی فرضیت اسکی نازل نفرماتا یہ مثال تو ہمارے قول کی تائید کرتی ہے اور حافظ ابن حجر نے جو نقل کیا ہے ہوسکی ایک نظیر یہ بھی ہے انتھے۔ اقول مجیب سلمہ نے شروع رسالہ سے ابتلک صریح اور سپید سے امورمین غلط فہمی کا وہ جوہر وکمال جابجا ظاہر فرمایا ہے کہ جسکو دیکھکر نہایت استعجاب و تحیر ہوتا ہے مگر الحمد للہ کہ مجیب ممدوح کی ایسی تقاریر پے درپے دیکھنے کے بعد وہ تحیر وخلش اب بہت کم ستاتی ہے اسلئے اظہار تاسف اور چہوٹی چہوٹی غلطیون کے بیان کرنیسے بھی طبیعت مین کاہلی محسوس ہوتی ہے مجیب نے اپنی عادت کے موافق جو اس موقع پر غلطی کہائی ہے یا مغالطہ دینا چاہا ہے وہ ایسا امر ہرگز نہین کہ اہل فہم اوسکو ملاحظہ فرماکر اسکے جواب دہی کے منتظر رہین مگر اس ناکارہ کو چونکہ اس تمام خامہ فرسائی سے یہی مقصود ہے کہ کسر العری مصنفہ محدث بنارسی کی اصل کیفیت سب پر ظاہر اور روشن ہوجائے اسلئے یہ عرض کرتا ہون کہ اوثق العری کو ملاحظہ فرمالیجئے اور جو کچہہ یہہ احقر تفصیل کے ساتھ عرض کرچکا ہے اوسکو دیکھہ لیجئے کہ یہ امر نہایت وضاحت کے ساتھ موجود ہے کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے حنفیہ کے مواخذہ کے کل دو جواب دیئے تہے اول یہ کہ بغیر امر و اجازت شارع علیہ السلام کسی فعل کو کرنا عادت صحابہ کے خلاف ہے دوسرے یہ کہ اہل جواثا کا اقامت جمعہ فرمانا اگر ناجائز امر ہوتا تو اوسکی ممانعت بذریعہ وحی بضرور ظہور مین آتی اوثق العری مین امر اول کے جواب کی ذیل مین قصہ اسعد بن زرارہ کی نظیر پیش فرمائی تہی جسکی نسبت علامہ ابن حجر قاضی صاحب وغیرہ

اگر کوئی نص ممانعت اوس حکم مین موجود ہوگی یا جمہور صحابہ اوس تعامل مین شریک نہونگے تو وہ تعامل
فقط اتنی بات سے کہ خاص اوسکے بارہ مین کوئی نص ممانعت موجود نہین حجۃ جواز ہرگز نہ بن سکیگا اور
نہ ایسی تعامل کے بارہ مین نزول وحی ضروری سمجہا جائیگا کیونکہ وہ نص ممانعت اور تعامل عام زمانہ
نبوت خود بمنزلہ وحی موجود ہے چنانچہ اوطاس مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کو من کل
الوجوہ ابداً آباد تلک حرام فرما دیا تہا لیکن بوجہ بیخبری بعض صحابہ اوسکو تحریم مذکور کے بعد بھی جائز سمجھتے رہے
اور آپکے زمانہ سے لیکر زمانۂ خلافت حضرت عمر تلک وقتاً فوقتاً اوسپر عمل بھی ہوتا رہا اور باوجود اس کے
کوئی نص اوسکی ممانعت مین نازل نہوئی اسپر بھی اہل سنت مین سے کوئی متعہ کو جائز نہین کہتا
جس سے صاف ظاہر ہے کہ مطلقاً فعل صحابہ کو صرف عدم نزول ممانعت سے دلیل جواز بنا لینا ہرگز صحیح
نہین اگرچہ بعض اہل حدیث زمانۂ حال حلۃ متعہ پر تلے ہوئے ہین مگر ہمکو اپنے ہر دو محبوب سے ہرگز یہ اندیشہ
نہین کہ وہ عیاذاً باللہ ایسے امر شنیع کے پاس بھی جاوین بلکہ اوثق العری کی تقریر کا مقصد یہ ہے کہ
اہل فہم اس شناعت کو ملاحظہ فرما کر حنفیہ کے مقابلہ مین اس حجۃ کو پیش نفرماوین کیونکہ اس مسلک کے
موافق جیسا اقامت جمعہ فی القری ثابت کیجاتی ہے ایسے ہی یہ بھی اندیشہ ہے کہ کوئی مطلق العنان آسے
جاز کے موافق حلۃ و جواز متعہ کے اثبات کا خیال خام پکانے کو موجود ہو جائے۔ بالجملہ عمل در آمد مذکور کو
درصورت عدم نزول ممانعت دلیل جواز بنانا دو شرطون پر موقوف ہے اور باب عزل مین بحمد اللہ
دونون موجود ہین یعنی نہ کوئی نص اوسکے مخالف ہے بلکہ نصوص جواز صریح اوسکے موافق موجود ہین اور
عامہ صحابہ قولاً و فعلاً بھی اوس تعامل مین شریک ہین بلکہ اوسکے مخالف بعض صحابہ کا تعامل بھی کہین ثابت
نہین تو اب حضرت جابر و ابو سعید رضی اللہ تعالی عنہما کا اس تعامل اور عدم نزول ممانعۃ کو مستدل
بنانا بے کہٹکے قابل قبول اور بلا تامل واجب التسلیم ہے بخلاف مسئلہ اقامت جمعہ فی جواثا کے کہ نص
جواز جمعہ فی القری تو اوسکے موافق کہان موجود ہوگی اور اولٹا فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
بعض روایات حدیث اور تعامل صحابہ اہل عوالی وغیرہ اور اقوال صحابہ صریح اوسکے مخالف موجود ہین
ادہر اہل جواثا معدودے چند آپکی خدمت مین چند روز کے لئے شرف اندوز مصاحبت ہوئے تہے
اور اون صاحبون نے جا کر جواثا مین جمعہ قایم فرمایا جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ اقامت چند حضرات کا تعامل
تہا عامہ صحابہ اس تعامل مین ہرگز شریک نہ تہے بلکہ مخالف تہے پہر اس تعامل کو جسمین ہر دو شرائط مذکورہ
بالا سے ایک بہی شرط موجود نہین بلکہ اونکی ضد محقق ہے باب عزل پر قیاس فرمانا کہ جسمین دونون شرطین
باکمل الوجوہ موجود ہین کیا عرض کرون کہ ایسے علامون سے کسقدر مستبعد معلوم ہوتا ہے مگر انصاف بالائے

اوثق العری کی نظیر کی ضرور تردید فرمائی ہے مگر ہم جہانتک غور کرتے ہین تو عبارت جواب کا خلاصہ صرف اسیقدر
معلوم ہوتا ہے کہ جب آپنے متعہ کو قیامت تلک حرام فرمادیا تو یہ امر تو مسلم ہے کہ بعض اصحاب بوجہ عدم
علم تحریم متعہ کی حلت کے قائل اور معتقد رہے مگر متعہ کے کرنیکی نوبت کسیکو ہرگز نہین آئی اگر کسی صحابی
کو فعل متعہ کی نوبت آتی تو ضرور بذریعہ وحی آپکو اطلاع دیجاتی لیکن اول تو اس فرق بیان کردہ مجیب
کی کوئی دلیل ہونی چاہیئے کہ اگر حضرات صحابہ کو اعتقاد و علم مین غلطی واقع ہو اور امت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو غلط فتوی بھی دیتے رہین اور اہل اسلام ان فتوؤن خلاف شرع پر عمل بھی کرتے رہین چنانچہ
دربارہ متعہ یہ جملہ امور مصرح روایات مین مذکور ہین تو اس صورت مین اوسکی اصلاح بذریعہ وحی ضرور
نہین اور اگر کوئی صحابی احیاناً کبھی بوجہ عدم علم کوئی فعل خلاف حکم شرع کر بیٹھے تو اوسکی اصلاح
بذریعہ نزول وحی ضروری ہے مجیب لمہ کے ذمہ ضروری ہے کہ اس فرق مخترع کی دلیل معتبر تحریر فرمادیتا
دوسرے مجیب کا بطور یقین یہ فرمانا کہ بعض صحابہ حلت متعہ کے تو قائل تھے مگر زمانہ نزول وحی مین کسیکو متعہ کرنیکی ہرگز
نوبت نہین آئی ایسا یقین ہے کہ جسکی کوئی دلیل مجیب نے بیان نہین کی اور نہ آیندہ بیان کرنیکی امید بلکہ ظاہر
الفاظ حدیث کے مخالف ہے حضرت جابر فرماتے ہین کنا نستمتع بالقبضة من التمر والدقيق الايام على عهد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر حتی نہی عنہ عمر فی شان عمرو بن حریث حضرت جابر فرماتے ہین کہ ہم آپکے
اور حضرت صدیق اکبر کے زمانہ مین متعہ کرتے رہے یہانتک کہ حضرت عمر نے عمرو بن حریث کے قصہ مین اسکو اس سے
روکدیا اور جب خود عمرو بن حریث کا صحابی ہونا بھی ملحوظ ہو تو اور بھی مجیب کے دعوی بلا دلیل کی بے اصلی آنکھون سے
نظر آتی ہے اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ بوجہ عدم علم تحریم بعض صاحبون کو آپکے اور ابوبکر و عمر کے زمانہ مین متعہ
کی نوبت آئی اور اس امر کی نقل فرمانیوالے بھی صحابی ہین اور اخیر قصہ جسکے بعد حضرت عمر نے اہتمام کیساتھ
اسکو حرمت متعہ سے مطلع فرماکر اس قصہ کو بالکل روک دیا وہ بھی صحابی ہی ہے پھر تعجب ہے کہ ان ظاہر اور
بدیہی امور کو بالکل نظرانداز فرماکر ہمارے مجیب بے دلیل اپنی تخصیصات وقیود جاری کرتے ہین اور اوسکی
بنیاد پر حق اور مسلمات کی تغلیط و تردید فرماتے ہین اور کہتے ہین لہذا کوئی مثال آپکا ٹھیک نہین علاوہ ازین
ہم پہلے عرض کرچکے ہین کہ حضرت عمرو بن سلمہ کے پیچھے ایک جماعت صحابہ نے بحالت کشف عورت نماز پڑھی
اور عمرو بن سلمہ نے ایسی حالت مین نماز پڑہائی اور یہ نمازین ان سب حضرات کے نزدیک صحیح سمجھی گئین اور
اوسکے بارہ مین کوئی نص ممانعت بھی نازل نہوئی ہمارے مجیب کے قاعدہ کی موافق ضرور تہا کہ اس بارہ مین بذریعہ
نزول وحی اونکو متنبہ کیا جاتا علامہ قسطلانی اور فتح الباری شرح بخاری مین تحریر فرماتے ہین ولا استدلال بہ على
عدم شرط ستر العورة فی الصلوة لانها واقعة حال فيحتمل ان يكون ذلك قبل علمهم بالحكم اور دیکھیئے عبد اللہ بن حریث

سبکو اقرار ہے کہ اہل مدینہ نے اپنے اجتہاد سے اقامت جمعہ فرمائی تھی دوسرے امر کے جواب مین قصہ حرمت
متعہ کو بیان فرمایا ہے اور مجیب سلمہ کی تقریر سے یون مفہوم ہوتا ہے کہ اونہون نے اپنی خوش فہمی یا ہماری
خوش قسمتی سے یہ سمجھہ لیا کہ یہ ہر دو نظائر جواب ثانی کی ہین لاحول ولا قوۃ الا باللہ اس مختصر عرض کے سمجھہ
لینے کے بعد ہمارے مجیب کی تمام تقریر کی لغویت ایسا امر ہر گز نہین جو کوئی کم فہم بھی اوسمین متامل ہو
اب ہم حیا یفضولیات سے قطع نظر کرنیکے بعد مجیب کی خدمت مین ملتمس ہین کہ بیشک حق تعالی نے
بذریعہ وحی آپ کو جمعہ کی فرضیت کی خبر دیدی اور اگر اس جمعہ کا قایم کرنا عند اللہ منع ہوتا تو حق جل وعلی
ہر گز بذریعہ وحی فرضیت اوسکی نازل نفرماتا مگر یہ امر بالبداہتہ آپ کے اقرار سے خوب ظاہر ہو گیا
کہ حضرات صحابہ کرام نے بلا ورود حکم شریعت اپنے اجتہاد سے جمعہ قایم کیا تہا جس سے اوثق العری کا
یہ مضمون خوب واضح ہو گیا کہ حضرات صحابہ بہت سے افعال بلا اذن صریح واجازت آپکے بھی کر لیا کرتے
تھے وہو المطلوب سو اگر اہل جواثا نے بھی آپکے بلا اذن اپنے قریہ مین جمعہ قایم فرمالیا ہو تو باعث تعجب اور
موجب انکار کیا ہے ملکہ بہ نسبت اقامت انصار اہل جواثا کی اقامت بلا اطلاع حضرت فخر عالم صلی اللہ
وسلم اقرب الی الفہم اور احق بالتسلیم ہے انصار مدینہ نے تو جو کچھہ کیا بالکل اپنے اجتہاد سے کیا شرایط
وغیرہ تو درکنار اصل صلوۃ جمعہ ہی کا اوسوقت تلک شریعت مین پتا نہ تہا اور اہل جواثا تو مدینہ مین حاضر
ہو کر صلوۃ جمعہ اور اوسکے تمام حالات وکیفیات خوب مشاہد اور معلوم کر گئے تھے صرف اتنی بات اون کو
معلوم نہوئی کہ محل اقامت جمعہ خاص امصار ہین نہ قری جو مشاہدہ کے متعلق ہی نہین پہر تماشا ہے کہ
ہمارے حضرات محدثین ایسی بدیہی اور جلی امر کو بھی ملاحظہ نہین فرماتے بلکہ فہم سے دور اور انصاف سے
نفور ہو کر فرماتے ہین یہ مثال تو ہماری تائید کرتی ہے کسی بیچارہ نے سچ کہا ہے کہ سمجھے سو باولا اب ہم بجز
اسکے اور کیا عرض کرین کہ خدا کرے ہمارے مجیب علامہ کی پردۂ غیب سے ایسی ہی تائیدات ہوتی رہین
بالجملہ قصہ اسعد بن زرارہ امر اول بیان فرمودہ علامہ ابن حجر وغیرہ کے جواب مین بطور نظیر اوثق العری
مین مذکور ہے جسکو ہمارے مجیب نے اپنی فہم سے کچھہ کا کچھہ سمجھکر طوفان بے تمیزی کا مشاہدہ کرا دیا۔ اب
نظیر ثانی یعنی قصہ متعہ جسکی تفصیلی کیفیت اوپر عرض کر آیا ہون اوسکی نسبتہ جو محدث بنارسی تحریر فرماتے
ہین اوسکو سنئے قولہ دو چار صحابہ کو اوسکی نہی نہین معلوم ہوئی مگر اونہون نے نزول وحی کے زمانہ مین
متعہ کو کیا ہی نہین اگر کرتے تو بیشک اللہ تعالی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی خبر دیتا جب نہی
اون صحابہ کو پہنچی تو انہون نے بھی رجوع کیا لہذا کوئی مثال آپکی ٹہیک نہین انتہے۔ اقول مجیب سلمہ نے
تو جلی قلم سے لفظ جواب تحریر فرما کر عبارت مذکورہ بیان کردی جس سے سر دست ہر ایک ناظر یہی سمجھہ لیگا کہ مجیب نے

نے دربارۂ اقامت جمعہ فی القری اپنا خاصہ استدلال حنفیہ کے مقابلہ مین بنالیا اور عمرو بن سلمہ اور عبداللہ
بن انیس کے واقعہ کو عزل پر قیاس فرماکر جواز کشف عورت اور صلوۃ طالب کے بارہ مین حجۃ نہ بنایا بلکہ جو عذر
حنفیہ نے روایت جواثا مین کیا تہا بعینہ وہی عذر ان حضرات نے ان واقعات مین پیش فرمایا سواس فرق بلا
سبب کی کیا وجہ اسکے بعد مجیب بنارسی ارشاد فرماتے ہین اور دو شرطین جو آپنے جواز کی نکالی ہین تو وہ
شرطین دونون جمعہ مین پائی جاتی ہین جمعہ فی القری ہین کوئی ممانعت کی نص نہین بلکہ خلاف مین اسکی
نصوص ہین جیسی کہنے اوپر لکہی ہین اور فعل اور قول آپکا اسمین موجود ہے لہذا جو جواب حافظ ابن حجر اور علامہ
شوکانی نے دیا ہے بہت ٹہیک ہے انتہے اقول مجیب بنارسی کا مقصد یہ ہے کہ اوثق العری مین یہ فرمایا تہا
کہ صحابہ کرام جو فعل بلا اطلاع اور بدون حکم شارع علیہ السلام اپنی رائے سے کرین اور اوسکی ممانعت مین نزول
وحی نہو تو اوس امر کو مطلقاً جائز کہدینا اور صرف عدم نزول ممانعت سے اوسکو دلیل اباحت و جواز بنالینا درست
نہین بلکہ تاوقتیکہ اوسمین دو شرطین نہ پائی جائینگی اوسوقت تلک امر مذکور کو بوجہ عدم نزول ممانعت جائز نہین
کہسکتے ایک یہ کہ دربارۂ امر مذکور کوئی نص ممانعت موجود نہو دوسرے عامہ صحابہ اوسپر تعامل فرماوین نہ چند حضرات
اگر ان دونون شرطون مین سے ایک شرط بہی مفقود ہوگی تو امر مذکور کا جواز دعوی بلا دلیل سے زاید وقعت
نرکہیگا اسپر ہمارے مجیب محدث ہردو شرط مذکورہ بالا کو تسلیم فرماکر ارشاد کرتے ہین کہ یہ دونون شرطین جمعہ
جواثا مین موجود ہین تو اب حسب بیان اوثق العری قصہ جواثا سے اقامت جمعہ فی القری کا جواز ثابت ہونا مسلم
ہونا چاہئے مگر ہم کیا جو مجیب کی اس عبارت کو دیکہیگا نہایت متعجب ہوگا کیونکہ مجیب کا دعوی تو یہ کہ دونون شرطین
مذکورۂ اوثق العری جمعہ جواثا مین موجود ہین اور عبارت مین فقط شرط اول یعنی نص ممانعت کا موجود نہونا مجیب نے بیان
کیا ہے شرط ثانی یعنی عامہ صحابہ رضوان اللہ علیہم کا اوسپر تعامل فرمانا اوسکا کہین نشان تلک بہی نہین اور یہ ہم
بہی عرض کرآئے ہین کہ اگر ہردو شرائط مذکورہ بالا سے ایک شرط بہی مفقود ہوگی تو جواز امر مذکور قابل قبول نہوگا
نظر برین ہمکو مجیب کے کسی بات کے جواب دینے کی ہرگز ضرورت نہین مجیب کو لازم ہے کہ شرط ثانی یعنی اقامت
جمعہ فی القری کو عامہ صحابہ کا معمول بہا ہونا ثابت فرماوین اوسوقت البتہ مطالبہ جواب ہمسے ہوسکتا ہے اور
فقط ایک شرط کو بیان کرکے ہمپر الزام قایم کرنا اور جواب کا منتظر ہونا کہلم کہلا اپنے عجز و قصور کا اعتراف کرنا ہے
لیکن محض تبرعاً ہم یہ بہی لکہے دیتے ہین کہ شرط اول یعنی دربارہ جمعہ فی القری کسی نص ممانعت کا نہونا یہ بہی مجیب
سلمہ کا بالکل خیال خام اور خلاف واقع امر ہے بعض روایات حدیث اور فعل نبوی اور تعامل اہل عوالی
و دیگر اصحاب اور قول حضرت علی و حضرت عثمان رضوان اللہ تعالی علیہم جو اوراق سابقہ مین منقول ہوچکے
ہین تماماً جمعہ فی القری کے مخالف اور وہی ممانعت کے قایم مقام ہین جس سے بوضاحت تام معلوم ہوگیا کہ

آپ نے خالد بن سفیان کے قتل کی غرض سے جو روانہ فرمایا تہا اوس قصہ مین وہ فرماتے ہین فانطلقت امشی وانا اصلی اومی ایماء اسکی شرح مین علامہ شوکانی تحریر فرماتے ہین لایتم الاستدلال علی ذلک بحدیث عبد اللہ بن انیس الا علی فرض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قررہ علی ذلک والا فہو فعل صحابی لا حجۃ فیہ قال ابن المنذر کل من احفظ عنہ العلم یقول ان المطلوب یصلی علی دابتہ یومی ایماء وان کان طالبا نزل فصلی بالارض انتہے ان ہر دو قصون سے صاف ظاہر ہے کہ فعل صحابہ کو جمہور علمانے اس موقع پر قابل استناد وعمل نہین سمجہا اور دیگر دلایل وقواعد شرعیہ کیوجہ سے اونکو ترک فرمایا اور یہی عذر پیش کیا کہ ان امور کے بارہ مین آپکی اجازت وتقریر چونکہ ثابت نہین ہوئی اسلئے اون قواعد ودلائل مسلّمہ کے معارض نہین ہوسکتی اور خود حافظ ابن حجر اور قاضی صاحب بہی اس عذر مین جمہور کے شریک حال ہین حالانکہ ان دونون واقعون مین وحی ممانعت نازل نہین ہوئی بعینہ یہی حال اقامت جمعہ فی جواثا کا ہے کہ چونکہ اقامت مذکور تعامل زمانہ نبوی وغیرہ کے صریح مخالف ہے اور اوسکے بارہ مین اجازت وتقریر کا پتہ بہی نہین تو اسلئے حسب ارشاد قاضی صاحب یہان بہی وہی عذر کیا جائیگا کہ بمقابلہ دلیل یقینی وعادت مستمرہ اس دلیل احتمالی کو ہم قبول نہین کرسکتے تاوقتیکہ کسی دلیل قوی سے اوسکا حقیقۃً یا حکماً مرفوع ہونا ثابت نکیا جائے اور عذر عدم نزول وحی اور عدم صدور نہی حسب ارشاد قاضی صاحب وعلامہ ابن حجر جیسا امور مذکورہ بالا مین قابل قبول نہین ایسا ہی دربارۂ جمعہ جواثا یہ عذر بالکل بارد اور لنگ ہے اور قاضی صاحب اور اونکے اتباع سے بالخصوص ہمکو نہایت تعجب ہے کہ قصہ جواثا کو صرف اس خیال سے اپنا مستدل بناتے ہین کہ بر تقدیر مخالفت وخطا اوسکا تخطیہ بذریعۂ نزول وحی ضرور کیا جاتا کیونکہ اول تو اونکا یہ ارشاد اوس ارشاد کے صریح مخالف ہے جو عبد اللہ ابن انیس رضی اللہ تعالی عنہ کے قصہ مین منقول ہوچکا دوسرے قاضی صاحب اپنی تالیفات مین قول وفعل صحابی کو مطلقا لیس بحجۃ فرماتے ہین باوجود ان تمام باتون کے جو قصہ جواثا کو مستدل بنایا جاتا ہے اور اپنے مذہب اور قول کی موافقت اور مخالفت کا بہی خیال نہین کیا جاتا بشرط انصاف اس سے زیادہ ثبوت مجبوری کے اور کیا دلیل ہوگی بالجملہ علامہ بنارسی کے کلام سے ظاہر ہے کہ وہ زمانۂ نزول وحی مین فعل صحابی کو مطلقاً حجۃ تسلیم فرماتے ہین سو اونکو لازم ہے کہ اول اس دعوی کی اثبات کے لئے کوئی دلیل قابل قبول بیان فرماوین اور اگر خاص کسیکی تقلید اسکا باعث ہے تو اکابر مین سے کسیکا نام بتلائین جسکا یہ مذہب ہو کہ فعل صحابی مطلقاً حجۃ ہے اور قصہ متعہ اور واقعہ عمرو بن سلمہ اور عبد اللہ بن انیس جو معروض ہوچکے ہین اونکا جواب معقول عنایت ہو اور علامہ ابن حجر اور قاضی صاحب کہ جنکا امر متنازع فیہ مین مجیب سلمہ اتباع اور تقلید کر رہے ہین اونکی ہر دو قول مین وجہ توافق بہی ارشاد ہو قصہ جواثا کو تو واقعہ عزل پر محمول فرماکر دونون مطلوبون

عبارت اوثق العری صرف اظہار کمال کے لئے اور بقول شخصے تیلی بے تیلی تیہرے سر پر کہو تو ہمارے بوجھ مین وا بنے کی غرض سے یہ تک بندی کی ہے تو اسکا یہی جواب ہے شعر

نگفتہ ندارد کسے با تو کار　　ولیکن چو گفتی ویلشس بیار

مگر مجیب غالبًا کیا بلکہ یقینًا یہ فرماوینگے کہ دلائل مقبولہ معتبرہ ہمارے کلام مین صریح موجود ہین لیکن اہل فہم اول نظر مین انشاء اللہ معلوم کرینگے کہ اقوال علماء مثل حافظ ابن حجر اور امام نووی رحمہما اللہ جو آپنے نقل فرمائے ہین وہ بیشک مقبول و معتبر ہین مگر اسکا کیا علاج کہ آپکے مدعی کے لئے ہرگز دلیل نہین ہوسکتی اور جو بات دلیل آپکی ہوسکتی ہے وہ مقبول نہ معتبر الحاصل جو امر مقبول ہے وہ آپکی دلیل نہین اور جو دلیل ہے وہ مقبول نہین پہر اثبات مدعی ہو تو کیونکر ہو خیر زواید امور سے قطع نظر کرکے یہ گذارش ہے کہ یہ امر تو بدیہی ہے کہ مجیب نے جو افعال صحابہ کی دو قسمین بیان فرمائی ہین اونمین سے مقصود بالبحث اور ہماری غرض کے متعلق صرف قسم اول ہے یعنی وہ افعال جو حضرات صحابہ کرام نے زمانہ نزول وحی مین کئے قسم ثانی سے ہمکو نہ کوئی غرض نہ اومین نزاع سو ہمارے مجیب نے قسم اول کی دو صورتین بیان فرمائی ہین اول یہ کہ اون افعال کی نسبت آپکی اطلاع اور عدم اطلاع مین سے کوئی جانب معلوم نہوئی ہو دوسرے وہ افعال اصحاب کہ جنکی بابت آپکی عدم اطلاع ظاہر ہو اور ان دونون صورتون مین علی الاطلاق افعال مذکورہ کو حکما مرفوع اور قابل احتجاج فرما چکے ہین جسمین نہ صرف ہمکو بلکہ سبکو خلاف ہے مگر مجیب سلمہ نے ہر دو صورت مین اپنی دلیل بیان فرمائی ہے صورت اولی کے ثبوت حکم کے لئے تو علامہ ابن حجر وغیرہ کے کلام نقل کی ہے جنسے ثابت ہوتا ہے کہ صحابی کا کنا نفعل کذا اور کنا نقول کذا وغیرہ فرمانا علی الاصح حکما مرفوع شمار ہوتا ہے مگر بشرط فہم یہ امر نہ مجیب کو مفید اور نہ ہمکو مضر بلکہ ان ارشادات اکابر کا تو وہی مطلب ہے جو شرط ثانی مذکورۂ اوثق العری کا مقصد تہا یعنی عامہ صحابہ کا اوسپر تعامل فرمانا کما مر اہل فہم تو میری اس غرض کو عبارات و امثلہ احادیث منقولہ مجیب ہی ملاحظہ فرما کر بلا تامل تسلیم فرمالینگے تمام امثلہ مین وہی امور مذکور ہین جنپر بالبداہتہ عامہ اصحاب کا عمل تہا اور فیما بین صحابہ بلا نکیر وہ امور مسلم تہی بلکہ ظاہر یہ ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اون امور کی اطلاع تہی اور بعض امثلہ تو ایسے ہین کہ احادیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپکو بالیقین اون امور کی اطلاع تہی اور آپکے ارشاد سے ہی اون امور پر صحابہ کرام عملدرآمد کرتے تہے سو ایسے افعال صحابہ کے مرفوع کہنے مین کسکو تامل ہوسکتا ہے اور ہمارے نزاع کو ایسے امور سے کیا تعلق جو مجیب بے سوچے اونکو ہمارے مقابلہ مین پیش کرتے ہین مگر مجیب کی تنبیہ کی غرض سے اتنا اور

دونون شرطون مین سے ایک شرط بھی جمعہ فی القری مین موجود نہین پہر اسپر بھی قصہ اہل جواثا سے اقامت
جمعہ فی القری کی توقع رکہنا ہمارے مجیب کی بہت واضح اور بین کرامت ہے باقی اونکا یہ فرمانا کہ حضرت فخر عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کا قول وفعل دربارۂ اقامت جمعہ فی القری موجود ہے اوسکی حقیقت مفصلہ معروض ہو چکی
ہے بار بار عرض کرنیکی حاجت نہین اور اخیر مین علامہ ابن حجر اور قاضی صاحب کے جواب مذکورہ بالا کی
مکرر توثیق فرمانا بناء فاسد علی الفاسد سے کسیطرح کم نہین کما مر تفصیلہ اب یہ عرض ہے کہ محدث بنارسی نے
جو کچھ تحقیق فرمائی تھی بحمد اللہ اوسکی جوابدہی سے تو نجات ملی اب مولانا ابو المکارم نے جو اسبارہ مین جد و
جہد کی ہے اوسکی بھی حقیقت کسیقدر عرض کر دینا مناسب سمجہتا ہون مولانا ابو المکارم تحریر فرماتے ہین
کہ قبل اسکے کہ مین آپکی تقریرات پر بحث کرون تقریرات مندرجۂ ذیل کو ملاحظہ فرمالین اور یہ لکہکر جو علامہ موصوف
نے ایک صفحہ سے زاید تحریر فرمایا ہے اوس تمام تقریر کا لب لباب یہ ہے کہ افعال صحابہ دو طرح کے ہین ایک
تو وہ افعال ہین جو زمانہ نبوت مین واقع ہوئے او. اوسکی پہر دو صورتین ہین ایک تو یہ کہ اون افعال کی نسبت
آپکی اطلاع اور عدم اطلاع کچھہ ظاہر نہو دوسری صورت یہ ہے کہ اون افعال کی نسبت آپکی عدم اطلاع ثابت ہو
اور دوسری قسم مین وہ افعال داخل ہین جو حضرات صحابہ سے بعد زمانہ نبوت واقع ہوئے اسکی بھی دو صورتین
ہین مدرک بالرای ہون یا غیر مدرک بالرای اول قسم کی پہلی صورت جسکی نسبت اطلاع وعدم اطلاع کا ثبوت
نہین حکما مرفوع ہے اور اسکی اثبات کے لئے مجیب نے فتح الباری تدریب الراوی وغیرہ کی عبارتین بھی نقل فرمائے
ہین اور قسم اول کی صورت ثانیہ جسکی نسبتہ عدم اطلاع حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہے گو اصطلاح
مین اس قسم کو حکما مرفوع نکہین لیکن صحت احتجاج مین صورت اول کے مساوی ہے کیونکہ وہ افعال اگر
ناجائز ہوتے تو زمانہ نزول وحی مین اونکی ممانعت ضرور نازل ہوتی اب باقی رہی قسم ثانی سو اوسکی صورت
اولی یعنی افعال مدرک بالرای کو البتہ موقوف کہا جاتا ہے اور صورت ثانی یعنی افعال غیر مدرک بالرای
حکما مرفوع ہوتے ہین آپ ہماری عرض سنئے مجیب کی تمام تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ افعال صحابہ کی جملہ اقسام
مین سے فقط وہ افعال جو بعد زمانہ نبوت ہوئی ہون اور رائے اور قیاس کو اونمین دخل بھی ہو مرفوع
اور حجۃ نہین سمجھی جائینگی اور اس صورت کے ماسوا سب صورتین افعال صحابہ حکما مرفوع اور قابل احتجاج ہونگی
خواہ اونکی نسبت آپکا عدم علم ہی کیون نہ محقق ہوجائے سو ہم بخوف طول سب باتون پر خاک ڈالکر اپنے
مجیب ابو المکارم سے اول تو یہ دریافت کرتے ہین کہ تقسیم وتفصیل مذکورہ اور اوسکے احکام جو مجیب نے تحریر
فرمائے ہین کتب واقوال معتبرہ مین کہین اوسکا پتہ ہی یا نہین اگر تفصیل مذکورہ بتمامہا کہین موجود ہو
تو براہ عنایت ہمکو بھی مطلع فرمانے مین بخل نکرین اور اگر کہین کا سر اور کہین کا پیر لیکر ہمارے مجیب نے بمقابلہ

جواب ازابوالمکارم

جواب

صحابہ صرف بعض صحابہ کا عمل حکماً مرفوع اور قابل احتجاج ہوتا ہے بالجملہ ہر دو شرائط مذکورہ اوثق العری کے عدم تحقق کی صورت مین کسی حدیث سے فعل صحابی کا صرف اسوجہ سے ستدل ہونا ثابت اور مستنبط کیا جائے کہ اگر وہ امر ناجائز ہوتا تو ضرور تہا کہ اللہ تعالی اوسکی ممانعت مین وحی نازل فرماتا کیونکہ درصورت تحقق ہر دو شرط معلومہ تو ہمکو بھی یہ بات مسلم ہے کہ فعل مذکور جواز کے لئے حجت ہوتا ہے اور آپنے جتنے امثلہ نقل فرمائے ہین جنسے تعامل صحابی کا دلیل جواز ہونا معلوم ہوتا ہے اون سب مین ہر دو شرط یعنی عدم نص ممانعت اور عامہ صحابہ کے تعامل کے سوا بعض امثلہ مین امر اور تقریر نبی علیہ السلام تلک موجود ہے چنانچہ یہ تمام امور مفصلاً معروض ہو چکے ہین مگر مجھکو خوش فہمی ابنای روزگار سے اندیشہ ہے کہ دیکھیئے بلا تدبر حقیقۃ الحال کیا کیا گل کھلاتے جاتے ہین واللہ الموفق والمعین ہمکو اس امر پر تاسف کے ساتھ تحیر بھی ہوتا ہے کہ مجیب ابو المکارم نے کسی ضرورت سے یہان ایسی باتین تو بیان فرمائین کہ جس سے حاطب اللیل کی بھی وقعت جاتی رہی یا یون کہیئے کہ بڑہ گئی مگر اصل مدعی یعنی حافظ ابن حجر وغیرہ کا قصہ جوانا کو قصہ عزل پر قیاس فرما کر حنفیہ کے اعتراض کا جواب دینا اسکی نسبت یہ بھی نفرمایا کہ یہ قصہ اونکے صور اربعہ مین سے کونسی صورت مین داخل ہے بلکہ اسکے بعد دوسرے قول مین جو کچھہ مجیب تحریر فرماتے ہین اوس مین صاف اقرار کرتے ہین کہ تقریر نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم دربارۂ عزل موجود ہے جس سے یہ امر اظہر من الشمس ہوگیا کہ مجیب کے صور اربعہ مین سے کسی صورت مین بھی قصہ عزل داخل نہین جسپر ہمکو مجیب کی خامہ فرسائی پر جسقدر افسوس اور اپنے اوراق سیاہ کرنے پر جتنا دل دُکھے تہوڑا ہے مجیب کو لازم ہے کہ ان بلند پروازیون کو چہوڑ کر اوثق العری مین جو علامہ ابن حجر کے قیاس کا تحقیقی جواب تحریر فرمایا ہے اوسکا کوئی جواب قابل قبول اہل علم بیان فرماوین اور اوثق العری مین اپنے اثبات مدعی اور تائید مطلب کے لئے جو قصہ متعہ کو پیش کیا ہے اوس سے بھی رستگاری کی کوئی صورت نکالین تماشہ ہے کہ مجیب سلمہ اتنی دیون لازمہ سے قطع نظر فرما کر بتبرع بے سود فرمانے کو تیار ہوگئے اور اتنے مہلت ملجائے تو چند امثلہ حدیث جو بجواب محدث بنارسی معروض ہو چکے ہین اونکی بات بھی کچھہ ارشاد فرماوین اور انہین امثلہ پر بس نہین بلکہ امر متنازع فیہ کی مثالین آپ اور آپکے معتمد علیہم کے مذہب اور اقوال کے موافق روایات حدیث مین بکثرت موجود ہین۔ چونکہ مجیب نے اس موقع پر تبرع کو امر واجب سے بھی بڑہادیا ہے اسلئے امثلہ مذکورہ کے ماسوا ایک دو مثال علامہ شوکانی کے کلام سے اور بھی تبرعاً عرض کئے دیتے ہین صحیح بخاری مین ہے وعن جابر قال دفن مع ابی رجل فلم تطب نفسی حتی اخرجتہ فجعلتہ فی قبر علی حدۃ اور بخاری کی دوسری روایت مین فاستخرجتہ بعد ستۃ اشہر موجود ہے اور یہ قصہ غزوۂ اُحد کا ہے جس سے صاف معلوم ہوگیا کہ یہ فعل حضرت جابر زمانۂ نزول وحی کا ہے جو مجیب ابو المکارم کے قاعدۂ مخترعہ کی موافق حکماً مرفوع اور بلا تامل معمول بہ ہونا چاہیئے اب اسکی شرح مین قاضی صاحب علیہ الرحمۃ

عرض کئے دیتا ہون کہ جملہ امثلہ مذکورہ مین ملاحظہ فرمالیوین کہ صیغہ جمع اور ضمیر جمع صاف موجود ہی
جسکا مطلب یہ ہے کہ عامہ صحابہ ایسا کیا کرتے تھے یا عامہ صحابہ ایسا فرمایا کرتے تھے علی ہذا القیاس
دیگر امثلہ کو خیال فرمالیجے سویہ امر ہرگز ہمارے مخالف نہین بلکہ بعینہ یہ وہی امر ہے جو اوثق العری مین
مذکور ہوچکا اور ہم بھی اوسکی تفصیل عرض کرچکے ہین اب ہمارے مجیب کم سے کم اتنا تو ضرور کرین کہ احادیث
مین بھی سے کوئی ایسی مثال تلاش فرمادین کہ جسمین صیغہ مفرد اور ضمیر مفرد موجود ہو اور حضرات علماء نے
صرف اسوجہ سے اوسکو مرفوع بتلایا ہو اور اگر آپ اتنا بھی نکرسکین تو پھر مقتضائے تدین والضاف
یہ ہے کہ اپنی ان ایجادات بے سود سے یکسو ہوکر ارشاد اوثق العری کو تسلیم فرمایا جاوے بالجملہ مجیب سلمہ
نے جو عبارات نقل فرمائی ہین وہ سب ہمکو مقبول و مسلم ہین لیکن بجائے اسکے کہ عبارات مذکورہ مجیب کی
مدعی کے لئے دلیل اور حجۃ ہون سراسر اوثق العری کے مضمون کی موید اور مطابق ہین مگر اسکا کیا علاج کہ
ہمارے مجیب الضاف ہی نفرماوین اور فہم مطالب کا ارادہ بھی نکرین ہمارا تجربہ یہ بتلا رہا ہے کہ مجیب نے
سہل امر یعنی محض نقل عبارات تو اپنے حصہ مین لے رکھا ہے اور دشوار امر یعنی اون عبارات کا مطلب
سمجھنا بے الضافی سے ہمارے ذمہ لازم کردیا ہے اب صورت ثانی یعنی جن افعال کی نسبت آپکی عدم
اطلاع ثابت ہو اوسکے قابل احتجاج اور واجب التسلیم ہونیکے لئے مجیب یہ استدلال بیان فرماتے ہین
کہ گو اون افعال کی آپکو اطلاع نہین ہوئی لیکن وہ افعال ناجائز ہوتے تو ضرور تہا کہ اللہ تعالی اونکی
ممانعت مین وحی نازل فرماتا سو یہ دلیل بیشک مثبت مدعائے مجیب ہے مگر بالکل غیر مقبول اور محض غیر
معتبر ہے افسوس کہ مجیب نے اپنے اس ارشاد کے لئے کوئی دلیل قوی ضعیف بیان ہی نہین فرمائی
جو اوسکی نسبت کچھہ عرض کیا جاتا یا تو مجیب کو کوئی دلیل ملی ہی نہین یا بدیہی الثبوت سمجھکر اسطرف
توجہ نہین فرمائی والظاہر ہو الاول پہلی صورت مین موافقت اور عدم موافقت سے قطع نظر فرماکر کتب
معتبرہ کی چند عبارات تو نقل فرمادی تہین یہان معلوم ہوتا ہے کہ اتنی بھی گنجایش نہین ملی حالانکہ متنازع
فیہ دراصل یہی بات تھی کہ عدم نزول ممانعت کس موقع مین حجۃ ہوسکتا ہے اور کس موقع مین نہین بہر
حال مجیب کو لازم ہے کہ اپنے اس دعوی پر کہ مطلقاً افعال صحابہ واقعہ زمانہ نزول وحی بشرط عدم نزول
ممانعت حکما مرفوع اور حجۃ اور واجب التسلیم ہوتے ہین بیان فرمائین دلیل نقلی میسر نہو تو کوئی
دلیل عقلی ہی سہی مگر محض خیالی نہو اور اگر کسی روایت حدیث سے اپنے مدعی کو مستنبط فرمائین تو وہ
امثلہ ایسے نہون جیسے فتح الباری وغیرہ کے حوالہ سے بلا تدبر یہان نقل کی گئی ہین جنکی کیفیت عرض کرچکا
ہون بلکہ ایسی مثال ہونی چاہئے کہ جس سے یہ معلوم ہوجائے کہ باوجود نفس ممانعت یا بدون التفاعل عامہ

دوسرے یہ کہ عامہ صحابہ اوسپر تعامل فرماوین نہ چند حضرات چنانچہ یہ تمام تقریرات تشریح و توضیح کے ساتھ یہ احقر بھی
عرض کر چکا ہے مگر مجیب ابو المکارم نے ہر دو شرط مذکورۂ بالا کی نسبت تو کسی قسم کی گفتگو نہین فرمائی بلکہ ایک تقریر
طبعزاد بطور تمہید تحریر فرما کر جسکا حال مفصلاً عرض کر چکا ہون ارشاد فرماتے ہین کہ صورت اول مین عامہ صحابہ
کی قید لگانا غلط ہے کیونکہ اس صورت کی افعال بدون اس قید کے حجۃ ہین ہمارے مجیب کا اسکو صورت اولی
سے تعبیر فرمانا اور اسکے آگے افعال کے قبل لفظ اس صورت زیادہ کرکے افعال کی تخصیص فرما دینا ایسا خرلطہ
ہے کہ باعلی ندا یہ کہہ رہا ہے کہ مجیب علام نے اوثق العری کی عبارت پر اعتراض کرنیکا ایسا عزم مصمم فرمالیا ہے
کہ خواہ عبارت اوثق العری کا مطلب بھی سمجھہ مین نہ آئے مگر اعتراض ضرور کرینگے سو ہم بھی اس خرافات سے
قطع نظر کرکے اونکے اصل اعتراض کا جواب عرض کرتے ہین اوثق العری مین تحریر فرمایا تہا کہ جس فعل کو صحابہ نے
معمول بہ بنایا اور بذریعۂ نزول وحی اوسکی ممانعت کی نوبت نہ آئی تو فقط اتنی بات سے اوس امر کا جواز ثابت
نہوگا تاوقتیکہ دو شرطین نہ پائی جائین اول یہ کہ امر مذکور کی نسبت کوئی نص ممانعت موجود نہو دوسرے وہ امر
عامہ صحابہ کا معمول بہ ہو نہ چند حضرات اصحاب کا اور اوسکی نظیر مین قصہ متعہ اوثق العری مین پیش فرمایا تہا مگر مولانا
ابو المکارم نے تمام امور سے قطع نظر کرکے ایک تمہید بیان کی جس مین یہ دعوی کیا کہ حضرات صحابہ خواہ ایک دو ہی
کیون نہون زمانۂ نبوت مین جب کوئی فعل کرینگے اور نص ممانعت اوسکے بارہ مین نازل نہوگی تو وہ فعل صحابی حدیث
مرفوع کے حکم مین ہوگا اور اوسپر عمل کرنا لازم ہوگا مگر ہم عرض کر چکے ہین کہ مجیب کا یہ اختراع بلادلیل ہی نہین بلکہ
روایات حدیث و مذہب علما سبکے مخالف ہے کما مر مفصلاً اب اسی امر مخترع کے بہروسے پر مجیب موصوف
تحریر فرماتے ہین (کہ اس صورت کے افعال بدون اس قید کے حجۃ ہین) حالانکہ افعال مذکور کا بدون قید
معلوم کے حجۃ ہونا بالکل غلط ہے کیونکہ یہ امر محقق ہو چکا ہے کہ تاوقتیکہ کوئی فعل عامہ صحابہ کے نزدیک معمول بہ
نہو صرف بعض اصحاب کے معمول بہ فرمالینے اور اوسکے بارہ مین نزول ممانعت نہونے سے فعل مذکور جائز نہ سمجہا جائیگا
مجیب کو چاہئے کہ اپنے دعوی کے لئے دلیل معتبر بیان فرماوین اور یہ نہوسکے تو اسکے بارہ مین جو کچھ اوثق العری مین
تحریر فرمایا ہے اور جو کچھ اوراق گذشتہ مین ہم عرض کر چکے ہین اونہین کا جواب ارشاد ہو بدون غور و تامل فقط بنائے
فاسد علی الفاسد سے بجز نقصان مایہ و شماتت ہمسایہ کوئی منفعت متصور نہین ہم مکرر سہ کرر بحوالہ اوثق العری عرض
کر چکے ہین کہ حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کا کوئی فعل فقط اتنی بات سے کہ اوسکی ممانعت مین
کوئی وحی نازل نہین ہوئی حجۃ جواز نہین ہوسکتا بلکہ ضرور ہے کہ فعل مذکور عامہ صحابہ کا معمول بہ بھی ہو آپ کو
لازم تہا کہ ہر دو شرط مرقومہ اوثق العری مین سے کسی شرط کی تغلیط پر کوئی دلیل پیش کرتے آپنے اوسکے مقابلہ
مین البتہ یہ دعوی تو کیا کہ فعل صحابہ زمانۂ نزول وحی مین مطلقاً حجۃ اور حکماً مرفوع سمجہا جاتا ہے تاوقتیکہ اوسکی

نیل الاوطار مین ارشاد فرماتے ہین فیہ دلیل علی انہ یجوز نبش المیت لامر یتعلق بالحی لانہ لاضرر علی المیت فی دفن میت
آخر معہ وقد بین جابر ذلک بقولہ فلم تطب نفسی ولکن ہذا ان ثبت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذن لہ بذلک او قررہ
علیہ والا فلا حجۃ فی فعل الصحابی انتہے اب اہل انصاف اور خود حضرت مجیب ملاحظہ فرمائین کہ قاضی صاحب کسکی
موافقت فرماتے ہین اور فعل صحابی حاضر باش خدمت جناب رسالتمآب علیہ الصلوۃ والسلام کو کس صراحۃ کے
ساتھ والا فلا حجۃ فی فعل الصحابی فرماکر ساقط الاحتجاج بتلا رہے ہین اور فعل بھی وہ جسکا تحقق زمانۂ نزول
وحی مین متیقن اور مسلم ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اوسکی عدم اطلاع اہل جواثا کے فعل کی عدم
اطلاع سے بدرجہا مستبعد اور لیجئے عن شریح بن عبید الحضرمی ان رجالا قبروا صاحبا لہم لم یغسلوہ ولم یجدوا لہ کفنا
ثم لقوا معاذ بن جبل فاخبروہ فامرہم ان یخرجوہ فاخرجوہ من قبرہ ثم غسل وکفن وحنط ثم صلی علیہ انتہے اسکی شرح مین
قاضی صاحب فرماتے ہین فیہ انہ یجوز نبش المیت لغسلہ وتکفینہ والصلوۃ علیہ وہذا وان کان قول صحابی ولا حجۃ
فیہ ولکن جعل الدفن مسقطا لما علم من وجوب غسل المیت او تکفینہ او الصلوۃ علیہ محتاج الی دلیل ولا دلیل انتہے
ہرچند یہ ارشاد معاذ بن جبل آپکے زمانہ سے بعد کا ہو مگر قاضی صاحب قول صحابی کی نسبت مطلقاً لاحجۃ فیہ
فرمارہے ہین جس سے صاف ظاہر ہے کہ قاضی صاحب کے نزدیک قول صحابی کسی حالت مین بھی حجۃ نہین
اور ہمارے مجیب ابو المکارم نے جو تفصیل بیان فرمائی ہے اوس سے قاضی صاحب بمراحل بعید ہین قصہ جواثا
مین تو ایک ضرورت خاص سے حافظ وقاضی رحمۃ اللہ علیہما نے قصہ عزل کو پیش فرماکر اوسپر قیاس کیا ورنہ
ہر دو حضرات اس قاعدہ کو کلیۃً ہرگز تسلیم نہین کرتے چنانچہ امثلہ سابقہ ولاحقہ جو ہمنے عرض کی ہین بالتصریح ہماری
گذارش پر دال ہین تعجب ہے کہ ہمارے مجیب تصریحات کثیرہ کو پس پشت ڈالکر اونکی صریح مخالف تائید مشرب
کی ضرورت سے ایسے قواعد اختراع فرماتے ہین کہ جسکا تسلیم کرنا مجیب سامہ کے سوا کسی سے متوقع نہین مجیب
ابو المکارم کی تقریرات جو بطور تمہید اونہون نے بیان فرمائی تہین اونکی حقیقۃ تو معلوم ہو چکی اب مجیب موصوف
اصل مدعی کی طرف متوجہ ہوکر فرماتے ہین جب یہ تمام باتین ممہد ومنقح ہو چکین تو مین آپکی تقریرات کیطرف
متوجہ ہوتا ہون آپ نے جو اپنی صورت اولی مین عامہ صحابی کے تعامل کی قید لگائی ہے یہ قید غلط ہے
اسواسطے کہ اس صورت کے افعال بدون اس قید کی حجۃ ہین انتہے اقول یہ امر تو پہلے معروض ہو چکا ہے
کہ اقامت جمعہ فی جواثا اور عدم نزول ممانعت ان ہر دو امر کو علامہ ابن حجر اور قاضی شوکانی نے اقامۃ جمعہ
فی القری کے لئے مستدل بنایا ہے اور اوسکی نظیر مین واقعہ عزل کو پیش فرمایا ہے جسکے جواب مین اوثق العری
مین یہ ارشاد فرمایا تہا کہ فعل صحابہ بدون علم وارشاد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مطلقاً ثبوت امر مذکور کے لئے حجۃ
نہین ہوتا بلکہ فعل مذکور کی مستدل ہونے کے لئے دو شرطین ضرور ہین ایک یہ کہ اوسمین کوئی نص ممانعت موجود نہو

سے مسائل جنپراونکو وثوق بلکہ خاص ناز و اعتماد تہا مجیب کے اس قاعدہ مخترعہ کی بدولت تار عنکبوت ہوجاوینگے
اور سب ناز و اعتماد خاک مین ملجاوے گا سوالصاف و فہم سے ملاحظہ فرمایئے کہ قرارۃ فاتحہ خلف الامام
جسکی فرضیت سے صلوۃ سریہ وجہریہ مین یہ حضرات بڑے طمطراق سے قایل ہین اور حنفیہ پر بڑے منہ بہر بہر کر طعن
و تشنیع کیا جاتا ہے اور متعصبین بدفہم حنفیہ کے سلف و خلف کی نمازون کو علی الاعلان باطل محض نہایت
اصرار اور ضد کے ساتھ بتلا رہے ہین اس قاعدہ مخترعہ کی بدولت حنفیہ کی طرف سے بلا تکلف اوسکے بہت
سے جوابات شافی ہوجاوینگے اور اپنے قاعدہ مخترعہ کی پابندی کی ضرورت سے مجیب کو جہک مار کر سبکو
تسلیم کرنا پڑیگا کیونکہ اول تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا فتوی اور اونکا فعل اصح الاسانید
یعنی عن مالک عن نافع عن ابن عمر کے ذریعہ سے موطا امام مالک وغیرہ مین موجود ہے کہ وہ خود بھی خلف الامام
قرارۃ نہین فرماتے تھے اور دوسرون کو بھی اس سے منع فرمایا کرتے تھے اور ہمارے مجیب کو اپنے قاعدہ
مخترعہ مسلمہ کے مطابق یہ ماننا ضرور پڑے گا کہ یہ روایۃ مرفوع ہے باقی یہ بات کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا
فتوی اور عمل مذکور زمانہ بعثت کا قصہ ہے یا بعد کا سو ایسے توہمات لایعنی کو کوئی عاقل قابل التفات نہ
سمجھے گا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف یہ خیال کرنا کہ شاید زمانہ نبوت مین قرارت خلف الامام کیا کرتے
ہون اور بعد زمانہ نبوت پہر ترک فرمادی ہو سب جانتے ہین کہ کس قدر بیہودہ خیال ہے کچھ بھی فہم و انصاف
ہو تو بالبداہتہ یہ امر متیقن نظر آتا ہے کہ جب کسی صحابی سے کوئی فتوی منقول ہوگا تو اونکا عمل بھی ظاہر ہے
کہ اوسی کے مطابق ضرور ہوگا علی ہذا القیاس جب کسی صحابی کا کوئی فعل درباره مسائل شرعیہ محقق
ہوگا تو بالبداہتہ یہی کہنا پڑے گا کہ زمانہ حیات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مین بھی اونکا وہی عمل
ہوگا یہ نہین کہ بلا دلیل معتبر محض اپنے توہم سے کوئی نادان یہ کہنے لگے کہ شاید زمانہ نزول وحی مین
اونکا عملدرآمد کچھہ اور ہوگا اور اب کچھہ اور ہوگیا ہو ہان اگر دلیل معتبر سے کسی صحابی کا رجوع ثابت ہوجاوے
جو قلیل الوجود امر ہے تو مضائقہ نہین علاوہ ازین اگر مجاراۃ للخصم کوئی اس امر کو تسلیم بھی کرے کہ
شاید ابن عمر رضی اللہ عنہ آپ کے زمانہ مین قرارۃ خلف الامام کیا کرتے ہون اور آپ کے بعد چھوڑ
بیٹھے ہون اور دوسرون کو بھی منع فرمانے لگے ہون تو ہمکو تو یہ خیال کچھہ مفید ہی ہے کیونکہ اس کا
مطلب تو یہی نکلے گا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بوجہ عدم اطلاع ایسا کیا کرتے ہون جب اونکو اور احادیث معلوم
ہوئین تو اوسوقت قول اول سے رجوع فرمایا چنانچہ اوس کے متعدد نظائر موجود ہین کہ بعض صحابہ بوجہ
عدم اطلاع کسی امر کے قائل رہے بعد مین جب اون کو حدیث پہونچ گئی تو امر اول سے رجوع فرمایا
اور سب جانتے ہین کہ امر مرجوع الیہ مرجوع سے قوی اور صحیح ہوتا ہے یہ ہو تو پہر امر اول کو ترک اور ثانی

ممانعت مین کوئی وحی نازل ہنو مگر یہ دعوی بالکل بے اصل اور سب کے نزدیک قابل انکار اور مخالف روایات
واقوال ہے کما بینا مرارا اور اگر اب بھی آپ اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آئین اور تمام دلائل و بدیہیات و مسلمات
سے بلاوجہ آنکھین بند کرکے محض خود غرضی اور سینہ زوری سے یہی فرمائین جائین کہ فعل صحابہ زمانہ نبوی
مین ایک دو ہی کا فعل کیون ہنو مطلقاً حجتہ اور حکماً مرفوع سمجھا جائیگا تا وقتیکہ کوئی نص اوسکی ممانعت مین نازل
ہنو تو ہرچند ایسی لغویات و خرافات کی تردید و ابطال کرنیکے ادنی عاقل کو بھی حاجتہ نہین مگر یہ خوب یاد رہے
کہ ہمارا مطلب پھر بھی انشاء اللہ فوت ہونے سے محفوظ ہے البتہ آپ کے مشرب مین اتنے رخنے خود بخود پیدا
ہوجاوینگے کہ شمار کرتے کرتے آپ اور آپ کے کل اخوان الصفا عاجز آجا بینگے اور ہماری ایک جزوی حضرت کی
امید موہوم پر آپ اپنا تمام گھر منہدم اور مسمار کر بیٹھینگے بنظر فہم و انصاف دیکھہ لیجئے کہ آپ کی اس بیہودگی کو جو
بالکل بے اصل اور باطل محض ہے اور کوئی ایک بھی اوسکے تسلیم کرنے مین آپکا موافق نہین حتی کہ قاضی
شوکانی کے نزدیک بھی یہ آپکا قاعدہ مخترعہ غلط ہے کما بینا مفصلاً اگر اسکو تمام امور سے قطع نظر کرکے ہم مان
بھی لیوین تو یہہ ہوگا کہ اس قاعدہ کے موجب اقامتہ جمعہ فی جواثا کو مرفوع کہا جاوے گا مگر اتنی بات سے یہ نہین
ہوسکتا کہ مطلقاً اقامتہ جمعہ فی القری جو ہمارے مجیب کا مقصود اصلی ہے ثابت ہوجاوے کیونکہ یہ بات ہم مفصلاً
عرض کرچکے ہین کہ قصہ جواثا ہمارے مجیب کے حق مین حجتہ اور مفید جب ہوسکتا ہے کہ دو باتین ثابت ہوجاوین
اول یہہ کہ اوسکو مرفوع مان لیا جاوے دوسرے جواثی کا قریہ بلکہ قریہ صغیرہ ہونا ثابت ہوجاوے اگر
ایک بات کے ثبوت مین بھی تردد رہیگا تو قیامت تلک بھی اوس سے اثبات مدعائے مجیب نہین ہوسکتا
سو مجیب کے قاعدہ مخترعہ مردودہ عند الکل کے تسلیم کی صورت مین قصہ مذکورہ کا فقط مرفوع ہونا تو مسلم
ہوگیا مگر امر دویم یعنی جواثی کا قریہ بالمعنی المراد ثابت ہونا کسی طرح قابل تسلیم نہین تا وقتیکہ امر دویم کو مجیب
محقق نفرمالیوین اوسوقت تلک فقط ایک امر کے ثبوت سے اثبات مدعی کی امید رکھنی ایسی امید ہے کہ جسکے
پورے ہونیکی کوئی صورت نظر نہین آتی علاوہ ازین قصہ جواثی جو ایک واقعہ خاص ہے تعامل مستمرہ زمانہ
نبوت و زمانہ خلافت کے جو تمام عوالی و سوافل وغیرہ مین برابر جاری تہا کیونکر معارض ہوسکتا ہے جملہ
فقہا و محدثین اس امر کو بالتصریح بیان فرماتے ہین کہ واقعہ خاص امر کلی شائع متعارف کے مقابل و معارض
نہین ہوسکتا بالجملہ یہہ امر تو خوب واضح ہوگیا کہ مجیب کے اس اختراع سے ہمکو تو کوئی نقصان نہین ہوا
یعنے اونکے قصہ جواثی کو مرفوع ماننے سے بھی ہمارے مطلب مین کوئی فرق اور خلل نہین آیا اور مجیب کو جس
نفع کی ضرورت جزئے سے اس قاعدہ خلاف عقل و نقل کے گھڑنیکی نوبت آئی تھی وہ اب بھی ہمارے ادس
مدعی مین خلل انداز اور مجیب کو مفید ہنوا باقی رہی یہ بات کہ مجیب اور اونکے ہم مشرب صاحبون کے بہت

سے مسائل جنپر اونکو وثوق بلکہ خاص ناز و اعتماد تہا مجیب کے اس قاعدہ مخترعہ کی بدولت تار عنکبوت ہوجاوینگے
اور سب ناز و اعتماد خاک مین ملجاوے گا سوالصاف و فہم سے ملاحظہ فرمائیے کہ قراءۃ فاتحہ خلف الامام
جسکی فرضیت کے صلوۃ سریہ و جہریہ مین یہ حضرات بڑے طمطراق سے قایل ہین اور حنفیہ پر بڑے منہ بہر بہر کر طعن
و تشنیع کیا جاتا ہے اور متعصبین بدفہم حنفیہ کے سلف و خلف کی نمازون کو علی الاعلان باطل محض نہایت
اصرار اور ضد کے ساتھ بتلا رہے ہین اس قاعدہ مخترعہ کی بدولت حنفیہ کی طرف سے بلاتکلف اوسکے بہت
سے جوابات شافی ہوجاوینگے اور اپنے قاعدہ مخترعہ کی پابندی کی ضرورت سے مجیب کو جہک مار کر سبکو
تسلیم کرنا پڑیگا کیونکہ اول تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا فتوی اور اونکا فعل اصح الاسانید
یعنی عن مالک عن نافع عن ابن عمر کے ذریعہ سے موطا امام مالک وغیرہ مین موجود ہے کہ وہ خود بھی خلف الامام
قراءۃ نہین فرماتے تہے اور دوسرون کو بھی اس سے منع فرمایا کرتے تہے اور ہمارے مجیب کو اپنے قاعدہ
مخترعہ مسلمہ کے مطابق یہ ماننا ضرور پڑے گا کہ یہ روایۃ مرفوع ہے باقی یہ بات کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا
فتوی اور عمل مذکور زمانہ بعثت کا قصہ ہے یا بعد کا سو ایسے توہمات لایعنی کو کوئی عاقل قابل التفات نہ
سمجہے گا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف یہ خیال کرنا کہ شاید زمانہ نبوت مین قرارت خلف الامام کیا کرتے
ہون اور بعد زمانہ نبوت پہر ترک فرمادی ہو سب جانتے ہین کہ کس قدر بیہودہ خیال ہے کچہہ بھی فہم و الصاف
ہو تو بالبداہتہ یہ امر متیقن نظر آتا ہے کہ جب کسی صحابی سے کوئی فتوی منقول ہوگا تو اونکا عمل بھی ظاہر ہے
کہ اوسی کے مطابق ضرور ہوگا علی ہذا القیاس جب کسی صحابی کا کوئی فعل دربارہ مسائل شرعیہ محقق
ہوگا تو بالبداہتہ یہی کہنا پڑے گا کہ زمانہ حیات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مین بھی اونکا وہی عمل
ہوگا یہ نہین کہ بلادلیل معتبر محض اپنے توہم سے کوئی نادان یہ کہنے لگے کہ شاید زمانہ نزول وحی مین
اونکا عملدرآمد کچہہ اور ہوگا اور اب کچہہ اور ہوگیا ہو ہان اگر دلیل معتبر سے کسی صحابی کا رجوع ثابت ہوجاوے
جو قلیل الوجود امر ہے تو مضائقہ نہین علاوہ ازین اگر مجاراۃ للخصم کوئی اس امر کو تسلیم بھی کرے کہ
شاید ابن عمر رضی اللہ عنہ آپ کے زمانہ مین قراءۃ خلف الامام کیا کرتے ہون اور آپ کے بعد چہوڑ
بیٹھے ہون اور دوسرون کو بھی منع فرمانے لگے ہون تو ہمکو تو یہ خیال کچہہ مفید ہی ہے کیونکہ اس کا
مطلب تو یہی نکلے گا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بوجہ عدم اطلاع ایسا کیا کرتے ہون جب اونکو اور احادیث معلوم
ہوئین تو اوسوقت قول اول سے رجوع فرمایا چنانچہ اوس کے متعدد نظائر موجود ہین کہ بعض صحابہ بوجہ
عدم اطلاع کسی امر کے قائل رہے بعد مین جب اون کو حدیث پہونچ گئی تو امر اول سے رجوع فرمایا
اور سب جانتے ہین کہ امر مرجوع الیہ مرجوع سے قوی اور صحیح ہوتا ہے یہ نہو تو پہر امر اول کو ترک اور ثانی

ممانعت مین کوئی وحی نازل نہو مگر یہ دعوی بالکل بے اصل اور سب کے نزدیک قابل انکار اور مخالف روایات واقوال ہے کما بینا مرارا اور اگر اب بھی آپ اپنی ہٹ دہرمی سے باز نہ آئین اور تمام دلائل وبدیہیات ومسلمات سے بلا وجہ آنکھین بندکر کے محض خودغرضی اور سینہ زوری سے یہی فرمائین جائین کہ فعل صحابہ زمانہ نبوی مین ایک دوہی کا فعل کیون نہو مطلقاً حجة اور حکماً مرفوع سمجہا جائیگا تا وقتیکہ کوئی نص اوسکی ممانعت مین نازل نہو تو پہر چند ایسی لغویات وخرافات کی تردید وابطال کرنیکے ادنی عاقل کو بھی حاجة نہین مگر یہ خوب یاد رہے کہ ہمارا مطلب پہر بھی انشاء اللہ فوت ہونے سے محفوظ ہے البتہ آپ کے مشرب مین اتنے رخنے خودبخود پیدا ہوجاوینگے کہ شمار کرتے کرتے آپ اور آپ کے کل اخوان الصفا عاجز آجائینگے اور ہماری ایک جزوی مضرت کی امید موہوم پر آپ اپنا تمام گھر منہدم اور مسمار کر بیٹھینگے بنظر فہم وانصاف دیکھہ لیجئے کہ آپ کی اس بیہودگی کو جو بالکل بے اصل اور باطل محض ہے اور کوئی ایک بھی اوسکے تسلیم کرنے مین آپکا موافق نہین حتی کہ قاضی شوکانی کے نزدیک بھی یہ آپکا قاعدہ مخترعہ غلط ہے کما بینا مفصلاً اگر اسکو تمام امور سے قطع نظر کرکے ہم مان بھی لیوین تو یہہ ہوگا کہ اس قاعدہ کے موجب اقامۃ جمعہ فی جواثا کو مرفوع کہا جاوے گا مگر اتنی بات سے یہ نہین ہوسکتا کہ مطلقاً اقامۃ جمعہ فی القری جو ہمارے مجیب کا مقصود اصلی ہے ثابت ہوجاوے کیونکہ یہ بات ہم مفصلاً عرض کر چکے ہین کہ قصہ جواثا ہمارے مجیب کے حق مین حجة اور مفید جب ہوسکتا ہے کہ دو باتین ثابت ہوجاوین اول یہہ کہ اوسکو مرفوع مان لیا جاوے دوسرے جواثی کا قریہ بلکہ قریہ صغیرہ ہونا ثابت ہوجاوے اگر ایک بات کے ثبوت مین بھی تردد رہیگا تو قیامت تلک بھی اوس سے اثبات مدعائے مجیب نہین ہوسکتا سو مجیب کے قاعدہ مخترعہ مردودہ عندالکل کے تسلیم کی صورت مین قصہ مذکورہ کا فقط مرفوع ہونا تو مسلم ہوگیا مگر امر دوئیم یعنی جواثی کا قریہ بالمعنی المراد ثابت ہونا کسی طرح قابل تسلیم نہین تا وقتیکہ امر دوئیم کو مجیب محقق نفرمالیوین اوسوقت تلک فقط ایک امر کے ثبوت سے اثبات مدعی کی امید رکھنی ایسی امید ہے کہ جسکے پورے ہونیکی کوئی صورت نظر نہین آتی علاوہ ازین قصہ جواثی جو ایک واقعہ خاص ہے تعامل مستمرہ زمانہ نبوت وزمانہ خلافت کے جو تمام عوالی وسوافل وغیرہ مین برابر جاری تہا کیونکر معارض ہوسکتا ہے جملہ فقہا ومحدثین اس امر کو بالتصریح بیان فرماتے ہین کہ واقعہ خاص امر کلی شائع متعارف کے مقابل ومعارض نہین ہوسکتا بالجملہ یہہ امر تو خوب واضح ہوگیا کہ مجیب کے اس اختراع سے ہمکو تو کوئی نقصان نہین ہوا یعنے اونکے قصہ جواثی کو مرفوع ماننے سے بھی ہمارے مطلب مین کوئی فرق اور خلل نہین آیا اور مجیب کو جس نفع کی ضرورت جزئے سے اس قاعدہ خلاف عقل ونقل کے گہڑنیکی نوبت آئی تھی وہ اب بھی ہمارے اوس مدعی مین خلل انداز اور مجیب کو مفید نہوا باقی رہی یہ بات کہ مجیب اور اونکے ہم مشرب صاحبون کے بہت

لوح کے مطلب کی موافق تو حضرت عبد اللہ بن مسعود کی تطبیق جو رکوع مین برابر کرتے رہے غیر منسوخ اور قابل قبول ماننے پڑے گی کیونکہ وہ برابر اس کو کرتے رہے اور اون کو اپنے اس فعل کی ممانعت نہین پہنچی بقول مجیب اگر یہہ ممنوع ہوتی تو وہ ضرور روکدیئے جاتے بالجملہ اثر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جو بذریعہ اصح الاسانید منقول ہوچکا ہے اور ہمارے مدعی یعنے ممانعت قرارۃ خلف الامام پر دال بالتصریح ہے ہمارے مجیب فہیم کی اوس عنایت بے اختیاری کی بدولت جو تمام رسالہ مین ہمارے حال پر مبذول رہی ہے اب اوس کے جواب مین یہہ کہدینا کسی طرح قابل التفات نہوگا کہ یہ اثر ابن عمر رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے مرفوع ہرگز نہین بلکہ حسب قاعدہ مسلمہ مجیب یہہ اثر جو صحیح وصریح تہا مرفوع ہی ہوگیا والحمد للہ دیکہین ہمارے مجیب اس کے جواب مین کیا جوہر انصاف ظاہر فرماتے ہین اور اپنے مخترعہ قاعدہ کی کہانتک پابندی فرماتے ہین۔ اس کے سوا موطا اور ترمذی مین حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح مروی ہے من صلی رکعۃ لم یقرء فیہا بام القرآن فلم یصل الا وراء الامام علے ہذا القیاس حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم اور حضرت عثمان اور حضرت علی اور حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت زید بن ثابت رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین سب سے یہی منقول ہے اور اون سب حضرات کا یہی مسلک ہے بلکہ خلف الامام قراءۃ کرنے والون پر وعیدات شدیدہ اور زجر بلیغ تلک ان حضرات سے منقول ہین تو حسب قاعدہ مجیب اور موافق معروضات احقر جو اثر ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ذیل مین عرض کرچکا ہون یہ جملہ آثار مرفوع اور حنفیہ کے لئے حجۃ ودلیل ہونگے اب ہمارے مجیب خواب غفلت سے بیدار ہوکر خدا کی قدرت کا مشاہدہ کرین کہ اون کے اس قاعدہ مخترعہ سے اونپر کیسی قیامت برپا ہوگئی اور اون کی عنایت سے حنفیہ کو کہ جن کے اوپر اسی مسئلہ کی بابت کیسے زور شور سے سب وتبرا تلک نوبت پہونچائی جاتی تہی کتنے نصوص مرفوعہ حسب قرار داد مجیب نہایت سہولت کے ساتہہ بہم پہونچگئے واللہ یحق الحق اور تماشا یہ ہے کہ اون کو اس اختراع سے کوئی نفع ادنی بہی نصیب نہوا کما مر مگر ہمکو یہ نظر آتا ہے کہ مجیب بحاشا اصل مطلب کو چہوڑکر آثار حضرات صحابہ بے سوچے سمجہے ہمارے مقابلہ مین نقل فرمانے بیٹہ جاوینگے اور فرماوینگے کہ ہماری طرف بہی بہت سے آثار موجود ہین اور وہ بہی ہمارے قاعدہ کے موافق مرفوع ہین لیکن اہل فہم پر روشن ہے کہ ہمارے مدعی کو اس سے کوئی مضرت نہین کیونکہ ہمارا مطلب تو اس موقعہ پر صرف

کو قبول ہی کیون کیا جاوے دوسرے ابن عمر رضی اللہ عنہ کے اس رجوع فرمانے سے تو ہر عاقل کے نزدیک مجیب کا قاعدہ مخترعہ مذکورہ صاف لغو و باطل ہوگیا اور کسی ابطال و تردید کی حاجۃ ہی نہ رہی کیونکہ حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے جملہ افعال جو زمانہ نزول وحی مین اون سے کیف ما اتفق صادر ہوئے تا وقتیکہ اونکی ممانعت مین کوئی وحی نازل نہو ہمارے مجیب لبیب اصرار کے ساتھ جب اون افعال کے مرفوع اور معتبر ہونے کے مدعی ہین تو پہر رجوع کے کیا معنے اور اطلاع و عدم اطلاع سے کیا بحث کیونکہ جب کوئی صحابی آپ کے زمانہ مین کسی فعل کو خواہ بوجہ عدم اطلاع ہی کرتے رہے مگر نص ممانعت اصلا نازل نہوئی تو ظاہر ہے کہ ابتو فعل مذکور عند المجیب حکم شارع اور نص مرفوع ہوگیا اب بوجہہ عذر عدم اطلاع اوس سے رجوع فرمانا واجب بلکہ جائز بھی کیونکر ہوسکتا ہے اس صورت مین تو بعد وفات رسول اکرم علیہ الصلوۃ والتسلیم جس صحابی کو کسی نص پر مطلع کیا جاوے گا تو بجائے رجوع وہ یہی فرمادینگے کہ جب ہمنے یہہ فعل گو بوجہ عدم علم و عدم اطلاع ہی آپ کے زمانہ مین کیا اور وحی ممانعت نازل نہین ہوئی تو یہہ ہمارا فعل تو نص مرفوع ہوگیا اگر ہمارا یہہ فعل ممنوع ہوتا تو ضرور تہا کہ بذریعہ وحی من اللہ اوس کی اطلاع فرمائی جاتی اور بقول مجیب خواہ مخواہ اللہ تعالےٰ اسپارہ مین بھی نازل فرماتا اور جب تمام زمانہ نزول وحی مین اوس کی ممانعت کا حکم نازل نہوا تو ابتو ہمارا یہہ فعل جو بوجہ بیخبری اور عدم اطلاع ہمنے کیا تہا نص مرفوع اور واجب الاتباع ہوگیا اس سے رجوع ہمکو کیونکر جائز ہوسکتا ہے اور اسپر کوئی صاحب یہہ نفرمادین کہ جب نص ممانعت موجود تھی تو اگر کسی صحابی نے بوجہ عدم اطلاع خطاءً سے اوس کے خلاف کرلیا تو وہ فعل صحابی بمقابلہ نص کیونکر مقبول ہوسکتا ہے اور پہر مکرر اوس کی ممانعت نازل ہونے کی کیا حاجت ہے اور بار بار نزول ممانعت کی کیا ضرورت کیونکہ یہہ بات تو ہرچند بہت صحیح اور عین حق ہے اور اول العرے مین یہی مضمون ارشاد فرمایا تہا مگر ہمارے مجیب اس کو ہرگز نہین تسلیم فرماتے اور مطلقاً فعل صحابی کو جس کے بعد مین ممانعت نازل نہو حجۃ مرفوع فرمارہے ہین پہلے ممانعت ہوچکی ہو یا نہین اور اگر اب کسی معذوری سے مجبور ہوکر ہمارے جواب مین یہی کہین کہ بوجہ عدم اطلاع علی النص اگر صحابی نے اوس کے خلاف عمل کیا تو وہ عمل حجت نہوگا تو مرحبا بالوفاق مگر یہہ یاد رہے کہ اقامت جمعہ نے جواثی کے مخالف خود فعل نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم اور تعامل مستمرہ زمانۂ نبوت و خلافت موجود ہے جو اقامت جمعہ فی القری کی ممانعت پر نص صریح ہے تو اسی قاعدہ کی رو سے فعل اہل جواثا بھی قابل قبول ہرگز نہ رہیگا اور معترض شیخ چلی کا بنا بنایا گھر گرجاوے گا بلکہ مجیب سادہ

موقوفہ کا مقرر و مسلم مقبول و معمول ہونا ثابت فرما دیا اور اتنی بات کا کوئی انکار نہین کر سکتا وہو المطلوب آیندہ ہمارے مجیب اپنی رستگاری کی جو صورت نکالین گے دیکھا جائے گا ببرکت کفش برداری و خوشہ چینی حضرات اکابر اسقدر اطلاع و اطمینان ان امور مین ہم جیسون کو بہی میسر ہے کہ متعصبین کے خدشات و نکتہ چینیون سے کسی قسم کا خوف اور اندیشہ محسوس نہین ہوتا وگرنہ ماہمان خاکیم والامر للہ وللہ الحمد ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور دور جانے کی کیا ضرورت ہے خاص مسئلہ مبحوث عنہا یعنے جمعہ فی القری ہی مین ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت علی کرم اللہ تعالے وجہہ کا فتوی لا جمعۃ ولا تشریق الخ صاف موجود ہے ادہر مجمع اصحاب مین حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ نے خطبہ عیدین مین اہل عوالی کو بدون ادائے صلوۃ جمعہ مراجعت کی اجازت دی جس سے امام مالک لا جمعۃ فی العوالی مستنبط فرماتے ہین چنانچہ یہ امور بالتفصیل معروض ہو چکے ہین اور دیگر بعض اصحاب رضی اللہ عنہم سے مثل حضرت حذیفہ وغیرہ سے بھی ممانعت جمعہ فی القری ثابت ہے اور اس بارہ مین کوئی نص اون کے مخالف نازل بھی نہین ہوئی تو اب ان جملہ ارشادات کو مرفوع اور واجب التسلیم ماننا پڑے گا اور انصاف و تدین سے متنفر ہو کر یہ کہنا کہ زمانہ نزول وحی مین ان حضرات مذکورین رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کا قول و عمل ایسا نہو گا بعد وفات حضرت سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ اقامۃ جمعہ فی القری کو ممنوع سمجھتے اور فرماتے ہونگے بیہودہ گوئی اور ہزیان سرائی ہے بالبداہتہ ہر عاقل جانتا ہے کہ ان حضرات کا فتوے اور عملدرآمد زمانہ نبوی مین بھی اسی کے مطابق ہوگا من خالف البداہتہ فعلیہ البیان چنانچہ ابی اثر ابن عمر کے ذیل مین کسیقدر بسط سے یہ مضمون معروض ہو چکا ہے پہر تماشا ہے کہ فعل اہل جواثی کو تو صرف اسوجہ سے کہ اون کے بارہ مین کوئی وحی ممانعت نازل نہین ہوئی مرفوع مانا جائے اور حضرت علی اور حضرت عثمان وغیرہما رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ارشادات کو کہ علاوہ قرب تام اور حاضرباشی شب و روز اور اعلم و افقہ ہونے کے اون کے بارہ مین بھی کوئی وحی مخالف نازل نہین ہوئی شوخ چشمی کے ساتھ پس پشت ڈالا جاوے مجیب کے قاعدہ کے موافق ضرور تہا کہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہ کا قری مین خود جمعہ نہ پڑہنا یا اورون کو اوس سے منع فرمانا درست نہوتا تو وہ ضرور بذریعہ وحی اس امر سے روک دیئے جاتے اور سنئے ابوداؤد مین موجود ہے عن جابر قال قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ لاربع خلون من ذی الحجہ فلما طافوا بالبیت وبالصفا والمروۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجعلوہا عمرۃ الا من کان معہ الہدی فلما کان یوم الترویۃ اہلوا بالحج

یہہ ہے کہ حسب قاعدہ مجیب جب حنفیہ کے مذہب کے موید اسقدر افعال واقوال حضرات صحابہ کبار یعنے نصوص مرفوعہ صحیحہ معتبرہ موجود ہین توپہر اگر کوی متعصب مذہب حنفیہ کو اس بارہ مین اقوی اوراحق بالقبول بہی نکہے گا تو قابل طعن وملامت وابطال وتغلیط بہی توکسی طرح نہین سمجہے گا وبس اور اگر فرط تعصب وعناد ہمارے مجیب کو فہم وانصاف کی مہلت ہی ندے اور باوجود اسقدر تنبیہ خواہ مخواہ سرخروی حاصل کرنے کی ضرورت سے ہمارے مقابلہ مین آثار صحابہ یا احادیث مرفوعہ جزءالقراءۃ وغیرہ سے بیان فرمانے پر آمادہ ہی ہو بیٹھین تو ہرچند اس موقعہ پر ہمکو ادس کی طرف توجہ کرنا فضول ہے مگر ہم انشاءاللہ تعالی اس امر کا مشاہدہ کرادینگے کہ اون کا قاعدہ مخترعہ تو ایسی باتون سے کیا درست ہو سکے گا انشاءاللہ فرضیت قراءۃ خلف الامام بھی اون آثار واحادیث سے ثابت نکرسکین گے مگر یہ امر ضرور ملحوظ رکھین کہ آثار بیان کرین تو صحت کے ساتھ مطلب مجیب یعنی فرضیت قراءۃ علی المقتدی پر دال بالتصریح ہون یہ نہو کہ کسی صحابی کے فعل یا صرف اون کی اجازت واستحسان قراءۃ سے فرضیت مذکورہ کو ثابت کرنے بیٹھ جاوین ورنہ بجز ندامت وناکامی کچہہ ہاتہہ نہ آوے گا اور احادیث بیان فرماوین تو ان مین بھی انہین امور کی رعایۃ رکھین حماقت اور سینہ زوری کا تو ذکر نہین ورنہ مجیب خود دیکھہ لینگے کہ ایک دو اثر اور ایک دو حدیث بہی اون کو ایسی ملنی دشوار ہوجاویگی اور ہمارے موید آثار واحادیث کثیرہ کے موازنہ کے بعد تو انشاءاللہ بہت سے نادانون کو بہی حقیقت الامر روشن ہوجاوے گی بلکہ ہدایۃ المعتدی فی قراءۃ المقتدی مولفہ حضرت مولی المسلمین مدفیوضہم علی العلمین جو ایک عرصہ سے مشتہر ہوچکاہے اور جس کی وجہ سے آجتک بہت سے اہل علم اس امر کے شایق اور منتظر ہین کہ حضرات اہل حدیث رسالہ موصوفہ کے جواب مین آخر دیکھین کیا ارشاد فرماتے ہین اگر رسالہ موصوف کو ہمارے مجیب فہم وانصاف سے ملاحظہ فرمالینگے توپہر انشاءاللہ ان خیالات کے پیچہے ہرگز نہ پڑینگے بلکہ روایات جزءالقراءۃ وغیرہ جمیع کتب متداولہ حدیث کی عبارات ہمارے مقابلہ مین پیش فرمانے سے ضرور رک جائین گے خیر ہمکو یہان اس قصہ سے کیا مطلب فقط مجیب کی غلط فہمی کے خوف سے بات ددر جا پڑی ہمارا مدعی تو صرف یہہ ہے کہ مجیب کے قاعدہ مخترعہ کی وجہ سے حنفیہ کو دربارہ ممانعۃ قراءت مقتدی بہت سے دلایل قویہ واجب التسلیم ہاتہہ آگئین کیونکہ جسقدر اقوال وافعال صحابہ کرام اسبارہ مین موجود ہین وہ سب کے سب حسب قرارداد مجیب مقبول ومرفوع ہین اور بوجہ عدم نزول وحی ممانعت تقریر شارع سے اون آثار

صادر ہون اور اوسین قیاس کو بھی دخل ہو یعنی فعل صحابی مین جب یہ دو شرطین پائی جائینگی کہ بعد زمانۂ نبوت واقع ہو اور اوسمین قیاس کو بھی دخل ہو وہ فعل تو البتہ مرفوع نہ سمجھا جاویگا اسکی سوا جملہ افعال صحابہ بمنزلۂ نص مرفوع ہونگے مگر یہ دونون شرطین لایعبأ بہ ہین اول شرط یعنی زمانۂ نبوت کی قید لگانی ہمارے مجیب کا اجتہاد ہے کوئی دلیل عقلی یا نقلی قابل قبول بیان کرین تبرکا نقل عبارات سے بجز ندامت و ناکامی اور کوئی نفع متصور نہین دیکھہ لیجے امام نووی رحمۃ اللہ مقدمہ مسلم مین صاف بیان فرماتے ہین کہ قول و فعل صحابی مطلقاً یعنی بلا تخصیص زمانۂ نبوت وغیرہ موقوف شمار ہوتا ہے اور اس قول و فعل کی حجۃ شرعی ہونے مین امام شافعی رحمۃ اللہ کے دو قول نقل کئے ہین قول جدید جسکو اصح فرماتے ہین یہ ہے کہ وہ حجۃ شرعی نہین اور تابعی محض قیاس سے اوسکو چھوڑ سکتا ہے اور اگر صحابی کا کوئی قول یا فعل مشتہر بین الناس ہو اور اوسمین اوردن نے خلاف کیا ہو تو اوسکا حال بھی بعینہ وہی ہے جو قول غیر مشتہر کا مذکور ہو چکا ہان جو قول و فعل صحابی ایسا ہو کہ مشتہر بین الناس بھی ہو اور اوسمین اختلاف بھی موجود نہو اوسمین البتہ پانچ قول فرماتے ہین مشہور قول یہ ہے کہ وہ قول یا فعل حجۃ اور اجماع سمجھا جاویگا اور امام غزالی رحمۃ اللہ کے نزدیک مختار یہہ ہے کہ صحابی کا وہ قول و فعل بھی حجۃ نہوگا اور یہی ہر سہ اقسام قول و فعل تابعی مین بھی بیان فرمائے ہین یعنی تابعی کا قول و فعل بھی مشتہر ہوگا یا غیر مشتہر اور مشتہر مین اختلاف ہوگا یا نہین اور قول و فعل صحابی کا اقسام سہ گانہ مین جو حکم ہے وہی حکم قول و فعل تابعی کے اقسام مین بیان فرمایا ہے چنانچہ ولا فرق فی ہذا بین الصحابی والتابعی صاف موجود ہے اب دیکھہ لیجے کہ دو چار اصحاب کے قول و فعل کو امام نووی حجۃ شرعی بھی نہین مانتے چہ جائیکہ اوسکو حدیث مرفوع کہا جائے البتہ صرف قول مشتہر غیر مختلف فیہ کو اکثر کے نزدیک حجۃ بتلاتے ہین جو مضمون اوثق العری کے سراسر موافق ہے اور امام غزالی تو قول و فعل مشتہر کو بھی حجۃ شرعی نہین تسلیم کرتے اور اسی عبارت سے دو امر اور بھی معلوم ہوگئے ایک تو یہ کہ ان حضرات کے نزدیک صحابی کے قول و فعل اور تابعی کے قول و فعل کا یکسان حال ہے دوسرے جو حال فعل صحابی کا ہے وہی بعینہ قول صحابی کا حال ہے ان دونون باتونکو خوب ملحوظ رکھکر جو کچھہ اسبارہ مین فرمانا ہو فرمایئے باقی رہی شرط ثانی یعنی اوس فعل مین قیاس کو بھی دخل ہو تو اوسوقت وہ فعل مرفوع نہوگا تو یہ شرط مسلم مگر مجیب کو اس سے کیا نفع بلکہ مضر ہے کیونکہ اہل جواثی کا جمعہ ادا فرمانا بالکل قیاس کے موافق ہے کما مر البتہ ارشاد حضرت علی لاجمعۃ ولا تشریق الا فی مصر جامع کی نسبتہ اگر یہ کہا جائے کہ اوسمین قیاس کو دخل نہین بلکہ مخالف قیاس ہے اسلئے حکماً مرفوع ہے تو عین حق ہے تمام اہل علم پر روشن ہے کہ اقوال و افعال صحابہ کی رعایت اور عظمت امام ابو حنیفہ کے برابر نہ محدثین نے کی نہ امام شافعی نے وہ تو اونکے بارہ مین نحن رجال وہم رجال فرماتے ہین ہمارے مجیب سادہ لوح امام نووی وغیرہ کی عبارتین بے سمجھے ہمارے مقابلہ مین پیش کرتے ہین جناب من افعال صحابہ کا حدیث مرفوع ہونا تو درکنار حنفیہ کو چھوڑ کر کسی کی عبارت سے ان کا حجۃ شرعی ہونا تو ثابت کر دیجے افسوس

فلما کان یوم النحر قدموا فطافوا بالبیت ولم یطوفوا بین الصفا والمروۃ اس سے صاف ظاہر ہے کہ متمتعین
نے حج وعمرہ دونون کے لئے صرف ایک سعی کی اور دیگر روایات سے ثابت ہے کہ حضرت جابر رضی
اللہ عنہ بہی متمتع تہے تواب یا تو متمتع کے لئے صرف ایک سعی کو کافی فرمایئے یا اپنے نوایجاد قاعدہ
کو کسی دیوار بلکہ پتھر پر مارئے ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جو حجۃ الوداع مین قارن تہے قارن کے
لئے دو طواف اور دو سعی کے قایل ہین اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ بہی اون کے موافق ہین تواب
یا تو اس کے قایل ہوجیئے ورنہ قاعدہ مخترعہ پر لاحول پڑھیئے عدم رفع یدین ۔ آمین بالسر ۔ قنوت
فی الصبح صلوۃ الجمعہ فی یوم العید نقض وتر چہار روز کی اقامت سے مسافر کے مقیم ہوجانے مین ۔ بست
رکعات تراویح مین اقوال وافعال صحابہ موجود ہین اب یا تو ان جملہ احکام کو سر پر رکھئے ورنہ اس
قاعدہ دشمن دین پر لات مارئے بالجملہ مجیب کے قاعدہ مخترعہ مین اسقدر جزئیات خلل انداز
نکلتے چلے آئینگے کہ اون کا احاطہ دشوار ہے اور اون کی جوابدہی کی صعوبت تو خود مجیب کو معلوم
ہوجائے گی بتلانے کی حاجۃ نہین یہ بات کون نہین جانتا کہ اجماع صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین
کے خلاف کرنا بالاتفاق باطل ہے تواب جو امام اور مجتہد کوئی قول کہیگا وہ ہرگز اجماع صحابہ کے خلاف
ہرگز نہین کہہ سکتا جس سے بالاجمال جمیع ائمہ کے جملہ اقوال کی نسبۃ یہ معلوم ہوگیا کہ کسی نہ کسی
صحابی کا قول اوس امام کے قول کے موافق ضرور ہونا چاہیے تواب مجیب ابوالمکارم کے قاعدہ کی موافق کسی
امام کے کسی قول کو بے اصل اور بے دلیل نہین کہہ سکتے اور نہ اوسکو مطعون بنا سکتے ہین کیونکہ جب
جملہ اقوال وافعال صحابہ علی الاطلاق حسب ارشاد محدث ابوالمکارم مرفوع ہوگئے چاہے اون
امور مین قیاس کو دخل ہو یا نہو اور خواہ صحابی کے پاس کسی قسم کی دلیل شرعی موجود ہو یا نہو بلکہ
صرف اسی خیال سے اوس فعل کو کرلیا ہو کہ ممنوع ہوگا تو بقول ابوالمکارم خداوند کریم خواہ مخواہ وحی
ممانعت نازل فرمائے گا اوسوقت رک جاوینگے ۔ صاحبو یہ امر کسقدر حیرت ناک اور شرمناک
ہے کہ محدثین زمانۂ حال کو جب کسی ضرورت سے اتباع سنت علی صاحب الف الف
صلوۃ کا ولولہ اُٹھتا ہے تو حضرات خلفائے راشدین ودیگر اکابر صحابہ تلک کی بدعات
کی فہرست مرتب ہونے لگتی ہے نعوذ باللہ من شرور انفسنا اور جب اپنی کوئی غرض
دامنگیر ہوتی ہے تو خلاف جمیع علماء بے دلیل حضرات صحابہ کے ہر ایک قول وفعل کو حجۃ
اور حدیث مرفوع بتلاتے ہین اس بر ملکسی کا کیا ٹھکانا ہے مجیب نے اس قاعدہ سے
اگر تخصیص کی ہے تو صرف اون افعال کی تخصیص کی ہے جو حضرات صحابہ سے بعد زمانۂ نبوت

اس اعتراض کی نوبت نہ آتی خیر انہون نے سمجھ بوجھ کر بالقصد ایسا کیا ہو یا بوجہ عدم فہم اس اعتراض کی نوبت آئی ہو
وہ جانین ہمنے اصل مطلب عبارت اوثق العری کا وضاحت کے ساتھ عرض کر دیا ہے جس سے اونکے اعتراض
کا بے اصل ہونا ہر منصف سمجھ لیگا اور عبارت اوثق العری سے بالبداہتہ معلوم ہوتا ہے کہ فعل صحابہ کے بعد
عدم نزول ممانعت کی وجہ سے اوس فعل کا جواز صرف اوسی حالت مین ثابت ہوگا جب دونون شرطین مذکورۂ
بالا وہان موجود ہون اور تعامل صحابہ کے غیر معتبر ہونے کے لئے دونون شرطون مین سے ایک شرط کا عدم بھی
کافی ہے خلاصہ یہ نکلا کہ تعامل صحابہ کے معتبر ہونے کی تو صرف ایک صورت ہے البتہ غیر معتبر ہونیکی دو صورتین
ہین تو اب علامہ ابو المکارم نے جو اپنے کلام مین صورت اولی اور صورت ثانیہ کو بیان فرمایا ہے اوسکو بتلائین کہ
یہ اولی اور ثانیہ تعامل مذکور کے معتبر ہونیکی صورتین ہین یا غیر معتبر ہونیکی یا ایک معتبر ہونیکی اور دوسری غیر معتبر ہونے
کی علی ہذا القیاس آپنے جو پہلے عبارت مین فرمایا ہے کہ اس صورت کے افعال بدون اس قید کی حجت ہین اسکی
نسبتہ بھی یہ ارشاد ہو کہ اس صورت سے کونسی صورت مراد ہے ہم تو پہلے ہی عرض کر چکے ہین کہ مجیب علام بلا
فہم عبارت اوثق العری بزور قوۃ رادۂ تردید فرما رہے ہین اور اگر بزعم خود مطلب اوثق العری خوب سمجھے ہوئے
ہین تو ہمارے استفسار کا جواب مشرح بیان فرما دین اوسوقت کم فہمون پر بھی انشاء اللہ ہمارے مجیب کی مطلب
فہمی خوب واضح ہو جائے گی ہم کس کس بات پر تعجب و افسوس ظاہر کرین مجیب موصوف نے اسقدر تطویل اور
جد و جہد پر نہ اپنے مفید مدعی کوئی عبارت نقل فرمائی نہ اصل مدعائے اوثق العری پر کوئی اعتراض کر سکے عبارتین
نقل فرمائین تو بے سود اعتراض کیا تو بے محل اور فضول مجیب کو لازم تھا کہ ہر دو شرط مذکورہ اوثق العری کی
نسبتہ کچھ ارشاد فرماتے اور جب اونسے ہر دو شرط مذکورہ کی نسبتہ کچھ نہین ہو سکا تو اب بروئے انصاف تجویز
بیان فرسودۂ علامہ ابن حجر اونکو کیا مفید ہو سکتی ہے باقی اصل مدعی کو چھوڑ کر بے سوچے سمجھے یہ فرما دینا کہ صورت
اولی مین تعامل عامہ صحابہ کی قید اور صورت ثانیہ مین انکار کرنیکی قید لگانی غلط ہے اپنی خوش فہمی کا ثبوت
اور بے انصافی کا اقرار کرنا ہے اول تو امر مطلوب اور متنازع فیہ سے سکوت کر کے محض زوائد و توابع
مین رد و انکار کرنا بے سود و فضول ہے دوسرے وہ بھی بے اصل اور غلط کما مر تفصیلہ ملا کی تعریف
لوگون مین آنکہ چپ نشود مشہور ہے اب ناظرین با انصاف ملا معترض کی کیفیت کو خود اس سے سمجھ لین
کہ کیا ہونی چاہیے بقول مشہور کریلا اور نیم چڑہا بالجملہ قصہ جوتا کو اپنا مستدل بنانیکے لئے جو علامہ ابن حجر
نے ایک تجویز نکالی تھی اور اوسکو قصہ عزل پر قیاس فرمایا تھا اور قاضی شوکانی اور محدثین زمانہ حال کو بھی اوسکو
دانتون سے پکڑ نیکی نوبتہ آرہی ہے اور تحقیق مذکورہ اوثق العری سے تجویز مذکور غیر مقبول اور عزل پر قیاس
فرمانا قیاس مع الفارق ثابت ہو چکا ہے اوسکی نسبتہ ہمارے ہر دو مجیب نے جو کچھ سعی اور عرقریزی فرمائی تھی اور کیا

آپ کو اپنے گھر کی بہی خبر نہین **شعر** گریہی بی خبری حضرت والا ہوگی + تار پُور پدری سب تہ و بالا ہوگی ہے کما بینا مرارا۔ اسکے بعد مجیب ابوالمکارم عبارت اوثق العری پر دوسرا خدشہ پیش فرماتے ہین قولہ علی ہذا القیاس آپنے جو اپنی صورت ثانیہ مین یہ قید لگائی ہے کہ اوسپر انکار کیا گیا ہو یہ قید بھی غلط ہے اسواسطے کہ جب خود نص صحابہ کی عمل کے خلاف صادر ہو چکی ہے تو انکار کیا جاوے یا نہ کیا جائے وہ عمل صحابہ بوجہ نص کے حجۃ نہوگا انتھے اقول مجیب سلمہ کے اس تغلیط بے محل اور تخطیۂ بے اصل کا مطلب صرف یہ ہے کہ عبارت مذکورۂ اوثق العری مین جو یہ قید لگائی ہے کہ (اوسپر انکار کیا گیا ہو) یہ قید غلط ہے کیونکہ جب اوس فعل کی نسبت اول سے نص ممانعت موجود ہے تو فعل مذکور قابل اعتماد و احتجاج ہرگز نہین ہو سکتا اب انکار کی نوبت آئے یا نہ آئے چنانچہ خود عبارت اوثق العری مین یہ مضمون اگلے جملون مین صاف موجود ہے سو ظاہر نظر مین تو مجیب ابوالمکارم کی یہ تقریر کسیقدر بدیہی اور درست معلوم ہوتی ہے ہان عبارت اوثق العری کے مطلب سمجھنے کے بعد مجیب کے اس مواخذہ پر اندھے کی ٹیڑہی کھیر کا مشہور قصہ یاد آتا ہے انصاف سے دیکھئے یہ امر تو خود معلوم ہے کہ قصہ اقامت جمعہ فی جواثا کہ جسکے قابل احتجاج ہونیکی کوئی صورت نہ تھی حافظ ابن حجر اوسکو قصہ عزل پر قیاس فرماکر قابل استدلال بنانا چاہتے ہین کما مر اوسکا جواب اوثق العری مین یہ دیا تہا کہ کسی فعل صحابہ کے بعد وحی ممانعت کی نازل نہونے سے اوس فعل کا جواز مطلقاً سمجھ لینا صحیح نہین بلکہ جواز مذکور کے لئے دو شرطین ضروری ہین اول یہ کہ [illegible] کوئی نص ممانعت موجود نہو دوسرے یہ کہ عامہ صحابہ اوسپر عامل فرما دین نہ چند اصحاب چنانچہ اس مضمون کو بحوالہ اوثق العری اتشریح کے ساتھ ہم [illegible] عرض کر چکے ہین اور حافظ ابن حجر کی بات کا جواب اسی حد پر پورا ہو گیا تہا اسکے بعد شق اول کی توضیح کی غرض سے یہ ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی نص ممانعت موجود ہو تو ہرگز تعامل صحابہ معتبر نہ ہوگا بمقابلہ نص صریح صحیح کے الخ جس سے شرط اول کا نفع اور اوسکا محترز عنہ خوب معلوم ہو گیا لیکن اس عبارت مین چونکہ لفظ صحابہ مجمل تہا اقل اکثر کی تشریح نہ تھی اسلئے بطور ترقی و مزید توضیح یہ ارشاد فرمایا (اور اگر بدون اطلاع نص کے اکثر صحابہ نے بھی کوئی عمل کیا اور اوسپر انکار کیا گیا تو وہ بھی قابل اعتماد نہ ہوگا الخ) یعنی بوجہ عدم اطلاع نص ممانعت اگر اکثر صحابہ بھی اوس فعل پر عمل فرمادینگے تو بھی قابل اعتماد نہ ہوگا اور بوجہ مخالفت نص جیسا بعض صحابہ کا فعل قابل اعتماد و استناد نہ تہا ایسا ہی اکثر صحابہ کا عمل بھی اس صورت مین [illegible] قابل اعتماد ہوگا ہان یہ بات ظاہر ہے کہ اگر بوجہ عدم اطلاع نص اکثر [illegible] فعل مذکور پر عمل کرینگے تو ضرور ہے کہ وہ بعض جنکو نص مذکور کی اطلاع ہے بوجہ مخالفت نص ضرور اون اکثر پر انکار و اعتراض فرما دینگے جسکا مطلب یہ ہوا کہ قید مذکور یعنی (اور اوسپر انکار کیا گیا ہو) قید لازمی اور قید عادی ہے قید احترازی ہرگز نہین مجیب سلمہ اگر عبارت سابقہ و لاحقہ کو بغور ملاحظہ فرماتے تو غالباً اونکو

علامہ ابن حجر نے مقیس علیہ بنایا ہے استفسار و اطلاع مذکورین دونون سے ساکت ہے اور روایت ثانی منقولہ مجیب مین اطلاع کی تصریح موجود ہے اور روایۃ ثالث جسکو اوثق العری مین پیش فرمایا ہے اوسمین استفسار کیہلم کہلا مذکور ہے اور یہ بات سب پر روشن ہے کہ ساکت و ناطق مین تعارض ممکن نہین بلکہ ساکت کو ناطق کے موافق سمجھنا ضروری ہوتا ہے اور یہ امور ایسے نہین کہ جنکے تسلیم مین کسیکو تامل ہو تو اب حضرت جابر کی روایات مذکورہ مین کوئی تعارض نہوگا بلکہ حدیث اول جسکو ساکت کہنا چاہئے بالضرور اور بلا تامل ہر دو حدیث باقیہ کے موافق اور اونپر محمول ہوگی چنانچہ اوثق العری مین اس موافقت کو ظاہر فرما دیا ہے جسکے سمجھنے مین اہل فہم کو تامل نہوگا اب ہمارے مجیب کی دقیقہ سنجی قابل دید ہے جسکا مدعی یہ ہے کہ روایۃ پیش فرمودہ اوثق العری جس مین استفسار و اجازت مذکور ہے دوسری روایتون کے کہ جنمین آپکی اطلاع مذکور نہین بیشک مخالف ہے مگر ان روایات کو دو وقتون مختلف پر محمول کرنے سے دفع تخالف ہو جائیگا چنانچہ بجنسہ اونکی عبارت یہ ہے (اگرچہ خود حضرت جابر سے جواز عزل کی روایت مروی ہے لیکن روایات ذیل سے صاف واضح ہوتا ہے کہ پہلے اس فعل کو حضرت جابر وغیرہ نے بلا اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شروع کر دیا تہا اور برابر اس فعل کو اس خیال سے کہ اگر یہ فعل ناجائز ہوگا تو خواہ مخواہ اللہ تعالی اسبارہ مین نہی نازل فرماویگا کرتے رہے انتہے) اہل انصاف و فہم ملاحظہ فرمالیوین کہ اول تو مجیب کا ان روایات کو باہم متضاد و مخالف سمجھنا ایک سطحی امر ہے اور پہر تعدد اوقات پر اوسکو محمول فرما کر روایات مذکورہ کو منطبق کرنا اوسی جڑ کی شاخ اور اوسی شاخ کا پہل ہے واقعی اور تحقیقی بات وہی ہے جو اوثق العری) مین مذکور ہے اور جسکو ہم عرض کر چکے ہین کہ روایت اول مجمل و ساکت ہے اور دوسری روایت مفصل و ناطق روایت اول جسکو حافظ ابن حجر نے مقیس علیہ بنایا ہے اوسمین استفسار و اطلاع کا ذکر نہین اور دیگر روایات مین استفسار و اطلاع مذکور ہے والناطق یقضی علی الساکت قضیہ مسلم ہے اسلئے روایات حضرت جابر مین کسی قسم کا تعارض نہوگا جو اوسکے ازالہ کی ضرورت ہو بلکہ بے تکلف جملہ روایات بدون التزام تعدد اوقات باہم موافق و متحد سمجھے جاوینگے اور کہا جائیگا کہ بیشک عزل آپ کے زمانہ مین ہوتا رہا اور قرآن مین اوسکی ممانعت نازل نہین ہوئی اور باوجود اطلاع آپنے بھی ممانعت نہین فرمائی بلکہ آپ سے استفسار کیا گیا تو آپ نے عزل کی اجازت فرمائی ہمارے خیال مین نہین آیا کہ مجیب نکتہ رس کو تعارض کا خلجان کہان سے پیدا ہو گیا کہ تعدد اوقات پر حمل فرما کر اوسکے ازالہ کی فکر فرما رہے ہین اور زیادہ افسوس کے قابل یہ بات ہے کہ عبارت اوثق العری جسمین یہ مضمون مصرح موجود ہے اوسکو بھی ندیکہا اور بلا تدبر ریجا دبندہ فرمانیکو موجود ہوگئے اور سب سے بڑہکر یہ غضب کیا کہ فرماتے ہین کہ حضرت جابر وغیرہ نے بلا اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی عزل کو اس خیال سے شروع کر دیا تہا کہ اگر یہ فعل ناجائز ہوگا تو خواہ مخواہ اللہ تعالی اسبارہ مین

بے سود ہونا ہماری معروضات سے توب معلوم ہوگیا والحمد للہ اب مجیب اور اونکے موافقین پر لازم ہے کہ اتنی بات تو ضرور کرین کہ کسی دلیل سے بھی ثابت فرماوین کہ فعل صحابہ مطلقاً درصورت عدم نزول ممانعت حجت جواز اور دلیل ثبوت ہوتا ہے اور اگر اتنا بھی نہو سکے تو پہر مقتضائے فہم وانصاف یہی ہے کہ اسبارہ مین حسب قول مشہور ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ - صبر فرماوین اور تحقیق لاحق کی ملاحظہ کے بعد تجویز مذکور سے امید بہبودی نرکہین اور اگر اب بھی کچہہ ہوس باقی ہو تو اوسکو بھی نکال لیجیے دیکہین تجویز مذکور کے ذریعہ سے ہمارے مجیب قصہ جواثی کو کیونکر مستدل اور حکم امر فروع بناتے ہین - شعر یون خدا کی خدائی برحق ہے - پر نہین تواثر کی آس نہین مگر جو کچہہ ہو ہماری معروضات اور انصاف کو پیش نظر رکہکر ارشاد ہو تو تعریف ملا مین داخل ہونے کے لئے تو جو کچہہ یہان تحقیق فرما چکے ہین وہ بھی کافی ہے - اسکے بعد اوثق العری مین دربارۂ عزل جسکو علامہ ابن حجر نے مقیس علیہ بنایا تہا یہ مضمون تحریر فرمایا ہے کہ باب عزل مین صرف یہی بات نہین کہ حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی تحریم وممانعت سے سکوت فرمایا ہے اور فقط اتنی ہی بات سے عزل کا جواز حضرات صحابہ نے سمجھ لیا بلکہ سکوت عن التحریم کے ساتھ نص جواز بھی موجود ہے جسکے راوی خود حضرت جابر ہین بخلاف اقامت جمعہ فی القری کے کہ بجائے دلیل جواز روایات وتعامل زمانۂ نبوی وزمانۂ اصحاب اوسکے مخالف ومضاد موجود ہین تو اب اس بون بعید کے ہوتے ہوئے اقامت مذکورہ کو عزل کے قصہ پر قیاس کرنا ایسے علامہ محقق سے بہت ہی بعید ہے اس تقریر سراسر حق اور قابل تحسین وقبول کے جواب مین مجیب ابو المکارم محض تعریف مشہور لفظ ملا کی جامعیت قایم رکھنے کی غرض سے یا یون کہیے کہ افراد ملا مین داخل رہنے کی ضرورت اور خارج ہو جانیکی خوف سے جو ارشاد فرماتے ہین اوسکا خلاصہ یہ ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ ایک روایت مین فرماتے ہین کنا نعزل علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والقرآن ینزل اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بدون استفسار وبغیر اطلاع عزل ہوتا رہا کیونکہ روایۃ مذکورہ استفسار و اطلاع سے بالکل ساکت ہے دوسری روایت مین حضرت جابر ارشاد فرماتے ہین کنا نعزل علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فبلغ ذلک نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم ینہنا عنہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ آپکو اطلاع کی نوبت آئی اور تیسری روایت حضرت جابر کی وہ ہے جو اوثق العری مین پیش فرمائی ہے اور جس سے مجیب فہام نجات کی فکر فرما رہے ہین وہو ہذا قلنا یا رسول اللہ کنا نعزل فزعمت الیہود انہ الموؤدۃ الصغری فقال کذبت الیہود الخ اس سے صاف معلوم ہوگیا کہ حضرات صحابہ نے آپ سے دربارہ حکم عزل استفسار کیا اور آپنے اجازت فرمادی جس سے امر متنازع فیہ کے لئے قصہ عزل کو مقیس علیہ بنانے مین صریح سقم پیدا ہوگیا چنانچہ بحوالہ اوثق العری اوسکی تفصیل معروض ہو چکی ہے بالجملہ حضرت جابر کے ہر سہ روایات مین اتنا تفاوت ہے کہ اول روایۃ جسکو

جواب سے جو اونکے دونون کلامون مین صریح موجود ہے مطلع فرمانے مین مخل نگرینگا مجیب کے اس ارشاد بے بنیاد سے
صحابہ کرام کی تنقیص تو بالبداہتہ معلوم ہوتی ہی ہے مگر کلام مذکور کا خلاف عظمت وجلال خداوندی ہونا بھی ایسا
امر نہین کہ اہل فہم اوسمین متامل ہون حق تعالی کے جملہ اقوال اور تمام احکام سراسر حق اور مطابق حکمت اور رحمت ہین
اوسکے کسی ارشاد کو خواہ مخواہ کہنا خواہ مخواہ اپنی کم فہمی اور بے ادبی کی گواہی دینا اور بئس الخطیب انت کا مصداق
بننا ہے علاوہ ازین مجیب کا کنا نعزل کے بہروسے یقینی طور پر مکرر یہ فرمانا کہ حضرت جابر نے عزل کیا انکی ظاہر
پرستی کا ثمرہ ہے اہل علم جملہ مذکورہ کی وجہ سے حضرت جابر کی طرف عزل کے یقیناً منسوب کرنیکو تسلیم نہین کرسکتے
کمالا یخفی بالجملہ اس بحث طویل سے بحمد اللہ خوب ظاہر ہوگیا کہ علامہ ابن حجر وغیرہ کا قصہ عزل کو مقیس علیہ بناکر
اقامت جمعہ فی جواثی سے قری کو محل اقامت جمعہ قرار دینا بشرط غور وانصاف ہرگز قابل قبول نہین اور اوثق العری مین
جو استدلال ابن حجر کا جواب دیا تہا وہ سراسر احق بالقبول اور اوسپر ہر دو مجیب کا اعتراض کرنا اور استدلال ابن
حجر کی تائید فرمانا بالکل بے سود وفضول ہے کما مر مفصلاً اور مجیب ابو المکارم نے بظاہر اس قصہ مین زیادہ
جانفشانی کی ہے اور ابن حجر کے استدلال کو خدشات سے پاک کرنے مین بہت ہمت صرف کی ہے چنانچہ
اوسکی کل کیفیت عرض کرچکا ہون مگر مجیب ابو المکارم بھی باوجود اس شدت تعصب اور جوش حمایت کے غالباً
خوب جانتے ہین کہ اوثق العری کے ارشاد کا جواب ابتک نہین بن پڑا اسلئے سب کچھہ رطب دیا بس کہہ سنکر اخیر
مین فرماتے ہین قولہ لیکن مین کہتا ہون کہ حافظ ابن حجر کو اتنی دور جانیکی ضرورت ہی کیا تھی اسواسطے کہ یہ کہدینا
کیا کم ہے کہ جمعہ جواثی کی روایتہ حکماً مرفوع ہے جیسا کہ اوسکا بیان اوپر ہوچکا ہے بلکہ یہ تقریر میرے نزدیک جمعہ جواثا
کی نسبتہ حسب امور منقحہ بالا زیادہ موزون ہے انتہے ہمارے مجیب نے خیر اس امر کا اقرار تو صاف کرلیا کہ علامہ ابن حجر بہت
دور نکل گئے اور جواب بعید دیا باقی اونکا یہ فرمانا کہ ہماری تقریر بالا زیادہ موزون ہے محض مجیب کا خیال ہے اور وہ بھی
خام بلکہ بدیہی البطلان افعال صحابہ کو علی العموم حکماً مرفوع کہنا علامہ ابو المکارم کے سوا کوئی نکہیگا چنانچہ مفصلاً
اسکی کیفیت گذر چکی ہے اور لیجیے اوثق العری مین جو فرمایا تہا کہ باب عزل مین خود جواز کی نص موجود ہے اور یہ
فعل باجازت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوا ہے اور کوئی وحی اوسکے ترک کی نہین آئی اسپر ہمارے مجیب فرماتے
ہین کہ یہ بات صحیح نہین بلکہ حرمت عزل کی حدیث صحیح مسلم مین موجود ہے ثم سئلوہ عن العزل فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ذلک الواد الخفی وہی اذا المؤدۃ سئلت مگر یہ روایت اول تو عند البعض ضعیف ہے چنانچہ
قاضی شوکانی فرماتے ہین ومنہم من ضعف حدیث جذامتہ ہذا لمعارضتہ لما ہو اکثر منہ طرقا آگے چلکر پھر فرماتے
ہین وقد ضعف ایضاً حدیث جذامتہ اعنی الزیادۃ التی فی آخرہ بانہ تفرد بہا سعید بن ابیوب عن ابی الاسود ورواہ
مالک ویحیی بن ایوب عن ابی الاسود فلم یذکراہا ولمعارضتہا بجمیع احادیث الباب وقد خدحت ہذا الزیادۃ اہل السنن

نہی نازل فرماویگا کاش کوئی ہمارے مجیب کی خدمت مین یہ عرض کردے کہ آپ کیون خواہ مخواہ ان امور مین اپنی ٹانگ اڑاکر ناحق چوٹ کہاتے ہین بڑون کی نصیحت ہے ع اذا لم تستطع سیئاً فدعہ۔ جناب من اوثق العری کا جواب لکھنا آپ پر فرض نہین مستحب نہین بلکہ حق یہ ہے کہ جائز بھی نہین پہر آپ کیون اپنے آپکو کسی نفسانی خیال سے اس مخمصہ مین ڈالتے ہین آپ تو معلوم ہے کہ اکابر صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی شان مین آپنے کیا کہا حق تعالی آپکو سمجھ دے انصاف دے اپنے قول سے توفیق انابتہ و توبہ نصیب کرے آمین۔ ہماری نظر سے ایک تذکرہ مین گذرا کہ کسی لڑکے نے معلم کو قرآن سناتے وقت پڑہا علیہا ملائکۃ غلاظ شداد لا یعصون اللہ ما امرہم ویفعلون ما لا یومرون معلم نے بحالت غضب گالی دیکر کہا کہ یہ تو غارتگرون اور لٹیرونکی شان ہے ملائکۃ الرحمن کی یہ شان ہرگز نہین سو اور تو مین کچھ کہنے کا استحقاق نہین رکھتا البتہ اتنا کہتا ہون کہ آپنے جو امر حضرت جابر وغیرہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے حاشا و کلا اونکی شان بمراحل اس سے ارفع ہے یہ تو بے پروا بیباک بدزبان بددین لوگونکا کام ہے اہل علم تو درکنار جنکو فہم سلیم سے حصہ ملا ہے وہ کبھی ایسے بیہودہ خیالات حضرات صحابہ کی شان مین نہین کرسکتے اور باتون کو جانے دیجیے ارشاد التقی من یتقی الشبہات اور دع ما یریبک الی ما لا یریبک اور فمن ترکہا استبرأ لدینہ وعرضہ فقد سلم ومن واقع شیئاً منہا یوشک ان یواقع الحرام وغیرہ تو مجیب کی ملاحظہ مین آئے ہونگے تو اب بروے ایمان و انصاف حضرات صحابہ جو تمام متقین و متورعین کی مقتدا اور پیشوا ہین کیا اونکی شان نعوذ باللہ یہی ہونی چاہیئے کہ جس امر مشتبہ غیر مشتبہ کو چاہا بلا استفسار و بدون تحقیق کیف ما اتفق اس خیال پر کر بیٹھتے تہے کہ اگر یہ فعل ناجائز ہوگا تو بقول مجیب ابو المکارم اللہ تعالی خواہ مخواہ اسبارہ مین وحی نازل فرماویگا جناب من اہل علم و فہم سے دریافت فرمایئے وہ تو آپکے اس قدرشناسی پر جو آپنے حضرات صحابہ کی نسبتہ ظاہر فرمائی ہے نعوذ و استغفار کے بعد یہی فرماوینگے کہ یہ قائل کے سراسر ناواقفی اور بیباکی ہے حضرات صحابہ تو اپنے اہل و عیال کے ساتھ بھی امور مباحہ بے دہڑک نہین کرسکتے تہے اور اپنے اہل کے ساتھ انبساط و اختلاط ظاہر کرنے مین بھی نزول وحی اور ظہور عتاب سے سخت خائف رہتے تہے اور حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناخوشی کے ادنی احتمال اور توہم پر آسمان سے پتھر برسنے کا ڈر اونکو خائف و مضطرب بنا دیتا تہا ہمارے محدثین کی نیرنگی بھی قابل تماشا اور حیرت افزا ہے کہ یا تو قصہ جواثا مین اکابر و اصاغر سب یہ فرمارہے تہے کہ یہ ظاہر ہے کہ عبد القیس نے بغیر امر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اقامت جمعہ نہین کیا کیونکہ صحابہ کرام کوئی فعل بغیر امر شارع کے نہین کیا کرتے تہے خصوصاً زمانہ وحی مین چنانچہ اوراق سابقہ مین یہ قصہ مفصلاً گذر چکا ہے اور یا ہمارے مجیب ابو المکارم اب یہ فرمارہے ہین کہ اکابر صحابہ زمانہ نزول وحی مین مدینہ طیبہ کے اندر بھی بلا استفسار و بلا تحقیق اس اعتماد پر جو چاہتے تہے کر لیتے تہے کہ ناجائز ہوگا تو خواہ مخواہ اللہ تعالی اسبارہ مین وحی نازل فرماویگا اوسوقت فعل مذکور کو ترک کردینگے امید ہے کہ مجیب اس تعارض و اختلاف کے

عقل اور اہل عقل کا ایسا پابند ہو اوسکو مجیب سلمہ کی تحریرات کے جواب دینے ہی کی کیا ضرورت ہے بقول شخصے
ع جسکو ہو دین و دل عزیز اوسکی گلی مین جائے کیون ÷ چنانچہ مجیب نے اپنے اسی رسالہ کے اخیر مین جو اپنی مولفات
کی فہرست درج کی ہے اوس مین لکھا ہے کہ دقائق الاسرار کے جواب مین آج پندرہ برس ہو گئے کہ اوسکا جواب نہو سکا
علی ہذا القیاس لوامع الانوار کو بارہ برس اور فراستہ المومنین کو تیرہ برس اور کواکب دری کو پانچ برس اور
مطلع القمرین کو چار برس ہوئے کہ اونکا جواب مخالفون کی طرف سے شائع نہین ہوا سو ہمارے مجیب کا یہ تحریر فرمانا
خلاف واقع تو ہے ہی نہین ہو نہو تالیفات مولانا ابو المکارم صاحب مین کوئی ایسا امر ضرور ہے کہ جسکی
وجہ سے ہر کسی سے اوسکی تردید ممکن نہین ہے اور وہ امر ظاہر ہے کہ فضولیات اور لغویات کی بھاری بوجھ
مین دابنے کے سوا اور کیا ہے اور مجیب ممدوح کی مؤلفات کی جوابدہی کی صعوبت خاص جسکو ہم مشاہدہ کر رہے
ہین اوسپر نظر کر کے تو ہم یہ عرض کرتے ہین کہ مجیب سلمہ کو تردید و ابطال سے آیندہ کو بھی مطمئن رہنا چاہیے
غالباً آگے کو بھی کسی سے رسائل مذکورہ کی جوابدہی مین قلم اوٹھانیکی توقع نہین ہوتی یہ امر جدا رہا کہ کوئی ہم
جیسا مبتلاء شامت اعمال نوشتہ تقدیر کو پورا کرنیکے لئے مجیب کی کسی تحریر کا جواب لکھنے کو تیار ہو جائے بالجملہ
امور معروضہ کو خیال کر کے یہی مناسب نظر آیا کہ مجیب کے مواخذات لفظی سطحی کی نسبت حسب موقع کسیقدر عرض کر دیا
جاوے تاکہ مجیب کے ناز بیجا کی حقیقت خوب روشن ہو جائے سو عبارت اوثق العری جو نقل کر چکا ہون اوسپہ مجیب
ابو المکارم نے اول ہی یہ مواخذہ فرمایا کہ فقط اقامت جمعہ لکھنا درست نہین بلکہ اقامت جمعہ کے بعد فی القری
کی قید ضرور لگانی چاہئے تھی کیونکہ بحث جمعہ فی القری مین ہی نہ مطلق اقامت جمعہ مین اسکے بعد حیا سے اعراض
کر کے فخر وابتہاج کے ساتھ فرماتے ہین کہ عبارت اوثق العری کا نہ عنوان درست اور نہ تقریر صاف بلکہ جابجا ادائے
مطالب مین قاصر ہے چنانچہ افعال صحابہ کی نسبت آپکی اور میری تقریرین موجود ہین موازنہ کر لیا جاوے اقول
خلاصہ اعتراض حضرت معترض یہ ہے کہ عبارت اوثق العری مین کلمہ اقامت جمعہ کے بعد فی القری کی قید
اور لگانی چاہیے اوثق العری مین قید مذکور کے نہونیکی وجہ سے عبارت اوثق العری پر قاصر ہونیکا طعن کیا جاتا ہے
اور فرماتے ہین کہ اوثق العری کی تحریر جابجا ادائے مطالب مین قاصر ہے نہ عبارت درست نہ عنوان مناسب
نہ تقریر صاف سو اہل انصاف و فہم تو خود سمجھ لینگے کہ ایسے نامعقول مواخذات قائل کی کم فہمی اور کم حوصلگی اور
عجز پر برہان شافی اور حجۃ کافی ہین لیکن بنظر مزید توضیح اتنا عرض کئے دیتے ہین کہ اس صورت مین معترض کا
الزام صرف عبارت اوثق العری ہی پر نہوگا بلکہ جملہ اہل لسان و علماء نحو و بلاغت پر بلکہ کلام الہی اور احادیث
حضرت رسالت پناہی تلک بے تکلف اس الزام کی نوبت پہونچے گی فضلات اور قیود زائدہ کا تو ذکر کیا ہے
عمدہ اور رکن کلام یعنی مسند اور مسندالیہ کے حذف و ترک کو بعض موقع مین جائز اور بعض جگہ مستحسن اور ضروری

الاربع دوسری یہ روایۃ ابو سعید اور ابو ہریرہ اور جابر کی معارض ہے جن روایات مین کہ عزل کی نسبۃ یہود کی موؤدہ
صغری کہنے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف تکذیب فرمادی تیسرے یہ کہ ایک جزوی مشابہت کی وجہ
سے آپکا عزل کو وأد خفی فرمانا حرمۃ عزل کو مقتضی نہین کما لا یخفی علی المتفطن حتی کہ قاضی صاحب بھی نیل
الاوطار مین اس روایۃ کی نسبۃ صاف نقل فرماتے ہین ان حدیثہا لیس بصریح فی المنع اذ لا یلزم من تسمیۃ وادا
خفیا علی طریق التشبیہ ان یکون حراما انتہے اسیوجہ سے امام نووی اور حافظ ابن حجر اور بیہقی وغیرہ وغیرہ محققین
کے نزدیک راجح اور مقبول یہ ہے کہ حدیث جذامہ کو کراہتہ تنزیہی پر حمل کیا جائے تاکہ جملہ روایات مثبت جواز عزل
اور روایۃ جذامہ مین تعارض اور اختلاف باقی نرہے چنانچہ عبارت نووی اور نیل الاوطار مین صاف اس تطبیق کو
نقل فرمایا ہے اور اس صورت مین حدیث جذامہ نہ کسی روایۃ کے مخالف و معارض ہوگی اور نہ مذہب جمہور
کے بلکہ تمام امور بے تکلف متفق و منطبق ہوجائینگے اور حدیث جذامہ کی تضعیف کی بھی اصلا ضرورت نہوگی والحمد للہ
مگر ہمارے مجیب نے جو محض عبارت اوثق العری پر ایک اعتراض کرنیکی غرض سے اگرچہ اونکی اصلی مدعی کو نافع نہ تھی
یہ دعوی کیا تہا کہ حدیث جذامہ منقولہ مسلم سے حرمت عزل ثابت ہوتی ہے وہ دعوی ایسا نکلا کہ انشاء اللہ کسی
دلیل معتبر سے ثابت نکر سکینگے بلکہ قاضی صاحب اور حافظ ابن حجر وغیرہ جملہ محققین کے ارشاد کے صریح مخالف ہے اور
اگر ہمارے مجیب کچھ تامل فرماوینگے تو احادیث مین متعدد امثلہ ایسے ضرور ملینگے کہ بعض امور پر بوجہ مشابہت و مشارکت
کسی امر حرام یا فرض کا اطلاق شارع علیہ السلام نے فرمایا ہے جیسا کہ اس موقع پر عزل کو بوجہ مشابہت واد خفی فرمایا
ہے مگر اس اطلاق کی وجہ سے ان امور کو حرام یا فرض کوئی بھی نہین کہتا چنانچہ بحوالہ نیل الاوطار یہ مضمون
ابھی گذر چکا ہے پہر معلوم نہین ہمارے مجیب نے کونسی حجت معتبرہ سے اس روایۃ کے بھروسے پر عزل کو حرام فرما
دیا اس کے بعد ناظرین کی خدمات مین یہ التماس ہے کہ اوثق العری مین جو حافظ ابن حجر کے قصہ جواثا کو عزل
پر قیاس فرمانیکا جواب تحریر فرمایا تہا اور قیاس مذکور کا قیاس مع الفارق ہونا ثابت کیا تہا کما مر سابقا تو اوس
موقع پر اوثق العری مین یہ عبارت تحریر فرمائی ہے بخلاف مسئلہ اقامت جمعہ کے اس مین کوئی دلیل جواز جمعہ
کی موجود نہین ہے بلکہ نص صریح فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و تعامل صحابہ اہل عوالی وغیرہ سے اوسکی ممانعت
بدیہی و صریح ہے انتہے اسپر ہمارے مجیب ابو المکارم نے غالبا بنظر تخفیف خفۃ اور بغرض اظہار تصدیق لقب
چند مواخذات لفظی اور فضول ایسے تحریر فرمائے ہین کہ اونکی جوابدہی تو در کنار اونکا رغبت کے ساتھ سن لینا بھی
کسی لطیف المزاج اور سلیم الطبع سے متوقع نہین اور عبارت منقولہ کے بعد کی عبارت پر بھی مجیب نے اسی قسم کے مواخذات
تحریر فرماکر اپنا کمال علم و انصاف ظاہر کیا ہے طبیعت کی نفرت اور اہل علم کی جانب سے اندیشہ ملامت اسی امر
کو مقتضی تہا کہ ایسے بے اصل امور کو یک لخت نظر انداز کر دیا جائے مگر تامل کے بعد یہی امر خیال مین آیا کہ جو شخص

اقوی ادلہ جواز اقامت جمعہ فی القری سے ہے دیکھئے عبارت اوثق العری پر تو فقط ایک قید کے ذکر نکرنے پر یہ لن
ترانیان تھین شیخ الکل نے یہ غضب کیا کہ جسقدر کلام کو ذکر فرمایا اوس سے زائد کو اپنے ذہن مبارک مین رکھا
اور اگر معترض بحاث یہ ارشاد فرمادین کہ جو امر سباق وسیاق کلام سے بالبداہت سمجھہ مین آتا ہو اوسکی ذکر نکرنے
مین کوئی حرج نہین اسلئے اونکے کلام اور شیخ الکل کے ارشاد پر کوئی مواخذہ نہین ہوسکتا تو چشم ما روشن دل
ما شاد مگر اسصورت مین عبارت اوثق العری پر بھی کسی قسم کا مواخذہ نہوسکیگا اور طعن معترض خود بخود ایسا لغو
اور فضول سمجھا جائے گا کہ کسی قسم کی جوابدہی کی حاجت نہوگی اور بجائے اسکے کہ عبارت اوثق العری مین کوئی
قصور نکالا جاوے معترض کا قصور فہم اظہر من الشمس ہوگا کیونکہ عبارت اوثق العری کے سباق وسیاق
سے قید مذکورہ کا بدیہی التسلیم ہونا ایسا امر بدیہی ہے کہ کم فہم بھی اوس مین متامل نہوگا دیکھہ لیجے قید مذکور کے فہم
مین تو ہمارے معترض ابو المکارم کو بھی کسی قسم کا تامل نہین ہوا اس سے زیادہ دلیل بداہت اور کیا ہوسکتی ہے
صاجو یہ امر تو اول ہے معلوم ہوگیا تہا کہ معترض علام نے علم وفہم کے خون کرنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہین کیا اگر کچھہ بھی فہم سے کام لیتے تو یہ بیہودہ اعتراض اس فخر کے ساتھہ ہرگز ہرگز پیش نفرماتے لیکن ابھی
تک ہمکو اسکا انتظار باقی ہے کہ دیکھین ہمارے معترض باکمال کچھہ انصاف کی بھی رعایت فرماتے ہین یا انصاف
کیے ساتھہ بھی وہی معاملہ کرتے ہین جو علم وفہم کے ساتھہ فرما چکے ہین اگر الانصاف خیر الاوصاف پر نظر فرماکر عبارت
اوثق العری کو اور اپنے شیخ الکل اور اپنے کلام کو ایک نظر سے ملاحظہ فرمایئن تو فہو المراد اور اگر انصاف کو بھی
اوسی نگاہ سے دیکھا جائے کہ جس خون ریز نگاہ سے علم وفہم کو دیکھہ چکے ہین تو یا قسمت یا نصیب یا بخت خیر
بیچارہ انصاف کی جان پر معترض کی پر زور ہمت سے جو کچھہ پیش آئے سو آئے مگر ارشاد اکابر شعر

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد　　میلش اندر طعنہ نیکان برد

پاکان

کی تصدیق تو معترض بحاث کے دلنشین ہوجائیگی کہ انشاء اللہ قیامت تلک نکالے نہ نکلے گی والغیب عند اللہ
اس فضول اور شرمناک تقریر کے بعد معترض علام نہایت فخر کے ساتھہ فرماتے ہین افعال صحابہ کی نسبت آپکی اور
میری دونون کی تقریرین آپکے سامنے ہین دونون کو موازنہ کرلین ۔ سو ہم تو معترض صاحب کے ارشاد کی تعمیل کرچکے
ہین اگر ہمارے موازنہ کا اعتبار ہے تو ہم حلفیہ عرض کرتے ہین کہ آپ تو اس بحث مین کچھہ بھی نہین سمجھے آپ تو علامہ
ابن حجر کے ارشاد کو بھی غالبا بخوبی نہین سمجھے اور جو عبارات آپنے نقل فرمائی ہین اون سے آپکی مطلب برآری
بالکل خیال خام ہے اور اوثق العری کی تحقیق سے تو آپ بمراحل دور ہین چنانچہ یہ جملہ امور تفصیل کے ساتھہ اوراق
گذشتہ مین عرض کرچکا ہون معترض کی تقریر کے ملاحظہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اونکے فہم کو اوثق العری کی
مطلب تک رسائی ہی نہین ہوئی ورنہ ایسی باتین دور از کار ہرگز تحریر نفرماتے اب اہل فہم و انصاف کی خدمت مین

بیان کرتے ہین اور کبھی تمام جملہ اور کبھی زاید از جملہ کو متروک فرمادیتے ہین کتب نحو معانی و بیان کو ملاحظہ فرمایئے
اور عبارت بلغاء اور ارشادات قرآن و حدیث کو آنکھین کھولکر دیکھیے انشا اللہ اس کثرت سے اسکی امثلہ
ملین گے کہ معترض بجاش نے اپنی تمام تصنیفات مین بھی اسقدر غلطیین نکھائی ہونگی ایجاز بالحذف جسکو
علمائے بلاغت موجب بلاغة کلام بتلاتے ہین اور قرآن و احادیث اور کلام بلغاء سے اوسکے امثلہ نقل فرماتی
ہین اہل اجتہاد زمانہ حال اوسپر قصور اور کوتاہی کا الزام بڑے طمطراق کے ساتھ لگانیکو موجود ہین اور اس خوبی
پر اکابر سلف اور خلف کے مقابلہ اور مخالفت پر نہایت فخر و مسرت کے ساتھ آمادہ اور کمربستہ کیون نہو ارشاد
اذالم تستحیے فاصنع ماشئت حضرات انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ و التسلیم کا متفقہ قول ہے قرآن و حدیث و
کلام بلغا کی مثالین بیان کرنیکی تو حاجت نہین علوم مروجہ سے تو تہوڑی مناسبت رکھنے والے بھی اوس سے
بخوبی واقف ہین بلکہ اُردو فارسی وغیرہ ہرایک زبان کا واقف جانتا ہے کہ بہت سے مواقع مین اس قسم کے
حذف و ترک ہرایک زبان مین شائع و ذائع ہین علاوہ ازین ہمارے معترض بجا ؛ کو شاید اون امثلہ کے سمجھنے
مین کچھہ دقّت بھی پیش آئی اور سمجھہ بھی لین تو اپنے پاس سخن سے غالباً اوسکے تسلیم مین متامل ہون اسلیئے امثلہ
مذکورہ سے اعراض کرکے اونکی ہی پشتو مین اونکو سمجھا دینا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے سو دیکھیے معترض
ممدوح اسی اعتراض سے چہہ سطر کے بعد تحریر فرماتے ہین رہا یہ قول کہ واقعہ جواثا سے جواز جمعہ نکلتا ہے نہ وجوب
جمعہ سو اسپر کیا دلیل ہے یہ امر بدیہی ہے کہ عبارت مذکورہ مین جواز جمعہ اور وجوب جمعہ دونون کے بعد فی القری
کی قید ہونی چاہیے معترض صاحب صاحب حیا و انصاف اعتراض کی مسرت اور جوش مین اتنی جلدی اپنے آپ
مواخذہ شدید کو فراموش فرماکر خود ہی اوس مین ماخوذ ہوگئے **شعر**

اُلجھا ہے پاؤن یار کا زلفِ دراز مین — لو آپ اپنے دام مین صیاد آگیا

جس قید کی ترک پر اور ونکی نسبت یہ طعن و تشنیع تہا ایک چھوٹی سی عبارت مین اوس قید کو دو جگہ ہضم کر بیٹھے
اور طرفہ یہ کہ عبارت اوثق العری جسکا مطلب معترض صاحب نے اپنے الفاظ مین ادا کیا ہے اوسمین قید فی القری
صاف موجود ہے تو یہ عذر بھی نہین ہوسکتا کہ یہ عبارت تو اوثق العری کی ہی ہمپر اسکی وجہ سے الزام کیسا کیونکہ
معترض موصوف نے عبارت اوثق العری کو بالمعنی نقل کیا ہے اور اصل عبارت مین قید فی القری موجود ہے
معترض صاحب نے اوس قید کو اپنی عبارت مین متروک فرمایا ہے اسکے بعد کچھہ ضرورت تو نہین مگر معترض کے
مزید اطمینان کی نیت سے ایک جملہ جو اونکے شیخ الکل حجۃ السلف و الخلف مولانا سید نذیر حسین نے اسی فتوی
مین تحریر فرمایا ہے نقل کیئے دیتا ہوں جو اسی مختصر سے فتوی کی پانچوین سطر مین موجود ہے فرماتے ہین اور عدم نزول

بحجی اقوی اور جواز ہے جسکی تقدیر اور پوری تقریر یہ ہے اور عدم نزول وحی ممانعۃ در بارۂ اقامت جمعہ فی چہنشا

ایسے امور کا صادر ہونا چونکہ کوئی نئی بات نہین اسلئے معترض علامت ایسے نکات ونطائف کا ظہور کہ جنکی بدولت آج ابو المکارم ہونا اونکو نصیب ہوا ہے کوئی عجب بات نہین شعر

عجیب فی الزمان وما عجیب　　　　اتی من آل سیار عجیبا

مگر ہمکو یہ دشواری ہے کہ حضرت معترض سے توکوئی توقع نہین ہوتی اور اہل فہم کو ایسے فضولیات کی جوابدہی کی حاجت نظر نہین آتی پھر ایسے امور کا جوابدیا جائے توکس غرض سے دیا جاوے لیکن یہ خیال بھی ہوتاہی کہ آخر حضرات اہل فہم اور ہمارے معترض صاحب کے مابین بھی توکوئی درجہ ضرور نکلیگا بلکہ مراتب متعددہ نکلین توکچھ عجب نہین اسلئے اونکے خیال سے او نیز اس خیال سے کہ اگر معترض کے اس قسم کے اعتراضات کا جواب ندیا جاوے تو معلوم نہین کہ اپنے لئے اور کونسی کنیت اور لقب تجویز فرمانیکو آمادہ ہوجاوینگے جوابدینا محض فضول نہین معلوم ہونا اسلئے عرض ہے کہ تیسری شرط جو ہمارے علامہ معترض اس عبارت سے سمجھ رہے ہین یہ محض وہم اور خیال بے اصل ہے اور سب نتیجہ اس امر کا ہے کہ وہ فہم اصل مطلب سے بہت دور پڑے ہوئے ہین جسکی وجہ سے خبط عشوا کی نوبت آرہی ہے اصل بات یہ ہے کہ عبارت ماسبق مین یہ مضمون ارشاد فرمایا گیا ہے کہ حضرات اصحاب کرام کے افعال مذکورہ کے معتبر ہونے اور جائز ہونیکے لئے دو شرطین ہین ایک یہ کہ اوسمین کوئی نص ممانعت موجود نہو دوسری یہ کہ عامہ صحابہ اوسپر تعامل فرماوین نہ چند صحابہ اب فرماتے ہین کہ مسئلہ اقامت جمعہ فی جواثا جس مین نزاع ہورہا ہے وہ اسکی بالکل خلاف ہے کیونکہ اہل جواثا کے جمعہ ادا فرمانے مین ہر دو شرائط جواز مذکورہ بالا مین سے ایک شرط کا بھی پتہ نہین کیونکہ اول تو تعامل زمانہ نبوی یعنی عوالی مین جمعہ کا کبھی قایم نہونا جو بالتصریح منصوص ہے اوسکی ممانعت پر دال ہے دوسرے اہل جواثا کا یہ فعل چند حضرات کا فعل تہا نہ عامہ اصحاب کا سو جب ہر دو شروط مذکورہ جواز مین سے ایک کا بھی پتہ نہین توپھر قصہ جواثا سے فقط اتنی بات پر کہ اوسکے بارہ مین کوئی نص ممانعت نہین وارد ہوئی اقامت جمعہ فی القری پر استدلال فرمانا اور قصہ جواثا کو باب عزل پر قیاس فرمانا ایسے علامہ محقق سے بہت بعید اور ہرگز قابل تسلیم نہین اب اہل فہم خود ملاحظہ فرمالیوین کہ تمام عبارت اوثق العری کسقدر صحیح اور درست ہے اور تیسری شرط جو ہمارے معترض منشا در بتلا رہے ہین وہ کہان ہے معترض فہیم اس جملہ کو دیکھکر (اوسمین کوئی دلیل جواز جمعہ کی موجود نہین ہے) بمقتضائے ظاہر پرستی یہ سمجھ گئے کہ افعال مذکورہ کے ثبوت جواز کے لئے علاوہ شرطین مذکورین کی یہ بھی ضرور ہے کہ کوئی دلیل جواز بھی وہان موجود ہو لاحول ولاقوۃ الا باللہ یہ نسمجھے کہ دلیل جواز سے وہی دونون شرطین تو مراد ہین جو اوپر مذکور ہوچکین ہین پھر اس خوبی وکمال پر لسن الملک کہنے کو موجود ایک کو دو دیکھنا تو مرض قدیم ہے کہ عالم مین

عرض ہے کہ عبارت اوثق العری اور معترض بحاث کی تقریر مین موازنہ کرنا تو زمین و آسمان مین موازنہ کرنا ہے
جو اہل عقل سے بعید نظر آتا ہے البتہ اہل فہم کی شان کے مناسب یہ امر ہے کہ علامہ ابن حجر اور قاضی شوکانی رحمہما اللہ
تعالی نے جو کچھ اسبارہ مین تحریر فرمایا ہے اوسمین اور تحقیق اوثق العری مین غور و انصاف کے ساتھ موازنہ کرین
اس موازنہ کا انجام یہی ہوگا کہ اہل فہم کو تو انشاء اللہ کم ترک الاول للآخر کا عین الیقین ہو جاویگا کم فہم نا انصاف
جو چاہین سو فرمائین اور مولانا ابو المکارم کو اگر شوق موازنہ ہے تو اونکے موازنہ کے لئے ہم حاضر ہین ہماری تقریر جو
مفصلاً معروض ہو چکی ہے اوسکا موازنہ اونکی تقریر مابہ الافتخار کے ساتھ کر لیا جاوے یہ دعوی کرنا تو فضول ہے
کہ یہ ننگ اہل علم تحقیق بیان فرمودہ اوثق العری کے کما ہو حقہ توضیح کر چکا ہے مگر اتنی بات انشاء اللہ ضرور ہے
کہ معروضات احقر احق بالقبول ہین اور علامہ ابو المکارم کے مجتہدانہ ارشادات دور از مطلب اور فضول ہین اس
مین کوئی شک نہین کہ مولوی ابو المکارم تحقیق اوثق العری کے فہم سے بالکل قاصر ہے اور بجائے اسکے کہ اپنے
قصور فہم کے معترف ہوتے اولٹا یہ فرمانے کو مستعد ہین کہ تقریر اوثق العری صاف اور درست نہین سو اپنا
قصور اورون پر عاید کرنا کونسی انصاف کی بات ہے وما اصدق ما قیل **شعر**

فہم سخن گر نکند مستمع   قوۃ طبع از متکلم مجوئے

البتہ یہ امر مسلم ہے کہ تحقیق مذکورہ اوثق العری مین فی الجملہ غموض و دقت بیشک ہے جسکی وجہ سے معترض موصوف
اوسکے فہم سے معذور رہے مگر کجا دقت مضمون اور کجا خرابی تقریر مدعی علم ہو کر ان دونون باتون مین فرق
نکرنا کسقدر امر عجیب ہے اہل فہم ملاحظہ فرمالیوین کہ عبارت مذکورۂ اوثق العری کسقدر صاف اور واضح ہے مگر
صفائی تقریر سے مضمون کی دقت اصلی تہوڑا ہے زایل ہو سکتی ہے جو ہر کوئی کیف ما اتفق اوسکو بسہولت
سمجہہ لے سو جب ہمارے معترض بحاث مطلب ہی نہ سمجھے پہر دونون تقریرون کی صفائی مین موازنہ کیا
کراتے ہین اونکو چاہئے کہ اول فہم و عدم فہم کا موازنہ کرین اوسکے بعد جو کچھہ فرمانا ہو فرماوین - اسکے بعد
معترض موصوف ایک اور اعتراض عجیب عبارت مذکورہ پر بزور قوت زادہ پیش فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ
ہے کہ اوثق العری مین جو تحریر فرمایا ہے بخلاف مسئلہ اقامت جمعہ کے کہ اسمین کوئی دلیل جواز جمعہ کی موجود
نہین تو اسپر معترض خوش فہم فرماتے ہین کہ اس قول سے متبادر یہ ہے کہ افعال صحابہ کے معتبر ہونیکے لئے
یہ ضروری ہے کہ اون افعال کے ساتھ نص جواز بھی موجود ہو حالانکہ کلام سابق مین افعال صحابہ کی جواز کی
نسبت جو افعال کہ بدون اطلاع و علم حضرت فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حضرات صحابہ نے اپنی رائے سے
کئے ہون کل دو شرطین بیان کی ہین پہر یہ یعنی نص جواز کا ہونا تیسرے شرط بے موقع کیسے بڑہائی گئی ہے
انتہے - واقعی اعتراض تو ایسا ہے کہ جو فہیم دیکھے گا ضرور کچھہ دیر تلک نہایت متعجب ہیگا مگر معترض ممدوح سے

اعتراض ابو المکارم

جواب

یعنی مجیب کو لازم ہے کہ قصہ مذکورہ سے اقامت جمعہ فی القری کا وجوب ثابت کرکے دکہلائین دوسرے اگر ہم اونکے
مدعی ہونے سے قطع نظر کرکے تبرعًا اونسے طلب استدلال نکرین بلکہ خود اپنا استدلال اونکے طلب بے جاکے
موافق بیان کرنا چاہین تو ہمارا استدلال ایسا ظاہر ہے کہ اوسکا منکر علامۂ ابوالمکارم کے سوا انشاء اللہ کوئی
نہ نکلیگا۔ ظاہر ہے کہ چند اصحاب کے فعل سے وجوب کیونکر نکل سکتا ہے اگر ہمارے مجیب کا سارے جہان کے
خلاف یہ مذہب ہے تو بیان فرماوین مگر مدلل اور یہ بھی بتلائین کہ حضرات محدثین کی اسبارہ مین کیا رائے ہے اگر
ہمارے مجیب بزور قوت اجتہادیہ وجوب مذکور کے قایل بھی ہوگئے تو انشاء اللہ نہ کوئی دلیل ملیگی اور نہ کوئی اونکے
موافق نکلیگا البتہ اپنی دو انگشت کی زبان سے تنہا بلا دلیل جو چاہین لکھے جائین کون نہین جانتا کہ فعل صحابی
کے قابل احتجاج ہونے ہی مین تفصیل و خلاف ہورہا ہے کما مر سابقًا اسپر فعل صحابی کو مثبت وجوب کہنا اونہین کا
کام ہے کہ جنکو کہنے کے لئے سمجھنے کی حاجت نہو بالجملہ قصہ جواثا سے وجوب سمجھنا بالکل بے دلیل بلکہ مخالف دلیل ہے
مجیب کو لازم ہے کہ اسکا معقول جواب بیان فرماوین فقط اس فرمانے سے (اسپر کیا دلیل ہے) بجز کم فہمی و بے
انصافی و عجز اور کوئی نفع نہین اسکے بعد مجیب مذکور نے اوثق العری کے ڈیڑہ صفحہ تک کوئی امر بیان نہین فرمایا صرف
دو ایک جگہ بیہودہ اور مختصر سا مواخذہ فرمایا ہے جسکا ذکر اوسکے موقع پر آجائیگا اور یہ فرمادیا کہ اونکے جواب کی ہمسکو
ضرورت نہین کیونکہ بعض تقریرین اوپر گذر چکین اور بعض کا جواب بجواب رسالۂ شوق مفصلاً و مشرحًا ہوچکا ہے
البتہ علامہ بنارسی نے اون امور مین بحث کی ہے اسلئے عرض ہے کہ اب ہم بھی مولانا محمد سعید کے ارشادات
کی طرف متوجہ ہوتے ہین جو اونہون نے اس موقع پر بیان فرمائے ہین اور اوسکے ضمن مین مولانا ابوالمکارم کے
مطالب بھی آجاوینگے و باللہ التوفیق :-

سو سُنئے کہ اوثق العری مین عوالی اور جواثا کی بحث سے فراغت پاکر جب یہ امر بحمد اللہ محقق ہوگیا کہ آپکے زمانہ مین قریے
مین جمعہ کبھی قایم نہین ہوا اور قصہ جواثا سے جو اقامت جمعہ فی القری ثابت کیجاتی ہے اوسکے جواب بھی شافی ہوچکے
اور علامہ ابن حجر اور قاضی صاحب نے جو اسبارہ مین ارشاد فرمایا تہا اوسکا جواب بھی بالتفصیل والتحقیق قابل قبول
اہل فہم واضح ہوچکا تو اسکے بعد یہ ارشاد فرمایا تہا کہ روایات مرفوعہ سے تو مذہب احناف خوب ثابت ہوگیا اب
ہمارے مجیب محدثین زمانہ حال وغیرہ جو آثار حضرت عمر اور حضرت عثمان وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی طرف
دوڑتے ہین اور اوسسے ثبوت مدعی یعنی اقامت جمعہ فی القری کے طالب ہین تو یہ اونکو مفید نہین کیونکہ آثار
مذکورہ مین ان حضرات کے مدعی کی بڑی حجۃ اور قوی دلیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد جمعوا حیث ما کنتم ہے مگر
حنفیہ کی طرف سے اس تعمیم کا جواب بھی ہے کہ اس عموم سے مراد عموم مُدن ہے نہ عموم جمیع امکنہ قریٰ ہون یا مدن
اور اس عموم سے خاص عموم مدن ہونیکے لئے چند دلیلین اوثق العری مین بیان فرمائین تہین جنکی نسبت مولانا

چلا آتا ہے مگر دو کو تین دیکھنا آج تلک یہ مرض کسی نے نہ دیکھا ہوگا اور نہ سُنا ہوگا اسکے بعد عرض ہے کہ اوثق العری
کی عبارت مذکورہ مین جو ارشاد تہا کہ صریح فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اہل عوالی وغیرہ کے تعامل
سے اقامت جمعہ فی القری کی ممانعت بالبداہت معلوم ہوتی ہے اوسکی نسبت علامہ ابو المکارم فرماتے ہین
اسکی بحث اوپر گذر چکی ہے اس سے استدلال صحیح نہین مگر اونکے اس ارشاد سے بجز اسکے کہ علامہ موصوف
کا عجز اور غلط بیانی ظاہر ہو اور کوئی نفع نہین ہوسکتا دیکھئے اس استدلال مذکورہ اوثق العری کا جواب
معترض صاحب بحاشا نے اوراق گذشتہ مین دو جگہ دینا چاہا ہے صفحہ بیالیس (۴۲) پر تو صرف اتنا کہا ہی (عوالی
مین جمعہ کا ہونا عہد نبوی مین مسلم ہے لیکن یہ دعوی کہ عوالی محل اقامت جمعہ نہ تھی اسپر کیا دلیل ہے) اسکے
بعد جو اوسی صفحہ کے اخیر مین پہر جواب دینے کی ہمت کی ہے تو یہ فرمایا ہے (کہ یہ ساری باتین من قبیل
بناء فاسد علی الفاسد ہین کیونکہ یہ استدلال اسپر مبنی ہے کہ جمعہ کی فرضیت قبل الہجرت تسلیم کیجائے
اور یہ امر صحیح نہین اسلئے استدلال بھی صحیح نہین) لیجئے ہمارے مجیب علام کی بحث و تحقیق جسکا حوالہ دیا
گیا تہا ختم ہو چکی اہل انصاف تو انشاء اللہ ان بحثون کو ملاحظہ فرماکر قابل جواب بھی نسمجھینگے مگر اوراق گذشتہ
مین ہم تفصیل کے ساتھ ان امور کا جواب بھی اونکے موقع پر عرض کر چکے ہین۔

جواب ابوالمکارم تقریر اوثق العری

اب سُنئے اوثق العری مین جو اثا کی بحث سے فراغت پاکر اور علامہ ابن حجر نے جو عدم نزول ممانعت سے
قصہ جو اثا کو استدلال بنایا تہا اوسکی تحقیق اور جواب سے فارغ ہو کر کمامر مفصلا علی وجہ التسلیم والتنزل یہ
ارشاد فرمایا تہا کہ اگر کوئی علامہ ابن حجر کی رائے کو باوجود عدم صحت تمام امور مذکورہ سے قطع نظر کرکے قبول بھی
کرلے تو پھر بھی استدلال مذکور سے اقامت جمعہ فی القری کا صرف جواز نکلتا ہے نہ فرضیت تو اب اس صورت
مین مجیب صاحب کو کہ فقط دو آدمی کے قریہ پر بھی جمعہ فرض فرماتے ہین یہ روایت کیا خاک مفید ہوسکتی ہی
اسکے جواب مین مولانا ابو المکارم تحریر فرماتے ہین۔ (رہا یہ قول کہ واقعہ جو اثا سے جواز جمعہ نکلتا ہے نہ وجوب
جمعہ سو اسپر کیا دلیل ہے) افسوس مولانا محمد علی صاحب کو جو زبردستی ابوالمکارم بن بیٹھے ہین ابتلک
یہ بھی خبر نہین کہ اس بارہ مین مدعی کون ہے اور بیان دلیل کسکے ذمہ واجب ہے ادنی عاقل بھی جانتا ہے کہ
اول تو ہمارے مجیب اسبارہ مین مدعی ہین اور قصہ جو اثا سے ثبوت مدعی یعنی وجوب اقامت جمعہ فی القری
کو ثابت کر رہے ہین اور اوثق العری مین اونکے اس استدلال کے دو جواب مرقوم ہوئے۔ اول یہ کہ ادہر
تو جو اثا کا قریہ صغیرہ ہونا غیر مسلم اور اودہر چند اصحاب اہل جو اثا کا یہ فعل بوجوہ مذکورہ بالا قابل احتجاج نہین
دوسرے اگر ان جملہ امور سے قطع نظر کرکے مان بھی لیا جائے تو قصہ مذکورہ سے وجوب نکالنا محض خیال خام
ہے غایت مافی الباب جواز نکلیگا جو مجیب کو مفید نہین ہوسکتا اب حسب قاعدہ اہل عقل و اہل نقل مدعی

اعتراض ابو المکارم

تو فراغت ہوئے مگر قابل عرض یہ امر ہے کہ ہمارے مجیب علامہ ابو المکارم نے بجواب مولانا ظہیر احسن اس عبارت عینی پر کچھ مواخذات فرمائے ہین مگر بالکل فضول خبر ہمکو اون سے تو کسی قسم کا تعرض کرنیکی حاجت نہین البتہ مجیب ابو المکارم ایک بات پر کمر زور آزمائی فرما رہے ہین وہ یہ ہے کہ در امصار مین تو اقامت جمعہ ایسا متفق علیہ امر ہے جسمین اختلاف ممکن ہی نہین اسلئے حضرت ابو ہریرہ امصار کی نسبت تو کیا حضرت عمر سے سوال کرتے ہونہو اقامت جمعہ فی القری سے سوال کیا ہوگا جسکے جواب مین حضرت عمر نے جمعوا حیث ما کنتم ارشاد فرمایا سو اس صورت مین عموم مذکور کو مختص بالامصار فرمانا ہرگز صحیح نہین ہو سکتا کما ہو ظاہر)

جواب

مگر مجیب کی اس تقریر کا خلاصہ بجز اسکے اور کچھ نہین کہ اپنے قصور نظر کیوجہ سے دوسرا احتمال تو اونکو نظر نہین آتا اسلئے انھون نے محض اپنے خیال سے اسی احتمال کو پختہ کر لیا کہ حضرت ابو ہریرہ نے ضرور اقامت جمعہ فی القری کا سوال کیا ہوگا اوسکے جواب مین حضرت عمر نے جمعوا حیث ما کنتم فرما کر جملہ قری کی تعمیم فرما دی لیکن اہل فہم سے پوچھئے کہ اونکو اور احتمال بھی نظر آتے ہین ممکن ہے کہ حضرت ابو ہریرہ کو یہ خلجان ہوا ہو کہ منجملہ قری کس قریہ مین اقامت جمعہ کیجائے اور کس قریہ مین اقامت مذکور ناجائز ہے اوسپر حضرت عمرؓ نے فرما دیا جمعوا حیث ما کنتم اور حضرت ابو ہریرہ چونکہ بحرین مین والی اور عامل تھے اسلئے خطاب کنتم ولاۃ اور قضاۃ کی طرف تھا یعنی جس قریہ مین والی و قاضی ہون وہان اقامت جمعہ کرنی چاہیے اور قری صغیرہ کہ جہان قاضی وغیرہ کوئی نہو وہان اقامت نچاہیئے یا یہ کہا جاوے کہ حضرت ابو ہریرہ نے اقامت جمعہ فی الامصار ہی کی نسبت سوال کیا تھا نہ قری کی مگر یہ مطلب نہین کہ اقامت جمعہ فی الامصار کے جواز و عدم جواز کو دریافت کیا تھا جسپر مجیب ابو المکارم کو یہ لکھنے کی نوبت آئی کہ یہ تو متفق علیہ بات ہے جسکو ہر شخص جانتا ہے بلکہ اقامت جمعہ فی الامصار کے بارہ مین خلیفۃ المومنین سے اذن اور اجازت طلب کی تھی کیونکہ ہمارے نزدیک اقامۃ جمعہ کے لئے جیسے مصر شرط ہے ویسے ہی اذن امیر بھی ضرور ہے اسکے جواب مین حضرت عمرؓ نے علی العموم اقامت جمعہ فی الامصار کا اذن فرما دیا یہ بات جدی رہی کہ یہ تفسیر ہمارے مجیب کے مذہب کے بالکل مخالف ہو سو ہماری بلا سے بلکہ بچشم ما روشن دل ما شاد کہ اس صورت مین مجیب ابو المکارم کا اعتراض بھی خاک مین ملگیا اور حنفیہ کی ایک دوسری شرط کی تائید بھی ہوگئی والحمد للہ۔ بالجملہ علامہ عینی کا ارشاد اور اوثق العری کی تقریر دونون احق بالقبول ہین یعنی تعمیم بیان فرمودہ حضرت عمرؓ حنفیہ کے مخالف نہین کیونکہ تعمیم مذکور مخصوص بالامصار ہے اور جو صاحب اس تعمیم کے منکر ہون اور ظاہر الفاظ پر جمنا چاہین اونکو لازم ہے کہ صحاری و بحار جنکی تخصیص متفق علیہ ہے اول اونکی تخصیص کی دلیل بیان فرماوین انشاء اللہ ہم بھی اوسی دلیل بلکہ اوس سے ارجح اور اقوی دلیل سے تخصیص قری کی صورت عرض کر دینگے مگر ہر دو مجیب کی تقریر سے یہ خوب واضح ہوتا ہے کہ وہ اثبات تخصیص صحاری و بحار سے

ابو المکارم معترض بجاث نے تو کچھ اب کشائی ہی نہین فرمائی بلکہ ادہر اودہر کے حوالہ فرماکر چلتے ہوئے البتہ مجیب
بنارسی نے دلائل مذکورہ اوثق العری پر دو ورق لکہہ ہی ڈالے تفصیل مطلوب ہے تو دیکھئے اوثق العری مین تعمیم
مذکور کی مخصوص بالمدن ہونیکے ثبوت مین اول امر تو یہ بیان کیا تہا کہ اگر اس عموم کو مختص بالمدن نکہا جائے
بلکہ حسب رائے مجیب عموم امکنہ مراد لیا جائے تاکہ مدن اور قری دونون کو شامل رہے تو اس صورت مین صحاری
و بحار بھی اس عموم مین ضرور داخل ہونگے حالانکہ صحاری و بحار مین اقامت جمعہ کا کوئی بھی قایل نہین تو اب
جسطرح صحاری و بحار کی تخصیص ہمارے مجیب کرینگے اوسیطرح ہم بھی قریٰ صغیرہ کو عموم حیث ماکنتم سے
مخصوص کرینگے اعنی بالنص المرفوع انتہے اب اسکے جواب مین فاضل بنارسی نے جو کچھہ تحریر فرمایا ہی اوسکا
خلاصہ کل دو امر ہین اول تو یہ کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے معناہ فی ای قریۃ کنتم لان
مقامہم بالبحرین انما کان فی القریٰ یعنی قیام ابوہریرہ وغیرہ جنہون نے حضرت عمرؓ سے سوال کیا تہا گاؤن مین
تہا تو قرینہ سوال سے معلوم ہوا کہ حیثما کا عموم صحاری و بحار کو شامل ہی نہین جسکے نکالنے کی ضرورت ہوا نتہی۔
مگر اسکا جواب اول تو یہی ہے کہ تمام جہان کے نزدیک عموم الفاظ کا اعتبار ہوتا ہے نہ خصوص موارد کا۔ دوسری
بات یہ ہے کہ اس تخصیص بلا دلیل کو اگر ہم تسلیم بھی کرلین تو احکام بیان فرمودۂ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم
کہ جنکے بیان فرمانیکی نوبت سفر یا حضر مین یا دوسری کسی حالت خاصہ مین آپکو آئی ہے کیا اون احکامات کو
بھی حالات مذکورہ کے ساتھ قرینہ مذکورہ کی وجہ سے مخصوص مان لینگے اور جسقدر احکام آپنے بحالت قیام
مدینہ منورہ اہل مدینہ کو ارشاد فرمائے ہین اونکو حالت حضر کے ساتھ یا شہرون کے ساتھ مختص کہا جاویگا اگر
یہی تخصیصات ہین تو اسکے مقابلہ مین کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ عموم حیث ماکنتم مدن کے ساتھ مخصوص ہے اسلئے
کہ بوقت تحریر اس ارشاد کے حضرت عمرؓ کا قیام مدینہ طیبہ مین تہا۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ جب عموم صریح کے جوکہ
ارشاد حیث ماکنتم سے مستفاد ہے فقط اس وجہ سے کہ سائلین قری مین موجود تھی اہل قری کے ساتھہ
تخصیص کیجاتی ہے تو تعامل زمانۂ نبوی اور زمانۂ خلفاء راشدین اور ارشاد حضرت علیؓ وغیرہ سے اگر عموم
مذکور کی تخصیص مدن کے ساتھ ہم بھی کرلین بلکہ فاضل بنارسی کے ارشاد کے موافق یون کہین کہ قرینہ
تعامل مذکور و ارشادات حدیث و اقوال صحابہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حیثما کنتم کا عموم قری کو سرے سے شامل
ہی نہین جسکے نکالنے کی ضرورت ہو تو اہل انصاف فرمائین کہ کیا بیجا ہے بلکہ ہر طرح احق بالقبول ہے کیا
تعامل و ارشادات مذکورہ کا اتنا بھی اعتبار نہین جسقدر سائلین کے قری مین موجود ہونیکا اعتبار کیا گیا تہا
علامہ عینی شرح بخاری مین فرماتے ہین معناہ جمعوا حیث ماکنتم من الامصار الاتری انہا لا تجوز فی البراری جسکا
مطلب بعینہ وہی ہے جو اوثق العری مین مذکور ہے اور ہم اوسکی تشریح کرچکے ہین علامہ بنارسی کے اس جواب سے

خلاصہ یہ ہے کہ جسطرح صحرا و دریا وغیرہ کی عموم مذکور سے تخصیص کیجاتی ہے اوسیطرح ہم قری صغیرہ کی تخصیص کرینگے اعنی بالنص المرفوع یعنی عموم مذکور سے قری صغیرہ کی تخصیص کے بارہ مین ہمارے پاس نص مرفوع موجود ہے اور نص مرفوع کے ذریعہ سے تخصیص کرنیکو کون منع کرسکتا ہے اور نص مرفوع سے مراد فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ علی الاستمرار والدوام جمعہ تمام عوالی مین آپکے زمانہ مین متروک رہا ایک دفعہ بھی کسی موقع پر اقامت کی نوبت نہ آئی اور حضرت عمر بھی خود اس قصہ کو ہمیشہ مشاہدہ فرماتے رہے اور اسی پر اون کا عملدرآمد رہا کہ کبھی اونکے زمانہ مین عوالی مین جمعہ نہین ہوا تعجب ہے کہ پھر بھی ہمارے مجیب لبیب اونکے کلام کو اونکی معمول دایمی کے خلاف پر کیسے حمل کررہے ہین۔ ہمارے مجیب صاحبون کے ذمہ فرض تھا کہ ایسی قوی حجت تخصیص کا کچھ تو جواب دیتے مگر فاضل بنارسی نے تو ایسا سکوت محض فرمایا کہ خبرے نبا شد اور مجیب ثانی نے بجائے جواب یہ تحریر فرمایا قولہ آپکے اعنی بالنص المرفوع پر ہمکو بے ساختہ ہنسی آتی ہے اسوجہ سے کہ آپنے نہ معلوم کتنی جگہ پر اس واقعہ سے استدلال فرمایا ہے حالانکہ واقعہ قبا سے ذرا بھی آپکا فائدہ نہین)

جواب

اقول ہم سخت متعجب ہین کہ مجیب فہیم کیسے امر بدیہی کا کس شد و مد سے انکار فرماتے ہین اور اصلا نہین شرماتے یہ بات مکرر معروض ہوچکی ہے کہ جناب فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت قیام قبا باوجودیکہ مکرر جمعے آپکو وہان پیش آئے اقامت جمعہ نفرمائی اور نہ اہل قبا کو امر فرمایا علی ہذا تمام عوالی مدینہ مین آپکے اور خلفائے راشدین کے زمانہ مین کبھی اقامت جمعہ کی نوبت نہ آئی پھر ایسے نص قوی کا انکار کرنا بلاوجہ وجیہہ ہمارے مجیب کا ہی کام ہے مجیب کو لازم ہے کہ اس دلیل صریح قوی کا جواب شافی دین ہنسی سے کیا کام نکلتا ہے یہ ہنسنا تو حقیقت مین رونا ہے بقول شخصے (رونا ہے یہ کچھہ ہنسی نہین ہے) واقعہ قبا وعوالی کا استدلال ایسا نہین کہ ہمارے مجیب اپنے دل مین اوسکی حقیقت و حقیت نہ سمجھتے ہون بغرض مصالح ضروری زبان سے جو چاہین فرمادین اور اوسکے تکرار اور اعادہ سے ہمارے مجیب جہانتک چاہین تکدر ظاہر فرماوین ہمکو تو یہ اندیشہ ہے کہ واقعہ قبا وعوالی کہین ہمارے مجیب کی چڑ نہوجائے اور ہنسی سے ترقی فرماکر سب وشتم اور کاوخ اندازی تلک نوبت نہ آجائے وماہو من المتعصبین الجاہلین ببعید۔ اس بحث سے فراغت پاکر بغرض مزید توضیح مکرر عرض کئے دیتے ہین کہ صحرا و بحار مین اقامت جمعہ بالاتفاق ممنوع و ناجائز ہے چنانچہ کتب معتبرہ مین برابر یہ امر منقول ہے اور اوثق العری مین صاف اس مضمون کو ذکر فرمادیا تھا ہمارے ہردو مجیب بلا بیان دلیل اس امر متفق علیہ کو اوڑانا چاہتے ہین ہرچند یہ امر ایسا نہین کہ کوئی منصف فہیم اوسکے انکار کا قصد کرے مگر متبرعاً ہم چند حوالے نقل کئے دیتے ہین جس سے ناظر فہیم کو اطمینان کلی ہوجاوے اول تو دیکھئے علامہ عینی ہے الاانہا لاتجوز فی البراری عبارت مرقومۂ بالا مین تحریر فرما رہے ہین

بالکل معذور ہین اور کوئی دلیل اسبارہ مین بیان نہین کرسکتے بالآخر فاضل بنارسی نے تو ہمت کرکے یہ کہا کہ صاف اقرار کرلیا کہ صحاری و بحار بھی مخصوص نہین بلکہ جمعہ صحاری و بحار وغیرہ ہر جگہ پرادا ہوسکتا ہے اور اوسپر نہایت مسرت و فخر کے ساتھ تحریر فرماتے ہین (اب آپکا اعتراض فِفروّ ہوگیا و باللہ التوفیق) باقی رہے علامہ اعظم گڈھی سوادنھون نے اوثق العری کے جواب مین تو اسبارہ مین کوئی لب کشائی نہین کی البتہ مولانا ظہیر احسن صاحب کے جواب مین کچھ دبے دبے کہنا چاہا مگر غالباً کچھ خیال کرکے رُک گئے لیکن ہم سمجھتے ہین کہ دل مین انکے بھی وہی سمارہا ہے جو فاضل بنارسی کی زبان پر آگیا الحاصل یہ بات معلوم ہوگئی کہ ان حضرات کے نزدیک اقامت جمعہ ہر جگہ جائز بلکہ واجب ہے حتی کہ نہ قریہ کی ضرورت اور نہ آبادی کی حاجت چلو قصہ ہی انفصال ہوا واقعی آدمی جرأت کرے تو پھر پوری ہی طور سے کرے اس جرأت سے ہمارے مجیب صاحبون کو سردست اتنا نفع ہوگیا کہ اوثق العری مین جو عموم حیثما کنتم سے صحاری و بحار کی تخصیص کی وجہ پوچھی گئی تھی اوسکے بیان مین ظاہر ہے کہ ان حضرات کو فقط رشواری ہی نہین تھی بلکہ احادیث مرفوعہ سے مایوس ہوکر جو ایک دلیل اپنے مدعی کے موافق ملی تھی وہی ہاتھ سے نکلی جاتی تھی اب اس صورت مین بحمد اللہ وہ دلیل قایم رہی اسلئے جنگل و پہاڑ وغیرہ سب مواقع مین اقامت جمعہ کے قابل ہوگئے اور تخصیص کا نشان بھی باقی نرکھا مگر اوثق العری مین اس موقع پر دو جملہ دو ضرورت سے بیان فرمائے ہین جنکا جواب شافی دینا ہمارے ہر دو مجیب کے ذمہ لازم تھا تعجب ہے کہ مجیب صاحبون نے اوسسے بالکل اعراض فرماکر جو چاہا سو فرمادیا۔ اوثق العری مین بدین خیال کہ شاید کوئی بے قید دریا پہاڑ جنگل مین بھی اقامت جمعہ کا قائل ہوکر اس تخصیص سے جان بچانے کو مستعد ہوجائے یہ فرمایا تھا (کہ ان مواقع مین کسی کے نزدیک بھی جمعہ ادا نہین ہوتا) سو مجیب صاحبون کے ذمہ ضرور تھا کہ وہ یا تو اس عدم صحت جمعہ کے مجمع علیہ ہونیکے منکر ہوتے اور اکابر سلف مین سے دو چار کے تو نام بتلاتے کہ اونکا بھی یہی مذہب ہے کہ جنگل پہاڑ وغیرہ مین اقامت جمعہ درست ہے یا یہ فرماتے کہ یہ اجماع فلان وجہ سے ہمپر حجت نہین افسوس کہ صریح عبارت کو جو خاص اسیوجہ سے لکھی گئی تھی اوسکی طرف اصلا توجہ نہ کی بلکہ اوس سے قطع نظر فرماکر ایک صاحب نے ذکر اور دوسرے صاحب نے صاف طور پر فرمادیا کہ ان مواقع مین اہل حدیث کے یہان جمعہ جائز ہے اور اسکا اصلا خیال نکیا کہ تمام کتب معتبرہ مین ان مواقع مین جمعہ نہونیکو متفق علیہ تحریر فرمایا جاتا ہے بہر حال مجیب صاحبون کے ذمہ واجب ہے کہ دونون شق مذکورہ بالا مین سے ایک کو اختیار فرماکر دلیل قابل قبول سے اوسکو ثابت کرین اٹکل کی تیر نہون بالجملہ جملہ سابقہ اوثق العری مین بغرض ممانعت کے عدم تخصیص صحاری و بحار ذکر کیا تھا جسکا کوئی جواب ان صاحبون نے ندیا اور دوسرا جملہ اخیر مین اپنی تخصیص کے اثبات کے لئے تحریر فرمایا تھا جس سے عموم حیثما کنتم وغیرہ سے قری کا مخصوص ہونا اہل فہم کو معلوم ہوجائے اوسکا

یعنی الجمعۃ حق واجب علی کل مسلم فی جماعۃ سو اگر اس حدیث کے اور معنی سے قطع نظر کرکے بپاس خاطر مجیب ہم وہی معنی معین کرلین جو ان حضرات کی مراد ہے تو پھر بھی حدیث منقول سے ثبوت مدعائے مجیب معلوم کیونکہ اس سے تو وجوب جمعہ کا جماعت پر موقوف ہونا ثابت ہوا یہ بات کہ تحقق جماعت نفس جمعہ اور صحت جمعہ کے لئے فرض اور شرط ہے حدیث مذکور سے معلوم نہین ہوتا کما لایخفی علی الفہیم - اور اگر کوئی دوسری حجۃ شرعی ایسی ہے کہ جس سے جماعت کا صلوۃ جمعہ کے لئے شرط اور ضروری ہونا ثابت ہوتا ہے تو اوس سے مطلع فرمایا جاوے علی ہذا القیاس یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ ہمارے مجیبین کے نزدیک صلوۃ جمعہ کے لئے وقت ظہر بھی ضروری ہے یا نہین اگر ضروری نہین تو کیا وجہ اور ضروری ہے تو اوسکی دلیل مگر دلیل ایسی ہو جو دربارہ ثبوت فرضیت عند العلماء بالخصوص ہمارے مجیبین کی مسلک کے موافق مسموع ہوسکے اگر ہمارے مجیب فہم و انصاف کے ساتھ ہمارے معروضات کا جواب باصواب عنایت فرماوینگے تو اوسوقت انشاء اللہ ہم بھی صحرا و بحار مین جمعہ ہونیکی دلیل زیادہ تفصیل کے ساتھ اونکے مسلمات کے موافق عرض کرینگے بلکہ کیا عجب ہے جو ہمارے مجیب ہی خود بخود اس بے قیدی اور مطلق العنانی سے جو اونھون نے دربارہ صلوۃ جمعہ اختیار کر رکھی ہے کنارہ کش ہوجاوین مگر بڑی خرابی یہ ہے کہ ہمارے حضرات اپنی ظاہر بینی کی بدولت اسبات پر اڑے ہوئے ہین کہ جمعہ اور دیگر صلوات مین دربارہ شروط وقیود مساوات ہے چنانچہ قاضی شوکانی اور نواب صاحب قنوجی وہی کسائر الصلوات لاتخالفہا اپنی مولفات مین تحریر فرماتے ہین اور اسی بھروسہ پر تمام علمائے امت سلف وخلف پر کلمات عتاب آمیز اور الفاظ تعجب خیز اسقدر طعن وتشنیع کے ساتھ بیان کئے ہین کہ اہل علم کی شان تو درکنار کوئی منصف فہیم بھی علماء امت کی شان مین ایسے امور کا روادار نہین ہوسکتا روافض کے تبرا گوئی کا بھی خاکہ اوتار دیا ہے حالانکہ محققین امت کے ارشادات ان صاحبون کے بالکل خلاف ہین مصفی مین تحریر فرمایا ہے صلوۃ جمعہ لفظی است کہ پیش از شریعت برائے چیزے موضوع نبود واز استعمالات صاحب شرع واصحاب واتباع او فہمیدہ شد کہ آن نمازیست خاص بکیفیت مخصوص پس چارہ نیست از ملاحظہ آن خصوصیات کہ در افراد جمعہ یافتہ شدہ ومعرفت صفات نفسیہ او الی آخر کلامہ اگر ہمارے مجیب انصاف کرتے تو خود حضرت ابو ہریرہ کے سوال مذکورۂ بالا سے جو مجیب نے بیان کیا ہے بالبداہۃ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ بھی اقامت جمعہ کے لئے اوس تعمیم کے ہرگز قائل نہ تھے جو مجیب صاحبون کے نزدیک مسلم ہو رہی ہے ورنہ اس سوال کی ضرورت ہی کیا تھی اور اگر اسپر بھی ہمارے مجیب تعامل زمانہ نبوی وزمان اصحاب کو پس پشت ڈالکر اور تمام امت مرحومہ کے مذاہب کو خاک مین رلا کر اپنی اوسی بے قیدی اور مطلق العنانی بلا دلیل کو حق فرماوین تو پھر اگر کوئی اونکو لامذہب کہے تو بیجا کیا ہے پھر تماشا ہے کہ اس خوبی پر ہمارے مجیب بنارسی نہایت مسرت سے

جسکے جواب سے ہر دو مجیب نے اغماض فرمایا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسوی مصفےٰ حجۃ اللہ البالغہ مین برابر اسکی تصریح فرما رہے ہین حجۃ اللہ مین فرماتے ہین وقد تلقت الامۃ تلقیا معنویا من غیر تلقی لفظا انہ یشترط فی الجمعۃ الجماعۃ ونوع من التمدن وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وخلفاؤہ رضی اللہ عنہم والائمۃ المجتہدون رحمہم اللہ تعالیٰ یجمعون فی البلدان ولا یواخذون اہل البدو بل ولا یقام فی عہدہم فی البدو ففہموا من ذلک قرنا بعد قرن وعصرا بعد عصر انہ یشترط لہا الجماعۃ والتمدن اقول وذلک لانہ لما کان حقیقۃ الجمعۃ اشاعۃ الدین فی البلد وجب ان ینظر الی تمدن وجماعۃ الی آخر کلامہ الشریف حضرت مولانا اسمعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ ایضاح مین فرماتے ہین از انجملہ است تعیین امکنہ بالطریق لزوم مثل تعیین مکان طاہر غیر مقابر وحمامات برائے نماز وامصار برائے جمعہ واعیاد ومساجد برائے اعتکاف ومواقیت احرام وحرم وکعبہ وعرفات ومنا ومزدلفہ وصفا ومروہ برائے حج وعمرہ وغیر مساجد برائے معاملات الی آخر مقالۃ الشریفۃ حضرت شاہ صاحب مصفےٰ مین ارشاد فرماتے ہین واما قریہا یا شہر پس شرط جمعہ است بحجۃ آنکہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در بدو جمعہ نمی بود وبا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعے کثیر از اہل مکہ در عرفہ بودند ایشان را جمعہ نفرمودند وسفر اگر عدم تحتم در حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واہل مدینہ می تواند شد در حق اہل مکہ علت نمی تواند شد الا بودن ایشان در صحرا واثر حضرت عثمان کہ اذن داد اہل بادیہ را برجوع پیش از وقت جمعہ وعمل مستمر مسلمین کہ در بدو جمعہ نیست ونہ در بریہ ونہ در اہل خیام وفارق میان اہل خیام وقریہ وجود ابنیہ است ودر عوالی وقریہ قلت متوطنان طبرانی مین ابوہریرہ سے روایت ہے خمسۃ لا جمعۃ علیہم المرأۃ والمسافر والعبد والصبی واہل البادیۃ جسکی نسبت حجۃ اللہ مین مذکور ہے لما روی من طرق شتی یقوی بعضہا بعضا خمسۃ لا جمعہ علیہم وعد منہم اہل البادیۃ اور بیہقی اور امام رافعی وغیرہ بھی اپنی مصنفات مین اس مضمون کی تصریح فرما رہے ہین سو ہمارے مجیبین کو لازم ہے کہ اول تو اپنے وہ استدلالات کہ جنسے ثبوت جمعہ فی البراری والبحار ثابت ہو پیش فرماوین دوسرے تعامل زمانہ نبوی وحدیث قوی اور عمل مستمر مسلمین جنسے عوالی وقری مین عدم اقامت جمعہ ثابت ہوتی ہے اوسکا جواب معقول بیان فرماوین مخالفت اجماع صحابہ وتابعین وغیرہ کی وجہ وجیہ ارشاد ہو باقی رہی تلقی روحانی جسکو شاہ صاحب شد ومد کے ساتھ معتمد علیہ بنا رہے ہین ان صاحبون کو اوسکی تکلیف دہی غالبا تکلیف مالا یطاق ہوا سلئے اسبارہ مین ہم بھی مسامحت پسند کرتے ہین امور سابقہ کے جوابات معقول قابل قبول ہی تحریر فرما دیوین تو بہت غنیمت ہے مگر یہ یاد رہے کہ بے تکی خیالات نہون بلکہ ایسے جوابات ہون جو ہمارے استدلالات منقولہ کے مقابلہ مین اہل علم کے نزدیک لائق سماعت ہوسکین اور کچھ بھی نہوسکے تو بحوالہ نقول صحیحہ صریحہ اتنا ہی ثابت فرما دین کہ اکابر سلف مین کون کون حضرات اسکے قایل ہین کہ صحاری وجبال وبحار مین اقامت جمعہ درست ہے اور یہ بھی ارشاد ہو کہ جمعہ کے لئے جماعت کا فرض ہونا جو آپکے نزدیک بھی مسلم ہے اسکی دلیل اگر حدیث طارق بن شہاب ہی ہے

نص صریح ہے اور مجیب کے زعم کے بالکل مخالف کیا اوسکا یہی جواب ہے جو مجیب بنارسی تحریر فرما رہے ہین اگر علم و دیانت
ایسے خرافات سے اونکو نہین روکتی توکیا شرم وحیا بھی مانع نہین ہوتی مجیب ہی ایمان سے فرماوین کہ استدلال
مذکورہ اوثق العری کا اونکے اس قول سے کیا جواب ہوا بلکہ انصاف سے دیکھئے تو استدلال بیان فرمودہ اوثق العری
کی تقویت وتائید ثابت ہوتی ہے کیونکہ جب اقامت جمعہ کی سخت تاکید اور اوسکے تارک کے حق مین وعید شدید
آئی ہے توپھر کیا وجہ کہ قبا وجملہ عوالی ومنازل مین جناب رسالتمآب علیہ الصلوۃ والسلام اور خلفا کے زمانہ مین
ایک دفعہ بھی اقامت کی نوبت نہ آئی اور نہ آپنے کبھی اہل عوالی ومنازل کو حکم اقامت فرمایا نہ خلفاء راشدین
نے جس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ عوالی ومنازل یعنی قری محل اقامت جمعہ نہین ہین چنانچہ خود اوثق العری
مین وضاحت کے ساتھ صفحہ آئندہ پر یہ مضمون موجود ہے اگر مجیب فہم مطلب سے مجبور تھے تو اتنا تو دیکھہ لینا تھا
کہ اوثق العری مین اس مضمون کو اپنی تائید مین تحریر فرمایا ہی نہین معلوم کہ مجیب پر کیا حالت طاری ہے کہ حواس
ظاہرہ تلک تعطل کی نوبت آگئی ہے اسپر طرہ یہ کہ فرماتے ہین (البتہ یہ حکم آپ حضرت علی کے اثر کے بارہ مین
کہہ سکتے ہین) جس سے صاف ظاہر ہے کہ ہمارے مجیب فہم مطلب سے کمراحل بعید ہین بھلا جو تقریر کہ حضرت
عمر کے اثر کی بابت معروض ہوچکی ہے اوسکو کون عقل کا دشمن اثر حضرت علی مین جاری کرسکتا ہے
اثر حضرت علی تو واقعہ عوالی ومنازل وقبا کے سراسر موافق ہے جسکی موافقت اظہر من الشمس ہے واقعہ
قبا وعوالی سے جیسے عدم اقامت جمعہ فی القری ثابت ہے ویسے ہی اثر حضرت علی سے صاف ظاہر ہے
ہان اثر حضرت عمر کا مطلب جو مجیب سمجھہ رہے ہین وہ واقعہ قبا وعوالی ومنازل کے البتہ صریح مخالف ہے
دوسرا جواب جو اوثق العری مین بیان فرمایا تھا اوسکی تفصیل وحقیت اور مجیب نے جو اوسکا بزعم خود جواب دیا تھا
اوسکی بیہودگی اور لغویت بھی ناظرین کو معلوم ہوچکی اب تیسرا جواب جو اوثق العری مین اثر مذکور کا بیان کیا
ہے اوسکی حقیقت عرض کرتا ہون جواب ثالث کا خلاصہ یہ ہے کہ جوابات سابقہ سے قطع نظر کرکے اگر بفرض
محال ہم تسلیم بھی کرلین کہ عموم حیثما کنتم مین قری صغیرہ بھی داخل ہین تو اس صورت مین یہ اثر نص قطعی فعل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ کے صریح مخالف ہوگا اور اوسکے مقابلہ مین قابل اعتبار نہوگا۔ کما لا یخفی۔ تو
اب اثر مذکور کی ہمارے کہنے کے موافق تاویل کیجئے اور فعل نبوی کے موافق بنایئے یا ظاہر عموم پر رکھکر مخالف فعل
ٹھہرایئے ہمارا مدعی بحمد اللہ ہر دو صورت مین حاصل ہے اور یہ امر مسلم ہے کہ کلام صحابی کو موافق حدیث
رسول کریم ٹھہرانا چاہئے اور اگر خلاف متبادر ہو تو تاویل کرنا واجب ہے اور اگر تاویل بھی نہو سکے تو اوسکو ترک کرکے
حدیث کو معمولی بہ قرار دینا چاہئے تو اب قاعدہ مسلمہ کے موافق جتنی روایات مرفوعہ یا موقوفہ بلفظ عموم وارد ہین
بوجہ ضرورت تطبیق سبکو ماول یعنی مخصوص سمجھنا چاہئے اور عموم مذکور سے قری صغیرہ کو خارج رکھنا چاہئے اور جن

تنقید اوثق العری

فرماتے ہین (ابتو آپکا اعتراض ففرو ہوگیا و باللہ التوفیق) خدا کرے ہمارے مجیب باکمال پر سے ہمارے تمام
اعتراضات اسیطرح ففرو ہوجایا کرین اور اجماع امت مرحومہ کے مقابلہ مین ایسی ہی توفیق اونکو من اللہ
ہوتی رہے افسوس وہ نہین سمجھتے کہ جو خرابی اونپر لازم آتی تھی اوہنون نے اوس سے بچنے کے لئے اوس سے
بدرجہا زاید خرابی اپنے سر لے لی پہلے تو اونکے ذمہ یہی مواخذہ تہا کہ عموم حیثما کنتم سے صحاری و بحار کو جس طرح
مخصوص کردگے جو متفق علیہ ہے ہم بھی اوسیطرح عموم مذکور سے قری صغیرہ کو مخصوص کرینگے اوہنون نے اوس
سے بری الذمہ ہونیکے لئے تمام اکابر سلف و خلف کا خلاف اپنے ذمہ لے لیا واقعی دیکھئے تو چھوٹے سے گڑھے
سے بچکر ایک گہرے کنوے مین جا پڑے پہر اوسپر و باللہ التوفیق فرماتے ہین اس سے زیادہ عجیب امر اور کیا
ہوگا۔ خیر عموم حیث ما کنتم جسکو ہمارے مجیب اپنا مستدل بناتے تہے اوسکا ایک جواب جو اولاً اوثق العری
مین دیا گیا تہا اور اوسپر مجیب صاحبون نے جو اعذار باردہ تحریر فرمائی تھی اونکی کیفیت تو بالتفصیل ہدیہ ناظرین
ہو چکی اسکے بعد جواب دویم جو اوثق العری مین عموم مذکور کی نسبت بیان ہوا ہے اور اوسپر مجیب کی طرف سے جواب
الجواب دیا گیا ہے اب اوسکی تفصیل عرض کرتا ہون سنئے خلاصہ جواب دویم یہ ہے کہ اگر ارشاد حضرت عمر حیث ما کنتم
کو مخصوص بالامصار والقری الکبیرہ نلیا جاوے گا جیسا کہ جواب اول مین مذکور ہوا تو حضرت عمر کا یہ ارشاد تعامل دہ سالہ
زمانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل مخالف ہوگا جس تعامل کا مشاہدہ حضرت عمر نے بخوبی کیا تہا بلکہ جب اس
امر کو دیکھا جاتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر کے زمانہ مین بھی عوالی و منازل مین کبھی جمعہ نہین ہوا تو
ارشاد حضرت عمرؓ تعامل زمانہ صدیق اکبر اور خود اپنے تعامل کی صریح مخالف ہوگا جسکا خیال حضرت عمر کی نسبت
کرنا غایت درجہ کی جہالت اور سخافت ہے۔ اسلئے نہایت ضروری ہے کہ ارشاد مذکور حضرت عمر کو ایسے محمل پر
حمل کرنا چاہیے جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر اور خود حضرت عمر کے تعامل کے مخالف نہو
بلکہ سراسر موافق ہوجائے یعنی ارشاد حضرت عمر کے عموم سے قری صغیرہ کو خارج رکھنا چاہیے وہو المطلوب۔ جو اسکی
جواب مین علامہ ابو المکارم نے تو کچھہ تحریر نہین فرمایا البتہ فاضل بنارسی تحریر فرماتے ہین قولہ بیشک حضرت عمر نے
دس سال تک فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مشاہدہ کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کی تاکید ہر مسلمان کو کی
اور تارک جمعہ کے حق مین سخت وعید فرمائی اس لئے حضرت عمر نے یہ حکم فرمایا۔ حضرت عمر بڑے متبع سنت تہے البتہ
یہ حکم آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اثر کے بارہ مین کہہ سکتے ہین انتہے بلفظہ۔ اقول سبحان اللہ کیسے صریح و صحیح استدلال
کے مقابلہ مین ہمارے مجیب لبیب کیسی بے تکی ہانک رہے ہین اور نہایت ہی بے باکی سے کیا اوہنون نے تمام
عالم کو اپنا جیسا ہی سمجھہ لیا ہے واقعی حیا بھی عجیب چیز ہے جسکے نہونے پر آدمی خطاب فاصنع ما شئت کا مستحق
ہوجاتا ہے اہل فہم و انصاف فرمائین کہ تعامل زمانہ نبوی اور خلفاء راشدین جو عدم اقامت جمعہ فی القری کے بارہ مین

اوثق العری

جواب

سیئہ فرمایا جاتا ہے لاحول ولاقوۃ الاباللہ یا یہ شوراشوری اور یا یہ بے نمکی علی ہذا القیاس امثلہ کثیرہ اس قسم کے موجود ہین اور عقل سے کام لیجئے تو یہ عرض ہے کہ اوثق العری مین جواب ثالث کے ذیل مین فرمایا تہا (اور مذہب اپنا موافق فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کرنا چاہیئے) کمامر تو ظاہر ہے کہ مطلب کلام یہی تہا کہ کلام صحابی اگر مخالف حدیث ہو اور تاویل کی بھی گنجایش نہو تو اوسکو ترک کرنا چاہیئے اور فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مذہب قرار دینا چاہیئے اسپر ہمارے مجیب نہایت مسرت کے ساتھ ارشاد اوثق العری کی تصدیق فرمارہے ہین اور جملہ مذکورہ کو آب زر سے لکہنے کے قابل تحریر فرماتے ہین جس سے حسب تسلیم مجیب بھی یہ بات محقق ہوگئی کہ فعل مستمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ مین اثر حضرت عمر یعنی ارشاد جمعوا حیث ماکنتم کی تاویل اور تطبیق ضرور ہے اور اگر اثر مذکور کی تاویل اور تطبیق بھی نہو سکے گی تو بمقابلہ نص فعلی مرفوع اس اثر کو ترک کرنا پڑے گا وہو المطلوب۔ اب الحمد للہ مدعای اوثق العری مجیب کی تسلیم کے موافق بھی ایسا محقق اور واجب التسلیم ہوگیا کہ کسیکو بھی کسی قسم کے انکار کی گنجایش نرہی اور مجیب نے صاف اقرار فرمالیا کہ اثر مذکور درصورت تاویل اور درصورت ترک حنفیہ کو اصلا مضر نہین البتہ مذہب مجیب کے کسی حال مین حجۃ نہین بن سکتا کما ہو ظاہر ہمارے مجیب پر فرض تہا کہ کوئی جواب معقول دیتے مگر جواب کے بدلے بے انصافی اور بے باکی پر کمربستہ ہو کر فرمایا تو یہ فرمایا کہ (یہی جملہ تو اللہ نے آپکے قلم سے صحیح نکلوایا ہے) اور یہ کہکر وہی پرانا رونا رفع یدین اور آمین بالجہر کا شروع کردیا کہ وہان اس قاعدہ حقہ پر عمل کیون نکیا سو جب مجیب بھی یہ قاعدہ قبول فرماتے ہین تو مسئلہ متنازع فیہ مین ہمارے مجیب کیون اوسکو معمول بہا نہین بناتے اور اوسکا خلاف صریح کسوجہ سے کرتے ہین اسکی جوابدہی جو اونکی ذمہ پر فرض بھی ادہرادہر کے خیالی اعتراضات سے کیونکر ٹل سکتی ہے اصل امر کو چھوڑکر خارج از مبحث امور کو لے بیٹھنا ظاہر ہے کہ کسکا کام ہے ہمکو اسموقع پر امور زائدہ مذکورہ کا جوابدینا ضروری نہین جناب مجیب تو اپنی رستگاری کے لیئے امور زائدہ مذکورہ کو سپر بناکر خلاف مبحث کرنا چاہتے ہین البتہ اتنا عرض کیئے دیتے ہین کہ مجیب کا یہ اعتراض کہ احناف رفع یدین وغیرہ وغیرہ مین احادیث صحیحہ کا خلاف کرتے ہین اوسکا مطلب اگر یہ ہے کہ کسی حدیث کا کسیوجہ سے بھی خلاف کرنا ناجائز ہے خواہ دوسری طرف کیسے ہی نص اور دلیل کامل موجود ہو تو ایسی مہمل بات کے تو خود مجیب بھی قایل نہین ہوسکتے اور اگر یہ مطلب ہے کہ حدیث کو بلا حجۃ شرعیہ قابل قبول ترک کرنا ناجائز ہے تو مسلم مگر مسئلہ رفع یدین آمین بالجہر مین روایات واثار قویہ معتبرہ مستدل حنفیہ موجود ہین ایسے امور کا انکار کرنا بالکل جرأت بیجا اور تعصب ناروا ہے کتب قدیمہ اور رسایل جدیدہ مین روایات مذکورہ مشہور ہین باقی بست رکعات کا انکار محض کرنا اور یہ کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہ رکعات تراویح پر مداومت فرمائی اونہین کا کام ہے جن بیچارون کو تراویح اور تہجد مین بھی تمیز نہین اور بدولت ظاہر پرستی

آثار واحادیث مین قریہ کا لفظ موجود ہے اوس سے مُدن اور قری کبیرہ حسب لغت قرآن مراد لینا چاہیے تاکہ جملہ
روایات وآثار باحسن وجوہ منطبق اور موافق یکدگر ہوجاوین ورنہ درصورت عموم روایات وآثار مین جدا اختلاف
ہوگا اور تعامل زمانہ نبوی اور زمانہ خلفا کا جدا خلاف کرنا پڑے گا اب اسکے جواب مین فاضل بنارسی تحریر فرماتے
ہین بیشک مراد حضرت عمر کی عموم ہی ہے اور یہ نص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز خلاف نہین بلکہ موافق
ہے اوپر اسکی تفصیل ہم لکھ چکے ہین انتھے۔ تعجب ہے کہ کیسے امر واضح احق بالقبول کے مقابلہ مین ہمارے مجیب
کیسا نامعقول اور فضول جواب پیش فرماتے ہین جس کا کوئی جملہ بھی صحیح نہین دیکھیے اوثق العری مین تومدلل
اور محقق طور سے واضح کردیا ہے کہ اثر حضرت عمرؓ مین عموم ظاہری ہرگز مراد نہین ہوسکتا اوسکے جواب مین
بلادلیل مجیب صاحب فرماتے ہین بیشک مراد حضرت عمر کی عموم ہی ہے کوئی پوچھے کہ اس عموم کی دلیل کیا
ہے اور استدلال مذکورہ اوثق العری کا کیا جواب ہے فرمایئے تو سہی بھلا دعوی بلادلیل کہین بھی سرسبز
ہوتے دیکھا ہے اگر امور عقلیہ کے فہم کا دماغ نہین تو لو یعطی الناس بدعواہم لقال من شاء ما شاء اور کما قال
تو ارشاد رسول ہے علیہ الصلوۃ والسلام۔ علی ہذا القیاس یہ کہنا کہ عموم مذکور نص رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے مخالف نہین بلکہ موافق ہے اسکی کیا دلیل ہے ہر عاقل بالبداہت جانتا ہے کہ نص صریح قطعی فعل
نبوی جس سے عدم اقامت جمعہ فی القری ثابت ہے اوسکا اس عموم کے مخالف ہونا ایسا امر نہین جو دیوانہ
بھی اوسکا انکار کرسکے معلوم نہین مجیب کس نشہ مین ہین جو ایسے بدیہیات سے بھی بے خبری ہے اور معلوم
نہین نص رسول اللہ۔ سے کونسی نص مراد لے رہے ہین باقی مجیب کا یہ فرمانا کہ اوپر اسکی تفصیل ہم لکھ چکے
ہین بالکل بے سود ہے مجیب نے اوراق گذشتہ مین بعض مواقع پر اسکے متعلق چند باتین ناتمام غیر صحیح بے دلیل
تحریر فرمائی ہین جنکا جواب بالتفصیل معروض ہوچکا ہے پھر اس خوبی پر مجیب لبیب نے ایک جواب بھی معقول
ندیا اور ہرسہ جوابات مذکورہ اوثق العری کے مقابلہ مین آمین غائین شائین ہی سے کام لیا ایک صفحہ کی قدر
فضول الزامات مین سیاہ کرڈالا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اس موقع پر تو آپ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے مقابلہ پر کسیکی نہین سنتے لیکن بیس رکعت تراویح اور رفع یدین اور آمین بالجہر اور عدم نفاذ قضا ظاہرا اور
باطنا وغیرہ صدہا مسایل مین جو آپ خلاف فعل وقول نبی علیہ الصلوۃ والسلام عمل درآمد کر رہے ہین وہان
یہ قاعدہ کہان جاتا رہا۔ سو مجیب کے مسلک کے موافق تو اوسکا یہی جواب کافی ہے کیون جناب مسئلہ جمعہ
فی القری مین تو آپ حضرت عمر کے ظاہر قول پر ایسے جمے کہ تمام آثار اور فعل مستمر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو اوسکی
وجہ سے بالکل پس پشت ڈالکر مطمئن ہو بیٹھے حتی کہ فعل وآثار مذکورہ سے بضرورت تطبیق قول حضرت عمر
کی تخصیص وتاویل تلک بھی جائز نہین سمجھی جاتی اور درباره بیس رکعات تراویح حضرت عمر کے ارشاد کو بدعت

تصدیق کرنےسے معذور محض ہین قطع نظر اورامور سے جب ہم اس قسم کے ماخذ اور اصل کو دیکھتے ہین کہ اوسکی
تصدیق کیوجہ سے کسقدر آفت اور مصیبت عظیم اوٹہانی پڑی تھی تو پہر اوسکی تصدیق کرنی عقل ہی کے خلاف
نہین بلکہ حسب ارشاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لا یلدغ المومن من حجر واحد مرتین مقتضائے ایمانی کے
بھی سراسر خلاف نظر آتی ہے اسلئے ہمکو امید قوی ہے کہ مجیب انصاف پسند بھی ہمارے اس عذر قوی کو قبول
فرماکر اس عدم تصدیق سے ہمپر ناخوش نہون گے۔ اسکے بعد بمقتضائے ہل جزاء الاحسان الا الاحسان مجیب
کی خدمت مین خیرخواہانہ عرض ہے کہ اس بے موقع وعظ گوئی سے آپکو کچھہ نفع نہوگا آپکو لازم ہے کہ دلائل مستحکمہ مذکورہ
کا جواب معقول عنایت فرمایئے اصل مدعی کو چھوڑکر امور زوائد کے ذریعہ سے خواہ مخواہ کے الزامات بے اصل
لگاکر وعظ ونصیحت شروع کردینے سے کیا کام چل سکتا ہے اہل علم وعقل تو آپکے اس رفتار کو نہایت
حقارت کی نظر سے دیکھکر آپکے عجز اور سینہ زوری کے معتقد ہوجاوین گے وما علینا الا البلاغ مجیب بنارسی
کے جوابات اور اونکی تحقیق سے فراغت پاکر یہ عرض ہے کہ عبارت اوثق العری جو اوپر مذکور ہوئی ہے اوسمین
یہ جملہ بھی تہا کہ جہان قریہ کا لفظ وارد ہوا ہے وہان مراد مدینہ ہے حسب لغۃ قرآن نہ قریہ صغیرہ الخ اسپر مجیب ثانی
یعنی علامہ ابو المکارم معترض بجاشانے دو اعتراض تحریر فرمائے ہین اول کا خلاصہ یہ ہے کہ مدینہ کے مقابلہ مین
جو قریہ صغیرہ کہا ہے یہ درست نہین لہذا یا تو قریہ صغیرہ میں سے صغیرہ حذف کیجئے یا مدینہ کی جگہ قریہ کبیرہ لکھئے
مطلب یہ ہے کہ مدینہ کا مقابل قریہ ہے اور قریہ صغیرہ کا مقابل قریہ کبیرہ ہے اسلئے مدینہ اور صغیرہ کا تقابل
درست نہین انتھے۔ جائے حیرت ہے کہ مجیب ابو المکارم نے تمام مضمون مذکور اوثق العری سے سکوت
محض اختیار فرماکے اور ایسا مہمل خرافات اعتراض پیش کرکے اپنے آپکو بالکل بری الذمہ سمجھہ لیا کیا مقتضائے
فہم ودیانت یہی ہے کہ مقابل کی بات کا جواب تو ندارد اور ایک لغو بیہودہ بے اصل اعتراض لکھکر دل خوش کرلیا
جائے کہ ہمنے جواب دیدیا لا حول ولا قوۃ الا باللہ اول تو دیکھئے کہ تقابل کی ضرورت ہی کہان ہے اوثق العری
کی عبارت کا توصاف مطلب یہ ہے کہ جن مواقع مین لفظ قریہ وارد ہوا ہے اوس سے حسب استعمال قرآنی
مدینہ مراد ہے تاکہ تعامل دہ سالہ نبوی علیہ الصلوۃ والسلام کی مخالفت لازم نہ آئے قریہ صغیرہ ہرگز مراد نہین
ہوسکتا کہ جس کے بہروسے پر ہمارے مجیب بغلین بجانیکو تیار رہون جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر مواقع
مذکورہ مین قریہ کے لفظ سے قریہ کبیرہ بھی مراد لیا جائے تو بھی حنفیہ کو مضر نہ مخالفین کو مفید کیونکہ قریہ کبیرہ
دربارۂ اقامت جمعہ مدینہ ہی کے حکم مین داخل ہے تو جب تلک مجیب یہ ثابت نکرینگے کہ لفظ قریہ سے قریہ صغیرہ
مراد ہے اون کو ہرگز وہ عبارات مفید نہین ہوسکتین الحاصل اوثق العری مین اپنے معنی کو بیان فرماکر معنی
مفید مخالف کے نفی تحریر فرمائی ہے تقابل محقق ہونیکی کیا ضرورت ہے کہ اوسکی بناپر ہمارے مجیب نے اعتراض

دونون نمازون کو عین یکدگر خیال کئے ہوئے ہین اگر تحقیق حق منظور ہو تو رسالہ تراویح مصنفہ حضرت مولانا کو ملاحظہ
فرمالیجئے۔ اب رہگیا مسئلہ نفاذ قضای قاضی اوسمین خواہ مخواہ بے سمجھے بوجھے مجیب لبیب اپنی ٹانگ اڑاتے
ہین اور ناحق چوٹ کہاتے ہین ہمین بھی تو معلوم ہونا چاہیئے کہ ارشاد انما اقطع لہ قطعۃ من النار سے عدم نفاذ
باطنا کس طرح ثابت ہوتا ہے ایسے صاحبون سے کیا بعید ہے جو ارشاد نہی عن بیع الغرر اور نہی عن النجش
اور نہی عن بیع الحاضر للبادی اور نہی عن التلقی اور نہی عن التصریہ اور نہی ان یستام الرجل علی سوم اخیہ وغیرہ
جملہ صورتون مین بھی یہی ارشاد فرماوین کہ حقیقت مین بیع نافذ اور منعقد ہی نہین ہوتی اور ارشاد ثلثۃ لاینظر
اللہ الیہم یوم القیمۃ ولا یزکیہم ولہم عذاب الیم وعد منہا المنفق سلعتہ بالحلف الکاذب کی وجہ سے یہ حکم دیاجائے
کہ کاذب کی بیع درحقیقت نافذ و منعقد نہین ہوتی اور جو علما بیوع مذکورہ کے انعقاد و نفوذ کے قایل ہون اونپر مخالفت
حدیث کا الزام لگایا جاوے جس بات کی فہم سے آدمی قاصر ہو اوسپر اعتراض کرنا اپنا پردہ فاش کرنا ہوتا ہے
محدثین زمانہ حال مسئلہ قضا مین جو کچھ زباندرازی کرتے ہین اُس سے صاف ظاہر ہے کہ اونکو تو پورے طور سے
اس مسئلہ مین مذہب امام کی خبر بھی نہین اگر ہمارے مجیب کو اسبارہ مین کچھ فرمانا منظور ہو تو اول مذہب امام کو
مع قیود و شروط منضبط فرمالیوین اوسکے بعد اپنی دلیل قابل قبول اہل انصاف تحریر فرماوین یہ نہ ہو کہ ظاہر پرستی
پر کمر باندکر فقط ارشاد انما اقطع لہ قطعۃ من النار نقل فرماکر سبکدوش ہوجائین پھر اس فہم و انصاف پر فاضل
بنارسی اپنی خودی مین بیخود ہوکر فرماتے ہین آپکو اللہ کے سامنے ایک دن جانا ہوگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو منہ دکہلانا ہوگا دیکھئے آپ کیا جواب دینگے خیر ہمارے مجیب خود ڈرین یا نڈرین مگر معلوم ہوا کہ اورونکو ڈرانے
مین نہایت جری ہین حتی کہ اورون کے ڈرانے مین خدا سے بھی نہین ڈرتے اگر مجیب خود خدا سے ڈرکر اورونکو
ڈراتے تو ہرگز اونکو اس ڈرانے کی جرأت نہوتی یہ بعینہ وہی قصہ ہے کہ حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی بیباک
ناصح نے اتق اللہ کہا تہا سو ہمارے مجیب محدث کو خود معلوم ہوگا کہ سید الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم
نے اوس نصیحت کا کیا جواب ارشاد فرمایا تہا اوس سے اچہا اور سچا جواب کون دے سکتا ہے اسلیئے ہمکو کسی جواب
عرض کرنیکی کیا حاجت ہے البتہ اتنا امر قابل لحاظ ہے کہ ہمارے مجیب کی نصیحت مین ناصح مذکور کی نصیحت سے
چونکہ بہت ترقی ہے اسلیئے اوسکے موافق جواب مین بھی ترقی مناسب ہے ایسے ہی ناصحون کی شان مین کسی نے
کہا ہے **شعر**

مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس ؛ توبہ فرمایان چرا خود توبہ کمتر میکنند

اس نصیحت سراپا وقاحت کے بعد ہمارے مجیب بنارسی فرماتے ہین و اللہ انی لک من الناصحین سو ہمکو
مجیب کی قسم کی تکذیب کرنیکی تو کوئی ضرورت نہین اون کے خیال مین یہ خیرخواہی ہی ہوگی مگر ہم اس قسم کی

ہین توپھر ظاہر ہے کہ وہی تقابل وتضاد قریہ صغیرہ کو مدینہ سے بطریق اولی حاصل ہوگا یہ بات تو بیوقوف بھی
نہین کہہ سکتا کہ عام کوکسی شے کے ساتھ تقابل وتضاد حاصل ہو اور خاص کو نہو بالجملہ قریہ مقسم اور عام ہے اور
قریہ صغیرہ اوسکی ایک قسم اور اوس سے خاص ہے تو اب جس قسم کا تقابل قریہ اور مدینہ مین تسلیم کیا جائے گا
وہی تقابل قریہ صغیرہ اور مدینہ مین واجب التسلیم ہوگا - اسکے بعد اوثق العری کے جملہ مذکورہ پر مجیب ابوالمکارم
نے دوسرا اعتراض پیش کیا ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ اوثق العری کے اس جملہ سے (کہ جہان قریہ کا لفظ وارد
ہوا ہے وہان مراد مدینہ ہے حسب لغۃ قرآن نہ قریہ صغیرہ) یہ معلوم ہوتا ہے کہ قریہ اور مدینہ کے ایک معنی ہین
اور عبارت مرقومہ صفحہ آٹھ جو اوپر گذر چکی جس مین یہ جملہ مذکور ہے (بعض اوقات اطلاق قریہ کا باعتبار اوسکے
معنی لغوی اجتماع کے مدینہ پر بھی ہوجاتا ہے) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قریہ اور چیز ہے اور مدینہ اور چیز تو اب
ثابت ہوگیا کہ اوثق العری کی دونون عبارتین معارض اور باہم متضاد ہین انتہی ہمارے مجیب بھی واقعی بے سوچے
سمجھے اعتراض کردینے مین لاجواب ہین یون معلوم ہوتا ہے کہ مخالف کے مطلب سمجھنے کا سرے سے ارادہ ہی نہین
فرماتے کہ کہین ایسا نہو مطلب صحیح سمجھہ مین آکر دربارۂ اعتراض خلل پیدا ہوجاوے دیکھیے اوثق العری کی ہردو
عبارت مذکورہ مین کوئی اغلاق نہین کسی قسم کا خفا نہین مگر کسیکو سمجھہ ہی نہو یا فہم مطلب کا ارادہ ہی نکرے یا بوجہ
تعصب جان بوجھکر غلط گوئی پر کمر باندھ لے تو اسکا کیا علاج عبارت اول جسکو جواب صفحہ آٹھ نقل کیا ہے اوس کا
مدعی ظاہر ہی ہے کہ عرف متاخرین مین ہرچند قریہ اور مدینہ مین تغایر اور تقابل ہے لیکن باعتبار معنی اصلی لغوی
مدینہ پر بھی اطلاق قریہ کیا جاتا ہے چنانچہ قرآن مجید مین یہ استعمال شائع ذائع ہے اور عبارت ثانی جسپر ہمارے مجیب کو
اعتراض کرنا منظور ہے اوسکا مطلب بھی صاف طور پر یہ ہے کہ جن آثار مین لفظ قریہ وارد ہے کہ جسکو دیکھکر ہمارے
عنایت فرمایان زبانحال جامہ سے باہر ہوئے جاتے ہین وہان قریہ سے مراد قریہ صغیرہ ہرگز نہین بلکہ حسب وضع
لغت واستعمال قرآنی قریہ سے مراد مدینہ ہے اب اہل فہم انصاف فرمادین کہ ان دونون عبارتون مین تعارض
وتخالف کہان ہے جو امر عبارت اولی سے مقصود تہا بعینہ وہی عبارت ثانیہ کا مدعی ہے یعنی لفظ قریہ کا استعمال
دونون معنی مین ہوتا ہے کبھی باعتبار لغۃ واستعمال قدیم مدینہ کو بھی شامل سمجھا جاتا ہے اور کبھی باعتبار عرف واستعمال
متاخر مدینہ کا مقابل سمجھا جاتا ہے بالجملہ لفظ قریہ کے دونون استعمال مسلم ہین کبھی مدینہ کے مقابل بولا جاتا ہے
کبھی مدینہ اور غیر مدینہ دونون کو شامل ہوتا ہے اور ہردو عبارت اوثق العری امر مذکور کے موافق ہین ایک بھی مخالف
نہین اور عبارت اولی اوثق العری کے ذیل مین ہم تفصیل کے ساتھ قریہ کا بالمعنی الاعم مستعمل ہونا عرض
کرچکے ہین جسکی وجہ سے مجیب صاحب کو غصہ آرہا ہے اسلئے اگر کچھہ فرمانا ہو تو اوسکی نسبت فرمایئے عبارتون مین
محقق سینہ زوری سے تعارض کا دعوی کرکے کیون لیاقت وقابلیت ظاہر کیجاتی ہے الحمدللہ مجیب ثانی کے

دھر گھسیٹا ہماری بلا سے دونون امرون مین تقابل ہویا نہو ہمارا مقصود تو فقط یہ ہے کہ ہمارے معنی درست اور مخالف نے جو معنی لئے ہین وہ بوجہ مخالفت نص صریح غلط اور باطل دیکھئے اگر کوئی شخص کسی شہر کے قریہ صغیرہ ہونیکا قائل ہو اور اوسکے جواب مین کہا جائے کہ وہ تو شہر ہے قریہ صغیرہ نہین تو کیا اوسکے کلام پر کوئی عاقل یا نادان یہ اعتراض کرسکتا ہے کہ شہر اور قریہ صغیرہ مین چونکہ تقابل نہین اسلیئے یہ کلام درست نہین مین یقین کرتا ہون کہ اگر ہمارے مجیب دشواری اور تنگی مین مبتلا نہوتے تو وہ بھی ایسے بے اصل اعتراض کی پناہ نہ لیتے تمام خاص وعام کے نزدیک مسلم اور مستعمل ہے کہ امر مختلف فیہ مین اپنی جانب کو ثابت کرتے ہین اور مخالف کی جانب کو باطل خواہ اونمین تقابل ہویا نہو صاحب شرح وقایہ آیہ وامسحوا برؤسکم کے ذیل مین فرماتے ہین واما نفی مذہب الشافعی فمبنی علی ان الآیۃ مجملۃ فی حق المقدار لا مطلقۃ کما زعم الخ ہمارے مجیب فہیم کی مسلک مخترعہ کے موافق یہان بھی یہ اعتراض ہوگا کہ مجمل کے مقابلہ مین مفسر ہوتا ہے اور مطلق کے مقابلہ مین مقید پھر صاحب شرح وقایہ نے مجمل کے مقابلہ مین مطلق کو کیسے بیان فرمادیا تلویح مین لا تعتق رقبۃ ولا تعتق رقبۃ کافرۃ کی بحث مین فرماتے ہین ولا یخفی ان ہذا من العام مع الخاص لا المطلق مع المقید مجیب کے کہنے کے موافق یہان بھی یہی اعتراض ہوگا کہ عام کے مقابلہ مین مطلق اور خاص کے مقابلہ مین مقید کو بیان کرنا غلط ہے کیونکہ انمین تقابل نہین علی ہذا القیاس اس قسم کی نظائر تتبع کی جائین تو کوئی کتاب کسی علم کی مجیب کے اس نوایجاد اعتراض سے محفوظ نہین رہ سکتی سو اگر ہمارے مجیب کو یہی امر مقصود ہے کہ آنکھین بند کرکے عبارت اوثق العری پر اعتراض کردینا چاہیئے چاہے کیسا ہی بے اصل اور لغو ہو اور اسیکو اپنے لئے باعث شہرت وفخر سمجھتے ہین تو اوسکی عمدہ صورت ہم بتائین کہ افصح العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام معجز نظام مین اسی قسم کے اعتراضات منتخب فرماکر مشتہر کردین اسمین انشاءاللہ وہ شہرت نصیب ہوگی کہ اہل علم وکمال کو بھی وہ شہرت نصیب ہونی دشوار ہے مثلاً قصہ دجال مین آپ نے ارشاد فرمایا ہے واما الذی یراہ الناس نارا فماء بارد عذب اپنے قاعدہ مخترعہ کے موافق یہان بھی یہی کہئے کہ اس عبارت کا عنوان درست نہین ہے کیونکہ ماء بارد عذب نار کا مقابل نہین ہے لہذا یا تو قید بارد عذب کو برطرف کیجئے یا نار کے ساتھ حار کی قید ضرور لگائے اور اگر مالح کی قید بھی بڑہادی جاوے تو سبحان اللہ عنوان کلام بہت ہی اعلی درجہ کا ہوجائیگا نعوذ باللہ من سوء الفہم والتعصب زیادہ مین کیا عرض کرون حضرت مجیب کو اس قسم کے اعتراضات پیدا کرنے مین خود ملکۂ کامل ہے اور اگر ان جملہ امور سے قطع نظر کرکے حسب ارشاد مجیب اس مقام مین تحقق تقابل کی ضرورت تسلیم بھی کرلی جائے تو ہم پوچھتے ہین کہ مدینہ اور قریہ صغیرہ مین تقابل نہونیکی کیا وجہ قریہ صغیرہ جب مطلق قریہ کی قسم اور اوس سے خاص ہے اور مدینہ اور قریہ مین خود مجیب تقابل کو تسلیم کرتے

اپنے مدعی کو ثابت فرمادین یہ تو عجب ہے کہ مجیب کے ارشاد کو ہم بعینہ تسلیم کرلین اور اگر ہم عرض کرین کہ اہل قری اور اہل بادیہ یا اہل خیام اس عموم
مین داخل ہی نہین چنانچہ اوثق العری مین یہ مضمون مصرح موجود ہی اور ہم بھی سابق مین عرض کر چکے ہین تو پھر تو مجیب کا ارشاد سر سے دعوی بلا
دلیل اور شیخ چلی کا خیال ہے اور بپاس خاطر مجیب اسلامو پر خاک ڈالکر ہم یہ بھی تسلیم کرلین کہ نصوص اقامت جمعہ کے سب مخاطب ہین اور تمام امکنہ بھی
اس عموم مین داخل ہین لیکن جیسے عبید و امرءۃ و مسافر عموم افراد سے عند المجیب مستثنی ہین بعینہ اوسی قاعدہ سے قری اور بادیہ عموم امکنہ سے مستثنی
ہین بعینہ اوسی قاعدہ سے قری اور بادیہ عموم امکنہ سے مستثنی ہین تو فرمایئے اسمین کیا خرابی ہی اگر حدیث طارق بن شہاب مثلاً ادنکی تخصیص کا باعث
ہی تو تعامل مستمر زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ ہماری استثنا کی دلیل ہی اور قوۃ و اعتبار مین ہر دو دلیل کا موازنہ کرلیا جائے اگر دلیل تخصیص عموم
امکنہ حدیث طارق بن شہاب سے اقوی ہو تو پھر تو اوسکی تسلیم سے انحراف کرنا فہم و انصاف سے نہایت ہی بعید ہے ہمکو نہایت تحیر ہے کہ اوثق العری
مین یہ تمام مضامین موجود ہیں بار بار اون مضامین کی تشریح اور اونپر تنبیہ مکرر سہ کرر عرض کر چکے مگر ہمارے ہر دو مجیب نے یہ مسلک اختیار فرما رکھا ہی کہ ادہر اودہر کے
فضول غلط بے اصل مواخذات پیش کر کے یا بے دلیل کسی امر زائد جزوی کی نسبۃ کوئی جواب دیکر سبکدوش ہو جاتے ہین اور اصل مدعی کو ایسا نظر
انداز کرتے ہین کہ خدا کی پناہ بلکہ اولٹا ہمپر غصہ کیا جاتا ہی کہ بار بار کیون قصہ قبا کو پیش کیا جاتا ہے دوسرا فقرہ جو ہمارے مجیب نے بیان کیا تھا
یعنی قریہ مین بھی آپنے جمعہ کا حکم فرمایا اوسکی نسبت یہ عرض ہی کہ مجیب نے اسبارہ مین کل دو روایتین اوراق سابقہ مین نقل کی ہین ایک حرہ بنی
بیاضہ مین جمعہ کا ہونا سو اوسکی نسبت ہم بھی پہلے مفصلاً عرض کر چکے ہین کہ وہ کوئی قریہ مستقل نہین بلکہ مدینہ کا ایک محلہ ہے اور مدینہ ہی مین
شمار ہوتا ہی مجیب کو لازم ہی کہ اوسکا قریہ مستقل ہونا دلیل قوی سے ثابت فرمادین اور ہمارے معروضات سابقہ کا جواب دین معہذا یہ امر کسقدر حیا و
دیانتہ کی خلاف ہی کہ اوراق گذشتہ مین تو آپ مکرر یہ فرما چکے ہین کہ فرضیت جمعہ نزول آیۃ جمعہ کے بعد ہوئی ہی اور اسپر بلا وجہ ایسا اصرار کیا تھا کہ
روایات متعددہ معتبرہ کا بھی انکار کیا اور اب قری مین فرضیت جمعہ ثابت کرنیکی ضرورت سے حرہ بنی بیاضہ یعنی بنی سالم مین آپکی جمعہ ادا فرمانیکو اپنی
دلیل بنایا جاتا ہی جو نزول آیۃ مذکورہ سے بہت پہلا قصہ ہے جب آپکے کہنے کی موافق جمعہ ہجرت سے بہت بعد فرض ہوا ہی تو پھر بنی سالم مین جمعہ پڑہنے کی
کیا وجہ اور اس سے فرضیت جمعہ فی القری کی اثبات کی کیا صورت ہماری مجیب فہم و تدبر سے کام لین تو قبا مین آپکے جمعہ نہ پڑہنے اور بنی سالم مین
جمعہ پڑہنے سے تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ قری مین جمعہ درست نہین اور بنی سالم ملحق بالمدینہ ہی قریہ مستقل ہرگز نہین اور جمعہ قبل الہجرۃ فرض ہو چکا تھا
اور یہ جملہ امور بحمد اللہ ہمارا عین مدعی ہی اور مجیب کے مطلب کے سراسر مخالف ہی کما لا یخفی علی العاقل دوسری روایت ام عبد اللہ کی بیان کی ہی جسکی
تفصیلی کیفیت معہ جوابات متعددہ گذر چکی ہی خلاصہ جسکا یہ ہے کہ اول تو اوسمین ضعف شدید دوسرے وہ روایت بنظر انصاف ہمارے موافق
اور مجیب کے سراسر مخالف اوسکو بے سوچے سمجھے استدلال مین پیش کرنا ہمارے مجیب کے عجز کی دلیل ہے معروضات سابقہ کو ملاحظہ فرما کر اہل انصاف
خود انصاف فرمالیوین باقی رہا فقرہ سویم یعنی صحابہ نے قری مین جمعہ پڑہا ہی اس سے مراد اگر قصہ جواثا ہی تو قصہ جواثی نہایت تفصیل کیساتھ
گذر چکا ہی اور اگر اس سے مراد حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت عمر کے آثار ہین تو اونکی کیفیت اور متعدد جواب ابھی اوثق العری کے حوالے سے معہ
توضیح و تشریح معروض ہو چکی ہین کہ آپ سے بنظر فہم و انصاف ایک کا جواب معقول بھی نہین ہو سکا اگر اقوال و افعال مذکورہ صحابہ کی تاویلات صحیحہ کر کی احادیث
مرفوعہ اور دیگر آثار صحابہ کے ساتھ مطابق بنانا پسند ہو تو فہو المراد اور طریقہ تعارض منظور ہو تو بسم اللہ چنانچہ مفصلاً یہ جملہ امور اوثق العری کے

جوابون سے بھی فراغت ہو چکی اب سُنئے اسکے بعد اوثق العری مین تفصیل و وضاحت کیساتھ یہ فرمایا ہے کہ اب
جملہ ارشادات حضرات اصحاب کرام اور احادیث مرفوعہ مذہب حنفیہ کے موافق ہین اور کسی دلیل مرفوع وغیر مرفوع
سے جنکے جواب ہمارے مفتی و مجیب اہل حدیث نے بیان فرمائے تھے قریہ صغیرہ مین جواز اقامۃ جمعہ ثابت نہین ہوتا
تواب مذہب حنفیہ مین کسی قسم کا خدشہ اور اشکال بشرط نظر نمائر باقی نرہا اور ادہر جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب جمعہ مین کسقدر تاکیدات اور اوسکے ترک پر کیسی وعیدات اور تغلیظ بیان فرماتے
تھے اور باوجودیکہ جملہ اہل عوالی اونکو سنتے تھے مگر کسی نے ایک دفعہ بھی کسی قریہ مین جمعہ قایم نکیا اور نہ آپنے تمام
زمانہ حیات مین اونمین سے کسیکو حکم اقامۃ یا وعید ترک کا مخاطب بنایا تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تمام
صحابہ اہل عوالی و منازل وغیرہ بالیقین سمجھتے تھے کہ اہل قری ان امور کے مکلف و مخاطب ہی نہین اور اہل
قری تاکید و وعید مذکور سے مستثنیٰ اور خارج ہین اور عموم آیۃ کریمہ در عموم جملہ احادیث واردہ فی الجمعہ اہل امصار
کے ساتھ مخصوص ہے ورنہ کیا وجہ کہ تمام مدت حیات نبوی مین کبھی کسی قریہ مین نوبت اقامۃ جمعہ نہ آئی بلکہ
بجائے اسکے کہ عوالی مین اقامۃ جمعہ کرتے یہ ہوتا تہا کہ اہل عوالی مین سے جن حضرات کو جمعہ پڑہنا منظور ہوتا
تہا تو مدینہ طیبہ مین حسب گنجایش و فرصت نوبت بنوبت حاضر ہو کر پڑھ جاتے تھے اب ان دلائل واضحہ کے
مقابلہ مین جو حضرات اقامت جمعہ فی القری کے مدعی ہین اونکو لازم ہے کہ یا تو کسی قریہ صغیرہ مین بدلیل معتبر
جمعہ کا قایم ہونا آپکے زمانہ مین ثابت فرماوین یا اہل عوالی و منازل کو تارک فرض قطعی اور حضرت سید المرسلین
صلوات اللہ علیہ وسلامہ کو تارک حکم بلغ ما انزل الیک من ربک تسلیم کرین نعوذ باللہ انتہے بمضمونہ اس دلیل
واضح اور برہان قاطع کے جواب مین مولوی ابو المکارم صاحب نے خموشی محض سے کام لیا اور مجیب بنارسی نے کل دو سطر
مین یہ جواب دیا کہ ہم لکہہ چکے ہین کہ آپنے ہر مسلمان کو جمعہ کی تاکید فرمائی ہے اور قریہ مین بھی آپ نے حکم دیا ہے اور صحابہ
نے پڑہا ہے۔ افسوس کیسی قوی واجب التسلیم دلیل کے مقابلہ مین ہمارے مجیب نے فہم و انصاف کو بغل مین مار کر کل تین
جملے تحریر فرمائے جملہ اولی یعنی آپنے ہر مسلمان کو جمعہ کی تاکید فرمائی ہے اوسکی نسبت تو یہ عرض ہے کہ اگر ہم مجیب کی
اس ارشاد کو بعینہ تسلیم بھی کر لین تو ہمارے مدعی کو اصلا مضر نہین کیونکہ قول مذکور کا مفاد صرف عموم افراد ہوگا جو
بحث سے خارج ہے اس عموم سے عموم امکنہ جو کہ متنازع فیہ ہے کیونکر ثابت ہو سکتا ہے مجیب کو لازم ہے کہ ثبوت
عموم امکنہ کیصورت بیان فرماوین یا عموم افراد اور عموم امکنہ مین استلزام ثابت کر کے دکہلاوین ورنہ کچھ تو شرماوین اور
دل چاہے تو اوراق گذشتہ کو ملاحظہ فرمالین حدیث طارق بن شہاب مین لفظ کل سے جو مجیب نے استدلال
کیا ہے اوسکے جواب مین تفصیل کے ساتھ ہم اسی مضمون کو بیان کر چکے ہین الحاصل عموم افراد اور عموم امکنہ مین مجیب
غور فرماوین اور ایک دفعہ اطمینان کے ساتھ یہ سمجھ لین کہ متنازع فیہ ہم مین اور اون مین کونسا عموم ہے اوسکے بعد

تحریر اوثق العری

جواب

موصوف کا یہ فرمانا کہ مدینہ منورہ مین نو مسجدین تھین لیکن صلوۃ جمعہ تمام اہل مساجد مجتمع ہوکر آپکے ساتھ ادا کرتے
تھے مسلم ہم بہت خوشی کے ساتھ امر منقول مجیب کو علی الراس والعین رکھتے ہین بلکہ مجیب کی اس عنایت
بلا ارادہ کے ممنون و مشکور ہین کیونکہ امر مذکور ہمارے مدعی کے مخالف ہونا تو درکنار سراسر موافق اور مؤید ہی کون
نہین جانتا کہ امر متنازع فیہ صرف یہ امر ہے کہ قری محل اقامت جمعہ ہین یا نہین سو اتنی بات سے کہ مدینہ طیبہ مین
نو مسجدین تھین اور جمعہ فقط ایک مسجد مین ہوتا تہا یہ کیونکر ثابت ہو سکتا ہے کہ قری بھی محل اقامت جمعہ ہین البتہ
یہ بات معلوم ہوگئی کہ مصر کے اندر بھی مساجد متعددہ مین اقامت جمعہ نہ چاہیے فقط ایک مسجد مین سبکو ملکر جمعہ
ادا کرنا چاہیے جس کا خلاصہ یہ نکلا کہ ہمنے تو فقط یہی دعوی کیا تہا کہ شہر مین اقامت جمعہ کرنا چاہیے نہ دیہات
مین مگر ہمارے مجیب کی عنایت سے بلا نزاع اتنا امر اور مستزاد ہو گیا کہ شہر مین بھی ایک ہی مسجد مین اقامت
کیجائے نہ مساجد متعددہ مین والحمد للہ اس بیان سے واضح ہوگیا کہ امر مذکور کو ہمارے مقابلہ مین پیش فرمانا
تو مجیب کی خوش فہمی اور عنایت بلا ارادہ کا ثمرہ ہے ہان جناب قاضی صاحب اور نواب صاحب جو اپنی تصانیف
متعددہ مین بڑے وثوق کے ساتھ جمعہ کے بارہ مین وہی کسائر الصلوات لاتخالفها الا فی مشروعیۃ الخطبتین
قبلها ارشاد فرما رہے ہین اون کے روبرو پیش کیا جائے تو مناسب ہے کیونکہ ان صاحبون کی رائے مین جب صلوۃ
جمعہ اور دیگر صلوات مین کوئی فرق ہی نہین اور صلوۃ جمعہ کے لیئے کوئی شرط و قید زائد مانی ہی نہین جاتی تو
پھر کیا وجہ کہ آپنے تمام اہل عوالی اور اہل مدینہ کو اپنی اپنی مساجد مین اقامت جمعہ کی اجازت نہ فرمائی اور مثل
صلوات خمسہ وغیرہ عوالی و مساجد مذکورہ مین صلوۃ جمعہ کا اختیار نہ دیا گیا حتی کہ دربارہ جمیع صلوات مفروضہ تو اہل مدینہ
کو بھی تکلیف حضور مسجد واحد نہ دی جائے اور صلوۃ جمعہ کے بارہ مین یہ تنگی کہ تمام اہل عوالی ایک ہی مسجد مین جمعہ
ادا کرین اور اپنی بستی اور گانون مین ہرگز نہ پڑہ سکین علامہ ابن حجر تلخیص مین فرماتے ہین وقال ابن المنذر لم
یختلف الناس فی ان الجمعۃ لم تکن تصلی فی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفی عہد الخلفاء الراشدین الا فی مسجد
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفی تعطیل الناس مساجدہم یوم الجمعہ واجتماعہم فی مسجد واحد ابین البیان بان الجمعۃ
خلاف سائر الصلوات وانها لا تصلی الا فی مکان واحد جب یہ امر خوب واضح ہوگیا کہ جمعہ کا سوائے مسجد
نبوی دیگر مساجد مدینہ اور عوالی و منازل مین قایم نہونا سراسر ہمارے مدعی کے موافق ہے اصلا مخالف
نہین البتہ مخالف ہے تو جناب قاضی صاحب اور نواب صاحب کی رائے جدید کے مخالف ہے تو ہمارے
مقابلہ مین اوسکو پیش کرنا اپنے علم و فہم کو بدنام کرنا ہے مناسب یہ ہے کہ ہر دو علامہ موصوفین سے اس کا
جواب طلب کیا جائے اسکے بعد جو مجیب بنارسی نے تین روائتین نقل فرمائی ہین جنکو ہم ابھی نقل کر چکے ہین
اون ہر سہ روایات کا اتنا ہی مطلب ہے کہ عوالی مین جمعہ نہوتا تہا بلکہ اہل عوالی جو جمعہ پڑہتے تھے وہ مسجد نبوی صلعم مین

حوالہ سے مذکور ہو چکے ہین مگر افسوس کہ مجیب صاحبون نے ایک جواب بھی معقول نہ دیا اونکو لازم ہے کہ جواب معقول لائق قبول ہو سکے تو بیان فرمائین اگر کچھ نہو سکے تو اتنا تو ضرور کرین کہ جن آثار حضرات صحابہ کرام کو اپنے استدلال مین بیان فرمایا ہے اون مین قریہ سے مراد قریہ صغیرہ ہونا ثابت فرمادین یہ بھی نہ ہو سکے تو ہماری معروضات کو قبول فرمادین ورنہ صبر وسکوت فرماکر زبان کو مُنہ مین لئے بیٹھے رہین اور ان لن ترانیون سے کہ مذہب حنفیہ کو وسوسۂ شیطانی کہا جاتا ہے تائب ہون۔ اسکے بعد مجیب بنارسی فرماتے ہین یہان ایک بات اور قابل بیان ہے کہ مدینہ منورہ مین نو مسجدین تھین مگر وہ سب لوگ اور مدینہ کے قرب والے جمع ہوکر مسجد نبوی ہی مین جمعہ پڑھتے تھے اور یہ کہکر تین روائتین اہل قبا اور اہل عوالی کی مسجد نبوی مین حاضر اور مجتمع ہونیکے بارہ مین نقل فرمائی ہین روایت اولے

ان اہل قباء کانو یجمعون مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الجمعۃ روایۃ ثانیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمع اہل العوالی فی مسجدہ یوم الجمعۃ روایۃ ثالثہ کان الناس ینتابون الجمعۃ من منازلہم ومن العوالی جسکو اوثق العریٰ مین اپنا مستدل بنایا ہے ان امور کو بیان فرماکر مجیب بنارسی کہتے ہین کہ اگر اہل عوالی پر جمعہ فرض نہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونکو کیون جمع کرتے اور کیون وہ لوگ جمعہ کے لئے آتے علاوہ ازین آپ کا یہ بھی ارشاد ہے الجمعۃ علی من سمع النداء اور اکثر عوالی مدینہ سے تین یا چار میل کے فاصلہ پر تھے بلال کی اذان برابر سنتے تھے اور ترمذی وغیرہ مین الجمعۃ علی من آواہ اللیل بھی مروی ہے تو اب یہ بات معلوم ہوگئی کہ جو قری شہر کے قریب ہین اونکو شہر مین حاضر ہونیکا حکم ہے اور جو بعید ہین اون کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ اپنے مواضع مین جمعہ قایم کرین جیسے جواثا والون نے کرلیا تہا اور مکہ اور مدینہ کے درمیان کے گانون کے لوگ جمعہ پڑھتے تھے حاصل یہ نکلا کہ عوالی والے کل صحابہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرتے تھے اس سعی وجانفشانی سے فارغ ہوکر مجیب مسرت کے ساتھ تحریر فرماتے ہین اب کل تقریر مولانا کا جواب کامل ادا ہوا جس کو مکرر سہ کرر آپنے لکھا ہے وباللہ التوفیق انتہے الحمد للہ کہ مکرر سہ کرر تقاضون کے بعد ہمارے مجیب مجتہد کو خلاف توقع جوش غیرت آہی گیا اور نہایت جد وجہد کے ساتھ بزعم خود حضرت مولانا کے مکرر سہ کرر ارشادات کا جواب کامل چشم بددور تحریر فرماہی دیا مگر ہمسے پوچھیئے تو مجیب کی اس تمام جانکاہی کو کوہ کندن وکاہ برآوردن کا مصداق بھی بمشکل کہا جا سکتا ہے ناظران اوثق العریٰ کو تو بشرط فہم انشاء اللہ کسیکے بتلانے کی ضرورت نہوگی اور مضامین اوثق العریٰ کی تشریحات جو ہم مکرر عرض کرچکے ہین وہ ہمارے مجیب کے اس دعوی کی کشف حقیقۃ کے لئے بحمد اللہ کافی سمجھی جاوینگی مگر اتمام حجۃ اور زیادہ اطمینان کے لئے ہم یہان بھی جوابات شافی عرض کئے دیتے ہین اور امور مستدلہ مجیب مین جو امور خود اونکی مدعی کے منافی اور مخالف ہین اونپر بھی مطلع کئے دیتے ہین آیندہ اون کو اختیار ہے انصاف کرین یا بے انصافی فہم سے کام لین یا بے فہمی سے اونکے ہر ایک فقرہ کی کیفیت بالترتیب عرض کئے دیتے ہین مجیب

جواب از مجیب بنارسی

جواب

خارج ہونگے اونپر فرض نہین تواب خود مجیب کے مسلمات سے ظاہر ہوگیا کہ چار اشخاص مذکورہ بالا کے سوا ایک
تخصیص اور بہت بڑی نکل آئی اور اوسکے ساتھ عموم امکنہ جسپر بہت زور صرف کیا جاتا تہا خاک مین ملگیا
اور بہت سے امکنہ کے مخصوص ہونیکو اپنی خوشی سے تسلیم کرلیا فقط وہ لوگ جن تلک اذان کی آواز پہونچی یا
جو لوگ شام تلک جمعہ پڑہکر اپنے مکانون پر واپس آجاوین فرضیت جمعہ کے محکوم رہے علاوہ ازین ہر سہ روایات
سابقہ کے ذیل مین مجیب نے بالتصریح یہ فرمایا تہا کہ تمام اہل عوالی آپکی مسجد مین حسب ارشاد جناب نبی کریم علیہ الصلوۃ
والتسلیم حاضر ہوتے تھے اور ارشاد الجمعۃ علی من سمع النداء اوسکے مخالف ہے کیونکہ وہ عوالی کہ جو مدینہ طیبہ سے
آٹھہ میل فاصلہ پر تھے وہان تلک بلال رضی اللہ عنہ کی اذان پہنچنے کے مجیب بھی قایل نہین اسکے بعد مجیب نے
اپنے ثبوت مدعا کے لئے قصہ جواثا اور ما بین حرمین شریفین جو گانون تھے اون مین ادائے جمعہ کا ذکر فرمایا ہے
جنکے جوابات متعدد وہ اوثق العری مین مذکور ہین اور ہم بھی اونکی پوری تشریح عرض کرچکے ہین کہ اون مواقع مین سے
کسی کا ابتلک نہ قریہ صغیرہ ہونا ثابت ہوسکا نہ اونکی بابت آپکی اجازت منقول اس مین شک نہین کہ حسب
قواعد مسلمہ فقہا و محدثین یہ تمام واقعات افعال صحابہ مین داخل ہین تو اول تو افعال و اقوال صحابہ دوسری جانب
بھی موجود علاوہ ازین تعامل مستمر زمانہ نبوی اقامت جمعہ فی القری کے معارض اب دیکھیے ترجیح کس جانب
کو ہونی چاہیے اور احق بالقبول یہ امر ہے کہ تعامل زمانہ نبوی اور تعامل صحابہ مین تعارض ظاہری کو ترک کرکے
مطابقت لیجایے تاکہ سب احادیث و آثار مطابق بیکدگر ہوجائین اور اوس مطابقت کے لئے رکن اعظم یہی
کہ ہمارے محدثین سے یہ کہدیا جاوے کہ جہان لفظ قریہ نظر پڑے خدا کے لئے بلا تحقیق اوسکے معنی معین
فرماکر مطمئن نہو جائین دیکھیے بہت سے حضرات کے قول سے اقامت جمعہ فی القری بظاہر معلوم ہوتی ہے
مگر جب وہ تفصیل فرماتے ہین تو اونکا وہی مدعی ثابت ہوتا ہے جو احناف کرام فرماتے ہین خود بخاری مین
عطا کا قول موجود ہے جسکی شرح مین علامہ ابن حجر وغیرہ فرماتے ہین وزاد عبد الرزاق فی ہذا الاثر عن ابن
جریج ایضا۔ قلت لعطاء ما القریۃ الجامعۃ قال ذات الجماعۃ والامیر والقاضی والدور المجتمعۃ الآخذ بعضہا
ببعض مثل جدۃ اور انشاء اللہ جو ہمارے محدثین فرمارہے ہین اسکا پتہ تو نہ کسی حدیث مرفوع مین نکلے گا اور
نہ کسی اثر مین مگر دو اور دو چار روئیونکا کوئی علاج ہی نہین چنانچہ یہ جملہ امور مفصلہ معروض ہوچکے ہین تاوقتیکہ
اونکا جواب نہ دیا جائے بار بار ان منقولونکو ہمارے مقابلہ مین پیش کرنا سخت بے انصافی ہے اب اہل انصاف
ملاحظہ فرمالیوین کہ ہمارے مجیب نے جسقدر امور بیان کئے تھے اور کیف ما اتفق ہمارے دہمکانے اور ناواقفونکے
بہکانے کو جتنی روایات نقل کی تھین اون سبکی کیفیت معلوم ہوگئی کہ ہمارے مدعی مین کوئی خلل انداز نہین
بلکہ سب ہمکو مسلم اور سب ہمارے موافق البتہ مجیب کے حق مین ہر ایک روایت بوجوہ متعددہ مضر اور اونکے حق مین

آپ کے ساتھ پڑہا کرتے تھے لیکن مجیب ہی فرمادیوین کہ اس امر سے ہمارے مطلب مین کیا نقصان پیدا ہوا ابھی
صاحب یہ تو ہمارے مدعی کے لئے کہلی دلیل ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قری محل اقامت جمعہ
نہین چنانچہ بحوالہ اوثق العری مکرر معروض ہو چکا ہے یہ تو خصم کے دلائل کے جواب دینے کا نہایت ہی سہل
اور مختصر طریقہ ہمارے مجیب موجد نے ایجاد کیا ہے کہ موٹے قلم سے لفظ جواب تحریر فرماکر دلائل خصم کو نقل
فرمادیا اور آخر مین الحمد یا کہ جواب کامل ہوگیا و باللہ التوفیق۔ بیشک یہ ہمارے مجیب کی ایسی کہلی کرامت
ہے کہ کسی عالم یا جاہل سے اسکے ظہور کی نوبت نہ آئی تھی کیون نہو آخر کم ترک الاول للاخر اکابر کا مقولہ ہے
مجیب کی اس سعی و کرامت کا ثمرہ تو اہل فہم خود سمجھ لینگے کہ اونکو ان امور سے کیا خاک نفع ہو سکتا ہے البتہ
اتنی بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ مجیب نے بحوالہ روایات اس امر کا صاف اقرار کرلیا کہ زمانہ حیات حضرت
فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم مین تمام عوالی مین کبھی ادائے جمعہ کی نوبت نہین آئی نہ آپنے کبھی اقامت کا حکم
فرمایا اور نہ اصحاب اہل عوالی مین سے کسی نے وہان جمعہ پڑہا بلکہ حاضر ہونیکا امر فرمایا و الحمد للہ علی ذلک اور یہ امر
مذہب حنفیہ کی اثبات کے لئے ایسی دلیل قوی اور برہان جلی ہے کہ جو کوئی حجتی وہمی اب بھی اپنے توہمات
سے باز نہ آئے تو اوسکو سمجہانا ہی فضول ہے مگر ہم محض بغرض قطع حجۃ مجیب کے اوس توہم کا جواب بھی عنقریب
عرض کرین گے جو انہون نے اخیر مین جاکر ظاہر فرمایا ہے اسکے بعد مجیب موصوف نے دو روایتین اور بغرض
حصول برکت اپنے انفع نقصان سے قطع نظر فرماکر نقل فرمائی ہین الجمعۃ علی من سمع النداء دوسری
الجمعۃ علی من آواہ اللیل اونکی نسبت اول تو یہ عرض ہے کہ ہر دو روایت کی صحت و سقم کے متعلق ائمہ
حدیث نے جو کچھ فرمایا ہے بالخصوص روایت ثانی کی بابت وہ ایسا امر نہین کہ ہمارے مجیب ماہر حدیث کو
اوسکی خبر نہو مگر ہم اوس سے قطع نظر کرکے اور ہر دو روایت مذکورہ کو معتبر اور قوی مانکر اور دونون روایتونکے
بعینہ وہی معنی تسلیم کرکے جو مجیب ظاہر پرست نے مراد لئے ہین اول تو یہ عرض کرتے ہین کہ دونون حدیثین
متعارض ہین چنانچہ ظاہر ہے دارقطنی کے تو بلکہ یہ الفاظ ہین انما الجمعۃ علی من سمع الندا مجیب کو لازم ہے
کہ انہین صورت تطبیق یا وجہ ترجیح بیان فرماکر اپنا مسلک معین فرمادین اوسکے بعد کچھ زبان سے نکالین مگر
اقوال سلف اور ارشاد قاضی صاحب وغیرہ کو بھی اول ملاحظہ فرمالیوین تو مناسب ہے اوسکے بعد یہ عرض ہے
کہ مجیب اوراق سابقہ مین زور شور کے ساتھ تحریر فرما چکے ہین کہ جمعہ ہر مسلم پر آپنے سوائے چار اشخاص غلام
عورت لڑکے مریض کے فرض فرمادیا ہے اور کسی قسم کی آبادی کی تخصیص سے ہمارے مجیب نے نہایت تبری
اور تحاشی ظاہر فرمائی تھی حالانکہ یہ دونون روایتین مجیب کی مدعائے سابق کے بالکل مخالف ہین کیونکہ
ان دونون حدیثون سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ ایک مسافت محدود تک فرض ہے اور جو مسلمان اوس حد سے

آپکے زمانہ مین ثابت اور خود آپکی نسبت جمع اہلہ ونسائہ والناس روایات مین موجود تواب مجیب کے قول کے موافق کوئی
عقل کا پورا ایمان بھی کہسکتا ہے کہ اگر مرد وعورتون پر تراویح فرض نہوتی تو اونکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیون
جمع کرتے اور کیون وہ تراویح کے لئے جمع ہوتے حالانکہ اس روایت مین الناس کے معنی جمیع الناس لئے
جاسکتے ہین اور مجیب کی کسی روایت مین بھی ایسا لفظ نہین جس سے جمیع اہل عوالی کوئی مراد لے سکے۔ علاوہ
ازین حدیث کان الناس ینتابون الجمعۃ من منازلہم ومن العوالی جو صحاح مین موجود ہے اور ارشاد حضرت
عثمان فمن احب من اہل العالیۃ ان ینتظر الجمعۃ فلینتظرہا ومن احب ان یرجع فقد اذنت لہ جو موطا امام مالک
مین موجود ہے اور خطبہ عید مین بوقت اجتماع حضرات صحابہ کرام حضرت عثمان نے اہل عوالی کو یہ اجازت دی
تھی جسپر کسی نے انکار نہین کیا عدم فرضیت جمعہ مذکورہ کے لئے ایسے دلایل واضحہ ہین کہ انشا اللہ کوئی فہیم
اوسکے تسلیم مین متامل نہوگا۔ البتہ ہمارے ہر دو مجیب نے لفظ ینتابون کی بابت جو روایت اولی مین مذکور ہے
بزور قوۃ اجتہادیہ زور آزمائی کی ہے جسکی کیفیت عنقریب ظاہر ہوئی جاتی ہے یہان فقط اتنا عرض کردینا کافی
ہے کہ ابن حجر وغیرہ شراح بخاری اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے ارشاد کو اور تالیفات کو جسکا جی چاہے ملاحظہ
فرمالیوین کہ یہ اکابر ہمارے موافق تحریر فرماتے ہین یا مجیب کے اور کسی نے بھی ینتابون سے معنی مخترعہ ہر دو مجیب مراد
لئے ہین بالجملہ ان دلائل واضحہ سے معلوم ہوگیا کہ مجیب کا یہ کہنا کہ اہل عوالی پر جمعہ فرض تہا اور وہ سبکے سب
ہر جمعہ کو مدینہ طیبہ مین حاضر ہوتے تھے محض بے اصل اور مخالف عقل ونقل ہے ہمارے مجیب اورون کو
ڈراتے ہین اور آپ کچھ بھی خوف خدا نہین کرتے کہ کیسی خلاف واقع اور بے دلیل باتین امور شرعیہ مین ایجاد
کررہے ہین کیا غضب ہے کہ ایسی تصریحات کو چھوڑکر اتنی بات سے کہ اہل عوالی مسجد نبوی مین جمع ہوتے تھے فرضیت
ثابت کردی کاش کسی روایت مین اگر جمیع اہل عوالی کا مجتمع ہونا بھی موجود ہوتا تو بھی ہمکو اتنی شکایت نہوتی
مطلق اجتماع اہل عوالی سے جس سے مراد بعض کا اجتماع ہے فرضیت ثابت کرنا سخت ہرزہ درائی ہے اور یہ
بات ہم پہلے ہی عرض کرآئے ہین کہ اگر تمام باتون سے قطع نظر کرکے مجیب کی یہ بے اصل بات مان بھی لیجاوے
تو پہر اتنا ہی ثابت ہوگا کہ اہل عوالی مدینہ طیبہ مین حاضر ہوکر اداے جمعہ کے مامور ہونگے عوالی مین جمعہ اداکرنیکا
جواز جو متنازع فیہ ہے ثابت نہوگا ایسے ہی مجیب کا یہ کہنا (کہ اکثر عوالی مدینہ سے تین چار میل پر تھے بلال کی
اذان برابر پہونچتی تھی) ادعائے محض ہے حضرت بلال کی اذان کا وہان پہونچنا معلوم نہین کس جہت سے
اونکو معلوم ہوا اتنی مسافت پر اذان کا برابر پہونچنا عادت اکثریہ اور مشاہدہ روزمرہ کے بالکل خلاف ہے محض
اپنے تخمین سے امر خلاف عادت مستمرہ کو محقق مان لینا تحکم بیجا ہے احادیث صحاح مین تو یہ مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ
بن ام مکتوم نے بوجہ معذوری اپنے گھر مین نماز پڑھ لینے کی آپ سے اجازت لی اور آپنے اجازت فرمادی تو اوسکے

مخالف چنانچہ ہمنے کسیقدر تفصیل کے ساتھ اونکے تمام مضامین کیحالت ہدیہ ناظرین کردی ہے مگر ہمارے مجیب کی
جرأت اور کمال کو ملاحظہ فرمایئے باوجودیکہ تقریر کے تمام اجزا اونکے مخالف مگر سبکو رلا ملاکر اپنا مدعی ثابت فرماتے
ہین اور خلاصہ جملہ امور مذکورہ بالا سے یہ نکالتے ہین کہ جو قری مصر کے قریب ہون وہانکے باشندونکو جمعہ
کے لئے شہر مین آنا ضروری ہے جیساکہ الجمعة علی من سمع النداء اور الجمعة علی من آواہ اللیل سے معلوم
ہوتا ہے اور جو مصر سے بعید ہون اونکو اپنے مواضع مین پڑہنے کا حکم ہے جیساکہ قصہ جواثا وغیرہ سے مفہوم ہوتا
ہے اب اہل فہم سمجھہ گئے ہونگے کہ ہمارے مجیبنے جو آنکھین بند کرکے روایات مختلفہ قوۃ وضعف وتعارض
وتطابق جملہ امور سے قطع نظر فرماکر نقل فرمائی ہین اور اکثر کے معنی مین بھی کچھہ تصرف کیا تہا مقصود اصلی
اون سب سے یہی تہا کہ کسیطرح عدم اقامت جمعہ فی العوالی کے مواخذہ سے رستگاری کی صورت نکالی جاوے
اور یہ کہدیا جائے کہ اہل عوالی سب مدینہ طیبہ مین اداے جمعہ کے مامور تھے واقعی ہمارے مجیبنے طرفہ معجون
تیار کیا ہے مگر مجیب کو لازم ہے کہ اوسکے مفردات مین ہم جو کچھہ عرض کر آئے ہین اونکا جواب شافی دیا جاوے
اوسکے بعد اپنی معجون کو پیش فرماوین جب اوسکے تمام اجزاء ومفردات اونکو طرح طرح سے مضر ہین تو پہر یہ معجون
مرکب کیونکر اونکو مفید ہوسکتا ہے تکریر تفصیل سے مین خود گھبرا گیا ہون اور حضرات ناظرین مجھہ سے زیادہ
پریشان ہون تو عجب نہین مگر کیا کیجیے کام ایسون سے آپڑا ہے کہ اونکے مطالب بھی آہنی ہی آہانے پڑتے
ہین اسلئے عرض ہے کہ مجیب کی تمام تقریر کا خلاصہ تین امر ہین اول روایات مذکورہ ثلاثہ سے اس امر کو ثابت
کیا تہا کہ اہل عوالی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین جمعہ کے لئے آتے تہے جو ہمارا خود استدلال اور سراسر ہمکو
مفید ہے دوسرے الجمعة علی من سمع النداء اور الجمعة علی من آواہ اللیل سے یہ بات ثابت کی تھی کہ مصر کے
قرب جوار کے لوگون کو مسجد مین آنا ضرور ہے جس سے امر اول کی تائید ہوتی ہے جو ہمارا استدلال ہے - تیسرے قصہ
جواثا اور صحابہ کے زمانہ مین بعض قری واقع مابین حرمین شریفین مین جمعہ ہونے سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ قری بعیدہ
مین رہنے والون کو اپنے اپنے مواضع مین جمعہ قایم کرنا ضرور ہے مگر ان ہر سہ امور کی نسبت جو کچھہ ہم عرض کر آئے
ہین اوسکو بھی ملاحظہ فرمالیا جاوے کہ ہمارے مدعی کو انشاء اللہ مضر نہین بلکہ بوجوہ متعددہ مفید ہین اونکے تو
اعادہ کی ضرورت نہین مجیب کو لازم ہے کہ اون امور کا جواب معقول عنایت فرماوین البتہ امور مذکورہ بالا کے
سوا اور چند باتین مجیب کی اس تقریر کے متعلق معروض ہین ہمارے مجیب اپنی تقریر ثبوت مدعی مین فرماتے ہین
(اگر اہل عوالی پر جمعہ فرض ہوتا تو اونکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیون جمع کرتے اور کیون وہ لوگ جمعہ کے لئے آتے)
مگر صرف اتنی بات سے فرضیت ثابت کرنا محض مُنہ زوری ہے ایسی لغویات کو ادنی عاقل بھی تسلیم نہین کرسکتا
صلوۃ تراویح جسکا مسنون اور غیر مفروض ہونا روایات مین مصرح ہے اوسکے لئے مردون عورتونکا مسجد مین جمع ہونا

صحیحہ کے معارض ہوگی اور اونکے مقابلہ مین کسیطرح قابل قبول نہین ہوسکتی انصاف سے دیکھئے تو ہمارے
مجیب نقاد حدیث کا اوسکو پیش کرنا اور احادیث صحیحہ سے اعراض فرماکر اوس سے ثبوت مدعی کا متوقع ہونا ہے
نہایت شرم اور مجبوری کی بات ہے اس روایت کے ذریعہ سے ہمارے مجیب کا یہ حکم یقینی لگا دینا کہ عوالی والے
کل صحابہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز جمعہ کی ادا کرتے تھے ایسی بے اصل بات ہے کہ جسکو مجیب کے
ہم مشرب انصاف پسند بھی ہرگز ہرگز تسلیم نہین کرسکتے دیکھئے علاوہ اثبات کے کہ تمام اہل عوالی کا بالالتزام
آپکے ساتھ جمعہ ادا کرنا روایت حدیث و اقوال صحابہ کے خلاف ہے کہ امر اسمین ایک خرابی یہ بھی تو ہے کہ
عوالی جو مجیب کی خیال کے موافق محل اقامت جمعہ ہین سب کے سب زمانہ نبوی اور زمانہ صحابہ مین صلوۃ
جمعہ سے بالکل معطل اور خالی رہے اور یہ ایسا امر ہے کہ فقط شرعًا ہی مذموم نہین بلکہ عادۃً محال بھی ہے
لیکن جب تعصب کا غلبہ ہوتا ہے اوسوقت بداہتہ عقل اور نصوص شرعیہ کا خلاف اور تحریف سب کچھ سہل
نظر آتا ہے خیر اس قصہ کو کوتاہ کرکے اب جملہ ینتابون الجمعۃ کی کیفیت حسب وعدہ عرض کرتا ہون جس سے
اوثق العری مین یہ بات ثابت کی ہے کہ تمام اہل عوالی و منازل مسجد نبوی مین ہر جمعہ کو حاضر ہوتے تھے
اور ہمارے ہر دو مجیب نے اوسکی تردید مین جہد بلیغ فرمائی ہے اوثق العری کے استدلال کا خلاصہ یہ ہے کہ
احادیث صحیحہ سے یہ امر صراحتہً ثابت ہے کہ تمام اہل عوالے ہر ایک جمعہ کو مسجد نبوی مین حاضر نہوتے
تھے بلکہ نوبت بنوبت آتی تھی یعنی بعض حضرات حسب مہلت و فرصت ایک جمعہ مین شریک ہوئے اور بعض
حضرات دوسرے جمعہ مین اور جو حضرات اپنے گھر پر رہتے تھے اور مسجد نبوی مین نہین آتے تھے ظاہر ہے کہ
وہ اصحاب نماز ظہر ادا فرماتے تھے باقی ماندون نے کبھی اپنے موضع مین جمعہ ادا نہین کیا اور یہ بھی ظاہر ہے
کہ اہل عوالے کا یہ عملدرآمد دائمی آپکو معلوم تہا بلکہ یہ کہیئے کہ آپکے امر و ارشاد کیوجہ سے اہل عوالے
ایسا کرتے تھے تو اب کل دو ہی صورتین ہوسکتی ہین یا اہل عوالی پر جمعہ فرض مانا جاوے جیسا ہمارے
مجیب کا دعوی ہے مگر اس صورت مین فقط اہل عوالی ہی تارک فرض نہونگے بلکہ خود جناب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کو بھی تبلیغ احکام و اوامر الہی مین قاصر کہنا پڑیگا استغفر اللہ نعوذ باللہ۔ اور یا یہ کہا جائیگا کہ
اہل عوالی پر جمعہ فرض نہ تہا اور یہ نوبت بنوبت آنا اونکا محض تحصیل برکات زیارت اور تعلم مسائل دینیہ کی
غرض سے تہا و ہو المطلوب۔ اور اس امر کے ثبوت کے لئے کہ تمام اہل عوالے ہر ایک جمعہ کو نہ آتے
تھے بلکہ نوبت بنوبت تشریف لاتے تھے اوثق العری مین بخاری کی یہ روایت نقل فرمائی ہے عن عروۃ بن
الزبیر عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان الناس ینتابون الجمعۃ من منازلہم والعوالی اب
اسکے جواب مین ہمارے ہر دو مجیب نے جو کچھ فرمایا ہے اوسکی کیفیت سنئے خلاصہ معترض کا شے ہے تو حضرت شوق

تقریر اوثق العری

بعدمین آپنے ادن سے استفسار فرمایا ہل تسمع النداء بالصلوۃ یعنی اذان کی آواز بھی سُنتے ہو اونہون نے عرض کیا کہ سنتا ہون اوسپر آپنے خلاف اجازت سابقہ اونکو مسجد مین حاضر ہونیکا امر فرمایا جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپکو ابن ام مکتوم کی اذان سننے مین بھی تردد تہا جو خاص مدینہ کے رہنے والے تھے بلکہ غالب یہ امر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل استفسار ظن غالب یہی تہا کہ ابن ام مکتوم کے مکان تلک آواز اذان نہین پہونچتی اسوجہ سے آپنے اجازت عنایت فرمائی تھی جب اونکے بتلانے سے آپکو اونکا سننا محقق ہوگیا اوسوقت آپنے حضور مسجد کا حکم فرما دیا اور ہمارے مجیب سلمہ وثوق کے ساتھ اہل عوالی کے حق مین فرماتے ہین کہ برابر اذان بلال سنتے تھے حالانکہ بعض قری مدینہ طیبہ سے آٹھ آٹھ میل پر واقع تھے سوکون عاقل کہسکتا ہے کہ ان کو اتنی دور اذان کی آواز جاتی تھی علاوہ ازین حدیث منقولہ مجیب یعنی الجمعۃ علی من سمع النداء کی ذیل مین آپکے قاضی صاحب ارشاد فرماتے ہین والمراد بالنداء المذکور فی الحدیث ہو النداء الواقع بین یدی الامام فی المسجد لانہ الذی کان فی زمن النبوۃ لا الواقع علی المنارات فانہ محدث انتھے جس سے بالبداہت معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کی اذان اہل عوالی تلک ہرگز نہ پہنچتی تھی اسکے علاوہ جو عوالی کہ تین چار میل سے زاید فاصلہ پر تھے اون اہل عوالی پر تو مجیب کے اقرار کے موافق بھی حضور مدینہ فرض نہوا - حالانکہ یہ امر مصرح اور مسلم ہے کہ عوالی بعیدہ مین سے کسی جگہ بھی اقامت جمعہ کی نوبت نہین آئی اگر یہ کہا جاوے کہ اہل عوالی بعیدہ کو جمعہ کے لئے مسجد نبوی مین حاضر ہونیکا حکم تبرعًا تہا تو اول تو مجیب کے قول کے صریح مخالف کیونکہ ہمارے مجیب زور کے ساتھ فرما رہے ہین کہ اہل عوالی پر جمعہ فرض نہوتا تو اونکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیون جمع کرتے اور کیون وہ لوگ جمعہ کے لئے مسجد مین آتے) دوسرے الجمعۃ علی من آواہ اللیل کو بھی تبرع پر اسیطرح حمل کرلیا جاویگا تاکہ اس مین اور الجمعۃ علی من سمع النداء مین تعارض نرہے چنانچہ مراسیل ابوداؤد مین روایت موجود ہے کان الضعفاء من الرجال والنساء یشہدون الجمعۃ مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم لا یاوون الی رحالہم الا من الغد من الضعف اس سے بالبداہت معلوم ہوگیا کہ ضعفا اور عورتین بھی شریک جمعہ ہوتی تہین جو دوسرے روز اپنے گھر پر پہونچتی تھی اونکی نسبت تو کوئی ہٹ دہرم بھی یہ نکہیگا کہ اونکو حضور جمعہ فرض تہا بلکہ بالیقین ایسون کے حضور کو ہر کوئی تبرع اور استحباب پر بے تکلف حمل کریگا تو اب روایت الجمعۃ علی من اواہ اللیل اگرچہ ضعیف وغیرہ معتبر ہے مگر حمل علی الاستحباب کیوجہ سے بلادقت معمول بہا بن سکتی ہے اور کسی روایت کے معارض نہوگی اور نہ مذاہب سلف مین سے کسی کے مخالف ہوگی اور باوجود ان سب باتون کے اگر اب بھی کوئی صاحب فرضیت اور لزوم ہی پر اصرار فرماوین تو وہ جانین ہان اتنا خیال فرمالیوین کہ اول تو حدیث مذکور ضعیف حتیٰ کہ حضرت امام احمد تو اوسکی روایت کرنیکو بھی گناہ سمجھتے ہین چنانچہ ترمذی مین مذکور ہے دوسری روایات معتبرہ

مطلب یہ ہرگز نہین کہ فقط آگے پیچھے ہونا کافی ہے بلکہ اوسکے ساتھ نوبت کے معنی بھی ضرور ملحوظ ہین باقی عند القرینہ
بطور مجاز اوسکے اطلاق مین اگر توسع کر لیا جاوے تو یہ کسیکو مضر نہ اسکے انکار کی ضرورت اور یہ مضمون ایسا نہین
کہ اہل علم پر مخفی ہو مزید توضیح کے لئے ایک عبارت لسان العرب کی نقل کئے دیتا ہون وانتاب الرجل القوم انتیابا
اذا قصدہم واتاہم مرۃ اخری وہو ینتابہم وہو افتعال من النوبۃ وفی حدیث الدعاء یا ارحم من انتابہ المسترحمون
وفی حدیث صلوۃ الجمعۃ کان الناس ینتابون الجمعۃ من منازلہم ومنہ قول اسامۃ الہذلی شعر اقب طرید بنزہ
الفلاۃ * لا یرد الماء الا انتیابا * والنوبۃ الفرصۃ والدولۃ وتناوب القوم الماء تقاسموہ شاعر حمار وحش کی توصیف
کہتا ہے کہ وہ لاغر شکم خشک جنگل کا رہنے والا ہے پانی پینے کے لئے بھی کبھی کبھی آجاتا ہے۔ اور یہی مضمون
شراح بخاری بتفاوت الفاظ بیان فرماتے ہین حتی کہ آپکے امیر المومنین بھی عون الباری مین تحریر کر رہے
ہین ینتابون الجمعۃ یفتعلون من النوبۃ ای یحضرونہا نوبا بالجملہ تمام کتب لغت اور ارشاد شراح حدیث اس امر پر
شاہد ہین کہ انتیاب نوبت بنوبت اور اپنے اپنے باری پر آنیکو کہتے ہین اور یہ امر اسقدر ظاہر ہے کہ کتب لغات
وحدیث کی عبارات نقل کرنیکی زیادہ حاجت نہین معلوم ہوتی جسکا جی چاہے دیکھ لے مگر افسوس ہمارے ہر دو
مجیب نے آنکھین بند فرما کر یا الضرورات تبیح المحظورات کو سنکر ایسی بے اصل اور بیہودہ تغییر بلکہ تحریف سے کام
لیا ہے کہ حیا سے کام لین تو معلوم نہین کیا ہو جاوے اگر کتب لغت کا مطالعہ یا سمجھنا منظور نہ تھا تو شروح حدیث
ہی کو دیکھ لینا تھا کسی نے بھی انتیاب کا وہ مطلب سمجھا ہے جو مجیب بنارسی یا مجیب اعظم گڈھی نے بیان کیا ہے
دیکھئے اوثق العری مین جو علامہ ابن حجر کی عبارت منقول ہے اوسمین علامہ موصوف کا یہ ارشاد بھی موجود ہے۔ لانہ لو
کان واجبا علی اہل العوالی ما تناوبوا ولکانوا یحضرون جمیعا اور بعینہ نواب صاحب بھی عون الباری مین اسکے
قایل ہین علامہ عینی اور فاضل سندھی وغیرہ بھی اپنے شرح مین یہی فرما رہے ہین جس سے صاف معلوم ہو گیا
کہ قول حضرت عائشہ منقولہ اوثق العری کا یہی مدعی ہے کہ بعض اہل عوالی ایک جمعہ کو آتے تھے بعض دوسرے کو
صاحب مجمع البحار فرماتے کان الناس ینتابون الجمعۃ من منازلہم ای یحضرونہا نوبا وفیہ انہ لا یجب الجمعۃ علی من
ہو خارج المصر ولا یخرجون جمیعا بالجملہ تمام اہل لغت وشراح حدیث ینتابون کے وہی معنی تحریر فرماتے ہین جو اوثق العری
مین موجود ہین مگر اسکا کیا علاج کہ ہمارے مجیب اپنی خوش فہمی اور ہماری خوبی قسمت سے ایسے امر جلی کو نظر انداز
فرما کر ایجاد بے بنیاد پر کمربستہ ہو جاوین اور صراح یا قاموس کی عبارت کو نقل فرما دین تو فہم مطلب سے بمراحل بعید
رہین اور جملہ افتعال من النوبۃ کا جو صریح ہمارے معنی معروضہ پر دال ہے اصلا خیال نفرما دین اور فقط جملہ بیاپی
آمدن کو صراح مین دیکھکر مجیب بنارسی تو یہ سمجھ بیٹھے ہین کہ مجتمع ہو کر تو نہ آتے تھے مگر آگے پیچھے تمام اہل عوالی
مدینہ طیبہ مین آکر پھر ایک جمعہ کو مجتمع ہو جاتے تھے اور علامہ ابو المکارم یہ فرما دین کہ اہل عوالی جسطرح ایک جمعہ کو آتے

کے جواب پر اپنی عادت کے موافق حوالہ فرمایا سو ہمنے اونکے ارشاد کے موافق اوسکو بھی دیکھ لیا اور ہر دو مجیب کا خلاصہ جواب
قریب قریب ہی مجیب نجات نے البتہ اپنی عادت کے موافق ادہر اودہر بھی کچھ ہاتھ پاؤن چلائے ہین جو بالکل بے سود
اور مجیب موصوف کی خوش فہمی پر دال ہین او رنیز اون امور کا جواب تفصیل کے ساتھ صفحات بالا مین معروض بھی
ہوچکا ہے اسلئے اون فضول باتونکو ترک کر کے حدیث مذکور منقولہ اوثق العری کے بارہ مین جو ان صاحبون نے خامہ فرسائی
کی ہے اوسکی کیفیت عرض کرتا ہون مجیب بنارسی کی تقریر کا خلاصہ تو یہ ہے کہ انتیاب کے معنی یہ نہین کہ بعض اہل
عوالی اس جمعہ کو آئے اور بعض دوسرے کو جیساکہ اوثق العری مین مرقوم ہے بلکہ اسکے معنی یہ ہین کہ پے در پے لوگ
آتے تھے یعنی کچھ لوگ پہلے آئے اور کچھ پیچھے آئے سب جانتے تھے انتہے۔ اور مجیب اعظم گڈہی بھی یہی فرماتے ہین مگر پے
در پے کے یہ معنی نہین لیتے کہ آگے پیچھے آتے تھے بلکہ پے در پے کا مطلب یہ بتلاتے ہین کہ جسطرح ایک جمعہ کو آتے تھے
اوسی طرح دوسرے جمعہ کو بھی آتے تھے کیون نہو الجنون فنون ہمارے ہر دو مجیب انتیاب کا ترجمہ بحوالہ صراح بیا پی
آمدن جو نقل کر رہے ہین یہ تو مسلم کیونکہ قاموس تاج العروس لسان العرب صحاح جوہری مصباح المنیر اور خود صراح
مین جو انتاب انتیاب کے معنی آنا ہم مرۃ بعد اخری بیان کئے ہین وہی بعینہ بیا پی آمدن کا مطلب ہے مگر پے در پے
آنیکا مطلب مجیب بنارسی نے تو یہ گھڑا کہ تمام اہل عوالی دفعۃً نہین آتے تھے بلکہ آگے پیچھے بدفعات آتے تھے
لاحول ولا قوۃ الا باللہ لغت اور محاورہ کی خبر نہ تھی تو اتنا تو سمجھ لینا تھا کہ قری کثیرہ قریبہ بعیدہ سے سبکا مجتمع ہوکر
آنا تو بالکل خلاف واقع اور بعید از عقل ہے حضرت عائشہ کو اسکے دفعیہ کی ضرورت ہی کیا تھی دوسرے اسکے دفعہ فرمانی
سے کونسا مسئلہ شرعی معلوم ہوگیا خود باشندگان شہر اور اہل جوار مسجد جامع بھی سب جانتے ہین کہ ایک ساتھ
آنیکے نہ مامور ہین نہ اسکے معتاد بلکہ ہمیشہ اور ہر جگہ یہی ہوتا ہے کہ یکے بعد دیگرے آتے ہین حتی کہ کسی احمق کو بھی
اسمین کوئی خلجان نہین ہو سکتا پہر معلوم نہین کہ حضرت عائشہ کو اس ارشاد کا کیا امر داعی ہوا اور مجیب ابو المکارم
نے پے در پے کے معنی یہ تراشے کہ جسطرح ایک جمعہ کو آتے اوسیطرح دوسرے کو بھی آتے یہ معنی پہلے معنی سے بھی
ماشاء اللہ کچھہ عجیب نظر آتے ہین جسکا پتہ لغت مین لگے نہ استعمال مین پے در پے تو فارسی بلکہ اُردو کا لفظ ہر کوئی
بھی اوسکے یہ معنی سمجھتا ہے جو مجیب فرما رہے ہین محدثین زمانہ حال کے نزدیک غالباً تقلید ائمہ لغت بھی ناجائز
ہے ہر دو مجیب نے اپنے اجتہاد بے بنیاد سے لفظ انتیاب کے دو معنی پے در پے ایسے گھڑے کہ جنکو سنکر نفیس الطبع کا
دل مالش کہنے لگے تو عجب نہین اور طرفہ یہ کہ ہر دو مجیب کے معنی بھی باہم مخالف یکدگر ایک زمین کے فرما رہے ہین تو دوسرے
آسمان کے اور اصل بات اتنی ہے کہ تناوب اور انتیاب دونون نوبت سے ماخوذ ہین اول تفاعل ہے اور دوسرا
افتعال نوبت کے معنی دونون مین ملحوظ ہین یتناوبون الجمعۃ اور ینتابون الجمعۃ دونون کے معنی یہی ہین کہ اپنی
نوبت اور باری پر جمعہ مین حاضر ہوتے تھے اور ینتابون کی تفسیر جو مرۃ بعد اخری یا پے در پے کے ساتھ کیجاتی ہے اوسکا

عمل کرنا بالکل لغو اور بنائے فاسد علی الفاسد ہے اب باقی رہا امر سوئم یعنی روایت یتناوبون کا اقرار حافظ ابن
حجر نے تو کرلیا اگر اسکا کیا علاج کہ مجیب ماہر حدیث کو وہ روایت نہ مسلم مین ملی نہ ابوداؤد اور نسائے مین دستیاب
ہوئی سو یہ بات اس قابل تو نہین کہ کوئی عاقل اوسکی جوابدہی کیطرف متوجہ ہو البتہ اس قابل ضرور ہے کہ مجیب کی
حالت پر رحم آئے اور اونکے لئے دعا کیجائے کہ حق تعالی اونپر رحم فرماوے اور اونکو فہم وانصاف عطا کرے اور
ان من العلم لجہلا کی آفت سے اونکو نجات نصیب ہو افسوس ہمارے مجیب موصوف کو بلاوجہ کتب احادیث کی ورق
گردانی کی مشقت اوٹہانی پڑی مجیب کا جتنا وقت مسلم ابوداؤد نسائی کے مطالعہ مین صرف ہوا کاش اگر وہ وقت
بلکہ اوس سے کم علامہ ابن حجر کی عبارت منقولہ اوثق العری نکے سمجھنے مین صرف فرماتے تو خود بھی اس خبط عشواء مین
مبتلا نہ ہوتے اور علامہ ابن حجر بھی اونکے اس بیہودہ مواخذہ سے محفوظ رہتے اگر کسی اپنے ہم مشرب فہیم سے ہی
دریافت فرما لیتے تو غالبا اتنی بات تو وہ بھی مجیب کو بتلادیتا کہ علامہ ابن حجر نے جو وفی روایۃ یتناوبون فرمایا ہے
حاشا وکلا اوسکا یہ مطلب ہرگز نہین کہ حدیث کی کسی دوسری کتاب مین یہ لفظ موجود ہے بلکہ بالبداہتہ اوسکا یہہ
مطلب ہے کہ خود بخاری ہی کے بعض نسخون مین یتنابون کی جگہ یتناوبون مروی ہے چنانچہ علامہ رحمہ اللہ نے
مقدمہ فتح الباری مین یتناوبون ہی کو فہرست لغات بخاری مین ذکر فرمایا ہے اور جملہ شراح بخاری عینی قسطلانی
وغیرہ بھی حافظ ابن حجر کے موافق ہین اور مثل حافظ ابن حجر سب حضرات بعض نسخ بخاری مین لفظ مذکور کا نشان
دے رہے ہین دیکھئے ہمارے مجیب بحاث نے اپنی جان چھڑانیکو اول تو یہ فرمایا کہ انتیاب وتناوب مین فرق
ہے اور استدلال مذکورۂ اوثق العری درصورت تناوب تسلیم کرلیا جب دیکھا کہ اس سے بھی جان نہین بچتی
کیونکہ بعض روایات مین یہ لفظ بھی موجود ہے تو پھر یہ کہدیا کہ حافظ ابن حجر کا یہ ارشاد قابل تسلیم نہین ہمکو مسلم
ابوداؤد نسائی مین یہ روایت نہین ملی لاحول ولا قوۃ الا باللہ کوئی مجیب بحاث سے پوچھے کہ صاحب دل تو اوثق العری
کی استدلال کو خاص لفظ تناوب پر مبنی فرمانیکی کیا وجہ ہے خدا کے لئے کوئی دلیل تو فرمایئے آپکا دل چاہے
تناوب لے لیجئے خواہ انتیاب کو پسند فرمالیجئے استدلال اوثق العری ہر دو صورت مین صحیح اور واجب التسلیم
ہے حسب بیان ائمہ لغت واکابر محدثین تو دونون صورتون مین اصلا فرق نہین ہان لغت جنی مین اگر وہ تفاوت
ہو جسکو ہمارے مجیب بیان فرمارہے ہین تو ہمکو خبر نہین دوسرے بشرط التسلیم تفاوت روایت تناوب کے غیر معتبر
ہونیکی جو وجہ ہمارے مجیب تحریر فرمارہے ہین بالکل جسارت بیجا ہے تعجب ہے کہ حضرت مجیب علامہ ابن حجر کی عبارت
سمجھنے مین سخت غلطی کرین اور الزام علامہ موصوف کے ذمہ لگایا جاوے وہ فرمارہے ہین کہ بعض نسخ بخاری مین
بجائے یتنابون لفظ یتناوبون موجود ہے اور علامہ ابوالمکارم مسلم ابوداؤد کی ورق گردانی فرماکر علامہ کے قول
کی تغلیط کرنیکو موجود ہو جاوین اگر بالفرض علامہ ممدوح کے ارشاد کا وہی مطلب ہوتا جو ہمارے مجیب نے اپنے ذکاوت سے

تہے اوسیطرح ہر ایک جمعہ کو برابر آتے تہے کیا عجب ہے جو تیسرے صاحب یہ اجتہاد فرماوین کہ پے درپے آیا یہ مطلب ہے
کہ اہل عوالی جب جمعہ مین آتے تہے تو یکے بعد دیگرے لگاتار چلے آتے تہے بیچ مین سلسلہ منقطع نہوتا تہا مگر ایسی لغویات
کو بمقابلہ اہل لغت وعبارات فصحاء وارشادات محدثین کوئی ادنی عاقل بہی نہین سن سکتا باقی مجیب ابو المکارم
کا یہ فرمانا کہ تناوب اور انتیاب مین فرق ہے اسلئے جس روایت مین یتناوبون موجود ہے اوسکا مطلب تو بیشک
یہ ہے کہ اہل عوالی اپنی اپنی باری پر آتے تہے مگر علامہ ابن حجر نے اس روایت کی تعیین نہین فرمائی کہ یہ لفظ کس
کتاب کی روایت مین ہے لیکن درصورت ینتابون جو عامہ روایات مین ہے یہ معنی صحیح نہین اور علامہ ابن حجر نے
جو عبارت سابقہ مین یہ فرمایا ہے لو کان واجبا علی اہل العوالی ماتناوبوا ولکانوا یحضرون جمیعا یہ اونکا ارشاد
درصورت یتناوبون ہے جسکا حال معلوم نہین کہ کونسی کتاب مین ہے انتہے - بالکل لغو اور فضول ہے مجیب نے
تین باتین بیان کی ہین اول یہ کہ تناوب اور انتیاب مین فرق ہے دوسرے علامہ ابن حجر نے جو معنے تحریر فرمائے
ہین اونکا بنی روایت یتناوبون ہی نہ ینتابون تیسرے لفظ یتناوبون کسی کتاب مین ہمکو نہین ملا صحیح مسلم و
ابوداؤد ونسائی کسی کتاب مین لفظ یتناوبون موجود نہین معلوم نہین کہ علامہ ابن حجر نے کس کتاب کی روایت
مراد لی ہے مگر تینون باتین بے دلیل اور خیالی محض اور مجیب کی بے فہمی پر دال ہین بحوالہ کتب لغت وشروح
حدیث یہ امر ہم عرض کر چکے ہین کہ تناوب وانتیاب دونون کے ایک معنی ہین مثل کا نوبۃ بنوبۃ اور اپنی اپنی باری
پر حاضر ہونا دونون مین ملحوظ ہے مجیب جو فرق بیان کرتے ہین وہ اونکا ادعائے محض ہے اور تفسیر ائمہ لغت
اور تشریح اہل حدیث کے بالکل مخالف ہے علی ہذا القیاس معنی بیان فرمودہ علامہ ابن حجر مین یہ تخصیص اور
تاویل جاری کرنے کہ اوسکا مبنی روایت یتناوبون ہے بالکل غلط ہے علامہ موصوف کے تمام عبارت موجود ہے
اسمین تخصیص فضول کا کہین پتہ ہی نہین بلکہ جس روایت کو علامہ نے متن مین لیا ہے اور جسکی شرح فرمائی ہین
اوسمین لفظ ینتابون موجود ہے نہ یتناوبون اور علامہ قرطبی نے اوسی روایت کے موجب حنفیہ پر مواخذہ کیا ہے
اور اوسیکا جواب علامہ ابن حجر نے تحریر فرمایا ہے اس تمام قصہ سے آنکہین بند کرکے معنی بیان فرمودہ حافظ ابن
حجر کو روایت یتناوبون پر محمول کرنا کس قدر فضول اور لغو خیال ہے علاوہ ازین عبارت مجمع البحار جو ابہی مذکور ہو چکی
ہے اوسکو ملاحظہ فرمالیجئے اوسمین صریح لفظ ینتابون موجود ہے یتناوبون کا پتہ بہی نہین ایسی لغو تاویلات سے مطلب
برآری کی توقع رکہنا محض خیال خام اور اپنی بے انصافی اور کم فہمی کو مستحکم کر دینا ہے علاوہ ازین دیگر شرح بخاری
عینی قسطلانی حاشیہ سندہی وغیرہ سبکو باطمینان ملاحظہ فرمالیجئے کہ یہ تمام حضرات وہی تحقیق فرمارہے ہین جو حافظ
ابن حجر نے ارشاد فرمایا ہے اور ینتابون کے وہی معنی لے رہے ہین جسکا ہمارے مجیب کو انکار ہے الغرض مجیب
ابو المکارم کا تناوب اور انتیاب مین فرق کرنا جیسا غلط تہا ویسا ہی معنی بیان فرمودہ حافظ ابن حجر کو خاص تناوب کے

مین کچھ عرض نہین کرتا ورنہ کوئی عاقل ایسی لغوبات کو ہرگز تسلیم نہین کرسکتا اول تو دیکھ لیجیے علامہ قسطلانی اور خود
نواب صاحب عون الباری مین منازلہم کی شرح مین القریبۃ من المدینۃ تحریر فرماتے ہین جس سے صاف معلوم
ہوتا ہے کہ منازل سے بیوت مدینہ ہرگز مراد نہین بلکہ وہ مقامات مراد ہین جو مدینہ طیبہ کے قریب اور مدینہ سے خارج ہین
علاوہ ازین شروح حدیث موجود ہین ملاحظہ فرمالیجیے جو کسی نے بھی منازل سے بیوت مدینہ مراد لئے ہون سو جب
یہ امر معلوم ہوگیا کہ علما حدیث منازل سے مقامات خارج از مدینہ مراد لیتے ہین نہ بیوت مدینہ تو ہردو مجیب کا جواب
غلط ہوگیا ہان اگر مجیب یہ امر ثابت کردین کہ کسی نے منازل سے بیوت مدینہ مراد لیے ہین تو مضائقہ نہین کہ اوسوقت
ہمارے سامنے اسکو پیش فرماوین اور جواب کے طالب ہون اور اگر یہ نکرسکین تو یہی کرین کہ صاف لفظون مین یہہ
فرمادیوین کہ نواب صاحب نے جو تحریر فرمایا ہے ہوس من الہوسات ہے تاکہ یہ تو معلوم ہوجاوے کہ یہ جہالت کی
حق گوئی حنفیہ ہی کے مقابلہ مین ہے یا موافق مخالف سب کے مقابلہ مین کارآمد ہے مگر ہم خوب جانتے ہین کہ جو عنایات
حنفیہ کے حال پر ہین وہ نہ سہی لیکن نواب صاحب اور جملہ محدثین کے قول وارشاد پس پشت ڈالنے مین اونکو کچھہ بھی
تامل نہوگا چنانچہ مکرر یہ بات محقق ہوچکی ہے کہ قاضی صاحب کہ جنکا لقب مجتہد مطلق ہے اور نواب صاحب جنکا
خطاب امیر المومنین تھا اور محدثین جنکے اتباع پر بڑا ناز تھا بلا وجہ اونکے ارشادات کی اس بے دردی اور بے باکی
سے تغلیط اور مخالفت کی گئی ہے کہ بے اختیار حضرت شیخ علیہ الرحمہ کا قول یاد آگیا ہے **شعر**

چنان قحط سالی شد اندر دمشق — کہ یاران فراموش کردند عشق

اسلیئے ہم یقینا سمجھے ہوئے ہین کہ ہمارے مجیب چھوٹتے ہی یہ فرماوینگے کہ جب ارد گرد کی کل بستیان عوالی مین شامل
ہوگئین تو اب منازل کا مصداق بجز بیوت مدینہ اور کیا ہوگا جسکو ہردو مجیب جواب لاجواب سمجھہ رہے ہین اگرچہ
اس بے فہمی اور سینہ زوری کے مقابلہ مین مناسب تو یہی ہے کہ ہم بھی یہ عرض کرین کہ معطوف اور معطوف علیہ مین
مغایرت ہرگز ضروری نہین بسا اوقات عطف تفسیری بھی ہوتا ہے اسلیے کیا حرج ہے جو عوالی کو منازل کے نئے تفسیر
کہا جاوے یا یون کہیے کہ منازل سے حسب تشریح محدثین قری قریبہ مراد ہین اور عوالی سے جملہ قری قریبہ و بعیدہ
مراد ہین تو اب عطف عام علی الخاص ہوجاویگا جو بلانکیر جائز ہے مگر واقعی بات پوچھیئے تو یہ ہے کہ ہردو مجیب بوجہ ناواقفیت
وظاہر پرستی یہ خیال پکائے ہوئے ہین کہ عوالی مدینہ طیبہ کے ہر چہار طرف کے دیہات کو کہتے ہین اور یہ بات ایسی غلط
اور بدیہی البطلان ہے کہ اوسکا قایل کسیکو منہ دکہانیکے قابل نہین ہوسکتا الا بوجہ لیس فیہ حیا ر نواب صاحب عون الباری
مین فرماتے ہین العوالی جمع عالیۃ مواضع وقری شرقی المدینۃ حافظ ابن حجر فرماتے ہین والعوالی عبارۃ عن القری المجتمعۃ
حول المدینۃ من جہۃ نجدہا واما ماکان من جہۃ تہامتہا فیقال لہا السافلۃ غضب ہے کہ ہمارے مجتہد
صاحبون کو خبر تو خاک بھی نہین اور اکابر کی تغلیط کرنیکو مستعد اور حیا ندارد اور انصاف مافرش

سمجھہ لیا ہے تو بھی ایک دو کتاب حدیث کو ملاحظہ کرینگے بعد اوسکی تغلیط کرنی نہایت سخیف اور لغو امر ہنا چہ جائیکہ
مجیب خود غلط مطلب سمجھکر علامہ ابن حجر کے ارشاد کا انکار فرمارہے ہین جو بشرط انصاف نہایت شرم و ندامت کی
بات ہے اور اگر یہ فرماوین کہ بخاری کی کونسے نسخہ مین ہے تو ایسی خرافات کو کون سن سکتا ہے ابتو دیکھیے حافظ ابن حجر کے
سیکڑون حوالے غلط ہوجاوینگے - اور یہ تعین بھی ہوجاویگی تو پہر غالباً یہ ارشاد ہوگا کہ اصل نسخہ مین جب تلک نہ دیکھہ
لین اوسوقت تک حافظ ابن حجر کا ارشاد مقبول نہین ہوسکتا - نعوذ باللہ من التعصب - اور طرفہ یہ کہ ابن حجر کا ہی فقط
یہ ارشاد نہین بلکہ عینی و قسطلانی وغیرہ شرح بخاری مین بھی روایت ینتابون کو بیان فرمارہے ہین اب ہمارے
مجیب خوب متوجہ ہوکر سنین کہ کلمہ ینتابون بخاری ہی کی روایت مین موجود ہے مسلم وغیرہ مین تلاش کرنے کی
ضرورت نہین یعنی فتح الباری قسطلانی نے اسکی تصریح فرمادی ہے اور مقدمہ فتح الباری مین اس کلمہ کو فہرست
لغات بخاری مین تحریر فرمایا ہے اور بخاری شریف مطبوعہ بمبئی مصری قدیم مین بھی اس نسخہ کو لکھا ہے اور یہ بھی خوب
سمجھہ لین کہ درصورت ینتابون اور یتناوبون معنی اور مطلب ایک ہی ہے جملہ شراح بخاری حتی کہ آپکے امیر المومنین
نواب صاحب بھی یہی تحریر فرمارہے ہین اب جو کچھہ فرمانا ہو فرمایئے مگر خدا کے لئے فہم و انصاف سے کام لیجئے یہ نہو کہ
بلاوجہ محض استدلال اوثق العری سے جان بچانیکو اقوال ائمہ لغت اور اقوال محدثین کو پس پشت ڈالکر اجتہاد
بے بنیاد سے کام لیا جاوے بلکہ اولٹا اقوال اکابر کو غیر معتبر اور غلط فرمانیکو موجود ہوجاوین ایسی باتون سے بجز اسکے کہ
ناظرین اہل فہم و انصاف لاحول اور استغفار پڑہین اور کوئی نفع نہین معلوم ہوتا - اسکے بعد ہر دو مجیب فرماتے ہین کہ اگر
ینتابون کے وہی معنی لئے جاوین جو اوثق العری مین مذکور ہین تو بڑی خرابی یہ لازم آئیگی کہ اب خاص اہل مدینہ پر بھی جمعہ
فرض نہوگا کیونکہ حدیث مستدلہ اوثق العری مین ینتابون الجمعۃ من منازلہم والعوالی موجود ہے جسمین عوالی کو منازلہم پر عطف
فرمایا ہے اور منازل سے مراد یہان خاص منازل مدینہ ہین کیونکہ مدینہ طیبہ کے اردگرد کی کل بستیان تو عوالی مین آگئین
تو اب یہ مطلب ہوگا کہ جیسا اس حدیث سے اہل عوالی کی نسبت عدم وجوب جمعہ ثابت ہوگا ویسا ہی اہل مدینہ کے
حق مین عدم وجوب جمعہ ماننا پڑیگا جو باتفاق باطل اس تقریر کے بعد علامہ بنارسی فخر کے ساتھ تحریر فرماتے ہین اب
امید ہے کہ آپ خود سمجھہ جاوینگے کہ اہل عوالی پر بھی جمعہ فرض تہا انتہے بخصلہا تہما اقول ہر چند ہمارے ہر دو مجیب کا اعتراض
مین متحقق ہونا بظاہر نظر موجب تقویت جواب معلوم ہوتا ہے مگر جو حضرات ہمارے ہر دو مجیب کے حالت سے واقف ہونگے
انشاء اللہ وہ تو اس اتفاق و توارد کو دیکھکر ہی کہٹک جاوینگے اور سمجھہ جاوینگے کہ ضرور یہ جواب غلط ہوگا کیونکہ یہ قاعدہ
مسلم ہے کہ جو امر فرادی فرادی مین ہوتا ہے بوقت اجتماع اوس امر مین دو بالا تقویت و ترقی ہوجاتی ہے خیر اتنی بات
تو ہر کسی نے سمجھہ لی ہوگی کہ منازل و عوالی کے عطف مین تو کوئی کلام ہی نہین مگر کل دارومدار صرف اسبات پر ہے کہ
ہر دو مجیب نے منازل سے مراد اہل مدینہ کے گہر سمجھے ہین جسکی بنا پر یہ طمطراق ہے سو بوجہ ناواقفیت کوئی اسکو مان لے تو

ما مر عن الولوالجیۃ فی الفناء الذی تصح اقامۃ الجمعۃ فیہ والکلام ہنا فی حد المکان الذی من کان فیہ یلزمہ الحضور الی مصر لیصلیہا فیہ - مگر معترض کو ایسے امور کی تکلیف دینی صریح ظلم ہے ہمارے مجیب فہیم حسب عادۃ اصلی اوثق العری کی دلیل سے اعتراض فرماکر کہین کہین سے روایات فقہا نقل فرماکر اپنی عقب گذاری کرنا چاہتے ہین جس کے دیکھنے سے بالکل حرکت مذبوحی کا نقشہ نظر آتا ہے اصل مطلب یہ ہے کہ مجیب ممدوح عوالی مین فرضیت جمعہ ثابت کرنیکے لئے چند اقوال بلا سوچے سمجھے بجواب مولانا ظہیر احسن مجمع الانہر سے نقل فرما چکے ہین جنکا خلاصہ یہی ہے کہ کسیکے قول مین مسافت وجوب حضور جمعہ ایک میل ہے کسی نے دو میل اور کسی نے تین میل بیان کیا ہے اور کسی نے بعد فراغ جمعہ رات تلک واپس آنیکو پسند کیا ہے اور ان سب اقوال کو کیف ما اتفق نقل فرماکر آخر مین کہتے ہین کہ جب حنفیہ کے یہان اون اشخاص پر صلوۃ جمعہ فرض ہے جو شہر سے اتنی مسافت پر رہتے ہین کہ نماز سے فراغت پاکر شام تلک اپنے گھر پہونچ سکین تو پھر اہل عوالی پر صلوۃ جمعہ ضرور فرض ہوگی - مگر اول تو یہ کل اقوال عند الحنفیہ ضعیف اور غیر معتبر ہین چنانچہ عبارت مجمع الانہر مین ان تمام اقوال کو بلفظ قیل منقول فرمایا ہے ہمارے مجیب معترض کا ان روایات کو مذہب حنفیہ قرار دینا بالکل بے اصل اور محض خیال خام ہے اگر اونکو فقہ کی کتب کا حال معلوم نہین تو فتح الباری عون الباری عینی وغیرہ شروح حدیث کی عبارت تو اونکے سامنے ہے جسکو اوثق العری مین بھی نقل فرمایا ہے قال القرطبی فیہ رد علی الکوفیین حیث لم یوجبوا الجمعۃ علی من کان خارج المصر الخ - ہمارے مجیب ہی فہم سے قطع نظر فرماکر بشرط انصاف فرمائین کہ شراح موصوفین کی عبارت مذکورہ سے مذہب حنفیہ وہی معلوم ہوتا ہے جو مجیب لکھہ رہے ہین یا اوسکے بالکل خلاف قاضی شوکانی رحمہ اللہ کے ارشاد کو بھی ملاحظہ فرمالیوین کہ اسبارہ مین مذہب حنفیہ اونکے ارشاد کی موافق کیا ہے ایسے جلی امر کے لئے تو فہم و تدبر کی بھی حاجت نہین ایمان کی بیشک ضرورت ہے اور کتب فقہ کو دیکھئے تو تصریحات فقہا اسدرجہ کو موجود ہین کہ اونکو چھوڑکر ان چند روایات ضعیفہ متعارضہ کو پیش کرنا حسب ارشاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام بکریون کو چھوڑکر کتّے کا کان پکڑ لینا ہے -

وفی الخانیۃ المقیم فی موضع من اطراف المصر ان کان بینہ وبین عمران المصر فرجۃ من مزارع لاجمعۃ علیہ وان بلغہ النداء وتقدیر البعد بغلوۃ او میل لیس بشئ ہکذا رواہ ابو جعفر عن الامامین وہو اختیار الحلوانی وفی التاتارخانیۃ ثم ظاہر روایۃ اصحابنا لاتجب الا علی من یسکن المصر او مایتصل بہ فلا تجب علی اہل السواد ولو قریبا وہذا اصح ماقیل فیہ وبہ جزم فی التجنیس قال فی الامداد تنبیہ قد علمت بنص الحدیث والاثر والروایات عن ائمتنا الثلاثۃ واختیار المحققین من اہل الترجیح انہ لاعبرۃ ببلوغ النداء ولا بالغلوۃ والامیال فلا علیک من مخالفۃ غیرہ وان صحح انتہی ہکذا فی الشامی - اس عبارت کو ہمارے مجیب ملاحظہ فرمالیوین کہ مذہب امام اور صاحبین حسب روایت ظاہر روایۃ اسبارہ مین کیا ہے اور مجیب نے اپنے قال اقول مین جو چند قیل نقل کئے تہے وہ لیس بشئ حسب تصریحات اعلام ہین

اور یہی مضمون عینی وغیرہ شروح حدیث اور کتب لغت مین مصرح موجود ہے اگر ہمارے عرض کے تسلیم کرنے مین کوئی حرج ہو تو کتب لغت وحدیث کو ملاحظہ فرمالیوین اور کچھہ دیر کے لئے بتکلف ہی سرنیچا کرکے بیٹھ جایئن پہر اس بیفہمی اور یاوہ گوئی پردہ جوش فخر ومسرت اکابر کے مقابلہ مین ظاہر کیا جاتا ہے کہ نکاد تمیز کا نقشہ پیش نظر ہوجاتا ہے کسی نے سچ کہا ہے **شعر**۔ آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند ٭ درجہل مرکب ابد الدہر بماند :- الحاصل یہ امر خوب واضح ہوگیا کہ ارشاد حضرت صدیقہ کا وہی مطلب ہے جو اوثق العری مین فرمایا ہے اور ہر دو مجیب نے جو اسبارہ مین بیان کیا ہے خلاف عقل ونقل ہے اس استدلال کے بعد اوثق العری مین تحریر فرمایا ہے کہ جب یہ امر محقق ہوگیا کہ آپکے زمانہ مین کبھی عوالی مین جمعہ نہین ہوا اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اہل عوالی نوبت بنوبت صلوۃ جمعہ کے لئے مدینہ طیبہ مین حاضر ہوتے تھے اور تمام اہل عوالی ہر ایک جمعہ کو مدینہ منورہ مین نہین آتے تھے تو اب اس سے اہل عوالی پر فقط عدم فرضیت جمعہ ہی ثابت نہین ہوئی بلکہ بشرط فہم یہ بھی واضح ہوگیا کہ قری محل اقامت جمعہ ہی نہین ہین یعنی یہ بھی کوئی نہین کہہ سکتا کہ اہل عوالی پر فرض نہ سہی مگر بطور استحباب اگر قری مین جمعہ ادا کرلیا جاوے تو مثل عبید ونساء ومسافر اہل عوالی کے حق مین مستحب وافضل شمار ہوگا اور فرض جمعہ ادا ہوجائیگا کیونکہ اگر اہل عوالی کو بطور استحباب بھی اقامت جمعہ کے عوالی مین گنجائش ہوتی تو وہ حضرات شائق حسنات اور دلدادہ خیرات ایک جمعہ کے ترک کو بھی گوارا نفرماتے اور خود حضرت سرور کائنات علیہ الصلوۃ والتسلیم بھی اونکو اسبارہ مین امر مندوب فرماتے اس سے صاف ہویدا ہے کہ قریہ محل اقامت جمعہ ہی نہین چہ جائیکہ اونپر فرض ہوتا۔ پس ان دلائل واضحہ سے ہر اہل انصاف پر مثل آفتاب روشن ہوگیا کہ نہ قری صغیرہ مین جمعہ ادا ہوتا ہے اور نہ اون لوگون پر اقامت جمعہ واجب ہے اور نہ اونکو ادائے جمعہ کے لئے شہر مین جانا فرض ہے الی آخر کلامہ الشریف اسپر مجیب بنارسی نے تو کچھہ لب کشائی نہین فرمائی مگر ہمارے ملا معترض مصداق چپ نشود اور کچھہ نہین تو یہی فرماتے ہین کہ یہ بات مطلقاً صحیح نہین کیونکہ حنفیہ کے نزدیک بھی اون اہل قری پر جمعہ واجب ہے جو شہر سے ایک فرسخ پر رہتے ہین بلکہ جو لوگ جمعہ پڑہکر شام تلک اپنے گھر واپس آسکین اون پر بھی واجب ہے بلکہ امام ابو یوسف کے نزدیک تین فرسخ تک کے رہنے والون پر جمعہ واجب ہے اسکے بعد فرماتے ہین کہ حضرت شوق کے جواب مین ان تمام باتونکا ثبوت گذرچکا ہے اعادہ کی ضرورت نہین انتہے بخلاصتہ۔ ہمنے حضرت شوق کے جواب کا ملاحظہ کیا ہے اور ان امورکا جواب مفصلاً اوراق گذشتہ مین معروض بھی ہوچکا ہے اونکے اعادہ کی ہمکو بھی ضرورت نہین اور فنائے مصر کے بارہ مین مجیب نے روایات مذکورہ کیوجہ سے جو خیال خام پکایا تہا اوسکی حقیقت تو معلوم ہوچکی ہے البتہ یہان کے مناسب اتنا اور عرض کئے دیتے ہین کہ ولوالجیہ کی روایت جو آپنے نقل کی ہے اوسکو ہمارے امر متنازع فیہ سے تعلق نہین کیونکہ وہ روایت فناء مصر کی تحدید کے بارہ مین ہے اور یہان امر مبحوث عنہ یہ ہے کہ حضور صلوۃ جمعہ کتنی دور کے رہنے والون پر فرض ہے چنانچہ شامی مین فرماتے ہین فیہ ایضا

تحریر اوثق العری

ادعائے معترض اور اوسکا رد

جواب

بنانچہ عرفات مین زمانہ حجۃ الوداع مین آپنے نماز جمعہ وہان نہین پڑہی اور نیز تمام ائمہ کا اجماع ہے کہ صحرا و میدان
محل اقامت جمعہ نہین تیسری یہ بات محقق اور مسلم ہوچکی ہے کہ آپکے زمانہ مین عوالی وغیرہ قری مین کبھی جمعہ
قایم نہین ہوا اسلئے اہل قری بھی عموم آیۃ سے مستثنیٰ ہین پس مجیب کا استدلال عموم آیت سے ہمارے
مقابلہ مین ہرگز درست نہین الی آخر مقالتہ الشریفہ۔ اسکے جواب مین ہمارے دونون مجیب نے اپنے اپنے اجتہاد سے
کام لیا مجیب بنارسی نے اس امر کو تو تسلیم کرلیا کہ آیۃ اپنے عموم پر نہین اور مریض وغیرہ اوس سے مخصوص ہین
البتہ دو امر مین اونکو کلام ہے اول تو یہ فرماتے ہین کہ جیسے مریض وغیرہ کی تخصیص روایت سے ثابت ہے
ویسے ہی اہل قری کے بارہ مین کوئی روایت مخصص ہو تو لائیے سو اسکا اول جواب تو یہ ہے کہ اوثق العری مین مکرر
یہ ارشاد موجود کہ بوقت ہجرت آپکا قبا مین نماز جمعہ نہ پڑہنا اور اہل قبا کو حکم اقامت نفرمانا اور مدینہ منورہ مین داخل
ہوتے ہی جمعہ پڑہنا اور جملہ عوالی مین تمام زمانہ نبوت اور عصر خلافت مین کبھی جمعہ کا قایم ہونا ایسی دلایل قطعیہ ہین
کہ حدیث طارق ابن شہاب سے بشرط انصاف و فہم بدرجہا قوی تر ہین پہر جب ہمارے مجیب نے آیہ مذکور کی تخصیص
متعدد امور مین حدیث طارق ابن شہاب سے ابتداءً تسلیم فرمالے تو اب امور قطعیہ مذکورہ بالا سے تخصیصات مذکورہ
کے بعد بھی کیا کوئی ادنی عاقل تخصیص اہل قری مین متامل ہوسکتا ہے اسکے سوا اہل عوالی کا بروز جمعہ مسجد
نبوی مین اپنی اپنی نوبت اور باری پر حاضر ہونا ہماری تخصیص کے لیے کتنی قوی دلیل ہے دوسری حدیث حضرت
علی لاجمعۃ ولا تشریق الا فی مصر جامع جو مرفوعاً ہو تو فا مردی ہے عموم آیت کو جو کہ مخصوص بالبعض ہوچکا ہی ذ بتکلف
اوس عموم سے اہل قری کو تخصیص کر سکتی ہے تیسرے حضرت عثمان کا مجمع صحابہ مین اہل عوالی کو قبل از وقت
جمعہ لوٹ جانیکی اجازت دیدینا کما مر۔ دوسرا امر جس مین مجیب ممدوح نے کلام کی ہے یہ ہے کہ عرفات مین حضرت
فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمعہ ادا نفرمانیکی وجہ اوثق العری مین یہ بیان فرمائی تھی کہ عرفات صحرا ہے جس سے معلوم
ہوتا ہے کہ جنگل میدان مین اقامت جمعہ درست نہین سو مجیب بنارسی نے اسپر کوئی اعتراض تو نہین کیا مگر
یہ فرماتے ہین کہ آپنے عرفات مین جمعہ اسلئے نہین پڑہا کہ آپ مسافر تھے اور نیز آپکو دونون نماز دنکا جمع کرنا اور
تعلیم امور حج مقصود تہا اگر آپ ظہر و عصر کو جمع نفرماتے تو لوگون کو کیسے معلوم ہوتا کہ یہان دونون نمازون کا جمع
کرنا درست ہے انتہے ہمارے مجیب کو اس موقع پر سخت خلجان لاحق ہے جسکو اہل فہم خوب سمجھتے ہین مگر جب
مجیب کوئی امر مفصل بیان نہین فرماتے ہم بھی اوس سے اغماض کرکے اتنا عرض کیے دیتے ہین کہ یہان دو امر واقع
مین آپ سے محقق ہوئے ایک جمع بین الظہر والعصر وقت واحد مین جس سے مطلب اوثق العری کا کوئی تعلق نہین
مجیب نے صرف بات کو طول مین ڈالنے اور اپنی عقب گذاری کیوجہ سے زبردستی اپنے جواب مین اوسکا ذکر کردیا دوسرے
جمعہ کا عرفات مین نہ پڑہنا اور اوسکی جگہ ظہر کا ادا فرمانا جو ہمکو مطلوب ہے۔ اب مجیب کے جواب کی حقیقت عرض

جواب مجیب بنارسی

جواب

اعتراض مجیب بنارسی

جواب

یا نہین اور سواء مصر اور اوسکی فنا کے اہل سواد وقری پر مطلقاً قریبہ ہون یا بعیدہ عدم وجوب جمعہ تصریحات محققین سے
محقق ہوگیا یا نہین باقی اسکا کچھ علاج نہین کہ تمام قطیع غنم مین سے وہی ایک کالی بکری خوش قسمت کی قسمت مین لکھدیا
گیا ہو اہل انصاف دیکھیوین کہ قول اصح اور متفق علیہ ائمہ کو چھوڑکر قول مرجوح و متروک کو لینا مثال مذکورہ بیان
فرمودہ صادق مصدوق علیہ الصلوۃ والسلام کا مورد بنتا ہے یا نہین اور امر محقق اور مطابق حدیث و موافق اثر و مصداق
بقول ائمہ کے مقابلہ مین لیس بشئ سے حصول مطلب کا متوقع ہونا حرکت مذبوحی کا مصداق ہے یا نہین پھر ایسے
لغویات کو جمع کرکے فخر و مسرت کے ساتھ یہ سمجھنا کہ ہمنے اہل حق و کمال کی بات کا پورا جواب دیدیا این خیال است و
محال است وجنون - دوسرے اگر روایات منقولہ مجیب کے مرجوح و متروک ہونے سے قطع نظر کرکے تھوڑی دیر کے
لئے اونکو معتبر اور معمول بہا عند الحنفیہ تسلیم کرلیا جاوے تو پھر اسکی کیا وجہ کہ منجملہ روایات مذکورہ فقط ایک روایت کو جسمین
شام تلک لوٹ آنیکا اعتبار کیا ہے مجیب نے معین فرماکر اوس سے فرضیت جمعہ اہل عوالی پر ثابت کرنا چاہا ہے اگر اسکی
وجہ یہ ہے کہ بعض نے اوسکی تحسین فرمائی ہے اور نیز احوط بھی ہے تو بقیہ اقوال بھی بعض کے نزدیک پسندیدہ ہین
بلکہ بعض کو بعض علما مختار و مفتی بہ تلک ارشاد فرمارہے ہین اور نیز یہ اقوال اوس قول کی نسبت اسہل علی الناس
بھی ہین مجیب نے ایک تو سینہ زوری یہ کی کہ قول معتبر معمول بہ کے مقابلہ مین بعض روایات غیر معتبرہ متروکہ سے مطلب
براری کا کام لیا اوسکے بعد یہ شوخ چشمی کی کہ اون روایات متروکہ مین سے کہ جو باہم بھی متضاد ہین ایک کو اپنے
مفید مطلب سمجھکر خود بخود مذہب حنفیہ قرار دیکر تمام جہان کو ملزم بنانے کو تیار ہوگئے سچ ہے الغریق یتشبث
بکل حشیش - بالجملہ روایت حدیث و اقوال اکابر و مذہب حنفیہ مین کہین اس امر کا پتہ نہین کہ جمیع اہل
عوالی و قری ہر ایک جمعہ کو مسجد نبوی مین حاضر ہوتے تھے یا اونکے ذمہ وہان حاضر ہونا ہر جمعہ کو فرض تہا بلکہ
اسکے خلاف پر دال ہین چنانچہ مشرح مذکور ہوچکا ہمارے مجیب ابو المکارم اور محدث بنارسی نے جو کچھ اپنے
طبعزاد اجتہادات فرمائے ہین سب لغو اور بے اصل اور شراح حدیث و اقوال علما کے مخالف اور لغت عرب کے
خلاف ہین اور اوثق العری مین جو تحریر فرمایا ہے حق صریح اور واجب التسلیم ہے - اب اسکے بعد یہ عرض ہے
کہ فتوی مذکورہ بالا مین بعض مفتیان اہل حدیث نے آیۃ یا ایہا الذین آمنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ
فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع کو اپنے استدلال مین پیش کیا ہے اور فرمایا تہا کہ اس آیت مین چونکہ کسی قسم کی
تخصیص نہین اسلئے معلوم ہوگیا کہ جمعہ کے لئے کسی خاص قسم کی بستی کی ضرورت نہین الخ - اوسکے جواب مین اوثق العری
مین چند امور بیان فرمائے ہین اول تو یہ کہ حدیث طارق ابن شہاب کیوجہ سے خود حضرات اہل ظاہر بھی مریض
مملوک امراۃ صبی کو عموم آیۃ مذکورہ سے مخصوص فرماتے ہین جس سے عموم آیۃ مذکورہ بحال خود نرہا دوسری مسافر
بھی اس آیۃ کے حکم سے مستثنی ہے جیسا کہ بعض روایات مین موجود ہے اور اہل صحرا بھی عموم مذکور سے مخصوص ہین

اس جملہ سے عرفات مین جمعہ نہ پڑہنے کی کونسی وجہ معلوم ہوئی کچھہ عجیب خبط ہے جو ہمارے مجیب کو پیش آرہا ہے
بلکہ اس فقرہ سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ ہمارے مجیب رحمہ اللہ علی حالہ نے گو کسی مجبوری کیوجہ سے یہ فرمادیا کہ عرفات
مین جمعہ نہ پڑہنے کی وجہ سفر تہا مگر خود اونکو بھی اپنے اس قول مین کوئی خطرہ اور اندیشہ لگا ہوا ہے جسکی وجہ سے
مناسک حج کیطرف اوسکو منسوب کرنا چاہتے ہین سو اگر یہ بات ہے تو ہماری طرف سے اجازت ہے کہ مجیب اپنے
قول اول سے صاف رجوع کرجائین اور اوس سے انکار کرکے بعد جیسے عرفات مین عدم اقامت جمعہ کی وجہ
سفر کو فرما چکے ہین ایسے ہی صاف لفظون مین یہ فرمادیوین کہ عدم اقامت مذکور کی وجہ حج تہا ہم اوسکا جواب عرض
کرنیکو بھی بخوشی تیار ہین بے سوچے سمجھے بحالت تحیر دونون طرف ہاتہہ پہیلانے سے کچھہ نفع نہین ہوسکتا آخر مین
مجیب کا یہ فرمانا کہ (اگر آپ ظہر و عصر کو جمع نفرماتے تو لوگون کو کیونکر معلوم ہوتا کہ یہان دونون نمازون کا جمع کرنا
درست ہے) یہ فقرہ بھی بالکل بے سود اور مجیب کے حالت تحیر پر رحم دلانیوالا فقرہ ہے ہم مکرر عرض کرچکے ہین اور اہل
فہم خود جانتے ہین کہ مطلب بیان فرمودہ اوثق العری کو جمع بین الصلوتین سے کوئی تعلق نہین اور نہ ہم اوسکے
منکر ہمارے مجیب کسی حالت مین یہ صدائے بے آہنگ نکالے چلے جاتے ہین جسکو خود بھی نہین سمجھتے بلکہ مجیب کا
یہ کہنا کہ اگر آپ نماز ظہر و عصر کو جمع نہ کرتے تو کیسے معلوم ہوتا کہ یہان دونون نمازون کا جمع کرنا درست ہے اونکے مسلک
کے موافق درست نہین کیونکہ مجیب کے نزدیک تو اس جمع بین الصلوتین کی وجہ سفر ہے اور حالت سفر مین آپکا جمع
بین الصلوتین فرمانا متعدد احادیث مین موجود ہے اور مجیب کے مسلک مین بحالت سفر جس کیفیت سے دو نمازین جمع کی
جاتی ہین یعنی وقت واحد مین بعینہ وہی صورت عرفات مین ظہر عصر کے جمع کرنیکی ہی جس کیفیت کو حسب مسلک مجیب
حضرات صحابہ بارہا مشاہدہ کرچکے تھے جو تعلیم مسئلہ جمع کے لئے کافی تہا اسلئے اسکی کیا حاجت ہے کہ آپ عرفات
مین اور تمام سفرون مین بالالتزام بغرض تعلیم جمع بین الصلوتین کرکے دکہلائین سفر مین جواز جمع بارہا پہلے سے معلوم
ہوچکا تہا اگر عرفات مین آپ جمع نفرماتے تو بھی کسیطرح کا حرج مسلک مجیب کے موافق نہین تہا خیر مجیب بنارسی کو تو
اسبارہ مین جو کچھہ فرمانا تہا وہ فرما چکے جسکا جواب بالتفصیل معروض ہوچکا اب علامہ ابوالمکارم معترض بحاث کی
سنئے جو بزور قوۃ اجتہادیہ اوثق العری کی عبارت مذکورہ سابقہ کے جوابات غریبہ تحریر فرمارہے ہین اول فرماتے ہین
کہ آیۃ اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ الخ مین عموم دو طرح پر ہے ایک باعتبار رجال دوسرے باعتبار محل اور حدیث
طارق بن شہاب سے چونکہ عبد مریض وغیرہ مستثنی ہوچکے ہین اس لئے عموم آیۃ باعتبار رجال تو جاتا رہا لیکن عموم
آیۃ باعتبار محل علی حالہا باقی ہے کیونکہ کسی روایت سے اہل قری اور اہل صحرا کا مستثنی ہونا ثابت نہین انتہے۔ علامہ
ابوالمکارم اور اونکے ہم خیال تو غالبا اس جواب کو نہایت محقق مدقق خیال فرماتے ہونگے مگر اہل فہم سے پوچھئے اونکے
نزدیک تو ایسا جواب دینا علم و حیا دونکو بالکلیہ جواب دیدینا ہے ہماری رائے مین اگر کوئی اس عبارت کو دیکھکر یہ

کرتا ہون جو اونہون نے بزعم خود ارشاد اوثق العری کے مقابلہ مین تحریر فرمایا ہے دیکھئے اول تو یہ فرماتے ہین کہ جمعہ عرفات
مین آپنے اسلئے نہین پڑہا کہ آپ مسافر تھے یعنی قصہ عرفات سے جو اوثق العری مین یہ امر ثابت کیا تہا کہ صحرا
محل اقامت جمعہ نہین یہ صحیح نہین بلکہ بوجہ عذر سفر آپنے جمعہ کو ترک فرمایا تہا مگر اسمین بڑی خرابی یہ ہے کہ یہ
وجہ خاص اہل مدینہ کے بارہ مین جاری ہوسکتی ہے اہل مکہ کے حق مین توجیہ بیان کردہ مجیب ہرگز نہین بن سکتی
چنانچہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مصفی مین فرماتے ہین اما قریہا یا شہر پس شرط جمعہ است بجہۃ آنکہ در زمان
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در بدو جمعہ نمی بود و با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعی کثیر از اہل مکہ در عرفہ بودند ایشانرا
بجمعہ نفرمودند و سفر اگر عدم تحتم در حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و اہل مدینہ بنتواند شد در حق اہل مکہ علت نمی تواند
شد الا بودن ایشان در صحرا الی آخر کلامہ الحق اس ارشاد سے صاف معلوم ہوگیا کہ عرفات مین آپکے اور تمام اصحاب کے
جمعہ نہ پڑہنے کی وجہ یہ تھی کہ صحرا مین اقامت جمعہ درست نہین سفر کو عدم اقامت مذکورہ کی وجہ بیان کرنا غلط ہے
کیونکہ وہ سب کے حق مین جاری نہین ہوسکتے علاوہ ازین سفر مسقط وجوب جمعہ ہے نہ مسقط استحباب و افضلیت
اسلئے یہ امر بھی مستبعد نظر آتا ہے کہ بلاوجہ اس افضلیت کو تمام شائقین افضلیت بالکلیہ ترک فرمادیوین وہی خطبہ
اور دو رکعت جو آپنے پڑہا جمعہ کے لئے بھی کافی ہوسکتا تہا فقط نیت کی حاجت تھی اسکے سوا جو علماء ان حدیث
مسافر پر بھی جمعہ فرض فرماتے ہین اون حضرات کے مسلک کے مطابق مجیب کی یہ توجیہ کیونکر صحیح ہوسکتی ہے اور
اگر ہمارے مجیب اون صاحبون سے منفرد ہین تو صاف تحریر فرمادین اور صرف سائل ہی کے دو اعتراضون کا جواب
عنایت فرمادین - اسکے بعد مجیب نے جو ترک جمعہ فی عرفات کی دوسری وجہ تحریر فرمائی ہے وہ ماشاء اللہ ادر بھی عجیب ہے -
فرماتے ہین - نیز آپکو دونون نمازون کا جمع کرنا مقصود تہا اور حج مین تعلیم ارکان و سنن حج کی مقصود تھی اگر آپ
نماز ظہر و عصر جمع نکرتے تو لوگون کو کیسے معلوم ہوتا کہ یہان دونون نمازین جمع کرنا درست ہین انتھے - ہمارے مجیب کے
تینون فقرے عجیب ہین ایک فقرہ بھی افسوس درست نہین یہ امر ہم ابھی صاف طور پر عرض کرچکے ہین کہ جمع
بین الصلوتین سے استدلال مذکورہ اوثق العری کو تعلق نہین بلکہ عرفات مین ظہر پڑہنا اور صلوۃ جمعہ نہ پڑہنا
صرف یہ ہمارا ادعی ہے اسکے جواب مین مجیب کا یہ فرمانا (نیز آپکو دونون نمازون کا جمع کرنا مقصود تہا) بالکل سوال
از آسمان و جواب از ریسمان کا مصداق ہے ہمکو اس جمع مین کب کلام ہے ہمارا مطلب تو یہ ہے کہ آپنے اور تمام
موجودین عرفات نے جمعہ کیون نہ پڑہا اوسکی جگہ ظہر کیون پڑہا گیا اگر عرفات مین دونون نمازون کا جمع کرنا فرض اور
ضروری ہی تہا تو جمعہ اور عصر کو جمع کرلینا تہا بجائے جمعہ کے ظہر ادا کرنیکے اس جمع کے لئے کیا ضرورت تھی اس سے
صاف معلوم ہوتا ہے کہ عرفات چونکہ صحرا ہے اسلئے وہان کسی نے جمعہ نہ پڑہا جس سے صحرا کا محل اقامت جمعہ ہونا
باطل ہوگیا وہو المطلوب - اسکے بعد دوسرا جملہ یعنی آپکو وہان تعلیم مناسک حج مقصود تہا ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ

مین علمائی اہل سنت نے یہ فرمایا ہی کہ اگرہم اسبات کو تسلیم بھی کرلین کہ آیۃ مین جمیع افراد بصر سے نفی رویۃ مقصود ہی تو پھربھی عموم اوقات
اور عموم احوال کا آیۃ مین پتہ نہین لگتا جائز ہی کہ آیۃ مین جمیع افراد بصر سے رویۃ کی نفی کرنا کسی خاص وقت اور خاص حالت کے ساتھ
مخصوص ہو اسلئے معتزلہ کا استدلال مذکور ناتمام اور غیر قابل للجواب ہے اب ہمارے مجیب ملاحظہ فرماویں کہ
مثال مذکور سے یہہ بات بالکل واضح ہے کہ ثبوت عموم کے لئے کوئی امر جو اوس پر دال ہو
کلام مین موجود ہونا ضرور ہے یہہ نہین کہ فقط تخصیص اور عدم ذکر سے جس چیز کا چاہو
عموم نکال لو اور یہ بھی واضح ہوگیا کہ کسی موقع پر عموم افراد ہونے سے یہ ہرگز لازم نہین آتا کہ عموم امکنہ یا عموم ازمنہ
وغیرہ بھی ضرور موجود ہون یہ مجیب ظاہر پرستی ہے کہ کسی کلام کی نسبت لفظ عموم دیکھکر تمام عمومات متنوعہ پر کلام
مذکور کو دال سمجھہ لیا جاوے خلاصہ یہ ہوا کہ حدیث طارق بن شہاب اور آیۃ کریمہ مذکورہ بالا سے غایۃ مافی الباب
عموم افراد نکلتا ہے خیالات مذکورہ بے اصل کیوجہ سے اوسسے عموم امکنہ نکالنا اور حدیث اور آیۃ کو دال علی عموم
الامکنہ کہنا اپنی ناواقفیت اور خوش فہمی پر گواہی دینا ہے اور اسپر کیا موقوف ہے کسی آیۃ اور حدیث مرفوع سے
بھی عموم امکنہ کے ثبوت کی توقع نہین البتہ جسکو عموم غیر عموم کی تمیز ہی نہو وہ جو چاہے سو کھے سوایسون سے
خطاب بھی فضول ہے اور اگر ہم اپنے مجیب کا دل بڑہانیکو تسلیم بھی کرلین کہ آیۃ کریمہ جیسے عموم افراد پر دال ہے
ویسے ہی عموم محل پر دال ہے تو پھر بھی مجیب کا یہ کہنا کہ آیۃ کریمہ عموم محل پر علی حالہا باقی ہے بالکل غلط ہے
کیونکہ قصہ عرفات سے صحرا کا مستثنیٰ ہونا اور حدیث انتیاب اور ارشاد حضرت عثمان اور حضرت علی کی روایت سے
عوالی وقری کا مستثنیٰ ہونا ایسا امر نہین ہے کہ ہمارے مجیب کے سوا کوئی فہیم منصف مزاج استثنار مذکور مین متردد
ہو تماشا ہے کہ مجیب کے نزدیک حدیث طارق بن شہاب سے تو عموم افراد آیۃ کریمہ کا جاتا رہا مگر عموم محل روایات
متعددہ مذکورہ اور اجماع اور اتفاق علمار سے بھی کہ بوادی اور براری مین جمعہ صحیح نہین مخصوص نہین ہوسکتا اس
مُنہ زوری کا کیا ٹہکانا ہے اور ہمارے مجیب انصاف کرینگے تو حدیث ام عبد اللہ جسکو باوجود شدت ضعف مجیب
بنارسی تسلیم فرما رہے ہین اوس سے بھی تخصیص محل صاف واضح ہے اور ہم اوس موقع پر اشارہ بھی کر آئے ہین
علی ہذا القیاس روایات وآثار متعددہ صحیحہ ضعیفہ کثیرہ اس تخصیص کو ظاہر فرما رہے ہین جو قوۃ واعتبار مین حدیث
طارق بن شہاب سے بمراتب زاید ہین سو جب یہ امر محقق ہوگیا کہ مریض ومملوک وغیرہ اور اہل صحرا اور اہل
قری سب آیۃ مذکورہ سے مستثنیٰ ہین تو اب عموم آیۃ سے وجوب جمعہ اہل قری پر ثابت کرنا قابل سماعت عقلاً
نہین ہوسکتا وہو المطلوب مگر ان امور قطعیہ واضحہ سے آنکھین بند کرکے مجیب کا پھر بھی یہ کہنا کہ کسی روایت سے
اہل قری اور اہل صحرا کا مستثنیٰ ہونا ثابت نہین دروغ مصلحت آمیز کا پورا مصداق ہے علی ہذا القیاس مجیب کا
یہ کہنا کہ جن وجوہ سے اولئک العرہی مین اہل قری کو مستثنیٰ کیا ہے اونکا جواب مکرر ہوچکا ہے بار بار اونکا ذکر فضول

قسم کہاے کہ مجیب ماہر فنون کو عام کی حقیقۃ اور اوسکی تعریف کی بھی خبر نہین تو ہرگز حانث نہوگا کوئی پوچھے کہ
جناب عموم محل پر کونسا لفظ آیۃ مذکورہ مین دال ہے جس سے عموم محل معلوم ہوا غالبًا یہی فرمادینگے کہ آیۃ مین
کسی مکان کی خصوصیت نہین مگر اول تو اتنی بات سے عموم مکانی سمجھ لینا محض ناواقفیت کی بات ہے دوسرے
فی الحقیقۃ آیۃ مذکورہ تو تخصیص و تعمیم مکانی دونون سے بلکہ نفس ذکر محل و مکان سے ہی ساکت محض ہے اسپر بھی
آیۃ کو عموم امکنہ پر حجۃ و دلیل فرمانا مجتہدین زمانہ حال ہی کا کمال ہے جب آیۃ مین تخصیص اور تعمیم مکانی دونون مذکور
نہین تو اب فقط عدم ذکر تخصیص مکانی کو عموم امکنہ پر دال کہنا بعینہ ایسا ہی ہے جیسا کوئی عدم ذکر تعمیم کیوجہ سے
آیۃ مذکورہ کو تخصیص محل کے لیے حجۃ بنانے لگے ہمارے مجیب معدن فہم و انصاف جو اسکا جواب دینگے وہی ہماری
طرف سے قبول فرمالیوین علاوہ ازین ابتو فقط عموم حال اور عموم محل پر ہے بس نہو گی بلکہ عموم ساعات اور عموم
احوال وغیرہ جملہ عمومات پر آیۃ مذکورہ دال اور حجۃ ہوگی بلکہ آیۃ وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا
اور آیۃ اقیموا الصلوۃ و آتوا الزکوۃ وغیرہ آیات مین عموم افراد اور عموم امکنہ اور عموم ازمنہ اور عموم احوال وغیرہ سب کچھ
لینا پڑیگا اور پھر دیگر نصوص وغیرہ سے ان تعمیمات مین تخصیصات غیر عدیدہ کی بھرمار کرنی پڑیگی جنکا کسی کو اہل
علم مین سے آجتک خطرہ بھی نگذرا ہوگا غالبًا مجیب ابو العجائب کے خیال مین یہ امر کسیوجہ سے راسخ ہے کہ جب
کسی امر کی تخصیص صراحۃً مذکور نہوگی تو ضرور وہان تعمیم لیجائیگی بلکہ جو امر غیر مذکور ہوگا وہ بھی عام ہوگا اسلیئے آیۃ مذکورہ
مین چونکہ تخصیص مکانی مذکور نہین بلکہ سرے سے مکان ہی کا ذکر نہین تو عموم امکنہ ضرور مراد لینا پڑیگا جسکو کوئی طالبعلم
بھی تسلیم نہین کرسکتا یا ہمارے مجیب اپنی ظاہر پرستی کی بدولت کہین یون سمجھ رہے ہین کہ جب کوئی حکم جمیع افراد
کو شامل اور عام ہوگا تو وہان عموم امکنہ بھی ضرور لینا پڑیگا مگر یہ بات بھی دعوی بلا دلیل اور صریح البطلان ہے اور
مجیب بنارسی کا بھی یہی خیال ہے چنانچہ بذیل حدیث طارق بن شہاب جو مجیب موصوف کی تقریر گذر چکی ہے
وہ اس امر پر شاہد ہے کہ مجیب بنارسی تعمیم افراد سے تعمیم امکنہ سمجھے ہوئے ہین سو علی ہمارے ہر دو مجیب کے
ذمہ لازم ہے کہ عموم افراد اور عموم امکنہ کے استلزام کی دلیل قابل قبول تحریر فرماوین اوسکے بعد کسی سے خواستگار
جواب ہون ہمکو تعجب ہے کہ ہمارے ہر دو مجیب ہر دو عموم مذکورہ مین تلازم کس وجہ سے سمجھ رہے ہین کجا عموم افراد
اور کجا عموم امکنہ اگر اونکے نزدیک عموم افراد عموم امکنہ کو مستلزم ہے تو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ عموم ازمنہ اور عموم احوال
وغیرہ عمومات کو بھی مستلزم ہے یا نہین اگر ہے تو اوسکی وجہ بھی ارشاد ہو اور نہین تو اس فرق کی کیا وجہ کہ عموم
افراد عموم امکنہ کو تو مستلزم ہے اور عموم ازمنہ وغیرہ کو مستلزم کیون نہین خیر ہمارے ہر دو مجیب ماہر فنون تو دیکھیے ان
امور کی دلیل لکھتے ہین یا نہین ہم ہی اسوقت تبرعًا اتنا اور عرض کیے دیتے ہین کہ ارشاد لا تدرکہ الابصار سے سبکو
معلوم ہے کہ معتزلہ خذلہم اللہ نے نفی رویۃ حق تعالی شانہ پر اہل سنت کے مقابلہ مین استدلال کیا ہے اوسکے جواب

تامل فرمانا کسقدر حیرت انگیز و تعجب خیز بات ہے اسپر بھی اگر ہمارے مجیب فقط ایک مسافر کو عموم مذکور سے مستثنیٰ
نہ مانین اور تمام روایات اور اقوال کے مخالفت منظور فرماوین تو اونکو اختیار ہے استدلال مذکور مین ایک مسافر کی
عدم تخصیص سے کونسا خلل آسکتا ہے بلکہ ہمسے پوچھیئے تو ہم تو یہ عرض کرتے ہین کہ ہماری طرف سے اجازت ہے
مجیب ممدوح مریض مملوک وغیرہ سب کی تخصیص کا انکار فرمادیوین نام بھی بڑا ہوگا اور ان معنی کر کام بھی بڑا ہوگا
کہ اوثق العری کی تمام خصوصیات کا انکار ہوگیا مگر یہ یاد رہے کہ تخصیص اہل قری جو ہمارا مقصود ہے اگر اوس کا
انکار کرینگے بیشک دلیل طلب کیجائیگی اور بے دلیل انکار مذکور ہرگز مسموع نہوگا اور یہ بات ظاہر ہے کہ اوثق العری
مین جیسے اور خصوصیات کے مستقل دلائل بیان فرمائے ہین ویسے ہی تخصیص اہل قری کی دلیل مستقل تحریر کی
ہے یہ نہین کیا کہ تخصیص اہل قری کو دیگر تخصیصات پر متفرع اور قیاس کر لیا ہو جسکی وجہ سے اون تخصیصات کی
انکار سے تخصیص اہل قری مین خلل اور نقصان آنیکا خطرہ ہو اسلئے ظاہر ہے کہ اگر کوئی حجتی لاامتی دیانت وفہم کا
خون کر کے تمام خصوصیات مذکورہ بالا کا بھی منکر ہو جائے تو ہماری تخصیص مبحوث عنہا مین بحمد اللہ سر مو خلل نہ آئیگا
اوثق العری مین اون خصوصیات کا ذکر تو صرف اسیوجہ سے فرمایا تہا کہ ہمارے مدعیان حدیث کو اعون علی الفہم
ہوجائین اور اونکی وجہ سے تخصیص متنازع فیہ کا سمجھنا سہل ہو جائے اسپر اگر کوئی متعصب اولٹا اونہین تخصیصات
کا انکار کرنے لگے جو حقیقت مین اپنی بدفہمی کا اقرار ہے تو ہمکو پروانہ ہمارے مدعی کو مضر اسکے بعد مجیب ابو المکارم
مسافر کے استثنا کو تسلیم فرما کر اوثق العری کے ارشاد کا جواب دیتے ہین فرماتے ہین کہ مسافر کا مستثنیٰ ہونا اگر ثابت
بھی ہو جائے تو ہمکو کچھہ مضرت نہین کیونکہ انکے مستثنیٰ ہونے سے آیۃ کا عموم باعتبار محل علی حالہا باقی ہے
اوسمین کچھہ فتور نہین آسکتا اس صورت مین اگر فتور آتا ہے تو عموم حال یعنی افراد مین آتا ہے مگر ہم اسکا جواب
جو کچھہ ابھی ذکر کر آئے ہین اوسکو مجیب بغور ملاحظہ فرمالیوین کہ تسلیم اور عدم تسلیم دونون صورتون مین مجیب کی اس
تقریر سے جواب اوثق العری مین کسی قسم کا نقصان نہین آسکتا ہمارے مجیب دقیقہ سنج جو اس حال اور محل کے
فرق کو بے محل بار بار ذکر فرماتے ہین بالکل لغو اور فضول ہے خوب توجہ کے ساتھ ہماری عرض کو سنلین کہ اول تو
یہ فرق حال و محل ناواقفیت کا ثمرہ یا دہوکہ کی ٹٹی ہے کیونکہ اوثق العری کی عبارت کا بالبداہۃ یہ مطلب ہے
جسکو ہم بھی مکرر عرض کر چکے ہین کہ مسافر امرأۃ مملوک اہل صحرا وغیرہ جیسے عموم آیۃ کریمہ سے مستثنیٰ ہین ایسے ہی
اہل قری بھی مخصوص ہین اب ہمارے مجیب خود ہی فرمادیوین کہ اس مین تخصیص مکانی ہے یا تخصیص افرادی اس
عبارت مین تو مکان کا ذکر بھی نہین کون نہین جانتا کہ اہل قری مثل اہل صحرا اور مسافر وغیرہ افراد مکلفین بالصلوٰۃ مین
داخل ہین تعمیم و تخصیص مکانی مین اوسکو شمار کرنا اور اس تعمیم و تخصیص پر اوسکو موقوف سمجھنا اور اوسکی وجہ سے دعائے
اوثق العری پر اعتراض کرنا سراسر سخافت رائے اور مغالطہ دہی ہے جب عبارت اوثق العری کا صاف طور سے یہ مطلب ہے

ہے مثل قول اول دروغ مصلحت آمیز ہے یا قول مشہور ع نگر موشی بخواب اندر شتر شد کا مصداق ہے
ہمارے مجیب بحاث نے ماشاء اللہ چشم بد دور کل پانچ ورق تو اوثق العری کے جواب مین تحریر ہی فرمائے ہین جسمین
اکثر جگہ انکار و لانسلم سے کام لیا ہے اور بہت سے بیہودہ اعتراضات و الزامات جگہ جگہ تحریر فرماکر اپنے لقب
معترض بحاث کا ثبوت دیا ہے اس خوبی پر یہ کہنا کہ تحقیقات اوثق العری کا بھی مکرر جواب دیا ہے ظاہر ہے کہ
وہی دروغ الخ یا نگر موشی الخ کا قصہ ہے لیکن اتنی بات مجیب کے کلام سے بالبداہتہ معلوم ہوتی ہے کہ مجیب نے
جواب دینے کا کوئی ایسا طریقہ ایجاد کیا ہے کہ ایک ہی بار مین تکرار ہو جائے بار بار کی حاجت نہو مگر مشکل تو یہ ہے کہ ایک بار
بھی کسی بات کا جواب تمام رسالہ مین نہین دے سکے باقی یہ امر ظاہر ہے کہ مجیب کی زبان و قلم پر ہمارا کیا زور ہے تاوقتیکہ
وہ خود بچا ہین ہم اونکے زبان و قلم کو راستبازی پر کیسے مجبور کر سکتے ہین اسکے بعد یہ عرض ہے کہ اوثق العری مین جو
عموم آیۃ سے مریض مملوک امراۃ صبی اہل صحرا مسافر اہل قری کا مستثنی ہونا بیان فرمایا تھا اونمین سے مسافر کے
مستثنی ہونے پر مجیب ابو المکارم دو اعتراض پیش فرماتے ہین اول یہ کہ روایت صحیح نہین دوسرے بعد تسلیم اوس
سے عموم محل مین تخصیص جاری نہوگی بلکہ عموم امکنہ علی حالہا باقی ہے غایۃ مافی الباب عموم حال مین تخصیص ہوگی
سو امر اول کی نسبت تو ہمکو اتنا ہی عرض کرنا کافی ہے کہ روایت مذکور حضرت جابر اور حضرت ابو ہریرہ اور تمیم داری
اور ابن عمر اور مولی آل زبیر سے اسانید متعددہ کے ساتھ مروی ہوئی ہے اور بوجہ تعدد طرق حسب قاعدہ اصول
حدیث مذکور معتبر اور مقبول شمار ہوتی ہے اور جمہور سلف و خلف کا یہی مذہب ہے کہ مسافر پر جمعہ فرض نہین اور آپ
کے مسلم الثبوت حضرات حتی کہ امیر المومنین نواب صاحب اور خاتم المحدثین قاضی صاحب کا بھی یہی ارشاد ہے
اور مجتہد مطلق مولوی شمس الحق اور محدث بنارسی مولوی محمد سعید وغیرہ بھی یہی فرما رہے ہین باوجود ان سب
باتون کے مجیب ابو المکارم کا تدین و فہم اگر اونکو استثناء مذکور کے تسلیم کی اجازت ندے تو ہم بھی مجبور نہین کرتے
اور اوثق العری کے مطلب مین اونکی اس زبردستی اور سینہ زوری سے بحمد اللہ سر مو خلل نہین آسکتا اوثق العری
کی تقریر کا تو مدعا اتنا ہی تہا کہ عموم آیۃ شریفہ کے بہروسہ پر جو ہمکو دہمکایا جاتا ہے اوسکے عموم کی یہ کیفیت ہے کہ مریض
مملوک امراۃ صبی چار کی تخصیص تو حدیث طارق بن شہاب سے ہوگئی اور اہل صحرا کی تخصیص قصہ عرفات و اجماع
سے اور روایت تمیم داری وغیرہ سے مسافر خاص ہوگیا اور تعامل زمانہ نبوی سے کہ عوالی وغیرہ قری مین کبھی
اقامت جمعہ نہین ہوئی اہل قری بھی عموم مذکور سے مستثنی ہوگئے اب ان تمام امور کے بعد عموم مذکور سے ہمپر حجۃ
لانا کیونکر مفید اور قابل التفات ہوسکتا ہے جائے غور ہے کہ ہمارے محدثین حدیث طارق بن شہاب وغیرہ
سے خصوصیات متعددہ عموم آیۃ مین تسلیم فرما چکے تو اب قصہ عرفات و اجماع اور حدیث انتیاب و عملدرآمد زمانہ نبوت
و خلافت و روایت حضرت علی و ارشاد حضرت عثمان و دیگر روایات مذکورہ بالا سے تخصیص اہل صحرا و اہل قری مین

القیاس جو احادیث کہ اونمین عام لفظون سے وجوب جمعہ بیان کیا گیا ہے اون سب سے وہ لوگ مذکورہ بالا سبب کے
مستثنیٰ ہین الی آخر کلامہ الحق اس تحقیق کے دلنشین ہو جانے کے بعد ظاہر ہے کہ عموم آیۃ یا عموم روایت سے
حنفیہ پر الزام لگانا بالکل بے سود ہے اور نہ حنفیہ کو اوسکے جواب دینے کی حاجت والحمد للہ اور ہمارے مجیب نے
جو تعمیم حال اور تعمیم محل اپنی ذکاوت سے بیان فرما کر جواب دیا ہے اوسکو قابل جواب سمجھنا تو درکنار اوسکا سننا بھی
کوئی فہیم غالباً پسند نکریگا اسکے بعد مجیب ابو المکارم واقعہ عرفات سے اہل صحرا کے مستثنیٰ ہونیکا انکار کرتے ہین
اور فرماتے ہین رہا اہل صحرا کا واقعہ اور حجۃ الوداع سے مستثنیٰ ہونا سو یہ صحیح نہین جسکی بحث بجواب رسالہ شوق
گذر چکی ہے انتھی چونکہ بجواب مجیب اول ہم اس بحث کو تفصیل کے ساتھ عرض کر چکے ہین اور ابو المکارم نے
اس موقع پر کچھہ تحریر نہین فرمایا محض جواب رسالہ حضرت شوق پر حوالہ کیا ہے اسلیئے ہمکو بھی کچھہ عرض کرنیکی حاجت
نہین معلوم ہوتی مگر بنظر بعض مصالح و فوائد یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مفصلاً نہ سہی مجملاً ہی علامہ ابو المکارم
کے جواب کی کیفیت ہدیۂ ناظرین کردی جاوے اسلیئے ہم نے جواب رسالۂ شوق کو ملاحظہ کیا اوسکے ملاحظہ
سے بالبداہتہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے مجیب بالکل بے دست و پا عالم تحیر و مجبوری مین صرف اس خوف سے
کہ تعریف ملا سے کہین خارج نہو جائین کچھہ فرما رہے ہین اول تو فرماتے ہین ممکن ہے کہ خاص اہل مکہ نے
وہان جمعہ پڑہا ہو اسکے بعد فرماتے ہین ہان حافظ ابن قیم کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ آفاقی اور اہل مکہ سب نے
ظہر و عصر قصراً وہان پڑہا تھا جمعہ کسی نے نہین پڑہا جو اونکے پہلے امکان مخترعہ کے صریح مخالف ہے اوسکے بعد
ارشاد ہوتا ہے کہ حافظ ابن قیم نے جو فرمایا ہے اگر وہ واقعی بات ہے تو استدلال مولف واقعہ عرفات سے
پھر بھی ناتمام ہے کیونکہ اس صورت مین ترک جمعہ کی وجہ یا تو نسک کو کہنا ہوگا یا سفر کو اسکے بعد مین لکھتے ہین مگر
حافظ ابن قیم کی تحقیق کے مطابق اس ترک کی وجہ سفر ہی ہے سبحان اللہ کیسی عجیب تقریر ہے کہ غلط ہونیکے سوا
مخبوط و غیر مربوط ہونے مین بھی بے نظیر ہے کسی نے سچ کہا ہے **شعر**۔

بک رہا ہون جنون مین کیا کیا کچھہ — کچھہ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

اگر مکارم سے مراد یہی فضولیات و لغویات ہین تو نعوذ باللہ من المکارم ہم جیسون کا تو ذکر نہین مگر میرے
خیال مین نہین آتا کہ کوئی نفیس الطبع لطیف المزاج ایسے خرافات کا دیکھنا اور اوسکا جواب دینا بھی گوارا کرے
دیکھیئے اول تو یہ فرمایا ممکن ہے کہ اہل مکہ نے عرفات مین جمعہ پڑہا ہو جو روایات حدیث اور اقوال اکابر حتی
کہ مجیب کے رأس الطائفہ علامہ ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم وغیرہ کی تصریحات کے مخالف ہے اور دلیل بالکل ندارد
فقط امکان کو سپر بنایا جاتا ہے اب اگر اس امکان کی حقیقت اور کیفیت دریافت کیجاتی ہے تو معلوم نہین کیا
کیا دلخراش صدائین سننی پڑتی ہین اسکے بعد کہین ابن قیم کی عبارت نظر پڑگئی جو کہ ہمارے مجیب کے امکان کے صریح

کہ جمیع افراد مکلفین بالصلوۃ مین سے جیسے مسافر مریض اہل صحرا مستثنیٰ ہین ویسے ہی اہل قری بھی جو بالبداہۃ افراد
مذکورہ اور تعمیم آیۃ مین داخل بھی خارج ہین تو اب اسمین یہ خیالی تیر چلا کر کہ قری تو افراد مصلین مین داخل نہین بلکہ
محل صلوۃ ہین یہ کہدینا کہ آیۃ کریمہ مین دو عموم ہین ایک باعتبار افراد کے دوسرا باعتبار محل کے اور حدیث طارق
بن شہاب سے عموم افرادی جاتا رہا اور عموم محل علی حالہا باقی ہے اور اوسکو جواب کافی سمجھ لینا مجتہدین زمانہ حال
کے سوا دوسرا تو کر نہین سکتا اجی صاحب قری کو آپ محل فرمایئے ہمکو کب اسکا انکار ہے مگر اہل قری تو افراد مین داخل
ہین جیسا کہ مریض مسافر داخل افراد ہین اگر یہی عقل و فہم ہے تو کل کو ہمارے مجیب بحاث کو یہ بھی کہنا پڑیگا کہ سفر و
مرض چونکہ داخل احوال ہین اسلیئے انکے استثنا سے بھی عموم افراد مین کسی طرح کی تخصیص پیدا نہین ہوئی البتہ عموم
احوال علی حالہا باقی نرہا اسی طرح پر یہ بھی کہنا پڑیگا کہ صبی یعنی طفولیت چونکہ ایک وقت مخصوص اور زمانہ محدود کا
نام ہے تو صبی یعنی لڑکے کی تخصیص سے حدیث مذکور مین عموم زمانی جاتا رہا عموم افراد علی حالہا باقی ہے نعوذ
باللہ من الجہل والتعصب مگر اہل عقل تو امر ثانی کے جواب مین جیسا یہ فرما دینگے کہ سفر و مرض داخل احوال ہوا کرین
اور زمانہ صبا داخل اوقات ہوا کرے مگر مسافر و مریض و صبی تو داخل افراد ہین ایسا ہی امر اول کے مقابلہ مین فرما دینگے
کہ قری گو محل مین داخل ہون لیکن اہل قری تو داخل افراد ہین باقی یہ امر عنقریب گذر چکا ہے کہ اگر مجیب کے اس فرق
بے اصل کو مان بھی لیا جائے تو مدعائے اوثق العری مین کسی قسم کا خلل نہین آسکتا کیونکہ اول تو واقعہ عرفات وغیرہ
سے عموم محل بھی جاتا رہا دوسرے جب حدیث طارق بن شہاب کیوجہ سے عموم افراد آیۃ مذکورہ مین علی حالہا نرہا
تو حدیث انتیاب فی قصہ عوالی وغیرہ امور مذکورہ بالا سے اگر عموم محل جاتا رہا تو اسمین انکار کی کیا بات ہے بالجملہ جواب
مذکورۂ اوثق العری ہر طرح سے درست اور صحیح ہے اور مجیب نے جو کچھ خامہ فرسائی کی ہے اوسکا خلاصہ علی وجہ منع الخلو یا
کم فہمی ہے یا حق پوشی کما مر تفصیلہ اب اسکے بعد دقیقہ سنجان حق پسند کی خدمت مین عرض ہے کہ اس تمام تقریر
کا بنی اور تخصیص و استثنار مذکور کی حاجت جب ہے کہ عمومات نصوص کا مطلب ظاہر نظر کے موافق سرسری طور پر
لے لیا جاوے اور اگر فکر صائب اور امعان نظر سے کام لیا جائے تو اقرب الی التحقیق اور احق بالقبول یہی
امر معلوم ہوتا ہے کہ اہل ظاہر جو عموم آیۃ کریمہ اور عموم بعض روایات کو اپنا مستدل سمجھ رہے ہین اونکی
جوابدہی کے لئے تخصیص و استثنار مذکورہ کی اصلا حاجت اور نہ عمومات مذکورہ مذہب حنفیہ کے مخالف
ہین چنانچہ عبارت اوثق العری اسبارہ مین بلفظہ یہ ہے ۔ اور اصل یہ ہے کہ فرضیت جمعہ پہلے محقق ہو چکی تھی اب
جسپر اور جس جگہ جمعہ فرض تہا اور جہان ادا ہوتا تہا وہ امور سب پہلے معلوم اور محقق ہو چکی تھی اور قبل نزول آیۃ
سب قواعد ممہد ہو لئے تھے پس اس آیۃ کے اندر جو مومن مخاطب ہین یہ وہی مومنین ہین کہ جنپر فرضیت جمعہ مقرر
ہو چکی تھی پس اسکے عموم سے کسی کی استثنار کی حاجت نہین ہے کیونکہ وہ مہرے سے داخل ہی نہین تھے علی ہذا

اپنی عبارت مین نسک اور سفر کو علی وجہ التردید بوجہ ترک جمعہ بیان کیا ہے مگر اول تو مجیب کا یہ قول محض بیدلیل
ہے دوسرے مجیب تو مملوک و مریض وامرأۃ وصبی کے سوا کسی کے مستثنیٰ ہونیکے قایل ہی نہ تھے یہانتک کہ باوجود
روایات واقوال اکابر استثنار مذکور کو پھر بھی تسلیم نہین فرماتے تھے اب اس استثنار جدید سے وہ حصر قدیم کیسے
نیست ونابود ہوگیا۔ اور جب ہمارے مجیب اس استثنار جدید کی کوئی دلیل بیان فرماوینگے اوسوقت مجیب کی دلیل
استثنار کا اون دلائل سے موازنہ کرنا ہوگا جو دلائل دربارہ استثنار اہل قری اوثق العری مین مذکور ہین نسک کو وجہ
ترک جمعہ قرار دینا اور اوسکے مقابلہ مین عقل ونقل دونون کو بالائے طاق رکھدینا فی الواقع مجیب کی دیانت یا خوش فہمی
یا مجبوری دورماندگی یا سبکا ثمرہ ہے پھر اس خوبی پر خم ٹھونک ٹھونک کر ہل من مبارز منہ بھر بھر کہا جاتا ہے اعوذ باللہ
السمیع العلیم من الشیطان الرجیم من ہمزہ ونفخہ ونفثہ۔ ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ نسک اور ترک جمعہ اسطرح پر کہ اوسکی جگہ
ظہر پڑہا جائے ان دونون مین کیا تعلق ہے اور ایسی بے اصل بات کو تسلیم بھی کر لیجئے تو غایت ما فی الباب جواز ترک
نکلیگا استحباب جمعہ کا تو پھر بھی انکار نہین ہوسکتا۔ پھر نہین معلوم کہ جمعہ جیسے امر مطلوب کو تمام مہاجرین والضار
اور خود فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے بلاوجہ کیون ترک فرمادیا جسکو مریض وصبیان ونسار وغیرہ بھی آپکے زمانہ مین
اہتمام کے ساتھ ادا کرتے تھے باوجودیکہ اون پر بالاتفاق فرض نہ تہا۔ باقی عبارت اوثق العری کی توضیح اور دلایل بسط
کے ساتھ مجیب بنارسی کے جواب کے ذیل مین عرض کر آیا ہون کہ حق اور صحیح یہی امر ہے کہ عرفات مین ترک جمعہ کی وجہ
صحرا تہا اور اسی امر کو حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے تسلیم فرمایا ہے کمامر۔ ہمارے ہر دو مجیب نے اوس کے
مقابلہ مین جو کچھہ جد وجہد فرمائی ہے جسکا حال مفصلاً عرض کر چکا ہون اوثق العری کے مقابلہ مین ہرگز قابل قبول
نہین اور صحرا کو سبب ترک جمعہ تسلیم نکرنا اور اوسکے مقابلہ مین مجیب بنارسی کا سفر کو اور مجیب ابو المکارم کا نسک کو
سبب ترک جمعہ فرمانا اہل فہم وانصاف دیکھہ لین کہ کس قدر ضعیف ولچر بات ہے اسکے بعد یہ التماس ہے کہ اوثق العری
مین اہل صحرا کی فرضیت جمعہ سے مستثنیٰ ہونیکی دو دلیلین بیان فرمائی ہین اول واقعہ عرفات جسکی کیفیت بمعلوم
ہوچکی دوسرے اتفاق مجتہدین واجماع علمار کہ تمام حضرات اقامت جمعہ فی الصحرار کو ممنوع فرماتے ہین۔ جسکی نسبت
مجیب بنارسی نے تو کسی قسم کی لب کشائی نہین فرمائی لیکن مجیب معترض بحاث مصداق چپ نشود اوسکے
جواب مین دو امر ارشاد فرماتے ہین اول یہ کہ اس دعوی کا کیا ثبوت ہے دوسرے یہ کہ اگر ثبوت ہو بھی تو ہوا کرے
ہمپر اونکا قول وفعل بلا سند معتبر حجت نہین اوثق العری مین خود موجود ہے کہ مذہب اپنا موافق فعل رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے رکھنا چاہئے آپ ہی فرمایئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل صحرا کو وجوب صلوۃ جمعہ سے
کہان مستثنیٰ فرمایا ہے انتہے امر اول کا جواب تو اتنا ہی کافی ہے کہ حجۃ اللہ البالغہ کی عبارت جو ہم نقل کر چکے ہین
اوسکو ملاحظہ فرما لیجئے کہ حضرت شاہ صاحب عملدر آمد زمانہ نبوی اور اتفاق خلفار اور مجمع علیہ ائمہ مجتہدین اسی امر کو

مخالف ہے تو نسبۃً مین گونہ تخفیف پیدا ہوئی اور اوس بین بین حالت مین ابن قیم کے ارشاد کی نہ تکذیب فرمائی
نہ تصدیق فقط یہ کہدیا (ہان حافظ ابن قیم کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل مکہ اور جملہ اہل آفاق نے آپ
کی شرکت مین ظہر وعصر کو جمع کیا اور جمعہ کسی نے نہین پڑہا) جو عین ہمارا مدعی تہا اوسکے بعد جب مجیب نے دیکہا کہ دلیل
تو کوئی اول ہی سے میسر نہوئی تھی حیا وفہم سے اغماض کر کے فقط امکان کی آڑ لی تھی سو ابن قیم کے ارشاد نے اوسکو
بھی بالکل خاک مین ملادیا اسوجہ سے سخت تحیر پیش آیا کہ اب کیا کیجیے حافظ ابن قیم کے ارشاد کو مانتے ہین تو مطلوب
ہاتھ سے جاتا ہے اور اونکے کلام کی تکذیب کرتے ہین تو ایسے مربی ودستگیر کی تکذیب کرنی بھی آسان بات نہین
اسلئے تصدیق وتکذیب دونون سے اعراض فرماکر بین بین طریقہ اختیار کیا اور فرمایا پس اگر واقع مین یہی بات ہے
تو اس سے بھی مولف کا استدلال ناتمام ہے اسواسطے کہ اس صورت مین ترک جمعہ کی وجہ یا تو نسک ٹہرتے
ہے یا سفر مطلب یہ ہے کہ عرفات مین ترک جمعہ کیوجہ صحرا نہین بلکہ نسک ہے یا سفر مگر مجیب کا یہ
قول خود اونہین کے کلام سابق کے مخالف ہے جو معروض ہوچکی ہے یعنی مجیب تخصیص مسافر
کے منکر ہین اور مسافر پر وجوب جمعہ کے قایل ہوچکے ہین اب اس سے بھی عجیب تر یہ بات ہے کہ ہمارے مجیب
جنکی حالت کو دیکہکر مثال مشہور احیر من الضب کا مصداق آنکھون سے مشاہد ہورہا ہے بڑی سرخروئی
کے ساتھ اسکے بعد فرماتے ہین لیکن حافظ ابن القیم کی تحقیق مین اسکی وجہ سفر ہے یعنی ترک جمعہ عرفات
مین بوجہ عذر سفر تہا جو مجیب کے قول ودعوی کے صریح مخالف ہے اسکے بعد حافظ ابن القیم کی عبارت
بھی نقل فرمائی ہے جسکو دیکہکر ہر ایک عاقل مجیب کی جرأت وہمت کا بخوبی موازنہ کرسکتا ہے بقول شخصے
ع چہ دلاور است دزدی کہ بکف چراغ دارد - ہائے افسوس ہمارے علامہ ابو المکارم نے تو تحقیقات امور
شرعیہ کو تکیہ نشینون کی زٹل بنادیا کیون نہو ایجاد واجتہاد اسی کا نام ہے یہ امر بھی قابل غور ہے کہ مجیب نے
اتنی لغویات بے سود جنکو عرض کرچکا ہون تحریر فرمائین مگر افسوس صاف طور سے یہ کہین بھی نفرمایا کہ عرفات
مین ترک جمعہ کیوجہ اونکے نزدیک کیا ہے اور جب یہ دیکہا جاتا ہے کہ مجیب کے پرزور اجتہاد کو علم وحیا وفہم ودیانۃ کوئی
امر بھی مانع نہین ہوسکتا اور مخالفت سلف وخلف اوسکو مضر اور نہ کسی دلیل کی اوسکو حاجت تو اسلئے کسی
قرینہ اور اشارہ سے اوسکو معین کرنا ہرگز قابل اطمینان نہین ہوسکتا مگر مجیب کی ظاہر عبارت سے ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ اونکے نزدیک باعث ترک جمعہ غالبًا نسک ہے کیونکہ صحرا کا موجب ترک جمعہ ہونا جسکو
ادق العری مین تحریر فرمایا ہے اوسکے تو حضرت مجیب صاف منکر ہین باقی رہا سفر جسکو حافظ ابن القیم وغیرہ
موجب ترک جمعہ فرماتے ہین وہ دوسرے مجیب کی مسلک کے خلاف ہے کیونکہ مجیب کے نزدیک مسافر کا وجوب
جمعہ سے مستثنی ہونا غیر مسلم ہے اب بظاہر نسک کے ماسوا کوئی امر موجب ترک جمعہ معلوم نہین ہوتا اور نیز مجیب نے

ہین واما اصطلاحا فہو اتفاق مجتہدی امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاتہ فی عصر من الاعصار علی امر من الامور یعنی اجماع اسیکا نام ہے کہ کسی وقت مین کسی امر پر مجتہدین امت آپکے زمانہ کے بعد متفق ہوجاوین اوسکے بعد فرماتے ہین والمراد بالاتفاق الاشتراک فی الاعتقاد والقول او الفعل یعنی یہ ضرور نہین کہ خاص قولاً ہی اونکا اتفاق متحقق ہو بلکہ اعتقاد یا قول یا فعل کسی ایک امر مین بھی موافقت یا مشارکت معلوم ہوجائیگی تو وہ اجماع ہی شمار ہوگا اور اس اجماع واتفاق کو نواب صاحب مکرر واجب التسلیم ارشاد فرماتے ہین۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ انصاف مین فرماتے ہین فان اتفق جمہور الخلفاء والفقہاء علی شئ فہو المتبع علی ہذا عقد الجید وغیرہ مین بسط کے ساتھ اتباع سلف کو واجب فرماتے ہین بلکہ آئمہ اربعہ کے اقوال مین حق کو منحصر اور اونکے اتباع کا امر اور اونکے خلاف کا انکار فرماتے ہین پھر جائے حیرت ہے کہ ہمارے مجیب ایسے امر کا کہ جو مستمراً زمانہ نبوت وخلافت مین معمول بہا رہا ہو اور مجتہدین امت اوسپر متفق ہون کیونکر ایسی بے باکی سے انکار فرماتے ہین اور صحرا مین اقامت جمعہ کی اجازت دیتے ہین باقی یہ فرمانا کہ ائمہ کا اتفاق کسی مسئلہ پر بلا سند شرعی حجت نہین اول تو غلط ہے کیونکہ اتفاق ائمہ کے ثبوت کے بعد امر متفق علیہ کا اتباع ضروری ہے اوس اجماع کی سند اور اوسکا منشا ہمکو معلوم ہو یا نہ ہو اور ونکو رہنے دیجئے وہی نواب صاحب اوسی رسالہ مین فرماتے ہین قال ابو الحسن السہیلی اذا اجمعوا علی حکم ولم یعلم انہ اجمعوا علیہ من دلالۃ آیۃ او قیاس او غیرہ فانہ یجب المصیر الیہ لانہم لایجمعون الا عن دلالۃ ولا یجب معرفتہا یعنی اجماع ائمہ کے بعد اگرچہ اوسکا مبنی اور سند ہمکو معلوم نہ ہو اوسکا اتباع ضروری ہے اور اوسکے منشا کا معلوم ہونا ضروری نہین دوسرے ہمارے مجیب امور بدیہیہ کا انکار فرمانے لگین تو اسکا کیا علاج دیکھیے اوثق العری مین صاف موجود ہے اور ہم بھی مکرر عرض کرچکے ہین کہ عرفات مین آپکا جمعہ کی جگہ ظہر پڑہنا اور تمام زمانہ نبوت مین صحرا مین کبھی جمعہ کو قایم نفرمانا اور ارشاد حضرت علی اور حضرت عثمان یا علی ندا اقامت جمعہ فی الصحرا سے منع فرما رہا ہے بلکہ حدیث مرفوع مین اہل بدو کا استثنا موجود ہے جسکو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب بوجہ تعدد طرق قابل اعتبار فرماتے ہین اور یہ بھی یاد رہے کہ سند اجماع کے لئے حدیث ضعیف بھی کافی ہوتی ہے بلکہ نواب صاحب کے کلام مین صاف مذکور ہوچکا ہے کہ سند اجماع کے لئے قیاس بھی کافی ہے ہم نہایت متعجب ہین کہ ایسے امور بدیہیہ مسلمہ کے انکار پر مجیب کو کیونکر جرأت ہوتی ہے اور ایسے خرافات کے اعتماد پر امور اجماعیہ اور متفق علیہ حضرات سلف کے ترک وخلاف کو کس زبان اور قلم سے حق کہا جاتا ہے اللہ اکبر ہمارے مجیب کے اجتہاد مین یہانتک ترقی ہوئی کہ متفق علیہ ائمہ اور مجمع علیہ اکابر سلف کے مقابلہ مین فقط لانسلم سے کام لیا جاتا ہے بلکہ اقوال صحابہ اور تعامل دائمی حضرت سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کیطرف بھی ادنیٰ التفات نہین کیا جاتا جسکو دیکھکر عارف کے قول کی تصدیق ہوتی ہے

تو کہ قصد دین کنی با اجتہاد　　　دیو بانگشت می زند اندر نہاد

بتلاتے ہین کہ بوادی اور براری مین جمعہ قایم نکیا جاوے خاص بلدان مین اقامت جمعہ کیجاوے عبارت مصفی اور علامہ عینی وغیرہ کے کلام جو اوراق گذشتہ مین منقول ہوچکے ہین اون سکو بھی دیکھہ لیجئے امام ابن ہمام تحریر فرماتے ہین والقاطع للشغب ان قولہ تعالی فاسعوا الی ذکر اللہ لیس علی اطلاقہ اتفاقاً بین الائمۃ اذ لا یجوز اقامتہا فی البراری اجماعاً علی ہذا شراح حدیث وغیرہ برابر اسی امر کو نقل فرمارہے ہین علاوہ ازین فتح الباری اور نیل الاوطار اور عون الباری کو مطالعہ کرلیجئے کہ تفصیل مذاہب مین کسی نے بھی یہ کہا ہے کہ فلان کے نزدیک بوادی مین جمعہ درست ہے پھر تماشا ہے کہ ایسے امر واضح کی نسبت مجیب ابو المکارم فرماتے ہین (اسکا کیا ثبوت ہے) بقول شخصے شعر

آنکھین اگر ہین بند تو پھر دن بھی رات ہے　　اسمین قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا

اس پر بھی مجیب کو صبر نہو تو اتنی بات تو ضرور کرین کہ ائمہ مجتہدین اور اکابر دین مین سے بنقل معتبر دو چار نام ہی ایسے بیان فرمادیوین کہ جو براری و بوادی مین وجوب جمعہ کے قائل ہون اور یہ بھی نہ ہوسکے تو صحۃ جمعہ فی البراری ہی کو کہین سے نقل فرمائین اور یہ بھی نہ ہو تو خود انصاف سے سمجھہ لین کہ اونکو کیا کرنا چاہئے اب رہا امر ثانی یعنی عدم صحت جمعہ فی الصحاری متفق علیہ ہو تو ہمارے مجیب کی بلا سے ہوا کرے اسکا جواب بقول حضرت شیخ یہی ہے کہ کچھ جواب ندیا جاوے شعر

آنکس کہ بقران وخبر زو نرہی　　آن ست جوابش کہ جوابش ندہی

ظاہر ہے کہ ہمارے مجیب بحالت تنگ ہوتے ہوتے آخر تابکے اپنے نمبر آہی گئے جب آئمہ دین اور علماء مجتہدین مین سے کسی نے بھی مجیب کی درماندگی پر رحم فرماکر دستگیری نکی تو اب بقول اکابر ع دل درکسے مبند کہ دل بستۂ تو نیست مقتضائے انصاف یہی ہے کہ ہمارے مجیب بھی کسی کے قول وارشاد کی اصلا پروا نفرماوین ہرچند یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ اتفاق سلف صالحین اور اجماع ائمہ مجتہدین بلا نکیر تمام علماء کے نزدیک برہان قوی اور حجت قطعی ہے مگر جب ہمارے مجیب حسب قول مشہور اذا یئس الانسان طال لسانہ زبان درازی کے ساتھ اکابر جمہور پر حملہ کر بیٹھے اور اونکے ارشاد کو اپنے اجتہاد بے بنیاد کے مقابلہ مین ساقط الاعتبار فرمادیا تو اب ہم اقوال مسلمہ اکابر کو اس بارہ مین نقل کرنے مین کچھ بھی فائدہ نہین سمجھتے کیونکہ جب ایک امر متفق علیہ سلف وخلف کی نسبت بالتصریح انکار فرمادیا تو دیگر اقوال مسلمہ علماء مین اسیطرح انکار فرمادینے مین اونکو کیا چیز مانع ہوسکتی ہے مگر محض بہ نظر اظہار لیاقت ودیانت مجیب یہ عرض ہے کہ حضرات مجتہدین اور اونکے اتباع کے اقوال تو اس بارہ مین اس کثرت اور وضاحت کے ساتھ موجود ہین کہ کسی اہل علم پر مخفی نہین غضب تو یہ ہے کہ اتفاق مذکور کی حجیۃ کو حضرات محدثین اور قاضی صاحب اور نواب صاحب بلکہ خود مجیب اور اونکے ہم مشرب بھی تسلیم فرماتے ہین چنانچہ اونکی تصنیفات اور تحریرات مین جابجا یہ امر موجود ہے دیکھئے نواب صاحب حصول المامول مین اجماع کی تعریف فرماتے

بالکل قلم انداز فرماتے ذکر ہی نکرتے ۔ بھلا کوئی پوچھے کہ مجیب نے کُل پانچ ورق کا تو رسالہ تحریر فرمایا ہے اور اس خوبی
پر یہ ارشاد ہوتا ہے کہ بیان مین طوالت ہے اور یہ مقام اوسکا متحمل نہین اور معلوم نہین ہمارے مجیب اس سے
بہتر دوسرا موقع کونسا خیال کئے ہوئے ہین جسکا وعدہ فرمایا جاتا ہے **شعر**۔

ہمکو معلوم ہے وعدہ کی حقیقت اونکے — دل کے خوش رکھنے کو لیکن یہ خیال اچھا ہے

ایسے وعدون کے ایفار کا منتظر رہنا تو محض طول امل ہے ہان سردست جو مجیب نے تحریر فرمایا ہے اوسکا خلاصہ
یہ ہے کہ قبل نزول آیۃ نہ فرضیت جمعہ ثابت نہ یہ ثابت کہ خاص فلان موقع مین جمعہ فرض ہے مگر مجیب کے
دونون جملون مین سے ایک جملہ مین بھی بوئے صداقت نہین دیکھہ لیجیے روایات حدیث اور ارشاد مفسرین
اور اقوال اہل سیر اور تصریحات محدثین اور خود مجیب کے معتقد علیہم کے مسلمات سے یہ امر شروع رسالہ مین
محقق ہوچکا ہے کہ نزول آیۃ کا فرضیت جمعہ کے بہت بعد ہوا ہے اور مجیب صاحبون نے توہم بے دلیل اور
تخیل خلاف بداہتہ کے سوا ایک دلیل بھی ایسی نہین بیان فرمائی جس سے فرضیت جمعہ بعد نزول آیۃ ثابت
ہوتی ہو علاوہ ازین فرضیت کا آپ انکار فرماتے مگر اقامت جمعہ تو بالیقین قبل نزول آیۃ آپکو بھی ماننی پڑیگی
بلکہ آپ نے من حیث لایحتسب صفحہ اکتالیس پر اقرار بھی کرلیا ہے جسکی بحث بالتفصیل گذر چکی ہے اور
اہل فہم جانتے ہین کہ ہمارے مدعی کے لئے غایۃ مافی الامر اقامت جمعہ قبل نزول آیۃ کی حاجت ہے فرضیت
جمعہ کی کوئی خصوصیت نہین کیونکہ نزول آیۃ سے پہلے جب برابر جمعہ پڑہا جاتا تہا خواہ بطور فرضیت اور خواہ بطور
تنفل تو حضرات صحابہ کرام کو اوسکی شرایط اور مواقع نزول آیۃ سے پہلے سب معلوم ہوچکے تہے اب دوسرا جملہ
لیجیے جس مین مجیب فرماتے ہین کہ یہ بھی ثابت نہین کہ فلان موقع مین جمعہ فرض ہے اور فلان جگہ فرض نہین
یہ بھی مثل جملہ سابق بالکل بے اصل اور خلاف واقع ہے دیکھہ لیجیے یہ امر محقق ہے کہ آپ نے قبل ہجرت
خاص اہل مدینہ کو اقامت جمعہ کا امر فرمایا اہل قبا و دیگر اہل عوالی وغیرہ کسی کو نہین فرمایا بوقت ہجرت قبا مین
قیام فرمایا اور مکرر جمعے آپکو وہان پیش آئے مگر آپ نے نہ خود نماز جمعہ ادا فرمائی نہ اہل قبا کو امر فرمایا اور مدینہ طیبہ
مین داخل ہوتے ہی نماز جمعہ قایم فرمائی اور آپکے زمانہ مین کبہی کسی موضع مین عوالی کے اندر کسی نے جمعہ نہین
پڑہا جسکو پڑہنا ہوتا تہا بطریق تناوب مدینہ طیبہ مین حاضر ہوکر پڑہہ جاتے تھے ۔ جب آپکے اس چند سالہ تعامل
سے حضرات صحابہ قیود و مواقع جمعہ کو معلوم کرچکے تھے اور عدم اقامت جمعہ فی القری کو خوب مشاہدہ فرماچکے
تھے اوسکے بعد آیۃ جمعہ نازل ہوئی اسپر بھی ہمارے مجیب کا یہ فرمانا کہ تخصیص مواقع جمعہ کا ثبوت ہی نہین انصاف
سے فرمایئے کہ شوخ چشمی ہے یا نہین اور ان سب امور مسلمہ بدیہیہ سے تہوڑی دیر کے لئے قطع نظر کرکے ہم اپنے
مجیب شوخ چشم سے دریافت کرتے ہین کہ آیۃ ان الذین کفروا سواء علیہم الخ جسکو اوثق العری مین نظیر کے لئے

اکابرامت اور سلف صالحین کی عظمت شان حقیقت مین وہی جان سکتا ہے جسکو اونکے کمالات مین سے کچہہ حصہ نصیب
ہوا ہو ظاہر پرست سطحی بھی اونکے کمالات کو سمجہہ لے تو میری ناقص رائے مین یہ امر اون اکابر کے علوشان کے
مخالف ہے ابوداؤد مین جو حضرت عمر بن عبد العزیز کا خط منقول ہے اوسمین یہ عبارت بھی موجود ہے فارض لنفسک
ما رضی بہ القوم لانفسہم فانہم علی علم وقفوا وببصر نافذ کفوا ولہم علی کشف الامور کانوا اقوی وبفضل ما کانوا فیہ اولی فان کان
الہدی ما انتم علیہ لقد سبقتموہم الیہ ولئن قلتم انما حدث بعدہم ما احدثہ الا من اتبع غیر سبیلہم ورغب بنفسہ عنہم فانہم ہم
السابقون فقد تکلموا فیہ بما یکفی ووصفوا منہ ما یشفی فما دونہم من مقصر وما فوقہم من محسر وقد قصر قوم دونہم فجفوا وطمح
عنہم اقوام فغلوا وانہم بین ذالک لعلی ہدی مستقیم - مگر ہمارے مجیب جب لتامل حضرت سید المرسلین اور عملدرآمد
خلفائے راشدین اور متفق علیہ ائمہ دین کے انکار کی بھی کچہہ پروا نہین کرتے تو عمر بن عبد العزیز کے ارشاد
کی اونکے دل مین کیا وقعت ہو سکتی ہے اگر مجہسے پوچہیے تو تمام فرق مبتدعہ کی گمراہی کا بڑا سبب یہی خود رائے اور

تقریر اوثق العری

قلت عظمت اور عدم اتباع حضرات اکابر ہوا ہے باقی یہ امر مکرر معلوم ہو چکا ہے کہ احادیث قولی وفعلی وآثار صحابہ
واجماع ائمہ دین سے یہ امر ثابت ہے کہ صحرا محل اقامت جمعہ نہین تو اب مجیب کا اس پر بھی یہ کہنا کہ کہان
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل صحرا کو نماز جمعہ سے مستثنی کیا ہے اس بات پر شاہد ہے کہ کسیکا ہاتہہ تہک
جائے تو تہک جائے مگر کہنے والے کی زبان نہین تہک سکتی - اسکے بعد اوثق العری مین آیۃ کریمہ ان الذین کفروا
سواء علیہم انذرتہم ام لم تنذرہم لا یومنون کو اس امر کی نظیر مین پیش فرمایا ہے کہ حسب تصریحات مفسرین جیسے
آیۃ مذکورہ مین الذین کفروا سے تمام کفار مراد نہین بلکہ ابوجہل اور ابولہب وغیرہا کفار معین مراد ہین ایسے ہی الذین
آمنوا سے جو آیۃ جمعہ مین موجود ہے تمام مومنین مراد نہین بلکہ خاص اہل امصار وغیرہ جو اقامت جمعہ کے مکلف
ہین مراد ہین اہل قری اہل براری وغیرہ پہلے ہی سے عموم آیۃ مین مثل عموم آیۃ سابقہ داخل نہین کہ کسی کو تخصیص

جواب مجیب بنارسی و ابو المکارم

کی ضرورت اور استثناء کی حاجت پڑے اسکے جواب مین مجیب بنارسی نے تو اتنا ہی فرمایا ہے کہ اسکا جواب
پہلے بہت بسط کے ساتھ گذر چکا ہے سو اوسکے جواب مین ہم بھی یہی عرض کرتے ہین کہ ہم کئی درجہ زائد بہت
بسط کے ساتھ مجیب کے تمام امور کا جواب اوسی موقع پر عرض کر آئے ہین ملاحظہ فرما لیجیے اور مجیب ابو المکارم فرماتے
ہین کہ یہ تقریر من قبیل بناء فاسد علی الفاسد ہے کیونکہ قبل نزول آیۃ نہ جمعہ کا فرض ہونا ثابت ہے اور نہ یہ ثابت
ہے کہ فلان جگہ کے لوگون پر جمعہ فرض ہے اور فلان جگہ کے لوگون پر جمعہ فرض نہین ہے اسکے علاوہ وہ تقریر

جواب ١٥

صحیح نہین جسکے بیان مین طوالت ہے اور یہ مقام اوسکا متحمل نہین آیندہ موقع ملیگا تو عرض کرونگا انشاء اللہ تعالے
اچھے سمجھنے والے تو سمجہہ گئے ہونگے کہ تقریر مذکورہ اوثق العری کے جواب مین ہمارے مجیب نے بالکل پہلو تہی فرمائی -
اس سے تو بہتر تہا کہ جیسے بہت سے امور مذکورہ اوثق العری کے جواب مین سکوت کیا ہے ایسے ہی اس امر کو بھی

مین مطابقت ہوسکتی ہے اوسکو مانا جائیگا اور کہا جائیگا کہ دوشنبہ کے روز آپ قبا مین تشریف لائے اور بارہوین روز
جو بضع عشرۃ کا مصداق ہے اور وہ روز جمعہ ہوتا ہے آپ قبا سے مدینہ طیبہ کو روانہ ہوئے اور اوسی روز راہ مین بنی
سالم کے اندر آپ نے جمعہ ادا فرمایا۔ مگر ہم حیران ہین کہ یہ تاویل عجیب وجدید مصداق ایجاد بندہ جو ہمارے مجیب نے
اپنے قوت خیالیہ سے گہڑی ہے اگر اسکو بجنسہ حسب ارشاد مجیب ہم تسلیم بھی کر لین تو اوثق العری کے ثبوت مدعی
مین کیا نقصان آجائیگا غایۃ ما فی الباب اتنا فرق ہوگا کہ چودہ روز کے قیام مین قبا مین جناب فخر عالم صلی اللہ علیہ
والہ وسلم کو دو جمعہ واقع ہوتے تھے اور اب بارہ روز کے قیام مین قبا مین آپکو ایک جمعہ واقع ہوگا مگر سب جانتے ہین
کہ ہمارے اثبات مدعی کے لئے اور مجیب کے الزام کیواسطے دو اور ایک دونون برابر ہین خیر یہ امر تو خوب روشن ہے کہ مجیب
بنارسی کو اس کوہ کندن سے اتنا نفع بھی متصور نہین جسکو کاہ بر آوردن ہی کہکر دل کو تسلی دے لیجائے اسوجہ سے
اونکی جوابدہی کی طرف متوجہ ہونا بھی فضول معلوم ہوتا ہے مگر بہ نظر مزید تحقیق و اطمینان اول تو یہ عرض ہے کہ
مجیب کی یہ تطبیق مخترعہ بشرط فہم ہرگز قابل قبول نہین ہوسکتی اہل فہم بالبداہتہ سمجھتے ہین کہ اسکا نام تطبیق رکہنا
اور یہ کہنا کہ ہمنے بخاری کی روایت کو ترجیح دی اور اوسکو معتبر رکہا بالکل افترا اور دہوکہ دہی ہے مجیب کی تقریر کا
مطلب تو یہ ہے کہ بخاری اصح الکتب کی ہر دو روایت یعنی بضع عشرۃ اور اربع عشرۃ بلکہ اہل سیر کا یہ ارشاد کہ آپنے
چار روز قیام فرمایا یہ سب تو غلط ہین اور صحیح یہ ہے کہ آپنے بارہ روز قیام فرمایا تاکہ اوسکے حساب سے اقامت جمعہ بنی
سالم مین درست اور قابل قبول ہو جاوے جس سے یہ امر محقق ہوگیا کہ ہمارے مجیب نے اتنی بات مین تو قول
مشہور اہل سیر کی بیشک موافقت کی کہ قبا سے بروز جمعہ حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو تشریف لیگئے اور
بنی سالم کے اندر جمعہ پڑہا مگر مدت قیام قبا جس مین نزاع تہا اوسمین ہمارے مجیب نے نہ اصح الکتب کے خلاف کی
پروا کی نہ اہل سیر کے اشہر الاقوال کا کچھہ خیال فرمایا اہل فہم و انصاف کے نزدیک تو یہ میری عرض ایک امر بدیہی
ہے مگر بعض ابنائے روزگار کے خیال سے ہم اور بھی تفصیل کئے دیتے ہین دیکہہ لیجیئے بخاری کے اربع عشرۃ یوما
کی روایت کا ہمارے مجیب بدینوجہ انکار فرما رہے ہین کہ اس صورت مین نبی سالم مین جمعہ کا ہونا جو متفق علیہ اہل
سیر ہے غلط ہوا جاتا ہے اور جمہور اہل سیر جو مدت قیام قبا چار روز فرماتے ہین اوسکے مخالف اور منکر ہونے مین بھی
کوئی خفا نہین البتہ بخاری کی دوسری روایت کو جسمین بضع عشرۃ موجود ہے اوسکو معتبر اور قول اہل سیر کے بظاہر موافق
فرماتے ہین مگر ہمارے مجیب کی یہ بالکل خام خیالی یا حیلہ سازی ہے سب جانتے ہین کہ بضع عشر جو لفظ مبہم ہے
اوسکا مصداق تو بیشک بارہ اور چودہ دونون ہوسکتے ہین مگر بخاری اصح الکتب کی دوسری روایت مین اربع
عشر مصرح موجود ہے اور مبہم ہمیشہ امر مفصل کے تابع اور اوسکے مطابق ہوتا ہے اسلئے حسب قاعدہ بلحاظ روایت
بخاری بضع عشر کے معنی چودہ روز کے لینے پڑینگے۔ یہ امر واضح ہے کہ بضع عشر کو بارہ روز پر محمول کرنیکے لئے مجیب کے

پیش فرمایا ہے اوسمین توآپ کوبھی گنجایش ردوکد نہین تواب مجیب بتلائین کہ اون کفار کے تعین کاکیا ثبوت ہے چاہئے
تو یہ کہ ہمارے مجیب تعین مذکورکو قبل نزول آیۃ ثابت فرمادین مگر خیر ہم زیادہ تنگی نہین کرتے بعد نزول آیۃ ہی کسی
دلیل سے اونکی تعیین ثابت فرمادیوین کہ وہ کون کون ہین سب پرروشن ہے کہ اونکی تفصیل کسیکو معلوم نہین تواب
یہی کہنا ہوگا کہ آیۃ ان الذین کفروا مین وہ تعین مراد ہے جو بوجہ علم وارادہ جناب باری عز اسمہ روز ازل مین ہوچکاتہا
پہر جب یہ تعین ازلی جمیع کفار کے دخول کو عموم آیۃ مذکورہ مین مانع ہے تووہ تعین خارجی جسکو تمام اصحاب کرام عرصہ
دراز سے برابر مشاہدہ کرتے چلے آتے تھے اگر اہل قری وغیرہ کو عموم یاایہا الذین امنوا وغیرہ روایات مین داخل ہونے
سے مانع ہو توفرمایئے کہ اسمین تردد کی کیا بات ہے۔ اب ناظرین کی خدمت مین التماس ہے کہ مفتیان اہل حدیث
نے جو قصہ جواثا کو اپنا مستدل بنایاتہا اور عموم آیۃ اور عموم احادیث سے جو استدلالات پیش کئے تھے اونکی سبکی
کیفیت توپوری تفصیل کے ساتھ معلوم ہوچکی الحمد للہ لیکن بنی سالم مین جو آپنے اول جمعہ پڑہاتہا اور اوس سے
بعض علمانے اقامت جمعہ فی القری کو ثابت کیا ہے اوسکا جواب باقی ہے سو ہرچند مفتیان مذکورین نے اوسکو
اپنے استدلال مین پیش نہین کیا مگر مزید اطمینان اور اتمام حجت کی غرض سے تبرعًا اوثق العری مین اوسکے بھی دو جواب
تحریر فرمائے تھے اول جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ ہرچند حضرت سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدت قیام
قبا مین اختلاف ہے کہ کتنے روز رہا مگر درصورت اختلاف روایۃ بخاری کو بوجہ ازدیاد قوت وصحت تسلیم کرنا پڑیگا اور
دیگر روایات کو اوسکے مقابلہ مین حسب قاعدہ مسلمہ مرجوع ومتروک کیا جائیگا اور بخاری کی ایک روایت مین بضع عشرہ اور
دوسری روایت مین اربع عشرہ لیلۃ مصرح موجود ہے چنانچہ شروع مین اسکا ذکر آچکا ہے۔ جب یہ باتین معلوم ہوچکی
تواب سنیئے بنی سالم مین آپکا جمعہ پڑہنا جب صحیح ہوگا کہ آپکا قیام قبا مین فقط چار روز مانا جائے جیسا کہ اہل سیر نے بھی ذکر
فرمایا ہے مگر یہ بات اصح الکتب بخاری کی روایات کے بالکل مخالف ہے اور بخاری کی روایت کے موافق آپکا بنی سالم
مین جمعہ پڑہنا کسیطرح درست نہین ہوسکتا کیونکہ جب آپ پیر کے روز قبا مین تشریف لائے جو کہ روایت مین موجود
اور جمہور علما کے نزدیک مسلم ہے اور چودہ روز کے قیام کے بعد پندرہوین روز پیر ہی کو مدینہ طیبہ مین داخل ہوئے پہر راہ
مین بنی سالم کے اندر جمعہ پڑہنے کی کیا صورت ہے تواب معلوم ہوگیا کہ بنی سالم مین جمعہ پڑہنا چونکہ بخاری کی روایت کے
صریح مخالف اور بخاری کے مقابلہ مین قابل ترک ہے اسلئے اوس سے ہمپر استدلال قایم کرنا کیونکر قابل قبول ہوسکتا ہے
انتہے۔ اسکے جواب مین مجیب ابو المکارم نے توخاموشی اور سکوت محض سے کام لیاہے البتہ محدث بنارسی نے لفظا
جواب بقلم جلی لکہکر پانچ سات سطرین تحریر فرمائی ہین جنکی عبارت قاصر اور معنی مختل ہین خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ جملہ اہل
سیر کا اسپر اتفاق ہے کہ آپنے جمعہ بنی سالم مین پڑہا تو اسلئے اسکو تسلیم کیا جاویگا اور روایت اربع عشرۃ یوما اسکی مخالف
ہے اوسکو ماؤل کہنا پڑیگا البتہ روایت بخاری بضع عشرۃ جو کہ قول اہل سیر کے مطابق ہے اور اوسکی وجہ سے تمام معارضین

تقریر ابو المعالی

جواب محدث بنارسی

کے وقت اونہین اہل سیر کے اعتماد پر روایات صحیحین کو بھی متروک کیا جاتا ہے چنانچہ اسکی بحث رسالہ مین گذر چکی
ہے مجیب صاحبون کے ذمہ لازم ہے کہ اس شورا شوری اور اوس بے نمکی کا سبب مطابق فہم و قبول اہل انصاف
بیان فرماوین بینوا و توجروا اسکے بعد اہل علم و فہم کی خدمت مین انصاف کی توقع پر اسقدر اور عرض ہے کہ
مدت قیام قبا مین اختلاف روایات تو مسلم اب اوسکی تصفیہ کی صورت حسب قرارداد علماء یا ترجیح ہے یا تطبیق
اوثق العری مین طریقۂ ترجیح مذکور فرمایا ہے کما مر اور یہی طریقہ بنظر انصاف اظہر و اسہل ہے یعنی اوس روایت
کو جو اصح الکتب اور مسلم و ابوداؤد مین محقق ہے دربارۂ مدت قیام قبا اور روایتون پر کہ جنکو اہل سیر وغیرہ نے نقل
کیا ہے اور جو روایات کسیطرح بخاری وغیرہ کی روایۃ کے مساوی نہین ہوسکتین ترجیح دی ہے جس ترجیح
مین کسیکو گنجایش انکار نہین ہوسکتی چنانچہ ہمارے مجیب کو بھی بلا توریہ صاف لفظون مین ترجیح مذکورہ اوثق العری
کا اقرار کرنا پڑا یہ جدی بات ہے کہ اونہون نے بضعہ عشر کی روایۃ کے وہمی اور بے اصل معنی معین فرماکر
اوثق العری کے ارشاد کا ایسا جواب دیا کہ اوثق العری کے مدعی مین جس کے تسلیم کرنے سے بھی کوئی نقصان
نہین آسکتا جسکی تفصیل ابھی عرض کر آیا ہون بالجملہ طریقہ ترجیح تو حسب قواعد مقررۂ اہلحدیث طریقہ مذکورہ اوثق
العری کے سوا قابل قبول اور کچھہ ہو نہین سکتا اب رہی صورت تطبیق تو ہم خود عرض کرتے ہین کہ تطبیق اور
توافق بین الاحادیث بیشک احق بالقبول اور اولی بالتسلیم ہے اسلئے جو صاحب روایات مختلفہ متعلقہ قیام قبا مین
حسب قواعد مسلمہ صورت توفیق بیان فرماوین ہم ممنونیۃ کے ساتھ منظور کرنیکو حاضر ہین مگر خدا کے لئے ایسی
توفیق نہو جیسی محدث بنارسی نے بیان فرمائی ہے جسکی تفصیلی کیفیت ابھی عرض کر آیا ہون کہ بخاری مسلم ابوداؤد
کی مصرح روایات کو تو پس پشت ڈالا اور ایک روایۃ مبہمہ کے معنی خیالی خلاف تصریحات صحاح اور جمہور اہل سیر
معین فرماکر فقط ایک جزو مین اہل سیر کی موافقت کر کے فرما دیا سب روایتون مین اتفاق ہوسکتا ہے کوئی
اختلاف نہین رہتا سبحان اللہ نگر موشی بخواب اندر شتر شد اس جھوٹے اور مخالف قواعد اہل علم کی توفیق
کو بمقابلہ ترجیح مذکورہ اوثق العری وہی سن سکتا ہے کہ جو کانو نسے بہرہ یا عقل سے بے بہرہ ہو اور ہمسے پوچھیے تو
تطبیق کی عمدہ صورت یہ ہے کہ بعض روایات بخاری مین بجائے اربع عشرۃ لیلۃ کے اربعا و عشرین لیلۃ
موجود ہے چنانچہ بخاری مطبوعہ احمدی اور مطبوعہ بمبئی کے متن مین یہی نسخہ داخل ہے اور فتح الباری کے متن
مین بھی یہی نسخہ ماخوذ ہے اور اسی نسخہ کی نسبت علامہ عینی اور علامہ ابن حجر اپنی شروح مین فرماتے ہین وفی
روایۃ المستملی والحموی اربعا و عشرین لیلۃ اور علامہ قسطلانی فرماتے ہین و لابوی ذر والوقت وابن عساکر فی
نسخۃ اربعا و عشرین دوسری بات قابل گذارش یہ ہے کہ اکثر علماء کا مذہب تو یہ ہے کہ عدد اقل مین عدد اکثر کی نفی
ماخوذ نہین ہوتی بلکہ عدد اقل عدد اکثر کے ثبوت و نفی دونون سے ساکت ہوتا ہے یعنی اگر کوئی کہے کہ چار آدمی آئے

پاس کوئی حجت نہین بجز اسکے کہ قول اہل سیر یعنی آپکا بنی سالم مین جمعہ پڑہنا درست ہوجاوے جس سے صاف
معلوم ہوگیا کہ ہمارے مجیب اہل سیر کے قول کی وجہ سے روایت بخاری کو جو صحیح مسلم وغیرہ مین بھی موجود ہے
ترک فرماتے ہین حالانکہ اسی قول کے شروع مین مجیب ہماری ترجیح روایت بخاری کو تسلیم کرچکے ہین پھر اس تہافت
صریح کی وجہ بجز اسکے کہ وہی اور کیا ہوسکتی ہے بالجملہ ہمارے محدث مجیب جو چاہین سو فرماوین مگر اونکا مدعی صاف
یہ ہے کہ حدیث متفقہ بخاری و مسلم وغیرہ کو بمقابلہ روایت مسلمہ اہل سیر متروک و مرجوح فرماتے ہین جو خود اونکی تسلیم کے
بھی مخالف ہے اور حسب قاعدہ بھی قابل قبول نہین اور پھر اسپر طرہ یہ ہے کہ جمہور اہل سیر مدت قیام قبا کل چار روز
بیان فرماتے ہین تو اب مجیب کا بارہ روز کے قیام کو صحیح بتلانا معلوم ہوگیا کہ محض اونکی تک بندی ہے اہل سیر کہ جنکی
آڑ مین روایت اصح الکتب کا انکار کیا جاتا تہا وہ بھی اس قول سے بری ہین اسقدر کتر بیونت سے تو بہتر تہا کہ ہمارے
مجیب قول اہل سیر کو صاف طرحسے تسلیم فرمالیتے اور بخاری مسلم وغیرہ کی روایات کو متروک کہدیتے چنانچہ بعض صاحبون
نے ایسا کیا بھی ہے اس صورت مین صرف یہی خرابی ہوتی کہ روایات صحیحہ متفق علیہا پر قول اہل سیر کو ترجیح دینی ہوگی
مگر اہل سیر کی تو پوری موافقت رہتی آدہا تیتر آدہا بٹیر تو کرنا نہ پڑتا یہ تو نہوتا کہ بضع عشرہ لیلۃ کے معنی بے دلیل بلکہ خلاف
دلیل قوی محض اپنے خیال سے بارہ روز کے لئے جائین اور فقط دربارہ اقامت جمعہ فی بنی سالم اہل سیر کا اتباع
کیا جاوے اور دربارۂ مدت اقامت روایات بخاری مسلم وغیرہ اور قول اہل سیر سبکا خلاف کرکے روایۃ بضع عشرہ
لیلۃ کی بہانے بخاری کے ذمہ مفت کا احسان رکہدیا جاوے ایسی بیہودہ نام کی تطبیق و موافقت سے تو تعارض
و اختلاف بدرجہا افضل ہے سچ ہے ہرچہ گیرد علتی علت شود - نواب صاحب اور قاضی صاحب وغیرہ کے ارشادات کو
ملاحظہ فرمالیجئے کہ کسی نے بھی بضع عشرۃ لیلۃ کی اسطرح مٹی خراب نہین کی غالباً وہ حضرات بھی اس تطبیق نو ایجاد کو
سنتے تو ہمسے زیادہ منقبض ہوتے اور پھر لطف یہ ہے کہ اسقدر کاٹ تراش کے بعد بھی استدلال بیان فرمودۂ
اوثق العری بحالہ مستحکم ہے اصل استدلال مین ایجادات مجیب سے کوئی نقصان نہین آیا جسکو ہم ابھی عرض کرآئے
ہین خیر ہمارے مجیب کی تحقیق اور تطبیق کی حقیقت تو خوب واضح ہوگئی کہ بے اصل ہونیکے علاوہ بے سود بھی ہے
مگر ہمارے مفید مطلب یہ امر اونکی تقریر سے ثابت ہوگیا کہ ہمارے مجیب اتفاق اہل سیر کے اعتماد پر صحیحین کی روایات
تلک کو متروک و مرجوح فرمانیکو کمربستہ ہین مگر جیسا اتفاق اہل سیر جمعہ بنی سالم کے بارہ مین موجود ہے ویساہی اتفاق
اہل سیر اسبارہ مین محقق ہے کہ فرضیت جمعہ اور اقامت جمعہ مدینہ طیبہ مین بامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت
سے پہلے ہوچکی تھی بلکہ امر ثانی مین اتنی زیادتی اور بھی ہے کہ اوسکی بابت روایات متعددہ مسلمہ محدثین و اہل سیر بھی
موجود ہین اور بخاری تو در کنار کوئی روایۃ بھی اوسکے مخالف اسوقت تلک ہمارے مجیب پیش نہین کرسکے پھر کیا وجہ ہے
کہ مجیب صاحبون کو بلا وجہ ایسے امر مقبول اہل سیر و مطابق جملہ روایات کے تسلیم کرنے مین تو انکار ہے اور اپنے مطلب

کچہہ مخالفت باقی نرہیگی بلکہ جملہ روایات معتبرہ مقبولہ دربارہ قیام قباحسب قاعدہ مذکورہ مسلمہ علما باہم موافق اور احق
بالقبول ہونگے اور کسی روایت صحیحہ کے مسترد اور انکار کرنیکی ضرورت نہوگی اور اسکے علاوہ قبا سے آپ کا جمعہ کے روز
مدینہ منورہ کو تشریف لیجانا جسکو ہمارے مجیب امر متفقہ اہل سیر فرماتے ہین اور جسکی بنا پر خلاف قاعدہ اہل علم اصح
الکتب کی روایت تلک کو مردود کرنیکو آمادہ ہین بلا تکلف ایسا درست اور واجب التسلیم ہو جائیگا کہ کسی روایۃ صحیحہ
معتبرہ کی اصلا مخالف ہی نرہیگا کیونکہ حضرت فخر المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پیر کو قبا مین رونق افروز ہوے اور اوس کے
بعد چوبیس روز یعنی پنجشنبہ تلک قیام فرماکر جمعہ کو بجانب مدینہ منورہ روانہ ہوگئے وباللہ التوفیق البتہ ہمارے مجیب کو
یہ صدمہ ضرور ہوگا کہ بجاے دو جمعہ اب تین جمعہ آپ کو قبا مین واقع ہوئے ہمارے عرض کرنیکی ضرورت نہین اہل فہم
خود توفیق معروضۂ احقر اور توفیق مذکورہ مجیب مین موازنہ فرمالیوین اور اسپر بھی اگر ہمارے مجیب بمقتضاے ظاہر پرستی
تعصب ہی سے کام لین اور اپنے بے اصل توہم کے سامنے کسی کی نہ سنین اور یہ فرماوین کہ عدد اقل وعدد اکثر فی الحقیقۃ
باہم متعارض ہوتے ہین تو یہ خوب یاد رکہین کہ اس صورت مین اول تو حسب ارشاد اوثق العری صحیحین وغیرہ کی
روایۃ کے مقابلہ مین کسی دوسری روایت کی شنوائی نہوگی اور آپکی تنگ بندی کو تو کون سنتا ہے دوسرے یہ
امر بھی مسلمات علما مین ہے کہ جب مثبت ونافی مین تعارض ہوتا ہے تو مثبت کو نافی پر ترجیح ہوتی ہے بالجملہ ہمارے
مجیب تعارض وتطبیق جونسا طریقہ چاہین اختیار فرمائین ہر طرح مدعاے اوثق العری احق بالقبول ہوگا بلکہ ان
سب امور سے قطع نظر کرکے اگر مجیب کی ایجاد سرتاپا فساد یعنی بارہ روز کے قیام کو بھی تسلیم کیا جاوے تو بھی استدلال
بیان فرمودۂ اوثق العری بجنسہ قائم اور صحیح ہے کما مر سابقا اور مجیب کی خوش فہمی اور علم واجتہاد کی حقیقت اہل ادراک پر
بین واضح ہوگئی اگر مثل علامہ ابو المکارم سکوت ہی پر اکتفا فرماتے تو امر ثانی سے تو جان بچی رہتی اوثق العری کے
جواب اول اور اوس کے ماله اور ما علیہ سے تو فراغت ہوگئی جواب ثانی اوثق العری کا مطلب یہ ہے کہ اگر بنی سالم مین
آپ کا جمعہ پڑہنا تسلیم ہی کرلیا جائے تو بھی قریہ مین اقامت جمعہ ثابت نہین ہوسکتی کیونکہ بنی سالم مدینہ طیبہ کا
محلہ اور فناء مدینہ مین واقع ہے کوئی قریہ مستقل ہرگز نہین انتہے اس کے جواب مین محدث بنارسی فرماتے ہین کہ
بنی سالم مدینہ سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے اور بستی مستقل ہے فناء مدینہ کیسے ہوسکتا ہے یون تو قبا وعوالی سب کو
فناء مدینہ مین داخل کردیجئے فناء مدینہ کی کچہہ حد بھی ہے یا نہین انتہے سبحان اللہ پہلے علامہ ابو المکارم نے کسی
نشہ مین قبا کو فناے مدینہ مین داخل کرنا چاہا تہا اب محدث بنارسی کسی خمار مین بنی سالم کو بھی قریہ مستقل بنانیکے
خیال مین ہین اور ہم اوسی موقع پر فناے مصر کی تفصیل عرض کرچکے ہین اوسکو مجیب بنارسی بھی ملاحظہ فرمالیوین
مجیب کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اونہون نے فناے مصر کی تعریف کہین دیکھی نہ سنی فقط قاموس مین کسی اتفاق سے
فناء الدار ما اتسع من امامہا نظر پڑگیا اور اوسکے معنی اپنی ظاہر پرستی سے یہ سمجہہ گئے کہ فناء وار دہ ہی جو موقع اوس کے

تو اسمین جیسے چار سے زاید کا ثبوت نہین ایسے ہی نفی بھی نہین یہ بات دوسری ہے کہ بقرینہ حال یا مقام یا محاورہ و استعمال
وغیرہ زاید کی نفی مراد لیجاوے اور بعض علما ہر ایک عدد مین اوس سے زاید کی نفی معتبر فرماتے ہین مگر اونکا یہ مطلب
نہین ہے کہ ہر عدد سے زاید کی نفی بطریق تصریح و تنصیص ثابت ہوتی ہے بلکہ اونکا مدعی یہ ہے کہ عدد سے اوس سے
زاید کی نفی بطریق ظاہر و متبادر مفہوم ہوتی ہے جسکا ثمرہ یہ نکلیگا کہ کسی عدد کیوجہ سے اوس سے زاید کی نفی کرنی تو
صحیح ہو جائیگی لیکن اگر دوسری دلیل سے عدد مذکور پر زیادتی صراحۃً ثابت ہوگی تو بلا تامل وہ زیادتی بوجہ تصریح
کے احق بالقبول سمجھی جائیگی اور نفی زیادہ جو عدد اقل سے بطور متبادر مفہوم ہوتی تھی مرجوح اور متروک مانی جائیگی
اہل علم غالباً اس عرض کے تسلیم فرمانے مین تامل نکرینگے اور زیادہ تفصیل کی اونکو حاجت الحاصل ہر دو فریق کے
نزدیک یہ قاعدہ مسلم ہے کہ امر واحد مین جب عدد اقل اور عدد اکثر جمع ہونگے تو بوجہ عدد اکثر عدد اقل پر زیادتی
کرلی جائیگی اور بلا نکیر یہ زیادتی معتبر ہوگی یہ نہوگا کہ بوجہ عدد اقل عدد اکثر کی زیادتی کا انکار کردیا جاوے فرق اگر
ہے تو اتنا کہ فریق اول عددین مذکورین مین کسی قسم کا تقابل و تخالف ہی نہین بتلاتے جسکی وجہ سے ترجیح کی بھی
ضرورت ہو اور فریق ثانی کے نزدیک چونکہ ایک قسم کا تخالف عددین مذکورین مین مسلم ہے تو اونکو البتہ ترجیح کی ضرورت
ہوگی اور اوس زیادت کو جو عدد اکثر سے بالتنصیص ثابت ہوتی ہے اوس نفی زیادت پر جو کہ عدد اقل سے بطریق
تبادر مفہوم ہوتی ہے ترجیح دینگے لیکن صورت مذکورہ مین تسلیم و قبول زیادت کا کوئی فریق منکر نہین امام نووی
رحمہ اللہ باب فضل صلوۃ جماعۃ مین ارشاد فرماتے ہین لا منافات بینہما فذکر القلیل لا ینفی الکثیر و مفہوم العدد باطل عند
جمہور الاصولیین حافظ ابن حجر اوسی موقع پر فرماتے ہین ان ذکر القلیل لا ینفی الکثیر و ہذا قول من لا یعتبر مفہوم العدد
الخ علامہ عینی اور حافظ ابن حجر ارشاد حضرت عمرؓ وافقت ربی فی ثلث کی شرح مین تحریر فرماتے ہین ولیس فی تخصیصہ
العدد بالثلاث ما ینفی الزیادۃ علیہا لانہ حصلت لہ الموافقۃ فی اشیاء غیر ہذہ الخ ہمارے مجیب کی امیر المومنین عون الباری
مین اسی موقع پر فرماتے ہین ولیس فی تخصیصہ العدد بالثلاث ما ینفی الزیادہ فقد روی عنہ موافقات بلغت الخمسۃ
عشر اور اوسکی نظائر احادیث صحاح اور کلام علما اور خود قاضی صاحب اور نواب صاحب کے ارشادات مین اس کثرت
سے موجود ہین کہ متعصب بے باک بھی اونکا انکار نہین کرسکتا جب بحمد اللہ یہ دونون باتین معلوم ہوچکین تو ابہ روایات
مذکورہ مین وجہ توفیق ظاہر ہے کیونکہ حسب معروضات سابقہ جب یہ امر واضح ہوگیا کہ عدد اقل اور عدد اکثر مین یا تو اصلا
تخالف ہی نہین یا ہے تو وہ تخالف سرسری ظاہری ایسا ہے کہ تصریح زیادہ کی ہوتے ہوئے وہ ساقط الاعتبار ہے
اور مطابقت کے لئے مانع نہین ہوسکتا تو اب چوبیس روز کے قیام کی تصریح کے مقابلہ مین جو بخاری کی روایۃ مین موجود
ہے روایۃ بضع عشر یا اربع عشر جنکا مدعی واحد ہے اور روایۃ اربع جو اہل سیر کے نزدیک مقبول ہے دربارۂ نفی زیادت
ہرگز معتبر نہونگی اور نہ روایات مذکورہ روایۃ اربع و عشرین کی حقیقۃ مین معارض ہونگے اور اسیطرح پر چار اور چودہ مین بھی

کہ حدیث موقوف کہ جسمین قیاس کو دخل ہو وہ توالبتہ قول صحابی سمجہا جاتا ہے مگر جس حدیث موقوف مین قیاس کو دخل نہو یا اوس کے مؤید و موافق حدیث مرفوع موجود ہو وہ حدیث موقوف مرفوع سمجہی جاتی ہے اور اثر حضرت علی قسم ثانی سے ہے نہ اول سے کیونکہ شروط عبادات مین رائے کو دخل نہین اوسکے ثبوت کیواسطے نص صحیح ہونی ضروری حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان مین یہ خیال کرنا کہ اونہون نے فرضیت جمعہ کے لئے مصر کی شرط بدون ارشاد شارع علیہ السلام محض اپنی رائے سے مقرر فرمادی نہایت ہی جسارت کی بات ہے اور جب یہ دیکہا جاتا ہے کہ حسب زعم ان حضرات کی ادہر تو آیۃ یاایہا الذین امنوا اذا نودی الخ عام اور جمعہ فی القری کے ثبوت پر دلیل کامل اور اوس کے ساتھ احادیث دال علی العموم بھی موجود ادہر ان حضرات کے زعم کی موافق یہ امر بھی مسلم کہ حضرت علی نے محض اپنی رائے سے قری کو تمام نصوص عامہ سے مخصوص فرما کر عدم فرضیت جمعہ کا حکم لگادیا تو پہر بالبداہتہ یہ کہنا پڑیگا کہ حضرت علی نے حکم قرآن حدیث کو اپنی رائے سے منسوخ و متروک فرمادیا استغفر اللہ و نعوذ باللہ صاحبو ایسی جرأت اور بے قیدی تو ادنی مسلمان سے بھی متوقع نہین یہ کام تو اہل اہوا اور ضال و مضل کا ہے جسکو کچہہ بھی فہم و انصاف ہی وہ جانتا ہے کہ حضرت علی بغیر حجۃ شرعی و علم یقینی آیۃ قرآنی و احادیث نبوی کی تخصیص ہرگز نہین فرماسکتے یقینا اونکو وہ علم حاصل تہا جس کی وجہ سے نصوص مذکورہ کی تخصیص ظاہر فرمانے پر مجبور ہوئے اور جب اسکے ساتھ یہ بھی لحاظ کیا جاتا ہے کہ آپ کے ہجرت فرمانیکے تین روز کے بعد حضرت علی مکہ مکرمہ سے روانہ ہوکر قبا مین آپ سے آملے اور وہان کے حالات سب مشاہدہ کئے کہ آپ نے نہ خود جمعہ قایم فرمایا نہ اہل قبا کو بطور وجوب یا استحباب اقامۃ جمعہ کا ارشاد کیا اور اوس کے بعد مدینہ طیبہ مین پہنچکر اخیر تلک ملازم خدمت رہے اور دیکہتے رہے کہ اس مدت دہ سالہ مین کبہی کسی قریہ یا صحرا مین آپنے اقامت جمعہ نہ خود فرمائی نہ کسی اور کو کبہی کسی قسم کی ترغیب اس بابت دلائی نہ کسی اہل قریہ کو ترک جمعہ پر کبہی سرزنش فرمائی پہر تو حضرت علی کی حدیث کو اس علم قطعی کے بعد بھی موقوف کہکر غیر معتبر کہدینا نہایت ہی ظلم کی بات معلوم ہوتی ہے اہل علم و دیانتہ تو امور مذکورہ بالا کے لحاظ کے بعد حدیث مذکور کو اعلی درجہ کی حدیث مرفوع فرمائینگے باقی رہا یہ امر کہ اس اثر کا رفع ضعیف ہے یہ بھی مسلم نہین کیونکہ احادیث متعددہ صحیحہ اور تعامل زمانہ نبوی جنکا ذکر اوپر ہوچکا ہے جب اس کے موید ہین تو اوس ضعف کا جبر نقصان ہو کر حسب قاعدہ علماء اثر مذکور حسن ہوگیا اگرچہ یہ اثر موقوف بھی جو حسب قاعدہ علماء مرفوع ہے ہمارے ثبوت مدعی کے لئے بنظر غور کافی تہا مگر جب اوسکی تائید کے لئے حدیث حضرت علی جو کہ مرفوع ہے اور دیگر احادیث صحاح و تعامل خیر القرون موجود ہین تو پہر اوسکو موقوف کہکر ترک کرنا اور مرفوع کو سنداً ضعیف کہکر مسترد کرنا اہل علم کی شان سے نہایت مستبعد ہے جنکو علم و دیانتہ سے حصہ ملا ہے وہ جانتے ہین کہ روایات مذکورہ کے اجتماع کیوجہ سے ضعیف بھی اعلی درجہ کا قوی ہوگیا اور موقوف بھی موقوف نرہا بلکہ اون

سامنے اور متصل واقع ہو اور ایک میل مسافۃ تو بہت بعید ہے اوسکو سامنے اور متصل کیونکر کہہ سکتے ہین اور پہر فنار مصر کے
معنی بہی اوسکے موافق لیکر یہ کہدیا کہ بنی سالم جب مدینہ طیبہ سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے تو پہر فنار مدینہ مین کیسے شمار
ہو سکتا ہے افسوس ہمارے مجیب کو فرط تعصب نے عبارت قاموس کے سمجہنے کی بہی مہلت نہ دی بقول شخصے اونٹ
بے اونٹ تری کونسی کل سیدہی کتب فقہہ کے مطالعہ کی گنجایش تو کہان میسر آسکتی ہے عبارت قاموس کا مطلب
تو فقط اتنا ہے کہ فنار دار اوس میدان کو کہتے ہین کہ جو مکان کے سامنے ہو اوسمین اوسکی مسافۃ کی تحدید کہ پچاس
گز ہو یا سو گز کچہہ مذکور نہین چنانچہ بہت سی کتب لغت مین اسکی جگہ یہ عبارت مذکور ہے ما امتد من جوانبہا یعنی
مکان کے اطراف و جوانب مین جو میدان اور وسعت ہوتی ہے اوسکو فنار کہتے ہین جس سے ظاہر ہے کہ اوسکی مسافۃ
کی کوئی حد معین نہین اور مشاہدہ سے سبکو معلوم ہے کہ تمام مکانات کی فنا رہین مساوات نہین ہوتی بلکہ کسی مکان
کا فنار کم اور کسیکا اوس سے اضعاف مضاعف زاید ہوتا ہے خلاصہ یہ نکلا کہ جو وسیع میدان مکان کے متعلق ہوگا
وہ اوسکا فنار ہوگا اسیطرح ہر جس شہر کے اطراف و جوانب مین جو زمین مزرعہ اور میدان وغیرہ ایسا ہوگا کہ وہ
اوس شہر کے متعلقات مین سمجہا جایگا اوسکو فنار مصر کہینگے فنار مصر کا ایک میل تلک ممتد ہونا معلوم نہین مجیب نے
کہان سے سمجہہ لیا اور انصاف سے دیکہیے تو معنی لغوی سے مطلب اوثق العری مین کوئی بحث ہی نہین تہی اوثق العری
مین جو ارشاد فرمایا تہا کہ بنی سالم محلہ مدینہ طیبہ کا ہے اور فنار مدینہ مین واقع ہے) بیوقوف بہی جانتا ہے کہ اوس سے
مقصود فنار مصطلحہ فقہا تہا پہر معنی مقصود سے تغافل یا تغافل ہو کر بے سوچے سمجہے معنی لغوی کو پیش کرنا نہایت
ہی سخیف اور لغویات ہے پہر لطف یہہ ہے کہ اس کمال پر ناخوشی کے ساتھ فرماتے ہین کہ فنار مدینہ کی کچہہ حد بہی
ہے یا نہین ہم اہل انصاف سے پوچہتے ہین کہ اس کا جواب بجز اس کے اور کیا دین کہ ہمارے مجیب کی کج فہمی اور
ناواقفی کی آخر کچہہ حد بہی ہے یا نہین عون الباری کو ملاحظہ فرمالیجیے کہ حدیث عتبان بن مالک کی شرح مین جو کہ مسجد
بنی سالم کے امام تہے آپ کے امیر المومنین فرماتے ہین وانہ کان فی المدینہ مساجد للجماعۃ سوی مسجدہ صلی اللہ علیہ
وسلم دیکہہ لیجیے آپ کے نواب صاحب بہی بنی سالم کو مدینہ طیبہ کا محلہ تسلیم فرماتے ہین واسو رتا و اسو رتا اس کے بعد
یہ بحث بہی قابل غور ہے کہ مفتیان دہلی نے اپنے فتوی مین تحریر فرمایا تہا کہ حدیث حضرت علی لا جمعۃ ولا تشریق الا فی
مصر جامع جسپر فرقہ متعصبہ نازان و فرحان ہے اوسکے رفع مین بہت کلام ہے امام احمد رحمہ اللہ اوس کے مرفوع
ہونیکو تسلیم نہین فرماتے اور امام نووی حدیث علی متفق علی ضعفہ فرماتے ہین ابن حزم الصحیح وقفہ ارشاد کرتے ہین
پس یہ حدیث موقوف کیونکر حدیث مذکور بالا یعنی قصہ جواثا کا معارضہ کر سکتی ہے انتہے اسکا جواب اوثق العری مین
غایۃ بسط اور وضاحت کے ساتھ تحریر فرمایا تہا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ حدیث حضرت علی کو ضعیف اور موقوف کہکر اوسکو
متروک کر دینا مفتی صاحبون کے اصول حدیث اور اصول فقہ سے ناواقفیت کی دلیل ہے کیونکہ یہ امر مسلم ہے کہ

کہ اسکا کلام حضرت علی ہونا صحیح نہین جس سے ہمارے مجیب کا تدین و انصاف اور مبلغ علم کالبدر فی الدجی
سب پر روشن ہو رہا ہے اور اس خوبی پر جگہ جگہ اونکو خوف خداوندی دلایا جاتا ہے جو مسلمان کی شان سے مستبعد
اور افلا تعقلون کی خطاب کے لائق ہے اخیر مین یہ عرض ہے کہ حدیث ام عبد اللہ دوسیہ جسکو مجیب اپنا مستدل
بنا چکے ہین اوسکو اور اثر مذکور کو دربارہ صحۃ و ضعف مجیب اپنے ایمان سے موازنہ کرکے فرمادیوین کہ کون قوی ہے
اور کون ضعیف اگر اسپر بھی نہ شرماوین تو اسکا کیا علاج اب لیجیے امر ثانی یعنی درصورت تسلیم صحۃ اثر مذکور کسی حدیث
کے موافق نہین بلکہ احادیث صحیحہ سابقہ اور آیۃ کے مخالف ہے اسکی نسبت یہ عرض ہے کہ اہل انصاف خود ملاحظہ
فرمالیوین کہ دونون باتون مین سے ایک بات مین بھی بوئے صداقت نہین ظاہر ہے کہ آیۃ سے مجیب کی مراد آیۃ
فاسعوا الی ذکر اللہ ہے اور احادیث سے حدیث طارق بن شہاب اور روایۃ جواثی اور حدیث کعب بن مالک
اور حدیث ام عبد اللہ مقصود ہے جنکی نسبتہ نہایت تفصیل کے ساتھ گفتگو گذر چکی ہے کہ ان نصوص مین
سے ایک بھی ہمارے مجیب کے مثبت مدعی نہین بلکہ بعض روایات جنکو مجیب مفید خیال کر رہے ہین اونکے مطلب کے
مخالف ہین کما مر مفصلاً جس سے یہ امر واضح ہوگیا کہ نصوص مذکورہ مین سے ایک بھی اثر حضرت علی کے مخالف نہین
باقی کم فہمی کا کوئی علاج نہین علی ہذا القیاس مجیب کا یہ کہنا کہ کوئی حدیث اثر مذکور کی موافق نہین بالکل خبط عشواء ہے اوثق العری
مین مکرر گذر چکا ہے کہ قیام قبا مین آپ کو دو جمعہ یقیناً واقع ہوئے جنمین سے ایک کو مجیب بنارسی بھی تسلیم فرماتے ہین
اور اوس سے پہلے مدینہ طیبہ مین جمعہ قائم ہو چکا تھا باوجود اس کے آپکا قبا مین جمعہ قایم نفرمانا اور اہل قبا کو کسی قسم کا ارشاد
نفرمانا کہنے اثر علی کے سراسر موافق ہے یا نہین اور تمام زمانہ نزول وحی مین عوالی وغیرہ مین کہین ایکدفعہ بھی جمعہ کا قایم نہونا
اور نہ آپکا اونکو ارشاد فرمانا بتلا یئے تو سہی کہ اثر مذکور کی موافقت پر نص صریح ہے یا نہین حدیث انتیاب اہل عوالی اثر
مذکور کی موید ہے یا نہین خود حدیث جواثی جو اس امر پر دال ہے کہ اوسوقت تلک بجز مسجد نبوی کہین جمعہ نہوتا تھا
حالانکہ عوالی مین اوس سے بہت پہلے اسلام قایم ہو چکا تھا اور عوالی مین بکثرت مسلمان موجود تھے ارشاد حضرت علی
کے صریح مطابق ہے یا نہین علاوہ اسکے اور چند روایات اوراق سابقہ مین مذکور ہو چکین ہین کہ اونکا مدعی وہی ہے
جو اثر مذکور کا مطلب ہے ملاحظہ فرمالیجیے عقل و انصاف سے کام لیجیے تو اثر حضرت علی جو کہ حقیقۃ مین مرفوع کے حکم مین
ہے اور جسکی بابتہ علامہ عینی وغیرہ تحریر فرماتے ہین قد صح قول علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ الذی ہو اعلم الناس
بامر المدینۃ لا جمعۃ ولا تشریق الا فی مصر جامع ہمارے مدعی کے لئے دلیل شافی ہے اور عدم جواز جمعہ فی القری کے
بارہ مین کسی روایۃ و دلیل کی تائید و موافقۃ کا محتاج نہین مگر اسکے ساتھ جب یہ امر بھی بخوبی واضح ہوگیا کہ ہمارے
مجیب صاحبون نے جسقدر روایات و آثار اوس کی مقابلہ مین پیش فرمائے تھے وہ سب کے سب اثر مذکور کے موافق ہین کوئی بھی
معارض نہین کما مر اور اسیکے ساتھ یہ بھی منکشف ہو چکا کہ بعض [illegible] قطعی زمانہ نبوت و عصر خلافت و دیگر روایات [illegible]

روایات صحیحہ اور تعامل یقینی کیوجہ سے کامل درجہ کا مرفوع ہوگیا جنکا خلاصہ یہ ہوا کہ اثر حضرت علی جسکی رفع کا
مفتیان دہلی کو انکار اور اوس کے موقوف ہونیکا اقرار تہا وہ اثر موقوف حسب قواعد اصول دو وجہ سے مرفوع ہے
اول یہ کہ اوسمین قیاس کی گنجایش نہین بلکہ مفتیون کی زعم کے موافق تو نص قرآنی اور احادیث کے خلاف ہے
دوسرے احادیث مرفوعہ صحیحہ اثر مذکور کے موید و موافق موجود ہین تو اب ایسے اثر کو موقوف کہکر ترک کر دینا ظاہر ہے
کہ اونہین حضرات کا کام ہے کہ جو اصل سے قواعد علمیہ سے غافل یا بوجہ فرط تعصب اوس سے متغافل ہون انتہے
مگر افسوس کہ اس جواب مبسوط و مستحکم بدیہی التسلیم کے مقابلہ مین ہمارے ہر دو مجیب نے ایک بات بھی ٹھکانے کی
نفرمائی بقول شخصے جو تیون ہی سے کان گانٹھکر رہگئے۔ محدث بنارسی نے تو تین باتین اسکے جواب مین تحریر
کرکے دفع الوقتی کو غنیمت سمجہا اول یہ کہ اس اثر کا کلام حضرت علی ہونا ہی صحیح نہین دوسرے اگر صحیح مان بھی
لیا جاوے تو اثر مذکور کسی حدیث کے موافق نہین بلکہ حدیث مرفوع طارق بن شہاب وغیرہ اور آیۃ قرآنی کے
مخالف ہے تیسرے اسمین قیاس لاجتہاد کو بالکل دخل ہے کیونکہ شہر مین چونکہ آدمی زیادہ ہوتے ہین اس لئے حضرت
علی نے یہ سمجہا ہو کہ نماز کامل طور سے شہر ہی مین ادا ہوتی ہے اور اس لیئے اونہون نے لا جمعۃ ولا تشریق الا فی
مصر جامع بطور نفی کمال ارشاد فرمادیا اور اب اثر حضرت علی اور حدیث طارق بن شہاب وغیرہ مین بھی توافق ہوجائے
گا کیونکہ مقصود حضرت علی نفی کمال ہے نہ نفی صحۃ وجواز انتہے ہم متعجب ہین کہ عبارت اوثق العری باوجودیکہ مجیب
کی آنکھون کے سامنے موجود ہے مگر اوس کے تمام استدلالات کو ہضم کرکے اور تمام الزامات سے قطع نظر فرما کر
مجیب نے ادہر اودہر کی باتون سے اپنا کام چلانا چاہا خیر اونہون نے تو اوثق العری کی باتون کا جواب ندیا مگر ہم
مجیب کی تینون باتونکا بالترتیب جواب عرض کرتے ہین جس سے مجیب کی تقریر کی حقیقت اور ہماری عرض
کی صداقت اور اوثق العری کی حقیقت بخوبی واضح ہو جائے دیکہہ لیجیے امر اول یعنی اثر مذکور کا مقولہ حضرت علی ہونا
صحیح نہین مجیب کا یہ قول تو ایسا خلاف واقع اور کذب صریح ہے کہ سامعین کی زبان پر بھی بے ساختہ نعوذ و استغفار
آہی جائیگا اگر ہمارے مجیب کو اور کچہہ معلوم نہ تہا تو یہی دیکہہ لیا تہا کہ اونکے شیخ الکل حجۃ السلف والخلف اسی
فتوی مین اور قاضی صاحب نیل الاوطار مین بواسطہ ابن حزم اثر مذکور کی تصحیح نقل فرمارہے ہین وصححہ ابن حزم
وقفہ ان دو حوالون کے بعد اکابر سلف کے اقوال اس بارہ مین نقل کرنیکی ہمکو کچہہ حاجت نہین ہان یہ بات ناظرین کی
خدمت مین معروض ہے کہ دیکہیئے ہمارے مجیب صاحبون نے شروع رسالہ مین روایۃ دارقطنی منقولہ قاضی صاحب کی
تسلیم مین یہ عذر پیش کیا تہا کہ اوسکی تصحیح ثابت نہین اور قاضی صاحب نے بھی اوسکی صحۃ کی تصریح نہین فرمائی کما مر
اور اب باوجودیکہ قاضی صاحب اور مولوی نذیر حسین صاحب اثر حضرت علی کی صحۃ کو بالتصریح نقل فرمارہے ہین اور
کتب متداولہ مین اوسکی سند صحیح موجود ہے مگر پہر بھی ہمارے مجیب نہایت [illegible] دہیاکی کے ساتھ بلا حجۃ کہتے ہین

مجیب کی تطبیقات سے تو نسخ کا قائل ہو جانا بدرجہا سہل و قابل قبول ہے مجیب نے کسی خمار مین اثر مذکور کو موقوف اور
مردود کہہ تو دیا مگر بطور خرق عادت خود بھی غالباً اوسکے بطلان پر متنبہ ہو گئے اسلئے اثر مذکور کی معمول بہ بنانے اور روایات سابقہ
کیساتھ سوافق کرنیکی طرف متوجہ ہوئے اور قول سابق کی مکافات کی طمع مین ایسی تطبیق عجیب بیان فرمائی کہ جسکو دیکھکر کسی مظلوم
کا قول یاد آتا ہے مصرعہ تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی * ہر چند امور مذکورہ اوثق العری کا جواب مجیب کچھہ بھی نہین دیسکے مگر اثر
مذکور کو بمقابلہ دیگر روایات مرجوح کہنے مین بعض علماء بھی اونکے شریک تو ہین اور یہ تطبیق جو ہمارے مجیب نے تراشی ہے علمائے معتبرین مین سے
کسیکو اسکا خطرہ بھی غالباً نگذرا ہوگا ہماری خیال مین تو یہ ہے کہ یہ تطبیق مجیب صاحب نے اپنے مخالفون سے مجبوری
کی حالت مین اُڑائی ہے موقع کا مناسب وغیر مناسب ہونا یہ عقل و فہم کے متعلق ہے آخر یہ امر تو مسلم ہے کہ نقل
کرنے مین بہت وسعت ہے حتی کہ یہ بھی ضروری نہین کہ آدمی کی نقل آدمی ہی کر سکے یہ خدا کی شان ہے کہ جو حضرات
لای نفی جنس کا مصداق نفی واجب کو بھی تسلیم نفرماتے تھے اب اوسکا مصداق محض ایک خیالی نفی اولویۃ کو فخر
و مسرت کے ساتھ بنانیکو موجود ہین افسوس کہ مطابق عقل و نقل تاویل فرمانیوالے تو اہل رائے اور مخالف احادیث
سمجھے جائین اور بیہودہ اور لغو تاویلات و تحریفات بیان کرنیوالے عامل بظاہر الحدیث کہلائین اس سے بڑھکر علامت
قیامت اور کیا ہوگی اذا وسّد الامر الی غیر اہلہ فانتظر الساعۃ ارشاد سید الانس والجان ہے دیکھہ لیجیے جو ہمارے
مجیب نے تاویل بیان فرمائی ہے نہ وہ متبادر الی الفہم ہے نہ کوئی قرینہ اوسپر قایم ہے خود مجیب بھی ضرورت تطبیق
روایات کو اوسکی دلیل بتلاتے ہین جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بجز رفع تعارض کوئی قرینہ تاویل مذکور کے
مؤید نہین ہے پھر بھلا اوس تطبیق واجب القبول کے مقابلہ مین جسکو بحوالہ اوثق العری بالتفصیل ہم بھی عرض
کر چکے ہین اور مشیّد بالاقوال والاحادیث ہے اس ایجاد بندہ اگرچہ گندہ کو کون دشمن عقل و انصاف پسند
کر سکتا ہے یہ کیا انصاف ہے کہ مجیب تطبیق بیان فرمودہ اوثق العری مین تو سقم نکال نہ سکے اور دوسری
تطبیق جسکو اہل فہم تحریف کہتے ہین پیش فرماکے سبکدوش ہو گئے اور فہم سے کام لیجیے تو ان امور بدیہیہ کے
سوا تاویل مجیب مین چند سقم اور بھی ہین مجیب کا یہ کہنا کہ ارشاد حضرت علیؓ قیاس کے بالکل موافق ہے اہل
فہم کے نزدیک قیاس جلی اور بداہت عقل کے بالکل مخالف ہے دیکھئے بالبداہت یہ معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ مین
بھی مثل صلوات خمسہ وغیرہ تخصیص مکانی نہونی چاہیے اور جب اُن تاکیدات و وعیدات نصوص کو ملاحظہ کیا
جاتا ہے جو دربارہ جمعہ وارد ہین تو بجائے تخصیص اولیٰ تعمیم زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے علاوہ ازین عمومات
و اطلاقات امکنہ جو نصوص وارد فی الجمعہ مین موجود ہین جنکے اعتماد پر ہمارے مجیب دیگر نصوص اور تعامل زمانہ نبوی
تلک کو ایک لخت متروک فرمارہے ہین اونسے بھی تعمیم مکانی متبادر ہے چنانچہ فتح القدیر عینی وغیرہ مین یہ مضمون دربارہ

اثر حضرت علی موجود ہے ثم یجب ان یحمل علی کونہ سماعًا لان دلیل الافتراض من کتاب اللہ تعالی یفیدہ علی العموم

صحیحہ کا بھی وہی مطلب ثابت ہوتا ہے جو اثر مذکور سے ظاہر ہے تو اب اثر مذکور کی نسبت یہ خیالات پادرہوا بار بار پیش کرنا کہ اوسکے توموافق کوئی اور حدیث نہین بلکہ روایات مرفوعہ اثر مذکور کے مخالف ہین سچ عرض کرتا ہون کہ انہین حضرات کا کام ہے کہ جنکو عقل و انصاف وحیا و دیانت سبکے عوض مین صرف زبان ہی زبان عطا ہوئی ہے کسقدر حیرت ناک امر ہے کہ ہمارے زمانہ کے محدثین چھوٹے بڑے سب ملکر قصہ جواثی کی بابت یہ فرماتے تھے کہ اہل جواثی نے اپنی رائے سے ہرگز جمعہ قایم نفرمایا ہوگا ضرور آپکے استفسار اور ارشاد کے بعد قائم کیا ہوگا زمانہ نزول وحی مین کیسے ہوسکتا ہے کہ بلا استفسار شارع علیہ السلام اپنی رائے سے حضرات صحابہ کسی امر کو معمول بہ قرار دین اور اب وہی حضرات اثر حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ کی نسبت یہ فرما رہے ہین کہ حضرت علی نے جو کچھہ فرمایا قرآن حدیث کے خلاف محض اپنی رائے اور قیاس سے فرمایا ببین تفاوت رہ از کجا است تا بکجا سبحان اللہ حضرت علی سے تو یہ سوء ظن اور اہل جواثا سے وہ حسن عقیدت سبحانک ہذا بہتان عظیم اس خرافات اور بے وجہ انقلاب کو دیکھکر اگر کسی صدمہ رسیدہ کی زبان سے دل تنگی کے باعث دروغ گو را حافظہ نباشد نکل جائے تو فرمائے کہ اوس بیچارہ کا کیا قصور ہے دیکھیے حضرت علی علم و تفقہ مین اہل جواثا سے افضل واقفیت جملہ حالات مین اونسے بدرجہا زائد وہ حضرات برائے چندے آئے چلے گئے اور یہ اول سے لیکر آخر تلک ہر وقت کے ملازم خدمت آ سپر اثر حضرت علی ارشاد قولی جسکا مفاد سلب کلی اور قصہ جواثی واقعہ فعلی جسکا مدلول ایجاب جزئی اور پھر اہل جواثی کا فعل قیاس جلی کے موافق اور حضرت علی کا ارشاد قیاس کے صریح مخالف باوجود اسکے حضرت علی کے ارشاد کو موقوف و مردود کہتے ہین اور فعل اہل جواثی کو مرفوع و مقبول فرماتے ہین نہ زبان مین لکنت نہ آنکھون مین حیا **شعر**

خدا شرمائے اوس غارت گر ایمان کو اے مومن ۔۔۔ جو قتل بے گناہان مین خدا سے بھی نہ شرمائے

اور آپکے قاعدہ کے موافق جب حضرت علی کے اس ارشاد پر اور اس اعتقاد پر کہین انکار نہو وعید نازل نہوئی وحی ممانعت نہ آئی تو حکماً مرفوع اور حکم الہی ہوگیا۔ پھر اب اس سے انکار کی اور اسکے تردید کی حسب قاعدہ مخترعہ کیا گنجایش رہی اب باقی رہگیا امر ثالث جسکا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت علی کے ارشاد مین نفی کمال مراد لیجائے نہ نفی جواز چونکہ شہر مین آدمی زیادہ ہوتے ہین اسلیے حضرت علی نے اقامت جمعہ فی القری کی نفی بطور کمال فرمادی ہو اور اس صورت مین اثر مذکور اور آیت و احادیث سابقہ مین کچھہ تعارض باقی نرہیگا بلکہ موافقت و مطابقت ہوجائیگی ۔ سبحان اللہ ایک تطبیق بخاری اور اہل سیر کی روایت مین ہمارے مجیب عنقریب ذکر فرما چکے ہین جسکی تفصیلی حالت ہدیہ ناظرین کر چکا ہون یہ اب دوسری تطبیق ہے جو اثر حضرت علی اور روایات مذکورہ سابقہ مین بیان کیجاتی ہے انکے ملاحظہ سے صاف ظاہر ہے کہ علماء اصول رحمہم اللہ کو اس قسم کی تطبیقات عجیبہ کے دیکھنے اور سننے کی نوبت ہی نہین آئی ورنہ اہل اصول جو تطبیق کو تعارض پر مطلقاً ترجیح دیتے ہین اس ترجیح کو قیامت تلک مقرر و مسلم نفرماتے ہمارے

آکر پڑہین تاکہ کثرت جماعت موجب تکثیر ثواب ہو مگر اول تو یہ بتلایئے کہ کسیکا یہ مذہب ہے بھی اور اگر آپکا مذہب آج سے
یہی ہے کسیکا ہو یا نہو تو پھر یہ فرمایئے کہ چند شہر دان کے آدمی ایک جگہ مجتمع ہو کر نماز پنجگانہ یا جمعہ قایم کرین اور اپنی
مساجد کو معطل چھوڑ آدین تو بوجہ کثرت مذکورہ یہان بھی اولویت کا حکم ہوگا یا نہین اور لا تشریق کے معنی کیا لئے
جاوینگے یہ لئے جاوینگے کہ اہل قری کو تکبیر تشریق نہین کہنا چاہئے یا یہ مطلب ہے کہ اہل قری ایام تشریق مین امصار
مین حاضر ہو کر نماز پڑہا کرین ہمارے مجیب تو نقل کے مقلد نہ عقل کے پابند اونکو اختیار ہے جو چاہین سو کرین
مگر خدا کے لئے ان خرافات مخترعہ کو حضرت علی کے ذمہ تو نہ لگایئن یہ امر کسقدر حیرت ناک ہے کہ یہ حضرات
جمود علی الظاہر مین غلو فرماوین تو العظمۃ للہ اور تاویلات کیطرف متوجہ ہوں تو اوسکو دیکھکر اہل رائے اور قیاس
بھی یہی کہہ اوٹھین نعوذ باللہ محدث بنارسی نے یہ بھی تو خیال نکیا کہ تمام فقہاء و محدثین نے حضرت علی کا مذہب
یہ نقل فرمایا ہے کہ اونکے نزدیک قری محل اقامت جمعہ نہین ہین پھر اونکا یہ مذہب قرار دینا کہ وہ بھی اقامت مذکورہ
کے قائل ہین فقط کمال واولویت کے منکر ہین توجیہ الکلام بما لا یرضی بہ القائل ہے یا نہین اور جب مجیب کے
طریقہ تاویل و تطبیق کو دیکہا جاتا ہے تو پھر تو خبط الکلام بما لا یرضی بہ العاقل کہنے کو دل چاہتا ہے دیکھئے علامہ
عینی شرح ہدایہ مین فرماتے ہین قال ابن حزم فی المحلی ذلک عن علی و عن حذیفۃ لیس علی اہل القری جمعۃ انما
الجمع علی اہل الامصار مثل المدینۃ مصنف ابن ابی شیبہ مین ہے عن حذیفۃ قال لیس علی اہل القری جمعۃ انما
الجمع علی اہل الامصار مثل المدائن کسقدر تصریح اور توضیح کے ساتھ یہ حضرات اہل قری سے نفی اور خاص اہل
امصار پر جمعہ کو ضروری فرماتے ہین اور مدینہ اور مدائن کی مثال نے تو ہمارے مجیب کی نفی کمال کی توجیہ کو
بطریق کامل نفی فرمادیا سب زعم مجیب بوجہ قلت وکثرت رجال جو محض امر اضافی ہے اگر حضرت علی نے یہ نفی
فرمائی تھی تو پھر مدینہ اور مدائن کی تحدید و تعیین کے کیا معنی کیونکہ جسقدر کثرت زیادہ ہوگی فضیلت بھی زیادہ پائی
جاویگی اسپر بھی مجیب بنارسی اگر اپنی خوش فہمی سے باز نہ آئین اور حق و باطل سے قطع نظر کرکے وہی نفی کمال
و استحباب فرمائے جاویئن تو پھر اوسکا جواب یہی ہے کہ جو روایات مجیب نے اس رسالہ مین اپنے استدلال مین پیش فرمائے
ہین اونکے جواب دینے کی کسیکو ضرورت نہین سب مین حسب ارشاد مجیب بضرورت تطبیق یہی تاویلین جاری کیجاوینگی
مثلاً حرۃ بنی بیاضہ مین آپنے جو جمعہ پڑہا اور حسب زعم مجیب اوسکو قریہ بھی تسلیم کر لیجئے مگر اسپر بھی کوئی کہہ سکتا ہے
کہ یہ اقامت بطریق استحباب تھی تو اب اس سے فرضیت جمعہ اہل قری پر جو مجیب کا مدعی تھا گاؤ خورد ہوگئے ایسے ہی
اہل جواثی کے فعل کو گو مرفوع بھی مان لیجئے مگر حمل علی الاستحباب کیوجہ سے وہ بھی مثبت مدعائے مجیب نہوگا علی
ہذا القیاس انتیاب کے معنی بھی وہی لے لیجئے جو ہمارے مجیب نے سبکے خلاف تراشے ہین لیکن جب اوسکو استحباب
حمل کرینگے تو مجیب کو کیا نفع ہوگا اسیطرح پر حدیث جمع اہل العوالی فی مسجدہ یوم الجمعۃ اور حدیث الجمعۃ علی من آواہ

فی الامکنۃ فاقدامہ علی نفیہا فی بعض الاماکن لایکون الاعن سماع لانہ خلاف القیاس المستمر فی مثلہ امیر بھی اثر حضرت
علی کو موافق قیاس کہنا اور اقامت جمعہ فی جواثی کو قیاس کے مخالف سمجھنا اونہین حضرات کا کام ہے جو بلا فہم و عقل
عامل بالحدیث بن بیٹھے ہین پہر اسکی دلیل خیالی مجیب یہ بیان فرماتے ہین کہ حضرت علی نے یہ سمجھا ہوکہ نماز
کامل طور سے شہر ہی مین ادا ہوتی ہے اور اسوجہ سے نفی کمال کی کردی ہو جسکے دیکھنے سے یون خیال گذرتا
ہے کہ بوجہ بجہکڑ جسکے افسانے عوام مین مشہور ہین کہین اوسکی روح ہمارے مجیب مین حلول کرگئی ہے جاحظ نے
نقل کیا ہے کہ ایک لڑکا اوستاد کو قرآن سناتا تہا اوسنے یہ آیت پڑہی علیہا ملائکۃ غلاظ شداد لایعصون اللہ
ما امرہم ویفعلون مایؤمرون مگر بجائے لایعصون اوسنے لیعصون پڑہا اور یؤمرون کی جگہ لایؤمرون پڑہگیا اوستاد کو
طیش آگیا اور سب وضرب کے بعد کہا کہ کمبخت یہ شان ملائکۃ الرحمن کی نہین یہ حال تو رہزن قزاق غارتگرونکا
ہے سو ہم حضرت مجیب کی شان مین توکچہہ عرض نہین کرسکتے مگر اتنا ضرور کہتے ہین کہ صاحب باب مدینۃ العلم کی شان
تو اس سے بہت اعلی اور ارفع ہے یہ بات تو آجکل کے رہزنون کے مناسب حال ہے ابھی تو ہمارے مجیب نے
یہ کہا تہا کہ ارشاد حضرت علی آیت و احادیث سبکے خلاف ہے ایک روایت بھی اوسکے موافق نہین جسکا یہہ
مطلب تہا کہ حضرت علی کو کسی حدیث اور آیت جمعہ کی خبر نہین تھی بلکہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوۃ والتسلیمات
کے وفات کے بعد تلک بھی اونکو آیت تلک کی خبر نہین ہوئی بالیقین ایسی بات اہل حدیث زمانۂ حال کے
سوا کوئی جاہل بھی نہین کہہ سکتا استغفر اللہ واتوب الیہ اس سے تو حضرت علی کے علم قرآن و حدیث کی حقیقت
معلوم ہوچکی تھی اب مجیب فرماتے ہین کہ حضرت علی نے اپنے قیاس و اجتہاد کے لسبب قلۃ ناس قری سے نفی
جمعہ بطور کمال فرمادی جس سے اونکے اجتہاد و فہم کی کیفیت معلوم ہوتی ہے جب ہمارے مجیب اس امر کو تسلیم فرماتے
ہین کہ فرضیت جمعہ مین امصار و قری دونون مساوی ہین اصلا تفاوت نہین پہر معلوم نہین کہ حضرت علی نے
ثبوت اقامت جمعہ کو امصار مین بطور حصر کیون بیان فرمایا جس سے قری مین اقامت مذکورہ کی نفی محقق ہوگئی باوجود
تسلیم مساوات یہ تفاوت عظیم کیسا اور اوسکی کیا وجہ اور باوجود مساوات فی الفرضیۃ اگر صرف قلۃ و کثرت رجال کی
وجہ سے یہ تفاوت نامعقول تجویز کیا گیا ہے تو پہر جمعہ و عیدین ہی کی کیا خصوصیت نفی صلوات خمسہ تراویح
کسوف استسقا جنازہ ان سب مین بھی یہی تفاوت نو ایجاد جاری ہوگا اور نفی تشریق کا خیال کیا جاتا ہے تو
پہر تو اذان و اقامت وحلق ذکر کی نفی بھی بطور کمال قری سے کرنی پڑیگی بلکہ اسی طور پر مصر جسقدر عظیم ہوگا اوسی
قدر جمعہ مین اولویت بڑہتی جائیگی علاوہ ازین اس ارشاد مرتضوی سے آخر مقصود و مطلب کیا ہے ہم جہان
تلک خیال کرتے ہین اس سے زاید سمجہ مین نہین آتا کہ مجیب یہ کہینگے کہ حضرت علی کا مدعی یہ ہے کہ نماز جمعہ گو اہل
قری پر بھی فرض ہے اور قری محل اقامت جمعہ بھی ہین مگر قری مین اقامت جمعہ خلاف اولی ہی بہتر یہ ہے کہ شہر ہی

اور مجیب ابو المکارم نے جو کچھ بحثین دربارۂ اثر مذکور بیان کی ہین اونمین سے اکثر کو اصل مقصود سے لگاؤ بھی نہین باقی اون
ابحاث کا فی نفسہ لغو اور فضول ہونا یہ کوئی امر جدید نہین یہ تو مجیب کے مکارم مین داخل ہے اور اسپر غضب یہ ہے کہ اپنے رسالہ
کی لوح پر نہایت فخر و مسرت کے ساتھ مجیب موصوف نے تحریر فرمادیا ہے کہ اثر حضرت علی کے ہمنے دس جواب ایسے دیئے ہین
کہ ناظرین ملاحظہ فرماکر پھڑک اوٹھینگے جسکو دیکھکر تعجب بر تعجب ہوتا ہے شاید دو نقطے غلطی سے زاید لگ گئے ہون اجمالی
طور پر بھی اونکا ذکر بے سود اور بار خاطر معلوم ہوتا ہے مگر چونکہ مجیب اونکو اپنے حق مین سند کمال اور مایۂ کبر و ناز خیال فرماتے
ہین اسلئے اونکو بالکلیہ ترک کر دینا بھی شاید غیر مناسب ہو بالآخر یہ خیال مین آیا کہ جن باتون کو عبارات اوثق العری سے
کچھہ لگاؤ ہو اونکو بالتفصیل اور جو امور مطالب اوثق العری سے اجنبی محض ہین اونکو غایۃ مانی الباب بالاجمال عرض کر دیا
جاوے مولانا ظہیر احسن شوق کہ جنکے جواب مین مجیب نے یہ مباحث عشرہ اصل مین پیش کئے ہین اونہون نے جملہ امور کا جواب
تفصیلی بیان فرمایا ہے اسلئے جملہ امور کی تفصیل کے ساتھ تردید بیان کرنا اور بھی زیادہ فضول نظر آتا ہے مجیب ابو المکارم
نے اثر مذکور لا جمعۃ ولا تشریق الا فی مصر جامع پر اول یہ بحث پیش کی ہے کہ یہ اثر موقوف ہے مرفوع نہین اور کسی امر
کی فرضیت قول صحابی سے ثابت نہین ہوتی کیونکہ ثبوت فرضیت کے لئے دلیل قطعی درکار ہے اور اسکی تائید کے
لئے عبارت مجمع الانہر بھی نقل کی۔ جسکے جواب مین ہمکو بشرط فہم و انصاف یہی عرض کرنا کافی ہے کہ اول تو اثر مذکور
حسب قواعد مسلمہ علما حکماً مرفوع ہے اور دیگر روایات مرفوعہ صحیحہ اور تعامل نبوی وغیرہ اوسکی موید چنانچہ اوثق العری مین
بالتصریح موجود ہے اور مجیب بنارسی ہم بھی مفصلاً عرض کر آئے ہین مجیب ابو المکارم کی کسقدر بے انصافی اور
بے باکی ہے کہ اوثق العری کی ان تمام باتون کو یک لخت چھوڑ کر فقط یہ کہدیا کہ یہ روایت مرفوع نہین بلکہ حضرت علیؓ کا
قول ہے اہل علم کو اونکے ایسے فضول ابحاث سے اونکی ناواقفی اور مطلق العنانی خوب واضح ہوتی ہے اور اثر مذکور
مین ایسی لغویات سے کوئی سقم نہین آسکتا دوسری بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ دلیل قطعی کی ضرورت فرض
اعتقادی کیلئے ہوتی ہے فرض عملی کیلئے دلیل ظنی بھی کافی ہے چنانچہ کتب حنفیہ مین اسکی تصریح موجود ہے جس سے بشرط فہم اشکال موجودہ مجمع
الانہر کا جواب سہولت کے ساتھ سمجھہ مین آسکتا ہے بحث ثانی مین مجیب نے بہت کچھہ زور طبع دکھلایا ہے اور فضول
گوئی کا پورا حق ادا کیا ہے جسکو دیکھنا بھی ہر ایک کا کام نہین مگر مدعائے اصلی فقط اتنا ہے کہ مجیب ابو المکارم فرماتے ہین
اثر حضرت علی سے اوسوقت استدلال صحیح ہو سکتا ہے جب حضرت علی سے مصر جامع کی تعریف بھی منقول ہو ورنہ
استدلال صحیح نہین کیونکہ مصر جامع کی تعریف مین اختلاف ہے۔ ہمکو سخت اندیشہ ہے کہ اگر ہمارے مجیب نے خدانخواستہ
دو چار قواعد اور ایسے ہی ایجاد فرمادیئے تو کوئی نص بھی غالباً قابل استدلال باقی نہین رہیگی۔ کیل۔ فرق صاع
مد مکوک ذراع درہم دینار قلہ بلکہ حیض نفاس سفر وغیرہ وغیرہ امور کی تفسیر و تحدید مین اختلاف ہے تو اب جن احادیث
مین ان امور کا ذکر ہے اونسے حسب اختراع مجیب اوسوقت تلک استدلال صحیح نہین ہو سکتا جب تلک ان امور کی تحدید

اللیل اور ارشاد حضرت عمر جمعوا حیث ماکنتم اور اہل سواحل کا حضرت عمر اور حضرت عثمان کے زمانہ مین جمعہ پڑہنا اور حضرت ابن عمر کا اہل میاہ کو اقامت جمعہ سے منع نفرمانا ان سبکو استحباب و اولویت پر محمول کر لیجئے تو پہر وجوب اقامت جمعہ فی القری جو مجیب کا مقصود تہا ثابت نہوگا اور آیت قرآنی اور حدیث طارق بن شہاب اور حدیث ام عبد اللہ مین گو صیغہ امر یا لفظ وجوب صراحۃ کے ساتھ موجود ہے مگر وہان بھی اس استحباب و اولویت کی گنجایش ہے چنانچہ بعض علما کا یہ مذہب ہے اور وہ یہ تاویل آیۃ وغیرہ مین خلاف ظاہر جاری بھی کرتے ہین نیل الاوطار فتح الباری وغیرہ کو ملاحظہ فرمالیجئے باندیشہ طول تفصیل سے معذور ہون جب اثر حضرت علی کہ جسمین نفی کمال کی گنجایش نہ اوسکا کوئی قائل ہمارے مجیب اوسکو نفی کمال پر محمول کرتے ہین تو پہر روایات مذکورہ مین استحباب و اولویت کے انکار کی کیا وجہ اونمین تو بعض علمانے یہ تاویل کی بھی ہے بالجملہ محدث بنارسی نے جو اثر حضرت علی کے جواب مین تین باتین بیان فرمائی تھین اون سبکا جواب تفصیل کے ساتھ معلوم ہو چکا اور ظاہر ہوگیا کہ یہ تمام امور ہمارے مجیب کی قوت خیالیہ کے نتائج ہین اوثق العری مین جو امر واضح اور حق صریح بیان کیا گیا ہے اوسکے مقابلہ مین اون امور کو کوئی عاقل قابل التفات بھی نہ سمجھیگا اور اثر مذکور ہی ثبوت مدعائے احناف کے لئے بنظر غایر کافی و وافی ہے چہ جائیکہ روایات صحیحہ اور تعامل خیر القرون بھی اوسکی موافق اور سراسر مطابق ہو کما مر سابقا اور جتنی روایات اور آثار اور جو آیۃ قرآنی مجیب نے نقل فرمائی ہین کوئی بھی اثر مذکور کے مخالف نہو چنانچہ اوثق العری مین باحسن اسلوب مذکور ہی اور ہم بھی پوری توضیح اوسکی عرض کر چکے ہین جسکو فہم و انصاف سے حصہ ملا ہے انشاء اللہ وہ ان امور کو ملاحظہ فرما کر جان و دل سے قبول کریگا اور ہمارے مجیب کی تک بندی کو اوسکے مقابلہ مین ایسا ہی سمجھے گا جیسا کسی شخص نے جاٹ بے جاٹ ترے سر پر کہاٹ کے جواب مین محض توجہ مین دبانے کی غرض سے تیلی بے تیلی تیرے سر پر کولہو کہدیا تہا شعر

سحر با معجزہ پہلو نزند دل خوش دار ۔۔۔۔ مکر فرعون کجا صرفہ ز موسی ببرد

اب اسکے بعد ہمارے مجیب علامہ ابو المکارم نے جو اثر حضرت علی کے جواب مین خامہ فرسائی کی ہے اوسکی بھی کچھ حقیقت سن لیجئے اوثق العری کے جواب مین تو اوہون نے اپنی عادت مستمرہ کے موافق صرف یہی تحریر فرمایا (اسپر بحث تمام و کمال بجواب حضرت شوق گذر چکی ہے اوس بحث سے آپ اور حضرت شوق دونون بہت بہت محظوظ ہونگے) انتہی مگر ہمنے جواب مذکور کو دیکہا تو مجیب بحاث کی ہذیان سرائی دربارہ امور شرعیہ ملاحظہ کر کے بار بار تحریف غالین اور انتحال مبطلین اور تاویل جاہلین کا دہیان آتا ہے اور مجیب اول نے جو اثر مذکور کے جواب مین تین باتین بیان کین تھی جنکی کیفیت معلوم ہو چکی ہے اونکو یاد کر کے رحمۃ اللہ بر اولین نباش کہنے کو دل چاہتا تہا مجیب ابو المکارم نے اثر حضرت علی مین نہایت مطلق العنانی کے ساتھ دس بحثین پیش کی ہین جنکو دیکہکر حضرت شیخ کے قول کی تصدیق آنکھون سے نظر آتی ہے شعر

بنطق آدمی بہتر است از دواب ۔۔۔۔ دواب از تو بہ گر نگوئی صواب

مجیب بنارسی نے جو کچھ رطب و یابس تحریر فرمایا تہا اوسکو مطلب اوثق العری سے تعلق اور امر متنازع فیہ مین آخر دخل تو تہا

اور ہوا اور ہمارے مجیب کچھ اور سمجھکر ہر جگہ جمعہ پڑہکر اور پڑہوا اگر گنہگار ہون اور گنہگار کرین بالجملہ مجیب اور اونکے ہم مشرب
جنکو تعریفات مصر منقولہ احناف مین طرح طرح کے خیالات پیش آتے ہین جنکی وجہ سے احناف پر بلاوجہ الفاظ طعن وتشنیع
استعمال کئے جاتے ہین اور ہمارے مجیب اس بارہ مین حضرت علی کو حکم مقرر فرمانیکی رائے دے رہے ہین اونکو لازم
ہے کہ مصر یا قریہ کی تعریف جامع مانع تفصیل کے ساتھ خواہ مشورہ کے بعد خواہ فرادی فرادی بیان فرماوین اور اوسکے
بعد کسیکو حکم مقرر کرنیکی فکر کرین اور ہمتو مجیب کی اس تمام خرافات کو تسلیم کرکے بھی یہ کہسکتے ہین کہ حضرت علی اور حضرت
حذیفہ سے تعریف مصر مین مثل المدینہ اور مثل المدائن خود منقول بھی ہے چنانچہ بحوالہ ابن حزم اور ابن ابی شیبہ منقول
ہوچکا اثر حضرت علی مین مجیب نے بحث ثالث جو بیان فرمائی ہے اوسکا مطلب یہ ہے کہ جب حنفیہ کے نزدیک علاوہ امام
دو یا تین آدمیون سے بھی جمعہ صحیح ہوجاتا ہے تو پھر مصر جامع کی شرط سے کیا فائدہ کیونکہ مصر جامع کی شرط تو اسی غرض سے
تھی کہ اگر مصلی فوجداری کرین تو حاکم روکدے اور یہ تین چار آدمی کیا فوجداری کرسکتے ہین جناب من چار آدمیون سے جمعہ کا
جائز اور صحیح ہوجانا اور بات ہے اتنی بات سے یہ لازم نہین آتا کہ مجمع عظیم کا ہونا نہونا برابر ہے عرف وعادت کو دیکھئے تو جمعہ
مین مجمع پورا ہوتا ہے اور حکم شرعی کو ملاحظہ فرمایئے تو یہی امر مستحسن ہے کہ جمعہ مین مجمع عظیم ہونا چاہئے اسلئے مصر واذن عام
جمعہ کے لئے ضروری ہوا یہ دوسری بات ہے کہ کسی مجبوری کیوجہ سے اگر چار آدمی ہی ہونگے تو جمعہ درست ہوجائیگا اگر
مجیب کا یہی فہم ہے تو حدیث یؤم القوم اقرءہم لکتاب اللہ پر بھی ضرور یہ اعتراض کرینگے کہ جب قراءۃ فاتحۃ الکتاب
صحت صلوۃ کے لئے کافی ووافی ہے تو پہر اقرء لکتاب اللہ کے ارشاد سے کیا فائدہ مجیب کے سامنے فہم کی بات
عرض کرنا تو بقول شخصے روناا ور اپنی آنکھین کہونا ہے مگر اہل انصاف وطالب حق کی خدمت مین یہ عرض ہے
کہ اجتماع مسلمین اور اشاعت دین نہایت مہتم بالشان اور جامع خیر و برکات دارین ہے مگر اونمین باہم فرق مراتب
ضرور ہے جسکی وجہ سے شارع علیہ السلام نے اونکے قیود وشروط وازمنہ وامکنہ کو اونکے مناسب حال متعین فرماکر
سبکو مطلع کردیا قیود مذکورہ کا لحاظ نکرنا اور ایک کو دوسرے کے ساتھ مختلط کردینا اونہین کا کام ہے جنکو حقیقت
تلک رسائی نہین اور حقیقت شناسان احکام شریعت کی اتباع سے بھی استنکاف ہے اسکی تفصیل سے بوجوہ
متعددہ معذور رہون مگر ایک دو حوالہ عرض کئے دیتا ہون حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جماعت اور جمعہ
کے بیان مین اس مضمون کو اپنی تصنیفات مین ذکر فرمایا ہے حجۃ اللہ مین فرماتے ہین والاشاعۃ اشاعتان اشاعۃ
فی الحی واشاعۃ فی المدینۃ والاشاعۃ فی الحی تتیسر فی کل وقت صلوۃ والاشاعۃ فی المدینۃ لاتتیسر الاغب طائفۃ
من الزمان کالاسبوع دوسرے موقع مین فرماتے ہین لماکان حقیقۃ الجمعۃ اشاعۃ الدین فی البلد وجب ان ینظر الی
تمدن وجماعۃ حضرت مولانا محمد اسمعیل شہید رسالہ ایضاح مین بدعت وصیفہ کی بحث مین ارشاد فرماتے ہین واز انجملہ
ہست تعیین امکنہ یا بطریق لزوم مثل تعیین مکان طاہر غیر مقابر وحمامات برائے نماز وامصار برائے جمعہ واعیاد ومساجد

وتعیین بھی خود شارع علیہ السلام سے منقول نہولی افسوس جن غریبون کو غیظ و غضب کے ساتھ اہل الرائے کہا جاتا ہی
اور مخالف حدیث کہکر دل ٹھنڈا کیا جاتا ہے ایمان سے فرما دیجے کہ اونمین سے کسی نے بھی ایسی خرافات کیوجہ سے
کسی حدیث کو ساقط الاحتجاج قرار دیا ہے صاحبو اگر عمل بالظاہر اور محبت احادیث اسی حماقت اور خود رائے کا
نام ہے کہ جب کسی قول اور روایت معتبرہ سے جان بچانی ہوئی تو خلاف عقل و نقل محض حماقت سے اوسمین خدشہ
نکالنے کو موجود ہوگئے تو نعوذ باللہ منہا اسکے بعد ہم مجیب سے دو باتین اور دریافت کرتے ہین امید کہ اپنے قاعدہ مخترعہ کو
ملحوظ فرماکر ہمارے استفسار کا جواب شافی دیا جاوے اول یہ کہ مجیب کے قاعدہ کی موافق حدیث لاصلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب
سے فرضیت قرارۃ فاتحہ اوسوقت تلک ثابت نہین ہوسکتی جب تلک کہ تعیین و تحدید فاتحہ بھی حضرت شارع علیہ الصلوۃ
والسلام سے محقق نہووے کیونکہ تحدید فاتحہ مین اختلاف ہے بعض تسمیہ کو فاتحہ مین شمار کرتے ہین بعض خارج بتلاتے ہین
دوسرے قصہ جواثا جو روایۃ ابن عباس سے مروی ہوچکا ہے اوس سے بھی استدلال صحیح نہین ہوسکتا تاوقتیکہ
خود حضرت ابن عباس سے قریہ کی تعریف منقول نہو باقی یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ گو ہمارے مجیب اور اونکے ہم مشرب
صحت جمعہ کے لئے کسی موضع کی تخصیص نفرماوین مگر مصر قریہ صحرا کی تعریف و مصداق مین اونکو بھی باہم فرق تسلیم کرنا
ایسا ہی ضروری ہے جیسا ہمکو کیونکہ ہمارے مجیب وغیرہ امتیاز فی الحکم کے منکر ہین امتیاز اور تباین فی المصداق تو ایسا
بدیہی اور مسلم امر ہے کہ کوئی دیوانہ بلکہ کوئی ملا معترض بھی اوسکا انکار نہین کرسکتا تو اب امور مذکورہ کی مصداق اور تعریف
مین باہم امتیاز جیسا ہمکو ضروری ہے ہمارے مجیب اور اونکے ہم مشربون بلکہ سارے جہان کو ایسا ہی ضروری اور
بدیہی التسلیم ہے اسلئے مجیب اور اونکے موافقین کو چاہئے کہ مصر کی تعریف واضح اور جامع مانع تحریر فرماوین مگر سوچ سمجھکر انشاء اللہ
اس سے بعض وہ مغالطے کہ جسمین مجیب وغیرہ مبتلا ہین اور اورونکو مبتلا کرنا چاہتے ہین بسہولت طے ہوجاوینگے اور
اگر مجیب کچھ سوچ سمجھکر اس سے پہلو تہی فرماوین اور بغرض پردہ پوشی یہ کہین کہ گو مصر قریہ وغیرہ مین فرق بدیہی اور
مسلم ہے مگر ہمکو اوسکے فرق بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہین کیونکہ اقامت جمعہ کے لئے سب امکنہ برابر ہین اگر ہم کسی
قسم کی تخصیص کے قایل ہوتے تو ہمکو تعریف و امتیاز کی ضرورت ہوتی تو اول تو اہل فہم اونکی اس پہلو تہی اور عذر لچر کو
سنکر ہی انشاء اللہ اونکی عقل و فہم کا موازنہ کرلینگے شروح بخاری کو ملاحظہ کریجے شوافع وغیرہ حضرات بھی مصر و قریہ کی
تعریفیں بیان فرمارہے ہے اسکے سوا مجیب بنارسی اثر حضرت علی کی تطبیق مین یہ ارشاد کرآئے ہین کہ امصار مین اقامت
جمعہ اولی ہے تو اب امصار گو صحۃ و وجوب جمعہ کے ساتھ مخصوص نہون مگر اولویۃ جمعہ کو تو وہ بھی مختص بالامصار فرماوینگے
اسلئے مصر و قریہ کی تمیز و تحدید کرنی ضروری ہے علاوہ ازین مصر کو جانے دیجے مگر روایت جواثا مین جو کہ مجیب کا مستدل
ہے بلفظ قریہ صریح موجود ہے تو قریہ کی تعریف جامع مانع ضرور ہونی چاہئے اور مجیب کے قاعدہ کے موافق تو خود حضرت
ابن عباس سے منقول ہونا ضروری ہے بقول مجیب کہین ایسا نہو کہ حضرت ابن عباس کے نزدیک قریہ سے مراد کچھ

مان تسلیم فرماتے ہین بموجب اثر مذکور کے ایک جملہ مین خود حنفیہ ہی مین باہم اختلاف ہے تو پہر اثر مذکور سے مخالفون پر کیونکر
حجۃ قایم کرسکتے ہین۔ اس بیہودہ بحث کو اگر کوئی تسلیم بھی کرلے تو حسب دعاے مجیب غایۃ ما فی الباب یہ ہوگا کہ
[illegible] اثر مذکور سے مجیب پر حجۃ قایم نکر سکین اور اونکو الزام ندے سکین مگر اہل دیانت فرما دیوین کہ فقط اتنی بات
سے ہمارے مجیب کو روایت صحیح صریح مرفوع حکماً کا ترک کردینا عند اللہ کیونکر جائز اور حلال ہوگیا کیا عمل بالحدیث
صرف حنفیہ کے الزام کے خوف سے کیا جاتا ہے۔ اسکے بعد یہ التماس ہے کہ تکبیرات تشریق کی نسبت جو امام اور
صاحبین مین اختلاف ہے اوسکی تفصیل بیان کرنی تو فضول ہے البتہ قابل بیان و تنبیہ یہ امر ہے کہ مجیب کا یہہ
قاعدہ کہ امام ابو حنیفہ وغیرہ ائمہ دین کسی نص سے حجۃ پیش نہین فرما سکتے تاوقتیکہ اونکے تمام اتباع و موافقین پہلے
اوسکو تسلیم نفرمالین اگر ایک بھی مخالف ہوگیا تو نص مذکور بمقابلہ خصم ساقط الاحتجاج ہوجائیگی اسقدر مہمل اور
جہوٹا قاعدہ ہے کہ ملائکۃ الرحمن تو درکنار اہل علم و دیانت بھی اوسکے قایل سے احتراز و اجتناب کلی پسند و اختیار فرماوینگے
جو شخص تمام اہل نقل اور اہل عقل کے خلاف ایسے بدیہی البطلان بات لکھے اوسکو اہل علم مین شمار کرنا سخت افترا
اور محض تہمت ہے اور اس سے بڑہکر یہ غضب ہے کہ فرماتے ہین کہ روایت مذکورہ کے دوسرے ٹکڑے مین چونکہ اختلاف
ہے اسلئے پہلا ٹکڑہ یعنی لا جمعۃ جو متفق علیہ تہا وہ بھی قابل احتجاج نرہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ہمارے
مجیب خواہ مخواہ مباحث علمی مین دخل دیکر ناحق چوٹ کہاتے ہین اور پہر ان مضامین نو ایجاد پر وہ غرہ اور ناز ہے
اور ایسے ایسے القاب اپنے لئے تجویز کئے جاتے ہین کہ جسکو دیکہکر اور سنکر سخت تعجب ہوتا ہے
(اذا صلی رکعتین انتظر الوحی)
مگر جہان دو رکعت کے بعد نزول وحی کا انتظار کیا جاتا ہو وہان کچہ تعجب بھی نہین ہم متعدد مواقع نووی فتح الباری
وغیرہ کتب معتبرہ مین ایسی دکہلا سکتے ہین کہ حضرات شوافع بعض روایات سے اورون پر حجۃ قایم فرماتے ہین حالانکہ
خود امام شافعی اون روایات کے معنی مین شوافع کے خلاف ہین جائے غور ہے کہ جب امام مذہب کے مخالفت کی
وجہ سے وہ روایات مقلدین کے حق مین ساقط الاحتجاج نہوئین تو پہر شاگرد یا کسی مقلد کی مخالفت کے باعث
کوئی روایت امام کے حق مین کیونکر ساقط الاحتجاج ہو سکتی ہے اور مجیب کا یہ خیال کہ روایت کے چند جملون مین سے
ایک جملہ مین بھی اختلاف ہوگیا تو باقی جملہ متفق علیہا بھی قابل احتجاج نرہینگے اتنا لغو خیال ہے کہ اوسکے مخالف
نظائر کثیرہ ہر ایک اہل علم بیان کرسکتا ہے بلکہ ایسے بھی نظائر موجود ہین کہ شخص واحد ایک روایت کے چند جملون
مین سے کسی خاص جملہ کو کسی عذر کیوجہ سے تسلیم نہین کرتا اور باقی جملون کو مسلم اور معمول بہا سمجھتا ہے اور اس قسم کی
نظائر اور استدلالات ہر ایک مذہب مین بلا نکیر اتنے موجود ہین کہ انشاء اللہ کوئی لا مذہب بھی اوسکا انکار نکریگا میرے
خیال مین مجیب جس عالم سے دریافت کرینگے وہ اونکو اس قاعدہ کا اہمال و ابطال مع نظائر مذکورہ بتلائیگا اگر کسی اور سے
پوچہنے مین غرۂ مہارت فن حدیث یا خدانخواستہ حیا مانع ہو تو مجتہد مطلق مولوی شمس الحق صاحب سے ہی دریافت

برائے اعتکاف و مواقیت احرام و حرم و کعبہ و عرفات و منا و مزدلفہ و صفا و مروہ برائے حج و عمرہ و غیر مساجد برائے معاملات
الخ اور شہادات منقول سے یہ امر روشن ہے کہ اجتماع مسلمین و اشاعت دین اور جملہ احکام شرع متین کے لئے شروط
و قیود زمانی و مکانی وغیرہ اونکے مناسب شان مقرر ہین اونکو باہم مختلط کردینا فی الحقیقۃ اختلاط فی الدین ہے اور
حقیقت صلوۃ جمعہ کے لئے جیسا یوم جمعہ ضروری ہے ایسا ہی تمدن و مصریۃ کا محقق ہونا واجب ہے تمدن کی قید کو
اوڑا کر ہر موضع اور صحرا و میدان مین اقامت جمعہ کو صحیح کہنا حقیقت شناسان کلام ربانی اور دقیقہ سنجان کلام نبوی
کے نزدیک بالکل ایسا ہی ہے کہ کوئی احمق دیندار یوم جمعہ کی قید کو زایل کر کے شوق عبادت مین اور دنون مین بھی
جمعہ پڑہنے کو تیار ہو جائے یا کوئی مجیب کا ہم خیال صلوۃ استسقا و جنائز و عیدین کے لئے صحرا کی اولویۃ کو
لغو سمجھکر تمام امکنہ کو یکسان بتلانے لگے اور ہمارے مجیب کی طرح یہی لکھے کہ جب صلوۃ عیدین وغیرہ کے لئے
مجمع عظیم ضروری نہین بلکہ ایک دو بھی ادا کر سکتے ہین تو پھر صحرا اور میدان کی قید سے کیا نفع جس چھوٹی سے چھوٹی مسجد
یا مکان مین چاہے ادا کر لے - دیکھیے ہمارے مجیب اپنے قیاس و اجتہاد کے زور سے کس کس قید شرعی سے آزادی
حاصل کرتے ہین - امر اول کے بعد جو مجیب نے اسی بحث مین یہ فرمایا ہے کہ مصر جامع کی شرط تو اسی غرض سے ہے کہ معاملے
فوجداری کرین تو حاکم اونکو روکے اوسکو دیکھکر تو کسی کا مقولہ (چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا) یاد آتا ہے کوئی
پوچھے کہ قید مصر کی وجہ یہ کس نے بیان کی ہے افسوس ہمارے مجیب علام کو ابتلک یہ بھی خبر نہین کہ صحت جمعہ کے لئے
جیسے مصر کی قید ہے دوسری قید حاکم کی بھی ہے یہ نہین کہ حاکم کی ضرورت کیوجہ سے فقہا نے مصر کی قید لگائی ہے
بلکہ اسکے بالعکس کہتے تو مضائقہ نہ تہا یعنی جب صحۃ جمعہ کے لئے مصر اور اذن عام شرط ہوا تو ظاہر ہے کہ مجمع عظیم
ہوگا جسکیوجہ سے حاکم کی ضرورت ہوئی - باقی اہل فہم کو تقریر سابق سے معلوم ہو چکا ہے کہ حقیقت صلوۃ جمعہ
کے لئے تمدن و مصریۃ چونکہ ضروری اور واجب ہے اور اس اشاعت مخصوصہ کے لئے یہی محل مخصوص شرعا مناسب ہے
اسلئے اقامت جمعہ کے لئے مصر ضرور ہوا خواہ مجمع قلیل ہو یا کثیر اور قری صغیرہ اور بوادی اور براری مین گو کتنا ہی مجمع ہو
درست نہوگا بالجملہ حنفیہ کے نزدیک جیسا صلوۃ جمعہ کے لئے یوم مخصوص کی ضرورت ہے ایسے ہی محل خاص یعنی مصر اور
مجمع خاص یعنی ماسوا امام کے تین آدمیون کی ضرورت ہے یہ بالکل جہالت اور افترا ہے کہ مصر کی ضرورت صرف حاکم
کی وجہ سے ہے اور پہر اسپر یہ کہدینا کہ تین آدمیون سے جمعہ ہو جاتا ہے تو پہر مصر جامع کی شرط سے فائدہ ہی کیا ہے بالکل
بے فہمی اور ناواقفی کی بات ہے ان سب امور کے علاوہ یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ ہمارے مجیب باوجود دعوی عمل
بظاہر الحدیث اثر حضرت علی کو جو حکماً مرفوع ہے محض اپنے اٹکل کے تیرون سے مجروح و متروک کرنا چاہتے ہین جو
غایت شرم و ندامت کی بات ہے - اسکے بعد اثر مذکور پر معترض بحاث نے جو بحث رابع بیان فرمائی ہے اوسکا
خلاصہ یہ ہے کہ مذہب صاحبین لا تشریق کے خلاف ہے یعنی دونون صاحب تکبیرات تشریق کو اہل مصر اور اہل قریہ پر

بحث رابع

خامس تحریر فرمائی ہے چونکہ بحث مذکور کو مطلب اوثق العری سے اتنا بھی تعلق نہین جتنا سفیدی کو زنگی سے اور نہ اوسکی وجہ سے اثر مذکور مین کسی قسم کا خدشہ متوہم ہو سکتا ہے صرف مولانا ظہیر احسن سے صلوٰۃ العید فی القری نکرہ تحریمیا کی دلیل پوچھی جاتی ہے جس سے ارشاد السوال نصف العلم کی تصدیق ہوتی ہے اور مجیب خوش ہو رہے ہین کہ ان مباحث کیوجہ سے اثر حضرت علیؓ حنفیہ کا مستدل نہین ہو سکتا ایسے فضول امور کا ذکر نا بھی فضول معلوم ہوتا ہے اسکے بعد پانچ ابحاث اور مجیب نے بہ نسبتہ اثر مذکور تحریر فرمائے ہین جن مین اکثر امور فضول ہین اثر مذکور مین اونکی وجہ سے کوئی نقص پیدا نہین ہو سکتا کہین مجیب لبیب اضحیہ اور صدقۃ الفطر مین خیالی اعتراضات بیان فرماتے ہین کبھی اقامۃ جمعہ فی المنی جو موسم حج مین عند الحنفیہ درست ہی اوسپر بے سود الزام لگانیکو تیار ہین کبھی قری کبیرہ اور صغیرہ کے فرق پر اعتراض کرتے ہین کبھی اثر حضرت علیؓ کو آثار صحابہ کے مخالف بتایا جاتا ہے کبھی نصوص مرفوعہ کے مضاد کہا جاتا ہے جس کے ملاحظہ سے رقص الجمل یا الغریق یتشبث بکل حشیش کا تماشا نظر آتا ہے چونکہ اونکی تفصیل کے پیچھے پڑنا بے سود اور لاحاصل معلوم ہوتا ہے اسلئے یہ عرض ہے کہ مجیب نے جسقدر باتین جد و جہد کے ساتھ مباحث مابعد مین تحریر فرمائی ہین اون مین اثر مذکور کے متعلق اور ہمارے مدعی کے مخالف کل دو امر ہین ایک تو یہ کہ حضرت علیؓ کے اثر مین اقامۃ جمعہ کے لئے مصر کو خاص فرمایا گیا ہے تو اب کسی قریہ مین اقامۃ جمعہ درست نہ ہونی چاہئے حالانکہ حنفیہ کے یہان قری کبیرہ مین اقامۃ جمعہ صحیح ہے دوسرا اثر مذکور آثار و احادیث کے مخالف ہے اسلئے ان کے مقابلہ مین متروک ہونا چاہئے۔ سو امر اول کے جواب مین تو یہ عرض ہے کہ حضرات صحابہ اور تابعین اور ائمہ دین سے جو روایات بابت تفسیر مصر منقول ہین وہی ہمارے نزدیک مسلم اور معمول بہا ہین اور ان مین کسی مین قریہ کا ذکر نہین حضرت علیؓ حضرت حذیفہ عطا امام ابو حنیفہ کے اقوال کو ملاحظہ فرمالیجئے مگر اتنی بات ضروری ہے کہ مصر کی تعریف جو ان حضرات کے ارشاد سے معلوم ہوتی ہے وہ بعض قری کبیرہ پر بھی صادق آتی ہے سو جو قری کبیرہ ایسے ہونگے کہ جن پر منجملہ تعریفات مصر کوئی تعریف صادق ہوگی اونکو احکام شرعیہ مین مصر کہا جائیگا گو عرف مین اونکو قریہ کہا جاتا ہو بلکہ اصطلاح علما مین قریہ کبیرہ اوسی کو کہینگے جس قریہ پر تعریف مصر صادق آتی ہو بعض علمائے متاخرین نے بغرض توضیح یہ فرما دیا ہے کہ مصر اور قصبات اور قریہ کبیرہ مین سب مین اقامۃ جمعہ درست ہے مگر اونکا یہ مطلب نہین کہ اکابر سلف نے فقط مصر مین اجازت دی تھی اور ہمارے نزدیک قصبات و قری کبیرہ مین بھی جائز ہے۔ اونکی غرض یہ ہے کہ جمعہ کو مصر عرفی ہی کیساتھ مخصوص سمجھا جاوے بلکہ مصر عرفی اور قصبات اور قری مذکورہ سب مصر شرعی بیان فرمودہ اکابر مین داخل ہین بالجملہ اثر حضرت علیؓ مین جو مصر جامع مذکور ہے قصبات و قری مذکورہ سب اوسمین داخل ہین اوس سے کوئی امر مباین اور زائد نہین ہے جو ہمارے مجیب مطلب فقہا کو اثر حضرت علی

اور تحقیق فرمالیوین غالباً وہ بھی ہماری معروضات کی موافقت فرماوینگے نظر برین ہمکو اون نظائر کی تشریح ایک طول فضول معلوم ہوتا ہے البتہ ایک دو نظیر جو امر مبحوث عنہ کے متعلق خود مجیب کے مشرب مین موجود ہے اوسکو عرض کئے دیتے ہین دیکھئے حدیث طارق بن شہاب جو مدعائے مجیب پر اول درجہ کی حجۃ سمجھی جاتی ہے جسکی بحث تفصیل کے ساتھ مکرر گذر چکی ہے اب ہمکو اوسکے جوابدینے کی کوئی ضرورت ہی باقی نرہی مجیب کے قاعدہ مسلمہ مخترعہ کیموافق یہ کہدینا کافی ہوگا کہ حدیث مذکور مین آگے چلکر جو لفظ عید موجود ہے اوسکے حکم مین اختلاف ہے حتی کہ امام اہل ظاہر داؤد ظاہری رحمہ اللہ اوسپر جمعہ کو فرض فرماتے ہین اور عید کے استثنار کو تسلیم نہین کرتے پھر کیا وجہ ہے کہ امام داؤد نے حدیث طارق کے خلاف فتوی دیا تو اب بقول مجیب ابو المکارم جب خود مجیب کے یہان حدیث مذکور کے احتجاج اور عدم احتجاج مین یہ خلاف ہے تو پھر دوسرون پر اوس سے احتجاج پیش کرنا کب سزاوار ہے اور اسی کے ساتھ جب اس امر کا بھی خیال کیا جاوے کہ بہت سے محدثین حدیث مذکور کے حکم یعنی وجوب جمعہ سے مسافر کو بھی مستثنی فرماتے ہین اور بعض صاحب اس استثنار کے منکر ہین اور ہمارے مجیب بھی اسی طرف مائل ہین کما مر تو پھر تو مجیب کے گھر مین ہی حدیث طارق کی بابت اختلافات پیش آگئی اسلئے اونکے قاعدہ مخترعہ کی روسے تاوقتیکہ اس خانہ جنگی سے فراغت نہوجائے حدیث طارق بن شہاب کو خصم پر حجۃ نہ لائین آور سنئے آیہ کریمہ فاسعوا الی ذکر اللہ کو بھی ہمارے مجیب اور اونکے ہم مسلک حضرات حجۃ قوی خیال فرمارہے ہین چنانچہ اسکی بحث بھی گذر چکی ہے لیکن مجیب ابو المکارم کے قاعدہ کی موافق جوابات معروضہ سابقہ کی اصلا حاجۃ نرہی کیونکہ آیۃ مذکورہ مین ذکر اللہ سے مراد جمہور نے خطبہ لیا ہے مگر مجیب کے ہم مشرب اس سے مراد صلوۃ اور خطبہ دونون بلکہ صرف صلوۃ لیتے ہین کیونکہ خطبہ صلوۃ جمعہ کے لئے اونکے نزدیک واجب نہین غایۃ مافی الباب مسنون ہے چنانچہ روضۃ الندیہ کی عبارت مین یہ مضمون موجود ہے تو جب آیۃ مذکورہ کے ایک ٹکڑے مین مجیب کے یہان یہ اختلاف ہے تو پھر دوسرون پر اوسکو حجۃ بنانا بقول اونکے کیونکر سزاوار ہے اور اسیکے ساتھ جب یہ بھی خیال کیا جاوے کہ ارشاد فاسعوا کے معنی خلاف جمہور بحسب الظاہر بعض صاحب دوڑ کر چلنے کے لے رہے ہین تو پھر تو آیۃ مذکورہ سے کسی مخالف پر استدلال پیش کرنا اور اوسکے الزام کی توقع رکہنا مجیب کے محققہ قاعدہ کے موافق بالکل ہی باطل ہے ہمارے مجیب اور اونکے موافقین کے استدلالات مین آیۃ مذکورہ اور حدیث طارق بن شہاب عمدہ استدلال شمار کئے جاتے تھے مگر مجیب کے اس قاعدہ نو ایجاد کی روسے اس قابل نرہی کہ کسیکو زحمت جواب کھینچنے پڑے مگر اوثق العری یہن چونکہ ان دونون استدلالون کے جواب قابل قبول اہل علم اور لایق پسند اہل حق تحریر فرمائی تھی اسلئے ہمنے بھی سابق مین اونکی پوری تشریح عرض کردی ہے ورنہ مجیب ابو المکارم کی جوابدہی کے لئے کافی اور اونکی شان کے مناسب یہی ہے جو اب معروض ہوا اسکے بعد مجیب نے اثر مذکور پر بحث

مجیب خاموش

مقابلہ مین ایسے حماقت آمیز تکلفات سے کام لینا قیامت کی بہت قوی علامت ہے عقل حق پسند سے کام لیجئے تو تمام اہل ظاہر کو ایسے قابل اور اوسکے اقوال سے ننگ و عار آنا چاہئیے نہ کہ اوسکی حمایت اور اون اقوال کی اشاعت مین بذل ہمت و مال کر کے تمام اہل ظاہر کو دہبہ لگایا جاوے۔ جو صاحب جوہر انصاف رکہتے ہین وہ تو ہماری اس ملامت کو انشاء اللہ شفیق فصاد کے نشتر سے کم نہ سمجہینگے اور متعصب و معاند تو کیا عجب ہے کہ ہماری عرض کو سنکر اولٹی ترقی کرنیکو ایسے مستعد ہو جائین کہ خود ہمکو یہ کہنا پڑے شعر

غرض ایمان سے ضد اوس غارتگر دین کو پڑی　　　تجہے اے مومن خدا سمجہے یہ تو نے کیا کیا

خیر پہر اگر یہی انصاف و تدین ہے تو یاد رکہئے کہ کسی نص قرآنی و حدیث نبوی سے کسی مدعی پر استدلال لانا ایسا دشوار ہو جائیگا کہ جسکی توقع بدشواری ہو سکتی ہے ورنہ جانیے حدیث طارق بن شہاب جسکو ہمارے ہر دو مجیب اپنے ثبوت مدعی کے لئے اعلی دلیل تصور فرماتے ہین اور تمام علما مسائل متعددہ دربارہ صلوۃ جمعہ اوس سے استخراج فرما رہے ہین بالکل ساقط الاعتبار ہو جائینگے اور مجیب کے تمام خیالات خاک مین ملجائینگے کیونکہ جن ابحاث عشرہ پر مجیب کو ناز ہے اور جنکے بہروسے پر اثر حضرت علی کو ساقط الاحتجاج بتلا رہے ہین وہ ابحاث مع شے زاید حدیث طارق بن شہاب مین موجود ہین اہل علم و فہم جانتے ہین کہ ساقط الاحتجاج ہونیکے لئے تو ایک خرابی بہی کافی ہے چہ جائیکہ حدیث طارق بن شہاب مین دس کی جگہ پندرہ موجود ہون تو اب مجیب طارق بن شہاب کی حدیث سے کیونکر کسی مدعی پر استدلال قایم کر سکتے ہین بلکہ اثر حضرت علی سے پہلے حدیث طارق بن شہاب کو جہاڑ مار کر ساقط الاعتبار کہنا پڑیگا دیکہئے اول آپ اثر حضرت علی کو صرف موقوف کہکر اوسکو ساقط الاحتجاج بتلاتے ہین اور مکرر تنبیہات پر بہی اس امر کو نہین دیکہتے کہ وہ موقوف کیسا ہے۔ پس فقط موقوف ہونے پر حکم سقوط لگایا جاتا ہے اسکے جواب مین کوئی کہہ سکتا ہے کہ حدیث طارق بن شہاب مرسل ہے

چنانچہ امام خطابی فرماتے ہین لیس اسناد ہذا الحدیث بذاک وطارق بن شہاب لا یصح لہ سماع من النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا انہ قد لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ علما کہ جو جمعہ کو فرض عین نہین مانتے بلکہ فرض کفایہ کہتے ہین وہ حضرات حدیث مذکور کے ترک کی وجہ ارسال ہے پیش کرتے ہین جب ہمارے مجیب اپنی غرض کو ارسال کی تفصیل بیان کرینگے اور حدیث طارق کو صحیح فرماوینگے اوس وقت اونکو موقوف کی تفصیل بہی سمجہنی پڑیگی اور اثر حضرت علی کو صحیح کہنا ہوگا۔ دوسری وجہ اثر حضرت علی کے ترک کی یہ فرماتے ہین کہ اثر مذکور سے استدلال اوسیوقت صحیح ہو سکتا ہے جب مصر جامع کی تعریف حضرت علی سے منقول ہو۔ سو اسکے جواب مین بہی کوئی کہہ سکتا ہے کہ حدیث طارق سے بہی استدلال اوسیوقت صحیح ہو سکتا ہے جب عبد کی تفسیر اور تعریف خود حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو معلوم نہین کہ مدبر مکاتب معتق البعض ماذون اور وہ غلام کہ جسپر مولی غلہ اور خراج معین کر دے کون ارشاد مذکور مین داخل ہین اور کون خارج تو ہمارے مجیب کے ذمہ لازم ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسبات کو اول منقول فرمادین کہ عبد مملوک

کے مخالف سمجھکر اعتراض فرمانیکو تیار ہو گئے اگر حضرات علماء یہ توضیح نفرماتے تو کچھ عجب تہا کہ بہت سے ظاہر بین حضرت علیؓ وغیرہ کے اقوال مین مصر جامع اور مدینہ عظیمہ کو دیکھکر اپنی عرف پر اعتماد کر کے قصبات وقری کو یک لخت خارج کر دیتے اب باقی رہا امر ثانی یعنی مجیب کا یہ کہنا کہ اثر حضرت علی آثار متعددہ اور احادیث کثیرہ کے معارض ہے اسکا جواب اوثق العری مین خود موجود ہے اور ہم بھی تفصیل و توضیح کے ساتھ محدث بنارسی کے جواب مین ابھی عرض کر چکے ہین اوسکے ملاحظہ سے خوب معلوم ہو سکتا ہے کہ مجیب کا یہ کہنا بالکل بے اصل اور خلاف واقع ہے جسکا مبنی ناواقفیت ہے یا تعصب مگر افسوس ہے کہ اوثق العری مین اسکے متعلق جو تقریر مذکور ہے جسکا حال مفصلاً معروض ہو چکا ہے اوسکے جواب سے مجیب نے پہلوتہی کی اور پھر شوخی و بیباکی دیکھیے کہ اوسی تعارض کو پیش کیے جاتے ہین اور اس سے بھی بڑھکر یہ بات ہے کہ مجیب نے جو احادیث اثر حضرت علی کے معارض پیش کی ہین چند روائتین تو ایسی ہین کہ جن کو اس بحث سے کوئی علاقہ ہی نہین بلکہ صلوۃ جمعہ یا عید کا اون مین ذکر تک نہین فقط قربانی کا ذکر ہے علی ہذا القیاس بعض روایات مین نماز جمعہ یا عید کا ذکر تو ہے مگر باتخن فیہ سے کوئی بحث نہین البتہ بعض روایات مثل قصہ جواثی یا ارشاد حضرت عمر جمعوا حیث ماکنتم ایسے ہین کہ جو بظاہر مطلب مجیب کے موید نظر آتی ہین مگر اون سبکا جواب اوثق العری مین موجود ہے اور ہم بھی شرح و بسط کیساتھ ان تمام روایات کا جواب مکرر عرض کر چکے ہین اعادہ کی حاجت نہین مجیب اور اونکے موافقین کو لازم ہے کہ قصہ جواثی اور ارشاد حضرت عمرؓ وغیرہ کو اب اپنے استدلال مین پیش نفرماوین تاوقتیکہ امور مذکورہ اوثق العری کو ملاحظہ نفرمالین اور اون امور کا معقول جواب ندے لین اوسوقت تلک فعل اہل جواثی اور ارشاد حضرت عمروغیرہ سے استدلال کرنا ہرگز قابل سماعت و لائق جواب نہوگا اور مجیب نے تو ایسی بیباکی پر کمر باندہی ہے کہ روایۃ ابن ماجہ اور نسائی جس مین سفر مین اضحیہ یعنی قربانی کرنیکا ذکر ہے اوس سے اقامۃ جمعہ فی القری کو ثابت کرنا چاہتے ہین اور اونکے مخالفت کیوجہ سے اثر حضرت علی کو متروک فرمارہے ایسی خرافات کا جواب دینا تو درکنار ایسے استدلالات کیوجہ سے تو مجیب کی جسقدر تجہیل و تحمیق کیجائے عین حق و صواب ہے مگر مجیب کی عنایتون سے چونکہ ہمکو کسی قسم کی تمنا اور آرزو باقی نہین رہی اور نہ ناظرین پر اوسکی اظہار کی حاجت اسلئے اوس سے اعراض کر کے یہ التماس ہے کہ مجیب نے جو ابحاث عشرہ مذکورہ بیان کر کے اثر حضرت علی کو متروک فرمایا ہے عند اللہ مذموم ہونیکے سوا غایۃ شرم و ندامت کی بات ہے کیونکہ اول تو ابحاث مذکورہ مین جسقدر امور بیان کئے ہین قریب کل کے ایسے ہین کہ نہ عقل کی موافق نہ نقل کے مطابق اور قابل قبول تو ایک بات بھی نہ کہی دوسرے مجیب کے مشرب اور دعوی عمل بالحدیث سے اسقدر بعید اور مباین ہین کہ العظمۃ للہ ایسے بیہودہ وجوہ خلاف عقل و نقل محض پاس سخن کیضرورت سے گہبرا کر نصوص شرعیہ کو مطروح اور ساقط الاعتبار قرار دینا اہل اہوا کا کام ہے عامل بظاہر النصوص ہوکر نصوص کے

نزدیک جب صلوۃ عیدین اہل قری کو جائز نہیں تو پہر صدقۃ الفطر اور اضحیہ کیونکر اون کے لئے جائز ہوگیا حالانکہ اضحیہ
اور صدقۃ الفطر نماز عید کے تابع ہین۔ قطع نظر اس کے کہ مجیب کی ناواقفیت اور غلط بیانی ہر فقرہ سے مترشح ہے
اور ہمارے مستدل مین اس لغو بیانی سے کوئی سقم پیدا نہین ہو سکتا ہم مجیب سے دریافت کرتے ہین کہ صبی صغیر کے لئے
جب مجیب کے مذہب مین بھی نماز عیدین جائز نہین تو پہر صدقۃ الفطر کے واجب ہونے اور اضحیہ اوسکی طرف سے کرنیکے
کیا معنی کیونکہ مجیب کے ارشاد کی موافق اضحیہ اور صدقۃ الفطر تو صلوۃ عیدین کی تابع ہین اور اسی پر کیا ہے جب مجیب نے اسبات
کو تسلیم کرلیا کہ صدقۃ الفطر اور اضحیہ صلوۃ عید کے ایسے تابع ہین کہ بدون صلوۃ جائز ہی نہین ہو سکتی تو اونپر اور اون کے مذہب
پر اتنے اعتراض ہون گے کہ مجیب اور اون کے ہم مشربون کا سارا اجتہاد اور سعی صرف ہونیکے بعد بھی سبکدوشی محال نظر
آتی ہے۔ بحث سابع کا یہ مدعی ہے کہ جب مولف یعنی مولانا ظہیر احسن کے یہان جمعہ قری مین درست نہین تو پہر منا مین
فی الموسم اونکے یہان جمعہ کیسے درست ہوگیا۔ اسکا جواب یہی ہے کہ جب مجیب ابو المکارم کے یہان حدیث طارق
بن شہاب کا یہ مطلب ہے کہ بجز عبد امراۃ صبی مریض سب مسلمانون پر جمعہ فرض ہے کوئی اس سے مستثنی نہین تو
پھر کیا وجہ ہے کہ عرفات مین جمعہ درست نہین اور کسی نے حجۃ الوداع مین جمعہ ادا نہ کیا کما مر مفصلاً بحث ثامن کا
مقصود یہ تہا کہ مولف کے نزدیک جب قریہ کبیرہ مین جمعہ درست معلوم ہوتا ہے تو اثر حضرت علی مولف کے بھی موافق نرہا
کیونکہ اثر مذکور سے بالتصریح معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ مصر کے سوا دوسری جگہ درست نہین۔ اسکا جواب بھی مجیب کے طور پر ہماری
طرف سے یہ ہے کہ حدیث طارق بن شہاب کا حسب تسلیم مجیب جب یہ مدعی ہے کہ بجز عبد امراۃ صبی مریض اور سب
پر جمعہ فرض ہے تو اب حدیث طارق مذہب مجیب کے بھی مخالف ہے کیونکہ اہل عرفات اور مجنون اور محبوس اور صاحب
مطر شدید اور بعض اعمی پر بھی مجیب صلوۃ جمعہ کو فرض نہین بتلاتے۔ بحث تاسع اور عاشر کا خلاصہ یہ ہے کہ اثر
حضرت علی چونکہ آثار صحابہ اور احادیث مرفوعہ کے خلاف ہے اسلئے متروک اور غیر قابل للاعتبار ہونا چاہئے۔ اس کا
جواب مجیب کے طرز کی موافق یہی ہے کہ حدیث طارق بن شہاب چونکہ آثار صحابہ اور احادیث مرفوعہ اور تعامل مستمر
زمانۂ نبوت اور عہد آمد عصر خلافت کے مخالف ہے چنانچہ نہایت تفصیل کے ساتھ مکرر عرض کرچکا ہون اور جو معنی
ہمارے مجیب نے حدیث طارق بن شہاب کے لے رکھے ہین یعنی اہل بوادی اور اہل براری اور مسافر اور خانہ بدوش
سب پر جمعہ فرض ہے اوسکی رو سے اجماع ائمہ مجتہدین کے بھی معناد ہے اسوجہ سے حدیث مذکور معمول بہ نرہی۔
وجوہ مذکورہ کے سوا اور بھی ایسے وجوہ جنکو مجیب نے اثر حضرت علی مین مایۂ فخر سمجھکر پیش کیا ہے حدیث طارق بن شہاب
مین موجود ہین مگر ہم ان فضولیات سے خود کارہ ہین فقط مجیب کی اوس طبع آزمائی کے جواب مین جو اونہون نے اثر
مرتضوی کی تردید مین کی تھی اور اپنے تمام رسالہ کا لب لباب اور مابہ الفخر خیال فرماتے تھے ہم اس طول کے متحمل ہوئے
اور اونکے ایماءات عشرہ کے مقابلہ مین ہمنے بھی ہوبہو باتین ویسی ہی حدیث طارق بن شہاب مین جو اونکی عمدہ دلیل

جو حدیث طارق مین واقع ہے اوس سے کیا مراد ہے اور اقسام مذکورہ مین سے کون اس استثنا مین داخل یعنی
حکم وجوب جمعہ سے خارج ہے اور کون نہین تاوقتیکہ انواع مذکورہ عبید کی تفصیل مع احکام حدیث مرفوع سے معلوم ہو
اوس وقت تلک ہمارے مجیب اپنے ارشاد کی موافق جمعہ کو ملتوی رکہین اور حدیث طارق بن شہاب پر نہ خود عمل
کرین اور نہ اورون کو فتوی دین اور نہ کسیپر حدیث مذکور سے حجۃ پیش فرماوین کیونکہ استثنار کی جہالت مستثنی منہ کو بھی
مجہول اور ساقط الاعتبار کر دیتی ہی تلویح مین ہے حتی ان مجموع الاستثناء وصدر الکلام بمنزلۃ کلام واحد فجہالتہ
توجب جہالۃ المستثنی منہ فیصیر مجہولا مجملا متوقفا علی البیان اور اسکے ساتھ جب یہ بھی دیکھا جائے کہ مریض کی بھی کوئی
تفصیل اور تعیین حدیث مذکور مین موجود نہین تو ابتو حسب قاعدہ مجیب حدیث طارق سے اوس وقت استدلال ہو سکیگا
جب پہلے عبد مملوک اور مریض دونون کی تفسیر اور تعیین حدیث مرفوع سے ثابت ہو جائے اور یہ نہو سکے تو پھر جن چیزون
سے مجیب قطع نظر کرنیکے عادی ہین اون سے قطع نظر فرما کر یہی کہدین کہ مریض اور عبد مملوک بجمیع اقسامہ مطلقا حکم
وجوب جمعہ سے مستثنی اور خارج ہین اور یہ بھی نکر سکین تو پہر اپنے اس قاعدہ مختلفہ کو اپنی جیب مین رکہین اور اسمین
بہی اگر تامل ہو تو حدیث طارق بن شہاب سے جو طمطراق کے ساتھ استدلال کیا تہا اوسکو واپس فرمالین اور پہر
بہول کر بھی استدلال مذکور کا نام نہ لین - تیسری بحث جو اثر حضرت علی مین مجیب نے بیان کی ہے اوسکا خلاصہ یہ ہے
کہ جب حنفیہ کے یہان تین یا آدمیون سے جمعہ ہو جاتا ہے تو پہر مصر جامع کی شرط سے کیا فائدہ اسکے جواب مین بھی یہ
کہدینا کافی ہوگا کہ جب مجیب کے مذہب مین بلا تخصیص مکان کیف ما اتفق صرف دو آدمیون سے بدون کسی شرط زائد
کے جمعہ مثل دیگر صلوات صحیح ہو سکتا ہے تو عبد مملوک کے استثنار کی کیا وجہ اور مسافر کی تخصیص کا کیا سبب جس کو
بہت سے محدثین بھی تسلیم فرماتے ہین اور قریہ اور امام کی شرط سے کیا فائدہ جو ام عبد اللہ کی روایۃ مین موجود ہے
اور مجیب بنارسی اوسکو معتبر اور مستدل فرما چکے ہین کما مر اور خاتم المحدثین قاضی شوکانی اور امیر المومنین نواب
صاحب وغیرہ کے قلم تیکن من اقامتہا بمکۃ کا کیا مطلب - بحث رابع کا یہ خلاصہ تہا کہ اثر حضرت علی لاجمعۃ ولا تشریق الخ
کے دوسرے ٹکڑے یعنی لا تشریق کے معنی مین جب باہم حنفیہ مین اختلاف ہے تو اول ٹکڑے یعنی لاجمعۃ سے دوسرون پر
کیسی حجۃ پیش کی جاتی ہے جس کے جواب مین مجیب کے قاعدہ کی موافق کہا جا سکتا ہے کہ حدیث طارق بن شہاب مین جب
اہل ظاہر عبد مملوک کے استثنار مین باہم مختلف ہین چنانچہ داؤد ظاہری حکم وجوب جمعہ سے عبد کو مستثنی نہین فرماتے
تو پہر حدیث مذکور کے اول جملہ سے دوسرون پر کیسے حجۃ لائی جاتی ہے اور اوس سے اہل قری پر کیونکر جمعہ واجب
ہو سکتا ہے - بحث پنجم کو امر مبحوث عنہ یعنی اقامت جمعہ فی القری اور اثر حضرت علی سے کوئی تعلق نہین کما مر البتہ
استحسانا آپکے طرز پر یہ عرض ہے کہ حدیث طارق بن شہاب مین لفظ کل مسلم سے مکلف وغیر مکلف دونون مراد ہین یا
مجنون استثنار سے باقی رہ گیا اور خاص مکلف مراد ہین تو صبی کا استثنا کیسا بحث ششم کا یہ مطلب ہے کہ حنفیہ کے

ہین گوارہ کی ہے حتی کہ ہدایت الوری کے سوا مذہب مختار کے اقوال کے بھی جوابات عرض کرئے ہین ہمنے بخل نہین کیا
اور ایجاث عشرہ ودیارہ ائمہ حضرت علی جو مذہب مختار مین مجیب نے تحریر فرمائی تھین جنکی جوابدہی ہمارے ذمہ نہ تھی اون
ایجاث کے جوابات تحقیقی والزامی بھی عرض کردیئے ان سب امور کو یاد دلاکر یہ عرض کرتے ہین کہ حدیث طارق
بن شہاب کی نسبت مجیب کے مسلک کی موافق جو ایجاث وخدشات تھے وہ تو ابھی مفصلاً معروض ہو چکے ہین اور مطلب
تحقیقی قابل قبول اہل علم وفہم بحوالہ اوثق العری اوراق سابقہ مین شرح وبسط کے ساتھ مذکور ہوچکا ہے اب
ایک دو بات حدیث مذکور کے متعلق ہمارا ابھی دل چاہتا ہے کہ عرض کرین بشرطیکہ انصاف وتدبر کے ساتھ جواب
عنایت ہو ہمکو توقع ہے کہ ہمارے ہر دو مجیب اوس کلفت اور جانفشانی کا ضرور خیال فرماکر جو ہمنے اونکی وجہ سے
گوارا کی ہے ہماری عرض کو توجہ کے ساتھ سنینگے اور اوسکے جواب مین تدبر وانصاف سے درگذر نفرماوینگے۔
دیکھیے حدیث مذکور مین جو ارشاد ہے الجمعة حق واجب علی کل مسلم فی جماعة کلمہ فی جماعة مین دو احتمال ہین
یا اسکو واجب کا صلہ بنایا جائیگا یا کائن اور موجود مقدر مانکر مسلم کی صفت کہنا ہوگا ایسے ہی جماعة کے
بھی دو معنی ہو سکتے ہین یا جماعت سے مراد جماعة صلوة ہوگی یا مجمع ناس چنانچہ لفظ جماعة دونون معنی مین خود
نصوص مین بکثرت مستعمل ہے اب اون دو کو ان دو مین ضرب دینے سے ظاہر ہے کہ معنی حدیث مین چار
احتمال پیدا ہونگے سو ہم صرف یہ عرض کرتے ہین کہ معانی واحتمالات مذکورہ مین سے جونسے معنی اور احتمال آپکے
نزدیک حق ہون اونکو معین فرمادیجیے اور جسکو آپ حق نسمجھین اوسکو بھی بتلا دیجیے مگر شرط یہ ہے کہ جو کچھہ ارشاد ہو
اوسکی دلیل قابل قبول بھی ارشاد ہو تحکم بیجا اور تخیل ناروا سے کام نلیا جاوے ورنہ یاد رہے کہ فقط اپنے
استدلال قوی ہی سے محرومی اور دست برداری کرنی نہ پڑے گی بلکہ اوسکے ساتھ دو سرے حسرت وناکامی
یہ بھی ضرور ہوگی کہ خلاف اجماع تمام شرائط وقیود کو اوڑا کر جو ایک شرط جماعة کی تسلیم کی گئی تھی اور اوسکی دلیل بھی
حدیث طارق بن شہاب لے دیکر بیان کیجاتی تھی وہ بھی گاؤ خورد ہو جائیگی اور آپ حضرات کے مسلک کی مطابق
کوئی اور دلیل بھی مدعا ئے مذکور یعنی ثبوت وجوب جماعة کے لیئے ہاتھہ آتی نظر نہین آتی بالجملہ آپ جب تلک احتمالات
مذکورہ مین سے کوئی احتمال اپنے مفید مدعی مدلل معین نفرمالیوین اوسوقت تلک حدیث طارق بن شہاب سے
ہمارے اوپر حجت لانا ہرگز قابل سماعت نہوگا اور اگر ہم بدین خیال کہ مجیب صاحبون نے اوثق العری کے ارشاد کا
تو جواب آیا ہی نہیں تھا پھر اوسپر مجیب ابو الکلام کے اوس طریقہ کی موافق جو اونہون نے تردید اثر حضرت علی کی
ضرورت سے ایجاد واختیار فرمایا ہے حدیث طارق بن شہاب مین آٹھہ دس خدشے اور پیدا ہوگئے ایسا ان سب
امور کے بعد ہم بھی اپنی معروضات کا جواب طلب کرین تو بالبداہت تکلیف مالایطاق کا قصہ نظر آتا ہے اسلئے
لگے عفو ونظر معیر کے فضایل کی طمع مین ہم اپنی معروضات سے قطع نظر کرلین مگر حدیث طارق بن شہاب کی

تھی عرض کردین - باقی حق بات یہی ہے کہ اثر حضرت علی اور حدیث طارق بن شہاب دونون صحیح اور واجب التسلیم والعمل ہین ہمارے مجیب نے جو خلاف عقل ونقل روایات صحیحہ کے ابطال کا نیا طریقہ نکالا ہے یہ اونکو اور اونکے ہواخواہون کو ہی مبارک ہو ہمتو اسکو اہل اہوا ومبتدعین کا کام سمجھتے ہین ہم سچ عرض کرتے ہین کہ دو باتین جو ہمنے مجیب کے الزام اور اونکی تنبیہ کی غرض سے اونکے مسلک کی موافق حدیث طارق بن شہاب مین عرض کی ہین ہمکو تو اونکے بیان پر بھی فی الجملہ ندامت ہے اوثق العری کو ملاحظہ فرمالیجئے کہ حدیث طارق بن شہاب کے معنی ظاہری کے تسلیم فرمانے مین کوئی عذر بارد بھی پیش فرمایا ہے یا دیگر روایات مستدلہ مجیب مین کوئی امر بعید از عقل ونقل بیان کیا ہے - یہ بات البتہ کی ہے کہ ہر موقع پر معنی قابل پسند اہل فہم جو جملہ روایات ونصوص مین موافق ہون بیان فرماکر تمام روایات کو منطبق کرکے دکھلا دیا ہے چنانچہ ہم بھی تمام امور کو تفصیل کے ساتھ اپنے اپنے موقع پر عرض کر چکے ہین - اور ہمارے مجیب کی یہ حالت ہے کہ تطبیق روایات پر آئین تو نعوذ باللہ کہنے کو دل چاہتا ہے اور ترک ترجیح بین الروایات کرنا چاہین تو استغفار پڑھنے کی جی مین آئے اثر حضرت علی کی تردید مین جو کچھ مجیب نے تحقیق وتدقیق فرمائی ہے جسپر خود مجیب بھی پھولے نہین سماتے ہماری عرض پرجتہ کافی ہے اور اگر کوئی دوسرا بیباک بھی یہی طریقہ اونکو مقابلہ مین اختیار کرے تو آیت قرآنی اور روایات حدیث جسقدر مجیب نے بیان کی ہین کوئی بھی قابل استدلال مجیب نہین رہ سکتے چنانچہ حدیث طارق بن شہاب کی کیفیت بطور نمونہ ہم عرض بھی کر چکے ہین اہل علم وانصاف جملہ امور کو خود ملاحظہ فرمالیوین —

الحمد للہ - کہ ہم ہر دو مجیب کی جوابدہی اور خدمت گذاری سے بعنایت الہی فارغ ہو چکے اور ہر دو رسالہ کا جواب مفصل تمام ہوگیا اور ہمنے اپنے خیال کے موافق کسی امر کے جواب دینے سے پہلوتہی نہین کی یہی وجہ ہے کہ ہمارے ناچیز تحریر اسقدر طویل ہوگئی جسکا خود ہمکو بھی خیال تہانہ ارادہ - مگر ہمنے اپنے رسالہ مین یہ نہین کیا کہ محض ادہر اودہر کے حیلون سے کام لیا ہو یا اصل مقصود سے تجاہل عارفانہ کرکے کسی امر جزوی پر بے اصل اور بے سود مواخذہ کیوجہ سے سرخروئی حاصل کی ہو بلکہ ہمنے اصل مقصود کے سوا مجیب صاحبون کے فضول وزوائد امور کی کیفیت بھی معہ جواب عرض کردی ہے گو ان وجوہ اور بعض دیگر وجوہ سے تحریر طویل ہوگئی جسکے باعث بعض ناظرین اوسکے مطالعہ سے پہلوتہی فرماوین تو عجب نہین مگر متعدد منافع اور مصالح کیوجہ سے ہمکو یہ طول اختیار کرنا پڑا جنکا بیان کرنا بھی طول سے خالی نہین والعذر عند کرام الناس مقبول ہان اسی کے ساتھ یہ بھی عرض ہے کہ گو طول ہے مگر انشاء اللہ محض فضول ہرگز نہین بقول شخصے **شعر**

اگرچہ عشق مین آفت بھی ہے بلا بھی ہے　　مگر برا ہی نہین کچھہ نہ کچھہ بھلا بھی ہے

آخر مین ہم ہر دو مجیب بالخصوص مجیب ابوالمکارم کو اپنی وہ دردسری جو ہمنے اونکے رطب ویابس اسمعکی جوابدہی

کام لیا ہوگا بالخصوص مولوی محمد سعید صاحب محدث بنارسی کہ مثل اکثر محدثین زمانہ حال طالب علمی سے پہلے عالم و محدث
نہین بن بیٹھے تو ہمکو مجبوراً اوس مضمون مسموع کی تصدیق کرنی پڑے اگر قرار واد باہمی مین کسی قسم کا تامل ہو تو ہو مگر قرار داد
قلبی مین تو ہمکو گنجایش تامل نہین معلوم ہوتی جب ان صاحبون کا یہ حال ہے کہ بوجہ تعصب بیجا کی جو محدثین زمانہ
حال کا خاصہ شاملہ اور مدار شہرت و مقبولیت ہی تمیز حق و باطل سے معذور اور تعظیم و ادب اکابر سے بالکل معرا اور
اور نفور ہین تو پہر اُن صاحبون کی تصانیف جو علم و دیانت سے برائے نام ہے تعلق رکہتے ہین ظاہر ہے کہ جہل و ہوا اور سب و تبرا سے
کیونکر معمور نہونگے چنانچہ اوسکا ایک ادنی نمونہ یہین ملاحظہ فرمالیجیے کہ یہی فتوی جو مفتیان دہلی نے ابتداءً حسین نوی اونکا قابل
خاص ہے اور نہ مخالف تحریر فرمایا ہے اوسمین بعض مفتیون کے کلام مین مذہب احناف کی نسبت ہوس من ہوسات الشیطان
اور وسوسۂ شیطانی اور کالجیاری فی الصحاری کلمات موجود ہین سچ ہے جتنا چہوٹا اوتنا ہی کہوٹا اس فتوی کے جواب
مین اوثق العری مین یہ کیا کہ مفتیان موصوف کے جملہ امور کا جواب شافی اور اونکے تمام خیالات کی تردید کافی نہایت تحقیق
و توضیح کے ساتھ تحریر فرمائی اور ان کذب و عناد آمیز فقرات کا جواب تو در کنار اونکی شکایت بھی ظاہر نفرمائی اور واقعی اوفق
باتباع نصوص یہی طرز ہے جو اوثق العری مین اختیار فرمایا علاوہ ازین جس امر کی جوابدہی کا خود حق تعالی شانہ متکفل
ہوچکا ہو اوسکے جواب کی فکر کرنا اور عزیمت کو ہاتھ سے دینا کونسی نفع کی بات ہے پہر ایسے جلی اور واضح امر سے آنکہین
بند کرکے مجیب بنارسی کو بوجہ عصبیت فقط اتنی بات پر طیش آگیا کہ حجۃ السلف والخلف مولانا سید نذیر حسین کے فتوی
کا جواب کیون لکہا اور اخیر رسالہ تلک بے وجہ یا یون کہیئے کہ بوجہ بے فہمی بیجا کاتہ الفاظ اور گستاخانہ کلمات اکثر مواقع مین تحریر
کئے اور افسوس کہ کسی قسم کی حیا اور شرم مجیب محدث کے پاس تلک نہ آئی مجیب صاحبون کی اس برعکس کارروائی اور
اوس کم فہمی اور نا انصافی کو دیکہکر جو بجواب اوثق العری اونسے جابجا سرزد ہوئی ہے بیشک ہمنے بھی اس قسم کی باتون کا
جواب دیا اور ان صاحبون کے علم و انصاف کی حقیقت پر متعدد مواقع مین متنبہ کردیا مگر ہمنے ایک تو یہ نہین کیا کہ اپنی طرف
سے مطلب حق کو غلط سمجھکر کسیکی تغلیط اور تجہیل کی ہو دوسرے یہ نہین کیا کہ خدانخواستہ تمام محدثین اور جملہ اہل ظاہر کی
مذہب کو کہین باطل یا وسوسۂ شیطانی کہا ہو حتی کہ قاضی صاحب اور نواب صاحب اور مولوی سید نذیر حسین صاحب
کے لیئے بھی ہمنے اس قسم کی بات تمام رسالہ مین کہین پسند نہین کی اب اوثق العری کا تو ذکر بھی نکیجیے مگر اہل انصاف ہمارے
کلمات اور اونکی تحریرات کو موازنہ فرمالیوین کہ اونہون نے بلاوجہ حضرات اکابر اور مذہب احناف کی بابتہ کیا کیا کچھ بیہودگی
ظاہر فرمائی ہے اور ہمنے باوجود وجہ وجیہ کسقدر درگذر کی ہے۔

یہ کیفیت اجمالی تو ان حضرات کے فہم و انصاف کی تھی اب اونکے اتباع کی سنیئے کہ مولوی عزیز الدین ساکن آگرہ جنکا شغلہ وعظ
گوئی سے اور انہی فکر مین ادہر ادہر کا سفر بھی کرتے رہتے ہین اونکی طرف سے حضرت مولانا کے رسالہ مسمی بہ سبیل الرشاد
کا جواب تہوڑا عرصہ ہوا جو شائع ہوا ہے اوسکے دیکہنے سے بالبداہت یہ معلوم ہوتا ہے کہ عزیز مذکور علم و دیانت تہذیب و انصاف مین

بنظر رعایت وترحم وہی معنی لین جو مجیب اور اونکے ہواخواہ لے رہے ہین تو پہر بھی یہ خدشہ موجود ہے کہ حدیث
طارق بن شہاب سے بنظر انصاف صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ وجوب صلوۃ جمعہ کے لئے جماعت شرط ہے اباحت
یا استحباب جمعہ کے لئے جماعۃ کا ضروری اور واجب ہونا ہرگز معلوم نہین ہوتا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بدون تحقق جماعۃ
اقامت جمعہ فرض نہوگی یہ نہین کہ مباح یا مستحب بھی نہوگی تو حدیث طارق بن شہاب کا مستدل ہونا تو تاوقتیکہ معانی
محتملہ مذکورہ مین سے کسی ایک احتمال کو معین نفرما لیوین بالکل لغو ہو ہی گیا تہا اب یہ ہوا کہ مذہب مجیب اور حدیث مین
مخالفت بالفعل محقق ہوگئی کیونکہ مجیب اور اونکے موافقین حدیث طارق ہی کے اعتماد پر جملہ قیود وشرائط جمعہ مسلمہ
سلف وخلف کو اوڑا کر صلوۃ جمعہ کے لئے صرف جماعۃ کو واجب فرماتے ہین حالانکہ حسب معروضہ سابق حدیث موصوف
سے صرف وجوب جمعہ کے لئے جماعۃ ضروری معلوم ہوتی ہے صحۃ جمعہ کے لئے جماعت کا ضروری ہونا کسیطرح سمجھ مین
نہین آتا ہم نہایت مشکور ہونگے اگر ہر دو مجیب مشورہ باہمی کے بعد بھی ہمارے معروضات کو سوچ سمجھ کر جواب باصواب
عنایت فرماوینگے واللہ الموافق والمعین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا ومولانا محمد
سید المرسلین وخاتم النبیین وعلی آلہ واصحابہ الطیبین الطاہرین ومن تبعہم باحسان الی یوم الدین ۔ آمین ۔

تتمہ یا تحریر

الدین النصیحۃ

ہمارے ہر دو مجیب کو کیا عجب ہے جو ہماری نصیحت مخلصانہ سے بھی ملال ہو اور اسوجہ سے ہمکو بھی عرض کرنے
مین تامل ہوتا تہا مگر بالآخر یہی خیال ہوا کہ حسب ارشاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم الدین النصیحۃ جو امر اونکے حق مین
نافع ہو اوسکو عرض کر دیا جاوے اونکو اختیار ہے جس محل پر چاہین ہماری عرض کو محمول کرین اور جس نظر سے چاہین
اوسکو دیکہین **شعر**

من آنچہ شرط وفاست باتو میگویم ۔۔۔ تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

ہمنے یون سنا تہا کہ ایک جماعت عاملین بالحدیث مین قرارداد باہمی ہے کہ جو رسالہ مقلدین کیطرف سے شائع ہو
بلاتمیز اس امر کے کہ مولف اوسکا کون ہے اور وہ رسالہ کیسا ہے اوسکا جواب ضرور مشتہر ہونا چاہیئے کوئی رسالہ چھوٹا
بڑا ایسا نہو کہ جسکی نسبت کوئی یہ کہہ سکے کہ اوسکا جواب منکرین تقلید نہین دیسکے یا نہین دیا حتی کہ اسکی بھی قید نہین کہ
جواب کیسا ہو صحیح یا غلط اور مجیب کیسا ہو معتبر یا غیر معتبر عالم یا غیر عالم جو کچہ ہو سو ہو مگر جواب کا نام ہوجانا ضروری ہے لیکن
ہم اس امر کو خلاف علم ودیانت سمجھکر اوسکی صحت مین متامل تھے اب اوثق العری کے متعدد جوابون کی شہرت سنکر جو
ہمنے اون صاحبون کے رسائل دیکھے کہ جنکی نسبت کسیوجہ سے یہ خیال ہوتا تہا کہ اونہون نے جو اپنے ہی مین فہم وانصاف سے

ہوا تو ہم وعدہ کرتے ہین کہ انشاء اللہ اس طرف سے بھی خوبی و سنجیدگی کے ساتھ
اوس کا ضرور جواب دیا جائے گا جو اہل علم کے نزدیک مفید اور قابل لحاظ سمجھا
جائے گا ورنہ خدا نخواستہ اگر آپ اپنے اوسی طریقۂ قدیم پر قایم رہے کہ
جو چاہا لکھا اور جیسا چاہا لکھا اور جس نے چاہا لکھا تو موافق مثل مشہور کلوخ
انداز را پاداش سنگ است اودہر سے بھی آپکو نہایت دلخراش
فقرے اپنے اور اپنے اکابر کی نسبت غالبًا سُننے پڑینگے اور حسب
ارشاد والبادی اظلم اوس کا بھی وبال آپ کے سر ہوگا اب
آپکو اختیار ہے جو مسلک پسند خاطر ہو اوس کو اختیار
فرماوین اور اوسی کے جواب کے منتظر رہین تحقیق شرعیات
کا شوق ہو تو ہماری عرض پر کاربند ہوجئے اور اگر نعوذ
باللہ کوئی صاحب ارشاد لیجاری بہ العلماء اولیماری
بہ السفہاء او لیصرف بہ وجوہ الناس الیہ کے
مصداق اور مصدق بننا چاہین تو وہ
مختار رہین وما علینا الا البلاغ ولا حول
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ✦ ✦

ہمارے ہر دو مجیب سے بدرجہا فائق ہین بالکل وہی قصہ ہے جتنا چھوٹا اوتنا ہی کھوٹا اوس رسالہ کا نام غالبا صیانۃ العباد من
تلبیسات سبیل الرشاد ہے اہل فہم تو اتنی ہی بات سے رسالہ اور صاحب رسالہ کی حالت بالاجمال دریافت کرسکتے ہین مگر
جو صاحب مزید اطلاع کے شایق ہون رسالہ مذکور کو ملاحظہ فرمالیوین کہ کسقدر لغو اور بیہودہ ہے گو بعض علمانے اوس کا
جواب بسوط اور عمدہ تحریر فرمایا ہے جو غالبا زیر طبع ہے۔ مگر رسالہ مذکور ہرگز اس قابل نہین کہ اوسکی تردید مین تضییع
اوقات کیجاوے اور غضب یہ ہے کہ ہمکو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ محدث بنارسی تقریرا و تحریرا اوس رسالہ کی توصیف
وتحسین مین رطب اللسان والقلم ہین ان حالات کے دیکھنے کے بعد کہ جو ی ستبعد اور اعجاب کل ذی راے برایہ کے
پوری مصداق ہین کسی قسم کی گنجایش نظر نہین آتی مگر خیر خواہانہ اتماما للحجۃ اتنا عرض کیے دیتے ہین کہ جو کچھہ ہوا سو ہوا آیندہ
کو ایسے غرافات سے تائب ہوجیے اور ایسی بیہودہ تحریر وں سے کہ غوغائی بزرگان کا نمونہ ہین کسی قسم کی توقع نرکہیے اپنے مومن
بہائیون کے حالات سے تو آپ زیادہ واقف ہین مگر اتنا ہم بھی جانتے ہین کہ جسکو علم وفہم سے کچھہ بھی تعلق ہوگا وہ ایسے
فضولیات کو بمقابلہ اکابر اہل حق کیطرح نہین پسند کرسکتا بلکہ ایسے امور سے سخت متنفر ہوگا آپ اپنے فریق کے چند منصف
صاحب علم ودیانت کے روبرو سبیل الرشاد اور صیانۃ العباد کو پیش فرماکر تنہائی مین واقعی امر اونسے دریافت فرمایئے اور
دیکھیے کہ وہ صاحب کیا فرماتے ہین ہمکو جو حسن ظن اہل علم کے ساتھہ ہے اوسکی وجہ سے ہمکو یہی امید ہے کہ اہل علم ایسے
لغویات کی کبہی تحسین نکرینگے کہ جسکی تحسین سے اونکے علم ودیانت پر حرف آئے غایۃ ما فی الباب بضرورت پردہ پوشی اخوان
جو اپنی بھی پردہ پوشی ہے علی الاعلان حق گوئی سے باز رہین بلکہ ہمتو محدث بنارسی کی طرف بھی یہی خیال کرتے ہین کہ بوجہ
مصالح چند در چند رسالہ مذکور کی توصیف فرمارہے ہین مگر امر واقعی کے دل مین ضرور معترف ہونگے واللہ علیم بذات الصدور
ان حالات ندامت خیز کے بیان کرنیکے بعد ہماری یہ عرض ہے کہ اگر کسی وجہ اور غرض سے واقعی آپ صاحبون سے یہ نہین ہوسکتا
کہ کسی رسالہ کا جواب آپکی طرف سے شائع ہنو تو ہمکو اوسمین کوئی ملال وشکایت نہین مگر خدا کے لئے اپنے اس قرارداد مین دو باتون کا
خاص طور سے ضرور التزام فرمالیجیے بالخصوص حضرت مولانا کے کسی فتوی یا رسالہ کا جواب لکھنا ہو تو اوسمین تو دونون باتون کا
پورا التزام کرنا نہایت ضروری ہے اول یہ کہ آپکی جماعت مین جو صاحب لیاقت علمی کے سوا فہم وانصاف مین بھی ممتاز سمجھے
جاوین اونکو غور بلکہ مشورہ کے بعد منتخب فرماکر اس کام پر مامور کیجیے اور جو تحریر وہ کرین اوسکو اور چند اہل علم وفہم بھی ملاحظہ
فرمالیا کرین اوسکے بعد وہ شائع کیجائے دوسری بات یہ ہے کہ بہ نسبت اکابر کلمات بیباکانہ اور گستاخانہ ہرگز نہ استعمال
کئے جاوین اگر میری خیر خواہانہ التماس کی موافق اوثق العری کا صفحہ ایک جواب آپ صاحبون کی طرف سے ہوتا اور
گو اوسمین برس دن چہہ مہینے کی اور بھی تاخیر ہوجاتی تو اس مقتدر رسائل سے آپکے حق مین غالبا ہزار درجہ بہتر ہوتا اور کار
اہل علم کے مقابلہ مین ایسے بدنام کنندہ نکونامی چند کو تو قلم اوٹہانے سے بالکل منع فرمادیجیے کہ جو بیچارے اپنی جماعت
کی وقعت و عزت کو خاک مین ملادین اگر غور وفکر کے ساتھہ اس طرز پر حضرت مولانا کی تحریرات کا جواب آپ حضرات کیطرف

کیا بعض لکھتے ہین کہ اونکی ہی اعانت سے طبع بھی ہوا ہے انصاف فرمائیے کہ یہ شور حماقت آمیز و تعصب خیز اور یہ فضول جوابات
اور پٹھانونکے جاہلانہ کلمات ایک تحقیق علمی اور بحث شرعی کے مقابلہ مین ارشاد والغوا فیہ لعلکم تغلبون کا نمونہ ہے یا نہین جو
کسیطرح اہل علم بلکہ شرفا کے بہی مناسب شان نہین اسلئے ہمار حسن ظن یہی کہتا ہے کہ اوثق العری کے بعد تحقیقات
العلی کی رد ہی ہو لینے مین کوئی تردد باقی نہین رہا مگر غالباً مولوی شمس الحق صاحب محدث کا یہ خیال تو ہرگز نہ ہوگا کہ اس عوام
کی جہک جہک اور بک بک سے امر حق کو مغلوب بنا کر اپنی غلبہ کے متوقع ہون ہان عجب نہین جو یہ جوابات خود مولوی صاحب
موصوف کے نزدیک بھی قابل اعتبار نہون اور اسیوجہ سے ان مولفین کو یکے بعد دیگرے تردید اوثق العری پر مامور کیا ہو
مثلاً مولوی محمد سعید صاحب کے جواب کو ناقص سمجھکر دوسرے صاحب کو اس امید پر ارشاد تحریر جواب ہوا ہو کہ یہ شاید کچھہ
جبر نقصان کرین دوسرے کے بعد تیسرے کو اسی توقع پر تحریر جواب کا حکم کیا ہوگا یہ جواب اخیر تحریر فرموده خانصاحب ایسا
نہین کہ اب پہر بھی مولانا شمس الحق کو کسی صاحب کی نسبت ایسے ارشاد فرمانیکی تکلیف کرنی پڑے جواب کی بیہودگی اور لغویت
کے علاوہ خانصاحب نے شجاعت خداداد سے اپنے شیخ العرب والعجم اور محدث عظیم آبادی وغیرہ کی نسبت سب وشتم کا البساد روازہ
کہول دیا کہ خانصاحب کے اکابر واصاغر کی شان مین جسقدر کوئی الفاظ قبیح استعمال کرے تو کوئی منصف مزاج اوسکو بیجا
نہین کہہ سکتا اور پہلے ہر دو مجیب سے جیسے بدفہمی وکجروی مین سبقت لیگئے ایسی ہی سخت کلامی اور گستاخی مین بہی درجہ
اعلی حاصل کیا اب درشتی وبیباکی مین وہی کمی کرسکتا ہے کہ جسکو ایسی کلمات یاد ہے نہون یا حیا وشرافت سے اوس کو
کچھہ حصہ ملا ہو بالجملہ خانصاحب ممدوح کی تحریر چونکہ جہالت وحماقت طبعزاد اور بیباکی ومطلق العنانی خداداد مین سب پر
فایق ہے اسلئے کسیوجہ سے یہ استحقاق نہین رکہتے کہ رسائل سابقہ کی تردید کے بعد کوئی عاقل اوسکی تردید کیطرف متوجہ
ہو بلکہ جب یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جوابات سابقہ سے کوئی امر زایہ لایق جواب خانصاحب نے تحریر نہین فرمایا جنکا جواب بلکہ
بعض کے جوابات شافی بحمد اللہ ہو چکے ہین تو پہر تو خانصاحب کی تردید ایسا فضول امر نظر آتا ہے کہ عند العقلا موجب
حیا وندامت ہونا چاہیئے مگر ہم بعض مخلصین یکرین کے ارشاد کے موافق صرف اس غرض سے خامہ فرسائی کی تکلفت گوارا
کرتے ہین کہ تحریر مذکور کی نسبت جو ہمنے اجمالاً عرض کیا ہے اوسکی تفصیل اور ہمارے قول کی تصدیق ناظرین کو خوب معلوم ہوجائے
واللہ ولی التوفیق خانصاحب نے شروع مقصد سے پہلے اول تو اہل زمانہ کے فتنہ پردازی اور جہل وحماقت کی گرم بازاری
اور کذب وخیانت واشرار کی برخورداری اور اہل حق اور طریقہ سنت واہل سنت کی ذلت وخواری پر افسوس ظاہر فرمایا ہے
اور علما کی حالت پر بہت کچھہ تاسف کیا ہے ہرچند اس تمام نوحہ وزاری کے جواب مین جو کلمہ حق ارید بہا الباطل کا مصداق
ہے اسیقدر کہدینا کافی ہے شعر اے تماشاگاہ عالم روئے تو ۔ تو کجا بہر تماشا میروی ۔ مگر اہل فہم کی تنبیہ کے لئے اتنا اور
عرض کئے دیتے ہین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال الرجل ہلک الناس فہو اہلکہم اسکو بہی ضرور ملحوظ رکہین کیونکہ
نیت کے بدلنے سے قصہ ہی کچھہ اور ہوجاتا ہے انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرء مانوی خانصاحب نے سرسری طور پر کلمات

التلمیع الی مفاسد التجمیع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم انت عضدی ونصیری بک احول وبک اصول

امابعد حضرات ناظرین کی خدمت مین یہ التماس ہے کہ جب احقر کسر العری اور ہدایۃ الوری دونون کی جواب دہی سے
فارغ ہوچکا تو ایک عرصہ کے بعد ایک رسالہ مسمی بہ نور الابصار مولفہ مولوی عبد الرحمن صاحب جو مولف نے بجواب رسالہ
جامع الآثار مولفہ مولانا ظہیر احسن صاحب شوق تحریر کیا ہے نظر سے گذرا اور اوسکے اخیر مین بطور ضمیمہ ایک رسالہ مختصر التجمیع
فی القری بنقض ما فی اوثق العری مولفہ مولوی ابو عبد اللہ مولی بخش خان صاحب بڑاکڑی جو اوثق العری کے جواب
مین لکہا گیا ہے ہمنے دیکہا چونکہ خانصاحب کا رسالہ کسر العری کے بعد مین تالیف کیا گیا ہے چنانچہ خانصاحب خود اپنے
رسالہ مین اپنے رسالہ کے بعدیتہ کے مقر ہین تو ہمکو یہ خیال ہوا کہ جوابات متعددہ کے بعد جو خانصاحب نے تحریر جواب کی
تکلیف گوارا کی ہے تو ضرور اون جوابونکی نقصانات کی مکافات اور جبر مافات کیا ہوگا مگر مطالعہ کے بعد کسیکا مقولہ
رحمۃ اللہ علی النباش الاول بے ساختہ یاد آگیا جب اوثق العری کے متعدد جواب مشتہر ہوچکے تہے جو خانصاحب کے ہم
مشربونکی فخر وابتہاج کے لئے کافی اور تخلیہ تسمیہ کے لئے وافی تہے تو پہر معلوم نہین کہ خانصاحب نے اس بار کو اپنی گردن پر
کیون لیا ہمنے تمام رسالہ کو اس طمع مین دیکہا کہ کوئی بات نئی گو عمدہ نہو نظر پڑی مگر اول سے آخر تک کوئی بات رسائل سابقہ
سے زاید ہمکو نظر نہ آئی لیکن حسب ارشاد عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو یہ عرض ہے کہ البتہ دو امر خانصاحب کی تحریر مین
پہلے دونون تحریرونسے زاید معلوم ہوئے اول جہالت وحماقت دوسرے گستاخی وجسارت اور یہ ہر دو امر ہرچند اہل علم سے
نہایت مستبعد اور موجب تعجب وتحیر ہین مگر مولوی ابو المکارم صاحب معترض نجات اعظم گڈہی اور بالخصوص مولوی محمد سعید
صاحب محدث بنارسی کی تحریرات نے ہمارا خیال بدل دیا اور استبعاد واستعجاب مذکور خاک مین ملا دیا **شعر** وذاک ان
الفحول البیض عاجزۃ + عن الجمیل فکیف الخصیۃ السود + ہم اصل رسالہ مین عرض کرچکے ہین کہ ہرچند محدثین دہلی کے فتوی
مین تمام اکابر حنفیہ بلکہ صحابہ کرام وتابعین کی نسبۃ کہلم کہلا نہایت شنیع الفاظ استعمال کئے گئے ہین مگر اوثق العری مین ان
لا یعنی امور کے مقابلہ مین بہی کلمات نا ملایم سے اجتناب کلی اختیار فرمایا گیا باوجود اسکے جو صاحب اہل حدیث مین سے
جواب دیتے ہین وہ تبرا گوی کو سپر بناتے ہین کیا مقتضائے عقل وتدین یہی ہے استغفر اللہ مگر کسی نے سچ فرمایا ہے **شعر**
وقت ضرورت چو نماند گریز + دست بگیرد سر شمشیر تیز + اور اس سے بہی عجیب تر اور بات سنئے ہمارے تمام مجادل ومکابر
تحریر فرما رہے ہین کہ ہمنے اوثق العری کا جواب مولانا ابو الطیب محمد شمس الحق صاحب محدث عظیم آبادی کے ارشاد سے تصنیف

دسرخرومی کا خیال خام نہ پکائین ورنہ بجز اظہار جہالت جبلی وحماقت قومی اورکوئی نفع نہوگا - اب ہم خانصاحب کے جوابات جو انہون نے بجواب مضامین اوثق العری تحریر فرمائے ہین اونکو علی الترتیب ہدیہ ناظرین کرکے یہ بات دکہلانا چاہتے ہین کہ خانصاحب کی تمام رسالہ مین کوئی نئی بات قابل جواب نہین بلکہ وہی مضامین جو کسر العری مین موجود ہین اون ہی کو خانصاحب نے اخذ ومسخ کرکے اوثق العری کے جوابہی کا فخر حاصل کرلیا ہے اور بجز زیادت جہالت وحماقت کوئی امر زاید تمام رسالہ مین مذکور نہین اور بالاجمال دونون رسالون مین بعینہ ایسا فرق نکلیگا جیسا کسر اور نقض مین جسکے سمجہنے کے لئے اہل فہم کو نظر سرسری کافی ہوگی اور کم فہمون کے سمجہانیکی غرض سے حسب موقع یہ احقر کسیقدر تفصیل کئے دیتا ہے تتمئہ اوثق العری مین تعدد اسعد بن زراہ اور مصعب بن عمیر مین مطابقت بیان فرمانے کے ذیل مین یہ کہا ہے کہ اول انصار نے جمعہ اپنی رائے سے بطور تنفل ادا فرمایا اور ظہر بھی جو فرض تہا پڑہتے رہے کیونکہ یہ امر ہرگز ممکن نہین کہ صحابہ کرام محض اپنی رائے سے ایک امر ایجاد کرکے فریضہ حق سبحانہ تعالی کو چہوڑدین اور اوسکے بعد جب آپنے اداے جمعہ کے لئے امر فرمایا تو اوسوقت صلوۃ جمعہ البتہ فرض اور مسقط ظہر ٹہرائی گئی تو اب ان دونون واقعون مین کچہہ مخالفت اور تعارض نہین ہے - اب ہمیر خان خطرۂ دین وایمان اوثق العری کے مطلب اصلی اور جملہ دلائل سے اغماض کرکے اس امر ضمنی کی نسبت سینہ زوری کی ساتہہ تحریر فرماتے ہین کہ یہ آپکی تجویز عقلی ہے نہ حجت شرعی کیونکہ جب صحابہ کرام نے اپنی رائے سے بغیر حکم شارع جمعہ قایم کیا تہا تو تعین وقت ودیگر شرائط وقیود جمعہ مین مصیب ہونگے یا نہین اگر مصیب نہ تہے تو یہ نماز شرعا جمعہ کی نہولی اور بحیثت تنزیہ سے خارج ہوئی اور اگر حضرات صحابہ ان سب امور مین مصیب تہے تو ظہر کے اسقاط مین اونکی اصابت مین کیا استبعاد ہے جب حق تعالی نے اتنے امور مین اونکو ہدایت فرمائی تو ایک اسقاط ظہر کی ہدایت مین کیا تامل ہے - [illegible] امر [illegible] کا جواب مکرر بجواب مجیب بنارسی تفصیل کے ساتہہ معروض ہوچکا ہے اسی رسالہ کو ملاحظہ فرمائیے ہمکو کسی قسم کی جوابدہی کی حاجت نہین ہان خانصاحب اور اونکے آمر وامیر کی خدمت مین یہ عرض ہے کہ اول تو یہ بات خوب یاد رکہین کہ خلاف عقل ونقل اور مخالف سلف وخلف آپنے اس امر کو تسلیم کرلیا کہ نصوص شرعیہ اور احکام قطعیہ دوسرون کی رائے اور اجتہاد سے بہی متروک ومنسوخ ہوسکتے ہین نعوذ باللہ اب ضرور ہے کہ کسی اورکو نہو تو مولانا ابو الطیب کو توضرور متنبی کا خطاب دینا چاہیئے شعر بجلی گری فغان سے مری آسمان پر ✦ جو حادثہ کبہی نہوا تہا سواب ہوا اگر اتباع سنت وعمل بالحدیث اسیکا نام ہے تو حق تعالی سب مسلمانون کو اس گمراہی سے بچاوے - دوسرے ہم بہی خانصاحب سے دریافت کرتے ہین کہ نبی سالم مین جو ہجرت سے قبل برابر جمعہ ہوتا تہا اور اسعد بن زرارہ اور مصعب بن عمیر نے جو قبل ہجرت جمعہ قایم فرمایا تہا تو اوس مین حضرات صحابہ مصیب تہی یا نہین اگر مصیب نہ تہی یعنی تعین وقت وعدد رکعات ودیگر شرائط وقیود جو حضرات صحابہ بجالائے تہے وہ شرعا غیر معتبر وغیر مقبول تہین تو بقول آپکی وہ نماز

کے صدق پر اعتماد کرکے اونکو نقل توفرمادیا مگر غالبا خرابی نیت کا کچھہ اندیشہ نہین کیا اور اگر وہ ایسا کرتے تو خانصاحب اور
دوسرونمین فرق ہی کیا ہوتا - اسکے بعد تحریر فرماتے ہین کہ فتوای شیخ الکل شیخ العرب والعجم مولانا سید نذیر حسین صاحب
محدث دہلوی کی رد وجواب مین ایک رسالہ مسمی بہ اوثق العری ہمارے نظر سے گذرا جو تمام منکرات شرعیہ مثل کذب و خیانت
ومغالطہ وغیرہ پر مشتمل تہا اسلئے یہ عاجز اوسکی جوابدہی کیطرف حسب فرمایش فلان متوجہ ہوا انتہی بحذف الفاظہ الشنیعہ
ہرچند ایسے کلمات موجب سواد الوجہ فی الدارین کی ابطال کیطرف کہ جنکی جوابدہی کے لئے ملائکۃ الجبار مامور ہون اور خود
احکم الحاکمین جل جلالہ کیطرف سے اونکے قائل کو اعلان جنگ دیاجاتا ہو کسی قسم کی توجہ اور التفات کرنا بالکل بے
سود ہے مگر بعض وجوہ سے صرف اسقدر عرض کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اگر ان کلمات کا مبنی محض جہالت و بے
فہمی ہے تو ہماری طرف سے یہی جواب کافی ہے **شعر** گر نہ بیند بروز شپر چشم + چشمۂ آفتاب را چہ گناہ + اور
اگر دیدہ و دانستہ صرف حسد و عناد اسکا منشا ہی تو یہ بات خوب سمجھہ لیجئے **شعر** بر بلندان سخن بسوے خود است + تف
بروی فلک بروی خود است + اگر اس قسم کی خرافات قابل التفات ہوتے تو حضرت فخر اولین و آخرین صلی اللہ علیہ وسلم
اشقیا کی مذمم کہنے پر اولٹا اظہار مسرت کیون فرماتے ولنعم ما قیل **شعر** واذا اتتک مذمتی من ناقص + فہی الشہادۃ لی
بانی کامل + باقی رہی آپکے شیخ العرب والعجم اونکی بابت انشاء اللہ ہم بہت کچھہ مدلل و مبرہن قابل قبول اہل علم و فہم
عرض کرسکتے ہین مگر اس فضول امر سے دو باتین ہمکو مانع ہین اول ارشاد رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم لا تسبوا الاموات
فانہم قد افضوا الی ما قدموا دوسرے اونکی شیخت و سیادت وو ثقیت حدیث و تحقیق علمی و خوش فہمی و انصاف و دیانت
وغیرہ جملہ کمالات کے اظہار کے لئے مضامین اوثق العری اہل علم و انصاف کے لئے ایسی حجت کافی ہے کہ ہمکو اسبارہ مین
خامہ فرسائی بے سود نظر آتی ہے عیان راچہ بیان فتوای شیخ الکل اور اوثق العری موجود ہین جسکا جی چاہے دیکھلے
اوسی نقصان کی جبر اور اوسی عیب کی اخفاء و ستر کی ضرورت سے تو محدثین زمانہ کمال از اصاغر تا اکابر واز اتباع شیخ الکل
کی پردہ پوشی اور اوثق العری کی بدگوئی مین جان و دل سے ساعی ہین اور جوابات متعددہ پر بہی کسیطرح صبر نہین آتا اور
بحالت مجبوری والغوا فیہ لعلکم تغلبون پر عمل کرنے سے بہی علم و حیا و خوف خداوندی کوئی امر مانع نہین ہوتا محدثین موصوفین
کی یہ تمام گریہ و زاری اور اضطراب و بیتابی دیکہکر ہر ایک فہیم سمجھہ سکتا ہے ع کہ آخر کچھہ تو ہے جسکی پردہ داری ہے
مگر ظاہر ہے کہ یہ پردہ پوشی پردہ دری سے بڑہکر اور یہ عذر گناہ سے بدتر ہے اسلئے ایسے مزخرفات سے سرخروی کی توقع
سراسر نادانی ہے اگر بے وجہ محض اپنے غلبہ کی طمع سے اہل حق پر طعن و تبرا مفید و موجب کامیابی ہوتا تو حضرات شیعہ
ہمارے اس وقت کے اہل حدیث سے بہی زیادہ اس سرخروی اور کامیابی کے مستحق تہے ہمکو تعجب ہے کہ باوجود دعوی حدیث دانی
اور تنفر عن التقلید ہمارے خانصاحب نے شیعونکی تقلید کیسے گوارا فرمائی خانصاحب کو لازم ہے کہ صلحا کی تبرا گوئی سے
توبہ کرین اور مباحث علمیہ اور تحقیقات شرعیہ کو خانہ جنگی اور نزاع بازاری پر قیاس نفرماوین اور از راہ زبردستی کامیابی

الہیہ سمجھنا بالکل ایسا ہی قصہ معلوم ہوتا ہے کہ طعام خبیث وحرام کہا کر شکر الہی ادا کرنے بیٹھ جاوے اہل فہم تو اس خرافات
کو دیکھکر ضرور یہی کہینگے الحمد للہ الذی لم یفہمنی ہذا وعافانی مما ابتلاک بہ اسکے بعد خالفصاحب کا عبارت آیندہ مین حضرات
صحابہ کی اقامۃ جمعہ کو غیر مشروع کہنا ایسی حماقت نہین جسکی سمجھنے مین کسیکو کوئی تردد ہو مگر یہان شیخ الکل اور محدث عظیم آباد
سے فرمایئے کہ اس جمعہ غیر مشروع سے اپنی تصانیف مین جو استدلال بمقابلہ احناف پیش فرمایا ہے اوس سے تائب
ہون سبحان اللہ ہمارے خالفصاحب کے نزدیک قول وفعل صحابہ مثبت فرضیت بلکہ ناسخ حکم قطعی تو ہو جاوے مگر مشروعیت
نصیب ہونی غیر ممکن اسکے بعد فرماتے ہین کہ ثبوت فرضیت جمعہ قبل ہجرت اصول حنفیہ کی بالکل خلاف ہے کیونکہ ثبوت
فرضیت کے لئے دلیل قطعی ہونے چاہئے اور اثر ابن عباس نہ قطعی ہے نہ صحیح بلکہ ظنی اور غیر صحیح ہے اور وہ بہی محض ابن
عباس کا قول ہے حدیث مرفوع نہین پس اوثق العری مین روایات صحیحہ کا حوالہ دینا محض کذب یا مغالطہ ہے الی
آخر ہذیانہ فاضل برا کڑی نے اس موقع پر علم وفہم سے قطع نظر فرما کر بہت کچہہ زور آزمائی کی ہے مگر سبکا مبنی علی سبیل منع
خلو یا حماقت ہے یا رفع ندامت اصل رسالہ مین بجواب کسر العری اور ہدایت الوری تمام امور نہایت بسط کے ساتھ گذر چکے
ہین جسکا جی چاہے دیکہہ لے اثر ابن عباس مین پہلے ہر دو محدث نے بہی یہی غلیانات پیش فرما کر داد قابلیت دی تہی جکی
کیفیت معروض ہو چکی ہے مگر جائے اوستاد خالی است واقعی خان المحدثین نے اثر مذکور مین وہ خدشہ پیدا کیا کہ نہ
محدث بنارسی کو وہان تلک رسائی ہوئی نہ ابو المکارم کو فرماتے ہین کہ وہ محض قول ابن عباس ہے یعنی حدیث مرفوع
نہین بلکہ موقوف ہے واقعی مولوی محدث فاضل مولی بخش خان بہی محض خالفصاحب ہی نکلے صاحبو اثر ابن عباس
مفصلاً مکرر مذکور ہو چکا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ مکہ مکرمہ مین آپ پر جمعہ فرض ہوا لیکن آپ بوجہ عدم تمکن معذور رہے
اور اپنے اصحاب کو جو مدینہ طیبہ کیطرف ہجرت کر گئے تہے آپنے لکہکر بہیجا کہ جمعہ قایم کرو چنانچہ انہون نے حسب ارشاد
حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ قایم کیا جس سے صاف ثابت ہو گیا کہ قبل ہجرت جمعہ فرض ہو چکا تہا
اور بوقت ہجرت جو آپنے قبا مین چند روز قیام فرمایا تو نہ خود جمعہ پڑہا نہ اہل قبا کو حکم فرمایا تو اب صاف معلوم ہو گیا کہ قری
محل اقامت جمعہ ہرگز نہین وہو المطلوب اس اثر پر جو کچہہ خدشات پہلے مجیبین نے کئے تہے وہ نو معہ جوابات گذر چکے
مگر خالفصاحب نے نئی بات یہ فرمائی کہ یہ تو محض ابن عباس کا قول ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ واقعی ہمارے خالفصاحب
بہی محض ناواقف اور پڑھے لکھے ہو کر ماشاء اللہ پورے جاہل ہین محدث ومجتہد ہو کر اتنے بہی خبر نہین کہ حضرت ابن عباس
صریح تعامل نبوی اور عملدرآمد زمانہ مصطفوی کو بیان فرما رہے ہین اور آپنے صحابہ کرام کو دربارۂ اقامت جمعہ جو ارشاد فرما کر
بہیجا اوسکا ذکر کرتے ہین اور احمق سے احمق بہی یہ بات جانتا ہے کہ تعامل حضرت فخر عالم اور ارشاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم دونون کی حدیث مرفوع ہونے مین ادنی واقف بہی متامل نہین ہو سکتا ہم کیا غالباً مولوی ابو الطیب اور محدثین زمانہ
حال بہی ضرور متعجب ہونگی اور سوائے خالفصاحب موصوف اتنے امر کی تسلیم مین کسیکو تامل نہوگا کہ اثر مذکور مین دیکہہ لیجیے

شرعاً جمعہ کی نماز نہوئی اور متنازع فیہ سے خارج ہوی تو اب ان روایات سے آپکے شیخ العرب والعجم اور آپکے امیر و مفتی اور
بہت سے اخوان الصفا جو اپنی اپنی تحریرا ور رسالون مین نفی شرائط جمعہ پر اس قصہ ور اوسکی روایات سے بمقابلہ
حنفیہ اپنی زعم کے موافق استدلال پیش فرما رہے ہین اونکو ہدایت فرمایئے کہ یہ قصہ چونکہ مبحث سے خارج ہے لہذا
ہدایت العلی اور جملہ تحریرات سے خارج کردینا چاہیے اور اگر حضرات موصوفین ان تمام امور و قیود مین مصیب تہے تو
بقول دشمن نادان یعنی خان مولی بخش خان پہر فرضیت جمعہ قبل ہجرت ہی مین کیا استبعاد اور کونسا محال ہے
بقول خانصاحب جب خداوند تعالی نے اتنے امور مین اونکو ہدایت فرمائے اور جملہ امور و قیود معمولہ اصحاب کرام معتبر
و واجب العمل ہوئین تو پہر فرضیت جمعہ مین خانصاحب اور اونکے فریق کے رد مین دار و تاب کیون متامل اور منکرین
ہمارے اس خدشہ کا جو جواب خانصاحب دین وہی اپنی اعتراض بیہودہ کے جواب مین ہمارے طرف سے محسوب
کرلین تیسرے جب آپ صاحبون کے نزدیک حضرات صحابہ اپنی رائے سے امر منصوص کو منسوخ کرسکتے ہین تو اب
قاضی شوکانی اور شیخ الکل وغیرہ حضرات سے فرمادیجئے کہ قصہ جواثا مین بمقابلہ احناف کیون جوتیون سے کان گانٹھے
جاتے ہین اور فرمایا جاتا ہے کہ صحابہ کرام بلا اذن شارع کوئی فعل نہین کیا کرتے تہے اہل جواثا نے ضرور دریافت کرلیا
ہوگا بلکہ اب تو یہ کہنا چاہیے کہ حضرات صحابہ اپنی رائے اور اجتہاد سے جب کسی فعل غیر فرض کو فرض فرما سکتے ہین اور امر
منصوص اور حکم قطعی تلک کو منسوخ ٹہرا سکتے ہین تو اہل جواثا نے بہی اپنے اجتہاد سے قریہ مین جمعہ فرض فرمایا اور
حکم سابق کو منسوخ کردیا اونکو آپسے اجازت کی ضرورت ہے کیا تہی جو آپسے پوچہکر کرلتے اب دیکھئے تمام جہگڑے بسہولت
طے ہوگئے سبحان اللہ اگر قاضی صاحب ہمارے خانصاحب اور اونکے امثال کو دیکہہ لیتے اور اونکی تقاریر سنلیتے تو غالباً
عمل بالحدیث سے تو بالکل متنفر ہوجاتے علاوہ ازین ہم تمام امور سے قطع نظر کرکے تہوڑی دیر کے لئے خانصاحب
کی ہی زٹل کو تسلیم کئے لیتے ہین کہ ضرور حضرات صحابہ اپنے اجتہاد و فہم سے حکم منصوص کو متروک و منسوخ فرما سکتے ہین اور
حضرات اصحاب کرام نے جب اپنی رائے سے جمعہ قایم فرمایا تہا تو اوسیوقت سے صلوۃ ظہر کو ساقط و ترک بہی فرمادیا تہا مگر اہل
فہم یہ تو فرمایئے کہ اسمین ہمارا کیا نقصان ہوگا بلکہ اب تو ہمارے مدعی پر کوئی غبار ہے باقی نرہا کیونکہ بقول خان بڑا کٹری
جب اہل مدینہ نے اپنے اجتہاد سے فریضہ ظہر کو ساقط الاعتبار فرمادیا تو فریضہ جمعہ مین تو اب کوئی تامل کرہی نہین سکتا جب
وہ حضرات فرض شرعی کو ساقط فرما سکتے ہین تو کسی فعل کو فرض کردینے مین کیا تردد ہے معہذا سقوط فرضیت ظہر تو فرضیت
جمعہ پر متفرع ہی جب تحقق متفرع مسلم ہی تو متفرع علیہ کی تحقق مین کیا تردد ہوسکتا ہے پہر معلوم نہین کس مفاد کی طمع
مین محدث بنارسی کو اول یہ بیہودہ خیال پیدا ہوا اور خان مولی بخش خان نے اپنے تمام جبلی لیاقت اوسپر صرف فرماکر
اس قصہ کو بالکل وہان پہنچا کر چہوڑا کہ جسکو دیکہکر قول علما مجنون فیبداوی اوزندا فقتل یاد آتا ہے مگر ہمارے خانصاحب
لیکہن فخر وابتہاج کے ساتھ فافہم فانہ مما فہمنی ربی تحریر فرما رہے ہین ایسے وساوس نفسانی اور خطرات نادانی کو تفہیمات

جسکو کچھہ بھی فہم ہوگا وہ بیچارہ تو ان تحقیقات کو دیکھکر یاس و حسرت کیساتھہ بیساختہ یہی کہیگا افسوس آدمیان گم شدند - اور اسی آخر کی بحث مین جو خانصاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ حنفیہ کے یہان ثبوت فرضیت کے لئے دلیل قطعی درکار ہے یہ اثر دلیل فرضیت کیونکر ہو سکتا ہے یہ نکتہ بھی نیا ہے جو محدث بنارسی وغیرہ کو بھی نہین سوجھا مگر جو شخص کچھہ بھی واقفیت رکہتا ہے وہ جانتا ہے کہ دلیل مذکور فرض اعتقادی کے لئے درکار ہے فرض عملی کے لئے دلیل ظنی ہی کافی ہے اگر فرضیت جمعہ قبل الہجرۃ کے انکار پر کوئی حکم تکفیر لگاتا تو اوسوقت دلیل قطعی کی ضرورت ہوتی اور اب تو دلیل قطعی کا طلب کرنا خانصاحب کی انہین فضولیات مین سے ہے جنکا منشاء محض ناواقفیت ہے علاوہ ازین دلیل مثبت اور دلیل مظہر مین فرق ہے اگر کوئی عالم کسی عامی یا نو مسلم کو فرضیت صوم و صلوۃ وغیرہ کی خبر دیگا تو اوسکا قول واجب التسلیم ہوگا آپکا یہ عذر وہان کار آمد نہوگا حضرات صحابہؓ وغیرہ نے بہت سے امور کی فرضیت کا فتویٰ دیا مگر کسی نے یہ عذر نہین کیا کہ آپکا قول دلیل فرضیت نہین ہوسکتا حالانکہ یہ امر سبکے نزدیک مسلم ہے کہ قول صحابی ثبوت فرضیت کے لئے کافی نہین - اب اسکے بعد خانصاحب نے تقریر طویل مگر نہایت پریشان تحریر فرمائی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ قیام قبا مین جمعہ قایم نکرنے سے جو اوثق العری مین اقامت جمعہ فی القری کا انکار کیا ہے بچند وجوہ باطل ہے اول تو اسوجہ سے کہ بخاری مین مذکور ہے لما قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ نزل فی علو المدینۃ فی حی یقال لہم بنو عمرو ابن عوف الخ اس سے صاف ظاہر ہے کہ قبا مدینہ مین داخل اور اوسکا جزو ہے تو اب وہان اقامت جمعہ کا کون انکار کرسکتا ہے مگر اس بیہودہ مغالطہ کی تحقیق و تفصیل اصل رسالہ مین بجواب محدث بنارسی ہم عرض کرچکے ہین ایسے مغالطون سے امید کامیابی اپنی بدفہمی اور عجز کا اعتراف ہے البتہ اہل انصاف کی خدمت مین اسقدر التماس ہے کہ محدثین زمانہ حال کا مذہب والنصاف قابل لحاظ ہے کہ اس غصہ مین تو قبا کو جو تقریباً مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے جزو مدینہ اور فناے مدینہ کہکر صحت جمعہ کی صورت نکالی جاتی ہے اور بنی سالم جو مدینہ طیبہ سے ایک میل ہے جب وہان آپکے جمعہ پڑھنے سے یہی محدثین اقامت جمعہ فی القری ثابت کرتے ہین اور حنفیہ کہتے ہین کہ وہ تو قریہ مستقل نہین بلکہ فناء مدینہ مین داخل ہے تو نہایت غصہ سے جواب دیا جاتا ہے کہ ہرگز نہین بلکہ بنی سالم تو قریہ مستقل تہا اور طرفہ یہ کہ قبا اور بنی سالم ایک ہی سمت مین واقع ہین جب قبا سے مدینہ طیبہ مین آتے ہین تو بنی سالم رستہ مین واقع ہے سو اس کرامت سراسر حماقت مین ہم بھی متحیر ہین کہ یا اللہ ان اہل حدیث کو ایسی تناقض صریح اور بدیہی البطلان امر کے تسلیم کی کیونکر جرأت ہوئی بعض اوائل نے جو بنی سالم کو قریہ مستقل مانکر اپنا استدلال جمایا تہا تو قبا کو بھی وہ قریہ مستقل فرماتے تہے یہ غضب کسی نے نکیا تہا کہ قبا کو داخل اور بنی سالم کو خارج فرمایا ہو اگر دولت علم و فضل بزور بازو حاصل ہوا کرتی تو فی الواقع ہمارے خانصاحب زبردست عالم ہوتے مگر کیا کیجئے کہ این سعادت بزور بازو نیست * دوسری وجہ یہ کہ قبا مین آپکی اقامت جمعہ مذکور نہین یہ نہین کہ عدم اقامت مذکور ہو تو اب صرف عدم ذکر سے اوسکی نفی سمجھہ لینی خلاف قاعدہ ہے ورنہ حبشہ کی نسبت بہی بوجہ عدم ذکر عدم اقامت جمعہ کا قایل ہونا پڑیگا - ہم سب جانتے ہین کہ احوال ہجرت نبوی علیہ الصلوۃ والسلام کی تفصیل اور اوسکے بیان کا جسقدر اہتمام ہوا ہے جزئیات حبشہ کا اوسکی نسبت عشر و عشیر بھی اہتمام نہین ہوا اور پھر قیاس

حالت وکیفیت عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی مکہ مین آپ پر جمعہ کا فرض ہونا مذکور ہے اور یہ سب جانتے ہین
کہ اقوال وافعال واحوال حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا تو ذکر کیا ہے دوسرے کے قول وفعل پر آپکا انکار نفرمانا اور اوسکو
دیکھکر یا سنکر سکوت فرمانا بہی حدیث مرفوع ہے ایسے ہی قول وفعل کو واقف حال ہرگز اوسکے قائل وفاعل کا قول محض
یا فعل محض مثل خانصاحب کے نکہیگا بلکہ صرف اسوجہ سے کہ آپنے دیکھنے یا سننے کے بعد سکوت فرمایا اور کسی قسم کا انکار
نکیا قول مذکور اور فعل مسطور حدیث مرفوع ماننے جاوینگے سو اثر مذکور مین تو ابن عباس خود آپکی حالت نقل فرماتے ہین
اوسکی حدیث مرفوع ہونے مین کون متامل ہو سکتا ہے اور ایسی صریح اور بدیہی امر کا انکار کرنیکے بعد منکر کو زمرۂ اہل علم
مین کون عاقل شمار کر سکتا ہے اگر یہی جہالت ہے تو تمام روایات حدیثیہ جنمین حضرات صحابۂ کرام آپکے قول یا آپکے فعل
کی کیفیت نقل فرماتے ہین حسب ارشاد فاضل بڑاکٹری سب موقوف اور غیر مرفوع ہو جاوینگے واقعی ایسے علماء کے ہوتے
جہال کی اور ایسے دینداروں کے ہوتے بددینوں کی کیا ضرورت ہے پہر اس خرافات پر خانصاحب ممدوح کو وہ فخر وانبساط ہے
کہ اپنی نسبت فقط روح اللہ کہنے کی کسر باقی ہے اور تحقیقات اکابر کو بازیچہ طفلان اور ضحکہ صبیان فرماتے ہین خوف
خداوندی اور شرم خلائق کچہہ بہی بالغ نہین بیوقوف سے بیوقوف بہی جو غلطی کہا تا ہے تو آخر اوسکی لئے کوئی منشا ہوتا ضرور ہے
اسلئے یہ سمجہہ مین آتا ہے کہ خانصاحب نے ظاہر بین صرف اتنا دیکہہ کر کہ اثر مذکور مین چونکہ جملہ عبارت ابن عباس کی ہے آپکا خاص
لفظ کوئی مذکور نہین یہ حکم لگا دیا کہ یہ اثر موقوف ہے سو واقعی اگر یہی بات ہے تو احادیث نبوی کا خدا حافظ ہے بخاری
مسلم کی سیکڑون روایتین خانصاحب کی ایجاد کے مطابق موقوف اور غیر معتبر ہو جاوینگے دو سجدے رفع یدین آمین باتہہ
فوق السرہ ہاتہہ باندہنے مین استسقا مین نماز کی مسنون ہونے صلوۃ خوف کی کیفیت تکبیرات عیدین مین اور بہت سی
باتون مین صرف احادیث فعلیہ ہے موجود ہین خانصاحب کی ارشاد کے موافق سب کو موقوف اور محض قول صحابی کہکر لغو کہدیا
جائے مگر مولوی ابو المکارم نے بدنیتی اور خود غرضی سے افعال صحابہ کو علی العموم ایک صورت خاص کے سوا حدیث مرفوع
فرمادیا تہا فاضل بڑاکٹری نے احادیث مرفوعہ متفق علیہا کو بہی محض قول صحابی اور موقوف فرماکر سب سے سبکدوشی حاصل
کی ایسے جہل مرکب سے حق تعالی محفوظ رکہے اور پہر اسپر دعوی حدیث دانی جس سے خدا کی قدرت اور حضرت فخر عالم صلی
اللہ علیہ وسلم کی متعدد پیشین گوئیونکی تصدیق آنکہون سے نظر آتی ہے اور ہمکو تو خانصاحب کی ناواقفی اور بے فہمی سے
یہ بدگمانی ہوتی ہے کہ اثر مذکور کے ضمن مین چونکہ قاضی صاحب نے کلمہ فلم یتمکن من اقامتہا اور کتب الیہم بیان کیا ہے اوسکو
دیکھکر اول کلمہ سے تو خانصاحب نے شاید یہ سمجہا ہے کہ یہ تو فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہوا بلکہ عدم فعل ہے اور
دوسرے جملہ سے بوجہ خوبی ذہن یہ سمجہہ گئے کہ یہ تو کتابت رسول ہے قول رسول علیہ الصلوۃ والسلام کہان ہے اور قابل
اعتبار آپکا قول وفعل ہی یہان مذکور عدم فعل وکتابت ہے قول اگر ہے تو ابن عباس کا ہے۔ اگر ہماری یہ بدگمانی صحیح ہے
تو ضرور خانصاحب اور اونکے موافقین اس نکتہ سنجی پر جسقدر بجا ہین فخر فرمائین ہم بہی اللہم زد فزد عرض کرتے ہین مگر

فہرست اغلاط رسالہ احسن القریٰ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹	۸	س	مین
۱۲	۱۳	ابن	ابن
۱۳	۲۵	معروضة	مفروضة
۱۵	۶	قلہ	فلہ
۱۷	۱۰	مبن	من
۱۷	۲۱	ری	سہی
۱۸	۱۳	ہی	یہ ہی
۱۸	۲۲	علیتہ	علمتہ
۱۸	۲۲	بیہ	بتہ
۱۹	۱۹	نغلیت	تغلیط
۲۰	۴	یبنوا	بینوا
۲۱	۱۴	روابات	روایات
۲۳	۱۶ و ۱۴	حزیمہ	خزیمہ
۲۶	۲۵	چونکہ	جوکہ
۲۸	۲۵	مادنی	بادنی
۳۱	۲	کسیدرجہ	کسدرجہ
۳۱	۶	دوجہہ	وودجہہ
۳۲	۷	بقمن	بیقین
۳۲	۲۳	معررضات	معروضات
۳۳	۷	مذکورمبن	مذکورین
۳۶	حاشیہ	اسکو دیکھو کر مجھہ کی خونکا مسئلہ پوچھا ہے حالانکہ ان لوگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کو قتل کیا۔	
۳۷	۲۱	محققبس	محققین
۳۷	حاشیہ	اس لعلے	تحقیق
۳۸	۱	سبند	مسند
۴۰	۲۰	موافقت	موقع
۴۴	۱۳	الوافق	الموفق
۴۴	۱۸	جملہ	حملہ
رر	۱۹	القوی	الذے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۴	۱۸	خسروابی	شیروانی
۴۴	۱۹	قربانق	فربانق
۴۶	۱۹	ادر	اگر
۴۸	۳	یااللعمت	یااللعجب
۵۵	۴	قربانق	قربانق
۵۶	۱۰	جمعہ	جمعہ کیے
۶۰	۱۸	مرجوع	مرجوح
۶۴	۳	الکیرۃ	الکبیرۃ
۶۴	۲۴	ہوتا	ہونا
۶۵	۲۰	الغیا	ایضاً
۶۹	۵	کیجولحادث	جولحادث کہ
۷۸	۶	بیہقے	بیہقی
۸۷	۱۰	البلا	البدو
۸۷	۲۰	اقامتہ	اقامتہ
۸۸	۹	ہ	رر
۸۸	۱۹	قوال وجہ	قول کی وجہ
۸۹	۱۶	السمال	ارسمات
۸۹	۱۸	ذلسل	ذلیل
۹۲	۶	فردیا	فرمادیا
۹۳	۶	جوتا	جواٹھا
۹۴	۱۲	فردینا	فرمادینا
۹۴	۱۱	یبنابر	بناپر
۹۵	۱۶	لانیافے	لانیانی
۹۶	۵	نیکا	نیگا
۹۹	۱۷	الجمعتہ	بجمعتہ
۹۹	۱۹	نیتبطر	ینتظر
۱۰۱	۱	نشتر	ستتر
۱۰۳	۱۷	ازبانی	ازمانی
۱۰۴	۲۴	یہی	بہی
۱۰۸	۱۸	سجحتہ	بجحتہ
۱۰۹	۲۵	نام	تام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۱	۱۵	اپنی	انہی
۱۱۲	۱	محقق	تحقق
۱۱۳	۱۹	بات	بابت
۱۱۶	۳	فرمامن	فرمائی جائین
۱۲۱	۶	مجوس	مبحوث
۱۲۱	۲۵	الزدیۃ	التروبۃ
۱۲۲	۲۰	علی صاحب	علی صاحبہا
۱۲۳	۳	لگالق	لگاتی
۱۲۳	۶	ہون س	ہوتی ہین
۱۲۳	۱۴	حدیتے	حدیث
۱۲۸	۲	سیمیا	شیئا
۱۲۸	۱۷	نعوذ	نعوذ
۱۳۱	۲۳	بلافت	بلاغت
۱۳۲	۵	اوسیر	اوسپر
۱۳۲	۲۱	دوراور	اور
۱۳۲	۲۳	مرید	مزید
۱۴۰	۱۷	ہولی	ہوتی
۱۴۱	۲۵	لاتحوز	لاتجوز
۱۴۵	۲۴	معمولی	معمول
۱۴۶	۱۹	الزبات	الزامات
۱۵۲	۱۲	بنوت	بنوبت
۱۵۲	۱۵	ریک	ایک
۱۵۴	۴	یہ عبارۃ مکرر لکھی گئی ہے	
۱۵۷	۲۱	مفسلہ	مفصلاً
۱۶۰	۲۲	غیرہ معتبر	غیرمعتبر
۱۶۰	۲۴	بادجو	باوجود
۱۶۳	۱۴	انتیابے	انتباب
۱۶۷	۲۳	عبارت	عبارۃ
۱۶۷	۲۶	نضاف	انصاف
۱۶۸	۱۴	ہوتا	ہونا
۱۶۹	۲۳	بیلورغ	بیلورغ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۲	۱۰	مسقط	مسقط
۱۷۵	۸	آبتہ	آیت
۱۷۶	۱۴	مروع	مرجوع
۱۹۴	۱۸	نعوذوامتغا	نعوذوا ستغفا
۱۹۵	۲۱	خالب	طالب
۱۹۷	۵	مرجع	مرجع
۱۹۹	۲۴	استماب	استحبابکر
۲۰۰	۲۰	انحال	انتحال
۲۰۰	۲۴	نکوی	نکولی
۲۰۱	حاشیہ ۱۷	بحث ثانی یہ نقطہ سطر ۱۹ کے مقابل ہونا چاہیے	
۲۰۲	۷	چیب	جبب
۲۰۳	۲۴	الیقاح	الیضاح

دوڑنا تو خانصاحب کی وہی زبردستی ہے کہ جس سے امور علمیہ اور احکام شرعیہ مین کوئی فائدہ نہین مگر ہم اصل رسالہ مین بعض روایات سے ذکر عدم اقامت بھی عرض کر چکے ہین خانصاحب اپنی ناواقفیت پر کیون شاہد پر شاہد لائے چلے جاتے ہین اسی بحث کے ذیل مین خانصاحب نے بہت کچھہ اغلاط فاحشہ جو اہل علم کے حق مین نہایت شرمناک سمجھے جاتے ہین بہ طفیل کسر العری اور بذریعہ ناواقفی وجرات بیان فرمائے ہین حتی کہ جملہ وکذلک جمع لہم اول ما قدم المدینۃ کما ذکرہ ابن اسحق سے جمعہ فی القباء مراد لیا ہے مگر چونکہ ان امور کی پوری تفصیل اصل رسالہ مین مذکور ہو چکی ہے اسلئے ان خرافات کے مکرر جواب دینے کی کوئی ضرورت نہین اسکے آگے جواثا کی نسبتہ کچھہ ہذیان سرائی کی ہے جسکی بحث بہت بسط کیساتھہ بیان ہو چکی ہے۔ حدیث طارق بن شہاب وغیرہ آثار صحابہ کو بیان کرکے جو خانصاحب نے اپنی خباثت نفس کو الفاظ شنیعہ کی پیرایہ مین ظاہر کیا ہے جملہ امور کا جواب اصل رسالہ بلکہ خود اوثق العری مین بوضاحت موجود ہے باقی آنکھین اگر مندی ہین تو پہر دن بھی رات ہے۔ باقی خانصاحب کا یہ لکھنا کہ اقامت جمعہ فی القری کی صحت پر سب صحابہ متفق ہین اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اثر ضعیف ہے ایسی بیہودہ بات ہے کہ جو عالم کے منہ سے نہین نکل سکتی چنانچہ اصل رسالہ مین نہایت تفصیل کیساتھہ یہ امور مذکور ہین۔ عوالی کی نسبتہ جو مختلف اور پریشان باتین بیان کی ہین بالکل لغویات ہین علی ہذا القیاس تناویل علامۂ قرطبی کے قول کی بابتہ جو ہذیان سرائی کی ہے اصلا قابل التفات اہل فہم نہین جسکو ان امور کی تحقیق وتفصیل منظور ہو اصل رسالہ کو ملاحظہ فرمالیوے علامۂ ابن حجر نے جو وقال الشیخ ابو حامد فرضت بمکۃ وہو غریب فرمایا ہے اوسکی نسبتہ جو زور آزمائی کی ہے اوسکی تحقیق غایۃ بسط کیساتھہ معروض ہو چکی ہے اہل فہم ملاحظہ فرمالیوین اور ان سب بحثات کو ملاحظہ فرمانیکے بعد اہل فہم احقر کی عرض سابق کو کہ ہمارے فاضل خانصاحب مسائل مذکورہ کے مضامین پر جہالت وحماقت کو مستزاد فرماکر مصنف بن بیٹھے ہین تصدیق فرمالیوین مین امید کرتا ہون کہ اہل فہم تو اونہین چند امور کو ملاحظہ فرماکر جنکی کسیقدر تفصیل کر چکا ہون خانصاحب اور اونکے رسالہ کی حقیقت پر مطلع ہو جاوینگے اسلئے باقی امور کی تفصیل کو اصل رسالہ پر محول کرتا ہون اور اہل انصاف وفہم سے اپنے اس عذر کے قبول فرمانیکی امید رکہتا ہون اور خانصاحب کی خدمت مین یہ عرض ہے کہ احقر نے جو کچھہ اونکے بارہ مین کلمات عرض کئے ہین اوسکی شکایت نفرماوین بلکہ خانصاحب نے جو کچھہ حضرات اکابر کی شان مین ژاژ خائی کی ہے اوس سے موازنہ فرماکر دیکھہ لیوین کہ انصاف سے کونسا پلہ جھکتا ہوا ہے علاوہ ازین ہمنے جو کچھہ عرض کیا ہے اگر غور سے ملاحظہ فرماوینگے تو اوس مین فقط برائی ہی نہین بلکہ کچھہ نفع بھی ہے ؎

فان عرفت مرادی ۔۔۔ تکشفت عنک کربہ
وان جہلت مرادی ۔۔۔ فانہ بک اشبہ

اور اگر پھر بھی صبر نہ آئے تو ہم حاضر ہین ہمسے شوق سے بدلہ لیجیے ہم اجازت دیتے ہین مگر اکابر تک بے وجہ کی سب وتبرا کی نوبتہ نہ پہنچائی جاوے ورنہ پہر ہماری بھی شکایت نہو۔ والسلام علی من اتبع الہدے فقط۔

نوٹ: صفحہ ۲۰۹ سے ۲۱۶ تک کے ہندسوں کی ترتیب مکرر لکھی گئی ہے مگر مضمون کی ترتیب صحیح ہے